

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي جعل في كتابه من لا يفسد في الدنيا والآخرة

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مَطْبَعُ يَفِي كَرْدِيَا
دِينِ صَدَقَ هُوَ مَطْبَعُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ الشُّعَرَاءِ

سورۃ شعراء میں ۲۸ آیتیں ہیں اور گیارہ رکوع اور ۴۳۱ کلمے اور ۵۶۸۹ حرف اور یہ سورت جمہور کے نزدیک ہے اور یہی قول ہے ابن کثیر کا اور ابن عباس نے کہا یہ سورت مکرمین ترمی ہے آخر کی پانچ آیتوں کے سوا کہ وہ مدنیہ میں نازل ہوئی ہیں وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغُفْلَانِ سے لیکر آخر تک بڑا کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ نے مجھ کو سب طوالت (سورتیں) تورات کی جابجا دی ہیں اور میں (سورتیں) انجیل کی جابجا اور طوالتیں (سورتیں) زبور کی جابجا اور میں میں در فصل مجھ کو بڑھتی ہیں میں میں انکو کئی چیز نے میرے پہلو نہیں پڑا اَخْرَجَ الْفَرَجِيَّ فِي تَفْسِيرِهِ اور نکالا قرطبی نے ہی ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دیا گیا ہوں میں فصل بڑھتی ہیں ابن کثیر نے کہا اور مالک کی تفسیر میں سورہ شعراء جمعہ کے ساتھ مسبب ہونا بھی مانع ہوا ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
طَلَسْتَ نَاكَ اَيُّ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ۝ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ اَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ۝ اِنْ نَشَا
نُزِّلَ عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ اَيَةٌ فَظَلَّ عَتَا فَعَمُّ لَهَا خَاضِعِينَ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرِ مِنَ الرَّحْمَنِ
مُحْدَثٍ اَلَّا يَكُونُوا عَنِ غَيْرِ مُعْرِضِينَ ۝ فَقَدْ كَذَّبُوا اَفْسَايَاتِهِمْ اَتَبْنَوْا مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۝
اَوَلَمْ يَرَوْا اَلَّا اِلَّا اَرْضٌ كَانَتْ اَنْتُنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ۝ اِنْ فِي ذَلِكَ لَآيَةٌ لِّاُولِي اَلْبَاصِ ۝ وَمَا كَانَ اَنْ تَزُومَ
مُؤْمِنِينَ ۝ وَاِنَّ نَازِلَكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ يَتْلُوهُنَّ مِنْ بُحْرَانٍ لِّكُنَّ يَسْمَعْنَ كِتَابَ كُنَّ شَايِدْ تَوَكُّفُ مَارَ
اِنِّي جَانِبُكَ وَبِقِيَمَتِهِمْ نَبِيْنُ كَرْتِ الْكُرْبُ مَا مِنْ اَمَارِدِيْنِ اَسْمَانٍ سَ اِيْثَانِيْ هِرْجَاوِيْنِ اَلْكِيْ كَرْدِيْنِ

اوسکے اکیچے اور نہیں پہنچتی ان پاس کوئی نصیحتِ حق سے نہی جس سے سنہ نہیں بھڑتے سو یہ جھٹلا چکے
 اب بوجھ کی ان پر حقیقت اس بات کی جس پر شہر کر تے تھے کیا نہیں دیکھتے زمین کو کتنی اوگا کین ہنر سپر نہر بہات
 بہات چیزیں خاصی البتہ ہمیں نشان ہے اور وہ بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب ہی ہر ذرہ دستِ رحم والا
 ف ایضے نہ ماننے پر جلد عذاب نہیں پہنچتا انتہے مافی موضع القرآن ف حافظ ابن کثیر صاحب رسل
 میں حروفِ مقطوعہ جو سورہ نوح کی اوائل میں اللہ نے بیان کی ہیں ان پر گفتگو ہم سورہ بقرہ میں کر چکے اور کتاب سے
 قرآن مراد ہے اور سین یعنی میں واضح جلی ہے جس سے فیصلہ ہو حق اور باطل اور غی اور شاد کے درمیان اور
 باض یعنی مہلک ہے اور اس میں شبلی ہر اللہ کی طرف سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفار کے آپس ساتھ ایمان
 نہ لانے میں مذہ الایہ کا قال تعالیٰ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسْرَتًا إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا
 يَصْنَعُونَ یعنی سو تیرا جی نہ جا مارے نہ پرتو پرتو کیا کر اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں اور جس پر فرمایا فَلَمَّا كَثُرَ
 بَاغِعُ نَفْسِكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِنَّ لَكَ لَأَوَدِعُهُمْ لَئِنْ لَمْ يُوَدِّعُوهُ لَإِيْذَا الْخُرُوجُ اسْفَلَ لَيُنْفِئَنَّ سَائِدُكَ لَوْ كُنْتَ أَلِيْكَ اٰتِي
 جان انکے چھوڑ کر وہ نہ مانیں گے اس بات کو چھوٹا پچھا کر مجاہد اور عکرمہ اور قتادہ اور عطیہ اور سخاک اور ابنِ غیر ہم نے
 باض نفسک کی تفسیر میں کہا قال نفسک یہ فرمایا اِنْ تَشَاءُ نَزَّلَ عَلَيْكَ مِنَ السَّمَاءِ آيَةً فَظَلَمْتَ
 اَعْتَا فَهُمْ لَهَا خاضِعِينَ یعنی اگر ہم چاہتے تو ایسی نشانی اتارتے جو انکو ایمان لانے کی طرف تہرا دجبر
 مضطر کرتے ولكن ہنر یہ کام نہیں کیا کیونکہ ہم نہیں چاہتے کسی سے مگر اختیار ملی ایمان لہذا اللہ سبحانہ نو دوسرے
 آیت میں فرمایا وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا
 مُؤْمِنِيْنَ یعنی اگر تیرا رب چاہتا تو یقین لاتے جتنے لوگ میں میں ہیں سارے تمام کیا تو زور کر گیا لوگوں پر تاکہ
 ہو جاوین با ایمان اور فرمایا وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ الْاٰمَنَۃَ وَاحِدَةً وَلَا يَزَالُ الْوَنُّ مُخْتَلِفِيْنَ اِلَّا مَنْ رَّعَىٰ
 رَبُّكَ وَلَئِنَّ لَكَ لَخَلْقَهُمْ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَا مَلَكٌ جَهَنَّمُ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اٰجَمِعِيْنَ یعنی اگر
 چاہتا تیرا رب کر داتا لوگوں کو ایک ہر اور ہمیشہ رہتے میں اختلاف میں مگر جس پر حکم کیا تیرے بنے اور اس پر
 انکو سپرد کیا ہے اور پورا ہوا لفظ تیرے رب کا کہ البتہ یہ دیکھا دوزخ جنوں سے اور آدمیوں سے تو اسکی تقدیر جاری
 ہے اور اسکی حکمت ماضی اور اسکا الزام قائم ہے مخلوق پر اس سال سل کے ساتھ انکی طرف اور کتابوں کے اتارنے
 کے ساتھ نہر یہ فرمایا وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرِ مِنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانَ نُوَاعُنَهُ مِصْرٰتِيْنَ يَخِىُّهُنَّ جِبَ اِسْمٰلِيْ كُنَا
 نازل ہوا کرتی ہے تو بہت لوگ سنہ موڑا کرتے ہیں و مذہ الایہ کا قال تعالیٰ وَهَآ اَكُوْنُ لِّلنَّاسِ وَلَوْ كَرِهَتْ

اور سنا اور ملک کی اور کہا ابن عباسؓ نے مفسر کی تفسیر کے جانتے میں علما عاجز رہیں اور یہی اس مقام کے
 لائق ہے اور اسی لیے جلال الدین محلی نے کہا اس کی تفسیر میں واسطہ علم مرادہ مذکور لغوی اور بہتر جانے
 اسکی اس لفظ سے کیا مراد ہے اور تاکا اشارہ اس حدیث کی طرف ہے یا اس حدیث کی آیتوں کی طرف اور کتاب
 قرآن مراد ہے اور میں کو مراد ہے کہ یہ قرآن حق کو باطل سے جدا کر نوا لا ہے یا اسکا اعجاز میں اور ظاہر ہے
 اور اگر ابان لازم اخذ ہے جو بان کے معنے میں ہو اور یہ معنے مقام کے لائق اور مراد کے موافق ہیں
 اور اسی لیے صاحب کشف نے اس معنی پر اقتصار کیا اور باخبر معنی ہلک و قائل ہو اور کلمہ لعل اس آیت میں
 شفاق کیلئے ہر معنی میں ذکر جان کو ملاک ہونے سے مراد یہاں کر جان پر اس غم کی تخفیف کو ساتھ اور اس لفظ
 کی تحقیق سورہ کہف میں گذر چکی اور باخبر لفظ کو اضافت کو ساتھ بھی پڑا گیا ہے اور الّا کیونہ میں
 ضمیر اہل مکہ کی طرف ہے اور اس میں تسلی ہے جناب سالت آج کے لیے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیونکہ آپ حرص کر رہے
 تھے اپنی قوم کے ایمان پر اور بہت پچھتے تھے انکو اعراض پر اور جلان لٹا لٹا تے ساتھ ہی چلا گیا ہے
 لعلک باخبر کی تعلیل کے لیے اور معنی میں اگر سمجھتے تو اس آیت و علامت و نشان کی آثار سمجھتے تھے جو انکو مضطر
 کرتی ایمان کی طرف مگر قصائد ثابت ہو چکی ہے کہ ہم اس آیت نہ مار نیک اور حلقہ قطعت اعناق ہم انما خاضعین
 ہیں کہ بدوہ اسکے فرمانبردار ہو جائیں بعض نے کہا اصل عبارت یونہی فظلموا انما خاضعین اور دخل انما لفظ عنان کا
 عبارت میں تقریر اور تصویر کے لیے کیونکہ گردن میں خضوع کا مقام میں بعض نے کہا جبکہ عنان صفات عقلا کے ساتھ ہو تو
 میں تو انکے قائم مقام رکھی گئیں اور موصوف ہو گئیں سمجھنے کے ساتھ جسکو ساتھ عقلا موصوف ہو میں عیسیٰ بن مرو
 نے کہا خاضعین اور خاضع یہ دونو لفظ برابر میں اور اسی کو مراد نے اختیار کیا اور میں کہ جب انکی گردن میں ظلم
 ہو جائیں تو وہ بنی لیل ہو جاتے تو عنان ہو صحابہ عنان مراد میں اور کلام عرب میں یہ جائز ہے کہ اول جزو
 کے خبر کو چھوڑا جاوے اور دوسرے خبر دیا دی اور مجاہد نے کہا عنان سوائے کے مراد میں انھیں انھیں نے کہا عنان
 کا کبر کے معنی میں ہونا لغت عرب میں معروف ہے کہا کرنے میں جاذباً عنان من الناس جب انکے پاس لوگوں
 میں سرور و سادہ اور بوزید اور اخفش کا یہ قول ہے کہ عنان ہو جماعت میں مراد میں اور ابن عباسؓ نے کہا
 خضوع سے ذلت مراد ہے اور محدث میں نزول کا حدیث مراد ہے اور جب کوئی چیز قرآن میں ہو ایک کے بعد
 اتنی تو وہ بہ نسبت پہلی کے نہی ہوتی تھی اور اس آیت کی مثل کی تفسیر سورہ انبیاء میں گذر چکی اور کھا
 کے عقوبت کو انہ سے تعبیر کیا اس لیے کہ اسکی قرآن نے خبر دی ہے اور اس آیت میں نبی شہید ہے

کفار کے لیے اور اسکی مثل کی تفسیر سورہ نعام میں گذر چکی ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان ہر قسم کی باتوں کا بیان کیا جنہیں غور کرنے والا اور ہر بیان کرنے والا اور اسے استدلال لینے والے کو اللہ کی کمال قدرت پر عظم دلیل اور اوضح برہان ثابت کر سکتا ہے اور اللہ نے بیان کیا کہ میں نے ظاہر کی ہر بات کو لوگوں کے دلیلیں جو وقتاً بعد وقت موجود ہوتی رہتی ہیں اور وہ حالات کیا کرتی ہیں اللہ کی توحید پر اور معجزات بہت لوگ اپنے کفر پر ستم ہیں اور فرمایا اَوَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ اَعْيُنٌ نَظُرُ الْاَشْيَاءِ فَخُذْ مِنْ نَظْمِ عَجَائِبِهَا كَمَا نَظَرَهُ نَبِيْنُ كَرْتِے اور اللہ تعالیٰ نے ان بعض عجائبات کو بیان کیا اپنے قول کم ابتنا فیہا کے ساتھ تو اس آیت میں اللہ سبحانہ نے خبردار کیا ہے اپنی عظمت اور قدرت پر اور فرمایا ہے کہ اگر یہ جھوٹا ہو تو غور کرتے جیسے غور کرنی چاہیے تو جان لیتے کہ وہی سبحانہ معبود ہونیکے لائق ہے اور زوج سے یہاں صنف اور نوع مراد ہے فرانس نے کہا زوج سے لون مراد ہے اور کہا زوجہ زوج مخصوص ہے اور کرم بمعنی محمود ہے اور معنی یہ ہیں کہ اگر اگلے ہنری جوڑے ہر قسم کے مفید حیلے آگاہی پر رب العالمین کے سوا اور کوئی قادر نہیں ہے کیونکہ کوئی انگریز نہیں ہے مگر اسکا فائدہ علیحدہ ہے اور کریم اصل میں کہتے ہیں عمدہ و شریف کو جب کجور بہت پہل لادے تو کہتے ہیں کہ نخلہ کرمتہ اور جوڑ لوگوں کو فائدہ پہنچا دے سکو کہتے ہیں رجل کریم شریف فاضل اور سطح جس کتاب کے معانی پسندیدہ ہوں اسکی وصف میں کہتے ہیں کتاب کریم اور نبات کریم وہ ہے جو اپنے فائدوں میں پسندیدہ ہو شمع نے کہا لوگوں کی مثال زمین کی انگوری کی طرح ہے پہر جو ان میں سے جنت کی طرف گیا تو وہ کرم ہے اور جبکا انجام دوزخ ہوا وہ لئیم ہے اور کثرت اور احاطہ کے دو کلموں کے جمع کرنے میں فائدہ یہ ہے کہ کل کا کلام کرتا ہے اور احاطہ پر تفصیلاً اور کلمہ کم دلالت کرتا ہے کہ یہ محیطیت کا اثر منقطع الکثرت ہو اور ہر میں تنبیہ ہو اللہ کی کمال قدرت پر قال الذمخشری والیہ اشارے فی التقریر این فی ذلک میں اشارہ ہے نبات مذکور کی طرف یا ہر زوج کی طرف اور آیت سحر دلالت بنیہ اور علامت و اضح مراد ہے اللہ سبحانہ تعالیٰ کی کمال قدرت اور بدیع صنعت پر اور لام آیت پر زائدہ ہے اور یہ آیت اس سورت میں آئندہ بار مذکور ہوئی تاکہ پہر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے خبر دی کہ ان میں سے بہت لوگ اپنی ضلالت پر ستم اور اپنے جھوٹ اور تکذیب اور استہزاء پر پکے رہیں گے اور فرمایا دَمَا كَاَنَّ اَكْذَرَهُمْ مَوْتًا صِدِّيقٌ یعنی میری علم میں یہ بات سبقت کر چکی ہے کہ یہ لوگ ایمان لا دینگے لہذا انکو ایسی عظام آیتیں مفید نہیں ہیں سیبویہ نے کہا کان کاللفظ اس آیت میں صلیب پر زائدہ ہے اور تیرا رب غالب ہر بیان لوگوں سے متعام لینے میں باوجود کثیر ارجحیت

ولہذا انکو بہت درگہی ہے اور نیز جلدی کرتا اپنے عذاب کرنے میں یا یہ سنے ہیں کہ وہ مقام لینے والا ہے اپنے
اعداسے اور رحیم ہے یا اولیا پر واذ نادى رَبُّكَ مُوسٰى اِنِ اٰتٰىكَ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَوَهَّ فِرْعَوْنُ
اَلَا يَتَّقُوْنَ ۝ قَالَ ذٰلِكَ اِنِّىْ اَخَافُ اَنْ يُكَلِّمُنِيْ ۝ وَيُضِيقَ صَدْرِىْ ۝ وَلَا يَنْطَلِقُ لِسٰىى فَاَرْسَلْ
اِلٰى هٰرُونَ ۝ وَلَهُمْ عَلٰى ذَنْبٍ فَاَخَانُ اَنْ يَّغْتَابُوْنَ ۝ قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰتِنَا اِنَّا مَعَكُمْ
مُسْمِعُوْنَ ۝ فَاٰتٰىا فِرْعَوْنَ فَقُوْا اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّكَ لَعَلَّيْنَ ۝ اَنْ اَرْسَلَ مَعَنَا بَنٰى اِسْرٰءِيْلَ
قَالَ اَلَمْ تُرْكِكُمْ فَيُنَاوِلُوْا وَلِيْلًا ۚ وَلَيْتَ فَيُنَاوِلُ مِنْ غَمْرِكَ سَيِّئًا ۝ وَفَعَلْتَ فَعَلْتِ الْبَيِّ فَعَلْتَ وَ
اَنْتَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ ۝ قَالَ فَعَلْتَهَا اِذْ اَوْ اَنَا مِنَ الضّٰلِّيْنَ ۝ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ
لِيْ رَبِّىْ حُكْمًا وَجَعَلْنِىْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمَّهَا عَلَيْكَ اَنْ عَبَدْتَ بَنِيْ اِسْرٰءِيْلَ
اوجہ پکارا تیرے رب سے موسیٰ کو کہ جا اس قوم گنہگار پاس تم فرعون پاس کیا انکو ڈر نہیں اور رب میں ڈرتا
ہوں کہ مجھکو جھٹلاؤں اور رک جاتا ہے میرا جی اور نہیں جلتی میری زبان سو پیغام سے ہاروں کو اور ان کو
مجھ پر ہے ایک گناہ کا دعوے سوڈرتا ہوں کہ مجھکو ارٹا میں فرمایا کوئی نہیں تم دونو جا لیکر میری نشانی
ہم ساتھ تمہارے ستر میں سو جاؤ فرعون پاس کہ وہ ہم پیغام لانے ہیں جہاں کے صاحبک کہ چلاؤ میرا
ساتھ بنی اسرائیل کو بولا سنے یا لاتین تجھکو اپنے اندر لڑکا سا اور نا تو ہم میں اپنی عمر سے کئی برس اور گریا
تو اپنا وہ کام جو کر گیا اور تو پہنچا شکر کہا کیا تو ہے ستر وہ اور میں تھا چکنے والا پر ہا گامین تم سے جب
تمہارا ڈر دیکھا پر خجنا مجھکو میرے رب حکم اور ہیرا یا مجھکو پیغام پہنچانے والا اور وہ حسان ہو جو تو مجھ پر کچھ
کہ غلام کر یہ تو نے بنی اسرائیل و بنی اسرائیل کا وطن تھا ملک شام حضرت ابراہیم ؑ کے وقت سے
حضرت یوسف ؑ کے سب سے پہلے کتنی مدت گذری اب حق تعالیٰ نے انکو ملک شام دینا چاہا فرعون انکو
چھوڑتا تھا کہ لے کر لیتا بیگاریں اور یہ جو فرمایا اور کر گیا تو اپنا وہ کام جو کر گیا اور تو پہنچا شکر تو یہ اسلئے
کہ ایک قبیل کا خون ہوا تھا ان سے سورہ قصص میں قصہ آویگا انتہی ماقال الشاہ عبدالقادر المرحوم فی
موضحہ ف الدہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ اُنے ارشاد فرمایا اپنے بندے اور رسول اور کلیم موسیٰ بن عمران علیہ
السلام کو فرعون اور اسکی قوم کی طرف جانے کا جب پکارا اسکو طور کی دہنی طرف سے اور کلام کی اس سے
اور ساجات کی اس سے اور رسول بنایا اسکو اور چن لیا اسکو ولہذا فرمایا اِنِ اٰتٰىكَ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ
قَوْمَ فِرْعَوْنَ اَلَا تَتَّقُوْنَ اِس حکم کی تعمیل میں موسیٰ نے لپکے اور فرعون نے اِنِ اَخَافُ اَنْ يُكَلِّمُنِيْ

وایضیٰ صدرک ولا یطلق لسانی فارسل الے ہارون و لعمریٰ ذنب فاخاف ان یقتلون یا اکر اعذار من جنک
 دور کر دیکر اس سوال کیا کیا قال تعالیٰ فی سورہ طہ قال رَبِّ اَنْشُرْ لِیْ صِدْقَیْ وَکَیْرَیْ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ
 عِقْدَیْ مَنْ لِّسَانِیْ یَقْفُوْا قَوْلِیْ وَاجْعَلْ لِیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ هُدُوْنَ اَخِیْ اَشْدُدْ یَا اَدْرِیْ
 وانشُرکَ فی اَمْرِیْ کِیْ تُسَبِّحَکَ کَثِیْرًا اَوْ تَذْکُرْکَ کَثِیْرًا اِنَّکَ کُنْتَ بِمَا نَصِیْرًا قَالَ قَدْ
 اَوْثَقْتُ سُوْلَکَ یٰمُوسٰی اِیْنِیْ بولاسوتی سے رکب شادہ کر میرا سینہ اور آسان کر میرا کام اور کہول گرہ
 میری زبان ہو کہ بوجہ میں میری بات اور دے مجھ کو ایک کام بٹانے والا میرے گھر کا ہارون میرا بھائی ار
 سے بندہ میری کمر اور شریک کر سکھو میرے کام کا کہ تیری پاک ذات کا بیان کریں ہم بہت سادہ اور یاد
 کریں تجھ کو بہت سادہ تو ہے کہ جو خوب دیکھتا فرمایا ملکہ تجھ کو تیرا سوال اے موسیٰ اور یہ جو فرمایا میرا سینہ شادہ
 کر یا اسلئے کہ خفگی نہ آوے اور گرہ کا کہنا اسلئے مانگا کہ رکبن میں زبان جل گئی تھی صاف بول نہ سکتے
 تھے اور یہ جو فرمایا سینے ایک گناہ کیا ہوا ہے تو اسے قبطی کا مارنا مراد ہے جو انکے بلاد مصر سے جانے کا
 سبب ہوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کوئی نہیں بہت ڈرو اور لیجاؤ میری نشانیاں میں تمہاری ساتھ سنتا ہوں
 کہا قال تعالیٰ فی سورہ القصص سَنَشُدُّ عَضُدَکَ بِاَخِیْکَ وَجَعَلُکَ لَکَماً سَلْطٰناً فَلَا یَصِلُوْکَ
 اِلَیْکَ مَا یَاْتِیْنٰ اَنْتَ اَوْ مِّنْ اَتْبَعِکَ مَا اَلْغٰیْبُوْنَ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم زور دینگے تیرے بازو
 کو تیرے بھائی سے اور دینگے تم کو غلبہ پر وہ نہ پہنچ سکیں گے تمہارے نشانیاں سے تم اور جو تمہارے
 ساتھ ہو اور پرہو گے اور یہ جو فرمایا فَاذْهَبْ اِلٰی اَتِنَا مَعَکَ مُّسْتَمِیْعُوْنَ تو یہ آیت اللہ تعالیٰ کے اس
 قول کی طرح ہے لَا تَخَافْ اِنَّنِیْ مَعَکَ اَسْمَعُ وَاَدْرِیْ یعنی فرمانہ ڈرو میں ساتھ ہوں تمہارے ساتھ ہوں
 اور دیکھتا اور یہ جو فرمایا فَخَوَّلَا اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ تو یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرح ہے جو سورہ
 طہ میں ہُوْ فَوَّکَ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّکَ یعنی تم دونو کو ہم دونو بھیجے ہیں تیرے رب کے یعنی ہم میں سے ہر ایک
 تیرے طریق سے بھیجا ہے اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِیْ اِسْرٰئِیْلَ یعنی بنی اسرائیل کو اپنی قید اور قبضہ اور قہر
 اور تعذیب سے چھوڑ دے وہ اللہ کے ایما دار بند ہیں اور اسکے مخلصین جماعت اور تونے انکو عذاب میں
 میں اَل کہا ہے جب موسیٰ اللہ کا پیغام پہنچا چکے تو فرعون نے اس پیغام سے بالکل اعراض کیا اور سب
 کی طرح حقارت اور خرد شماری کی نگاہ سے دیکھا اور بولا اَکْمُرْ بِکَ فِیْنَا وَلِیْدًا اَوْ لَکِنْتُ فِیْنَا
 مِّنْ عَمْرِکَ سِیْنِیْنِ یعنی تو تو وہی ہے جسکو ہم نے پالا اپنے درمیان کمر اور اپنے گھر کے کمر اور کئی سال

اس پر حسان کرتے رہی ہر تہہ نے اس حسان کا یہ بدلہ اتار کہ ہمارے لوگوں میں سے ایک شخص کو مار ڈالا اور منکر ہو گیا ہمارا حسان کا جو نتیجہ ثابت ہو وہ نہ بدلہ لاؤ آنت سن انکا فرین لینے اور تو تو نا شکر ہے کا فرین کی جا حدین کے ساتھ تقسیم کی ابن عباس اور عبدالرحمن بن عوف بن سلم نے اور سپند کیا اسکو ابن جریر نے موسیٰ نے جواب دیا فَعَلَتْهَا اِذَا اَوَّاكَ اَمِنْ الصَّدَاقِ لَیْنِ لَیْنِ کیا سینے یہ کام یہ حالت میں جب میں نے حکم شرف تہا اور نہ میں سالت اور نبوت کے ساتھ متعم تھا اور ابن عباس اور مجاہد اور قتادہ اور صخاک غیر ہم نے ضلالت کی تفسیر کی ہے جھاکر ساتھ اور کہا ہے نَارِیْنَ الضَّالِّیْنَ ہے الجاہلین کہا ابن جریر نے اور ایسا ہی ہے عبد اللہ بن مسعود کی قرأت میں یہ فرمایا فَقَرَأَتْ مِنْ کِتَابِکَ اِخْتِصَمْتُ الْاٰیَاتِ لَیْنِ لَیْنِ حالت نہیں ہی اب اور بات ہو گئی وہ یہ کہ مجھ کو اس نے رسول بنا کر تیرے پاس بھیجا اگر تو میری فرمانبرداری کر لگانا چاہو تو میرا اور اگر خدائے کر لگا ہلاک ہو جاؤ گیا پھر فرمایا موسیٰ نے وَتِلْكَ اٰیَاتُ الَّذِیْنَ کُفُّوا عَنْکَ اَنْ عَبَدْتَ بِنِیَّ اِلٰہِ اٰوْیَلِ لَیْنِ جو تو نے مجھ پر حسان کیا اور میری کوشش ایک شخص پر حسان کہنا اور اسکی پرورش کرنی اس کی کام مقابلہ کر سکتا ہے جو تو بنی اسرائیل پر کر رہا ہے کہ تو نے انکو بنا کر کہا ہے غلام در خادم دست اندازی کر تب سے نوازیں اپنے اعمال کرنے میں اور رعیت کو سخت کاموں میں یہ تیرا حسان مجھ پر نسبت اس کی کہ جو تو بنی اسرائیل پر رہا ہے کچھ حقیقت نہیں کہتا۔ فتح کا بیان ہے کہ یہ جملہ مستانفہ ہے اس اعراض اور تکذیبیں اتہزاء کے ثابت کر چکے لیے چلایا گیا ہے جبکہ آیات اول میں مذکور ہے اور یہ شروع ہے سات قصوں کا جن میں پہلا قصہ ہے کہ علیہ السلام کا ہے اور دوسرا برہم علیہ السلام کا اور تیسرا نوح علیہ السلام کا اور چوتھا ہود علیہ السلام کا اور پانچواں صالح علیہ السلام کا اور چھٹا لوط علیہ السلام کا اور ساتواں شعیب علیہ السلام کا اور تقدیر عبادت یہ ہے اور پڑھ کے محمدؐ جب پکارا یا یاد کر لے محمدؐ جب پکارا اور نہ لے مجھے دعا ہے اور اللہ تعالیٰ نے انکو بلایا تھا جاب انہوں نے درخت اور آگ کو دیکھا اور یہ ندا ایسی کلام کے ساتھ تھی جسکو سنا موسیٰؑ نے ہر طرف سے بلا واسطہ اور یہ اس کلام کا شروع اور طبع نہیں ہے جو حینذرا میں وارد ہوئی اور اسکی تفصیل تو سورہ طہ میں گذری اللہ تعالیٰ کے قول اِنِّیْ اَنَا رَبُّکَ - لِیُوْثِیْکَ مِنْ اٰیٰتِنَا اَلْکُبْرٰی تک میں اور انکی صفت میں عظیم بیان کیا کیونکہ انہوں نے جمع کیا کفر کو جسکے ساتھ انہوں نے بے انصافی کی اپنی جانوں پر اور معافی کو جسکے ساتھ انہوں نے ظلم کیا غیر بر جیسے بنی اسرائیل کو غلام بنایا اور انکے بیٹے فرج کیے اور بنی اسرائیل کی تعداد سو وقت چھ لاکھ تیس ہزار تھی اور قوم فرعون سے قطعی مراد میں تو موسیٰؑ نے تین عذر پیش کیے

جین سے ہر ایک نے اپنے قابل پر مرتبہ اور انکی یہ غرض تھی کہ میں سوال ہونا نہیں چاہتا بلکہ انہوں نے اس استقبال کی برداشت سو عاجز ہونا چاہی اور اس برداشت پر اللہ سے مدد طلب کی اور بوسے ربّ لایّ آخاف انّ ینکذبون یعنی میں ڈرتا ہوں کہ رسالت میں میری تکذیب کرنے کے اور خوف وہ غم ہے جو انسان کو مستقبل پر لاحق ہونے والا ہو و یضیق صدّری اور میرا دل تنگ ہوگا جب میری تکذیب کریں گے و کایستطیع لیسائی اور پیغام پہنچانے میں میری بات چلے گی بسبب اس گمراہی کے جو میری زبان میں حل جانے کی وجہ سے ہو گئی ہے فأرسل الیٰ الھرودّ پھر حیریل کو رسالت دیکر میرے پہاڑی پاس بھی بھیجوا تو کہ وہ بھی میری ساتھ رسول ہوگا اور میرا مددگار اور مارون اس وقت مصر میں تھے اور موسیٰ کو شام میں نبی بنایا گیا اور ان اعذار میں موسیٰ نے اپنے لیے معاونت طلب کی اور تبلیغ رسالت میں مددگار مانگا اپنا بھائی اور رسالت کو حافی نہیں مانگی کہ میں سوال ہونے سے مستغنی ہوں اور نہ اللہ کے امر کی مثال میں جلدی کرنے میں توقف کیا اور مددگار کا طلب کرنا تقبیل کی دلیل ہے نہ تعطل کی و لھم علیک ذنب فآخاذا ان یتعدون بنو اراکام کنا کنا ہے مجھ پر بہترین ڈرتا ہوں کہ مجھ کو اسکے قصاص میں مار ڈالیں گناہ سے قسطی کا قتل ماد ہے قار قارۃ اور سکوزنب کہا انکے زعم کے مطابق یا اسلیے کہ سیئہ کی جزا کو مرگشت کے طور پر سیدھ دیتے ہیں اور یہ عذر اسلیے کیا کہ اگر وہ مار ڈالیں گے تو رسالت سو جو امر مقصود ہے وہ فوت ہو جاوے گا تو یہ ایک ڈرتہا اور یہ تعطل نہیں ہے بلکہ ایک آفت جسکو وقوع کی امید ہے اسکو دفع کرنا چاہا ہے اور میں دلیل ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو بھی خوف حاصل ہو جاتا ہے فضلا تو بجائے خود رہے پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو اس طرح سے روکا اور فرمایا کلا یعنی وہ تجھے ہرگز نہیں مارینگے فاذھبا یا یاتنا جاتوا اور تیرا بھائی مارون میری آیتیں لیکر اور اس حجاب کی ضمن میں موسیٰ کے سوا لون کا منظر ہونا معلوم ہوا جیسے اسپر دونوں کی طرف خطاب کرنا دلیل ہے اور میں تخیب ہے حاضر کو غائب پر کیونکہ مارون اس وقت مصر میں تھے اور ارسال اور خطاب طور میں واقع ہوا لانامعکم مستمعون و ہذہ الایۃ کقولہ سبحان ربی جمعکم انکم واکرمی اور اس خطاب کے ساتھ قومی کیا انکے دونوں کو اور فرمایا کہ میں ہی تمہاری حرست اور حفاظت کا ستولی ہوں اور ان دونوں کو جمع کے مقام پر کہا اور فرمایا معکم اسلیے کہ وہ جمع قلت ہی بعض اہل ان کے مذہب کے مطابق یا اس سے موسیٰ اور مارون اور وہ لوگ مراد ہیں جنکی طرف موسیٰ اور مارون کو بھیجا گیا اور جائز ہے کہ موسیٰ اور مارون کے ساتھ نبی اسرائیل بھی مراد ہوں یا ان دونوں کی تعظیم کے واسطے جمع

کیونکہ وہ متفق تھا لوگوں کے ساتھ ان کے دین پر موسیٰ نے فرعون کے جواب میں فرمایا فاعلموا انی ابعث
 معینے یہ کام کیا جسکا تو نے مذکور کیا و اناس الضالین جب میں جاہل تھا تو ضالین کی جاہلیں کے ساتھ
 تفسیر کی ہے ابن عباس نے موسیٰ نے جواب میں نفی کی اپنے نفس سے کفر کی اور اسکو خبر دی کہ جب میں نے
 یہ کام کیا سوقت میری باس علم نہ تھا جس پر میں اب ہوں بعض نے کہا و اناس الضالین کے یہ معنی ہیں اور
 مجھے کیا خبر تھی کہ یہ شخص کمار نے سہم مر جاوینکا اور ابو عبیدہ نے کہا ضلالت ہنسیان مراد ہے بعض نے
 کہا ضلالت سے اخطار مراد ہے ابن جریر نے کہا ع کے لوگ ضلالت کا استعمال جہالت کی جگہ میں کر
 لیتے ہیں اور جہالت کا ضلالت کو مقام میں فخر کثرت و کثرت پر میں نکل گیا تمہارے درمیان سے
 مدین کی طرف صبیحہ یہ مذکور سورہ قصص میں اذ کان لکنا یموتکم فجب میں ڈرا کہ تم مجھکو مار ڈالو گے اور یہ ڈرا آپ
 کو ہوت لاحق ہوا تھا جب آپ کو آل فرعون میں سے ایک عابد نے خبر دی کہ پھر میں اے تیرے مائیکہ
 مشوہ کر رہے ہیں تو چلا جائیں تیرا خیر خواہ ہوں اور میں کو بھی سورہ قصص میں اذ کان لکنا یموتکم فجب میں ڈرا کہ
 تم مجھکو مار ڈالو گے اور یہ مشوہ کر رہے ہیں تو چلا جائیں تیرا خیر خواہ ہوں اور میں کو بھی سورہ قصص میں اذ کان لکنا یموتکم
 جس میں اللہ کے حکم میں تیرا حکم تھا چاہے کیا ظالم ہے کیونکہ تیرا حکم موسیٰ کو فرعون کے ڈوبنے کے بعد
 ملی اور اسکا غصہ کو سورہ عرف کے سولہویں اور سترہویں رکوع میں ہے وجعلک من المرسلین اور
 مجھکو بھی اپنے رسولوں کے جملہ میں ایک رسول قرار دیا اور یہ جواب آپ نے فرعون کے اس طعن کا دیا جسکے
 ساتھ موسیٰ کی نبوت میں طعن کیا اور وہ قتل بخیر حق ہے اور جواب کا حلال ہے کہ حکم اور نبوت تو مجھکو
 اس دھڑکے پہچو عطا ہوا و انک لغتہ فکرتہا عکے بعض نے کہا اس کلام میں موسیٰ نے اس کے احسان
 کا اقرار کیا اور فرمایا ان نعمت ہو اور احسان تیرا مجھ پر جسکو تو بیان کرتا ہے و لکن یہ میری رسالت کا
 واقع نہیں ہے اور یہی قول قرآن اور ابن جریر کا بعض نے کہا اور موسیٰ کی کلام انکار کے طور پر ہے اور معنی
 یہ ہیں کیا تو احسان رکھتا ہے مجھ پر کہ تو نے پالا مجھکو لڑکپن میں اور تو نے علام بنایا بنی اسرائیل کو اور
 مارتا ان کے پیڑ اور وہ میری قوم میں رزق نہ دیا مفسرین نے کہا ہے کہ موسیٰ نے انکار کیا فرعون
 کے ان انعامات کا جو اس نے بیان کیے اور الفاظ خبر کے الفاظ ہیں اس میں تنکیت ہو مخاطب کو اس معنی
 کر کہ اگر تو بنی اسرائیل کے بیٹے قتل کرتا تو میری ان مجھکو دیا میں کیوں ڈالتی تو گویا تو اس چیز کا مجھ پر احسان
 رکھتا ہے جسکی بابت تیری تربیت کا سبب ہوئی اور اسی کی مثل ازہری نے بیان کیا اسکو جسو طمبر دے

کہا سوئی نے فرمایا تیری تربیت اس لیے ہوئی کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنالیا بعض نے کہا کلام استفہام مقدر ہے اور تقدیر عبارت یوں ہے اُو تِلْكَ نِعْمَةٌ قَالَ الْاَغْشٰ وَاَنْكَرَ الْخَاسِ کہنا فرانے اور جو شخص کہتا ہے کلام میں انکار ہے وہ استفہام کو محذوف ماننا ہے اور کہتا ہے اُو تِلْكَ نِعْمَةٌ یعنی نعمت نہیں ہو چکا تو مجھ پر حسان جتاوے اَنْ عِبَدْتَ بَنِي اِسْرٰئِيْلَ کے یہ معنی ہیں کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنالیا ہے۔

قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعَالَمِينَ ۚ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۚ

قَالَ لِيْنُ حَوْلِكَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ ۚ قَالَ رَبُّكُمْ اَبَاكُمْ اَلَا قَرِيْنٌ ۚ قَالَ اِنْ رَّسُوْكُمْ اَلَّذِيْنَ اَرْسَلْ

اِلَيْكُمْ لِيُجٰنُوْنَ ۚ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۚ بولا فرعون کیا معنی

جہاں کا صاحب کہا صاحب آسمان زمین کا اور جو اُن کے بچہ اگر تم یقین کرو بولا اپنے گرد والوں سے تم تمیز

سننے ہو کہا صاحب تمہارا اور صاحب تمہارے اگلے باپ اور نکاح بولا تمہارا پیغام لانے والا جو تمہارا طیرف

بھیجا ہے سو بولا ہے کہا رب شرق اور مغرب کا اور جو اُن کے بچہ ہے اگر تم بوجہ کہتے ہو ف حضرت موسیٰ ایک

بات کہو عا بتہم اللہ کی قدرتیں پتے بتانے کو اور فرعون یحییٰ اپنے سرداروں کو ابھارتا تھا کہ انکو یقین بخدا کو

ف اللہ تعالیٰ فرعون کے کفر اور تمرد اور طغیان اور انکار سے خبر دیتا ہے اپنی قول و کارب العالمین میں اور

یہ اس لیے کہ وہ کہتا تھا اپنی قوم کو يَاٰ اَيُّهَا الْاَكْلَامُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ لِيُضَاعِدَ بِرَدِّ الْوَجْهِ كُو

معلوم نہیں کہ تمہارا کوئی حاکم ہووے میرا سوا پر عقل کہودی اس طبع نے اپنی قوم کی پہچانوں نے

اسی کا کہا مان لیا اور وہ لوگ صانع جل و علے کے منکر تھے اور خیال کرتے تھے کہ فرعون کے سوا انکا کوئی

رب نہیں ہے تو جب کوع نے کہا اِنِّيْ رَّسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ میں پیغام لایا ہوں جہاں کے صاحب کا

تو فرعون بولا اور یہ کون ہو جو تو خیال کرتا ہے کہ وہ جہاں کا صاحب ہے میرے سوا علماء سلف اور

ائمہ خلف نے اسکی اسی طرح تفسیر کی ہے یہاں تک سدی نے کہا یہ آیت ویسی ہی ہے جیسے اللہ نے

فرعون کی طرف سے سورۃ طہ میں فرمایا فَمَنْ رَّجَبْنَا لِيُقِيْنِيْ قَالَ رَبَّنَا الَّذِيْ اَعْطٰ كُلَّ شَيْءٍ خُلْفًا

فَمَنْ رَّجَبْنَا لِيُقِيْنِيْ کہتا ہے صاحب تم دونوں کا اے موسیٰ کہا صاحب ادا ہے جس کی

ہر چیز کو اسکی صورت پہراہ سو جہائی حافظ ابن کثیر مرحوم فرماتے ہیں اور جس شخص کا منطقیوں میں سے

یہ خیال ہے کہ فرعون کا یہ سوال ماہیت سے تھا تو یہ خیال غلط ہے کیونکہ فرعون تو صانع کا مقرر ہی نہ تھا

نہ کہ ماہیت سے سوال کرتا بلکہ وہ بالکل یہ منکر صانع تھا اگرچہ دلائل اور براہین سے قائم ہو چکے تھے تو

سبح کو مشرق سے پہنچ تو لے آئے مغرب سے تب حیران ہو گیا کہ فراوان سندھ نہیں دیتا یہ اوصاف کوگون کو لہندا جب فرعون مغلوب ہوا اور کوئی دلیل نہی تو اپنی جاہ اور قوت اور سلطنت کی استعمال کی طرف عدول کیا اور خیال کر بیٹھا کہ یہ میری حکومت محمودہ دیگی اور موسیٰ میں نافذ ہو جاوے گی اور جواب دیا جسکو اوتارنے اگلی آیتوں میں بیان فرمایا ہے فتح کا بیان یہ ہے جب فرعون نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا یہ قول سنا کہ ہم بھیجے ہر جانور کے صفا کہ تو ہتھسار کے طور پر عمر جس کا قصد کر کے پوچھا کہ وہ کیا چیز ہے اور ماکے ساتھ سول کیا جسکے ساتھ مہول چیز کا سول کرتے ہیں اور جنس کی تعیین طلب کرتے ہیں بعض نے کہا سخن یہ میں رب العالمین کی صفت کیا ہے جیسے تو کہے نازید یعنی زید کیسا ہے طویل ہے یا ٹھنگا فقیہ ہے یا طیب ہے صاحب کثافتی وغیرہ جنس کی جب فرعون یہ کہہ چکا تو موسیٰ نے فرمایا رب ہوت والارض و ما بینہما سمیع علیم کی تعیین کی اور فرعون کے سوال کا جواب نہیں دیا کیونکہ اپنے رب العالمین کی جنس کا سول کیا اور اسکی جنس کوئی نہیں ہے تو اسکو جواب دیا موسیٰ علیہ السلام نے سمیر کے ساتھ جو قدرت الہیہ کی عظمت پر دلالت ہے جس سے ہر سامع کو وضع ہو جاتا ہے کہ وہی سجاوہ ہے اور اسکے سوا کوئی رہ نہیں ہے اور اس میں ابطال فرعون کے اس دعوے کا کہ میں کہ ہوں ان کڈتہ مؤقنین اگر تمہارا اشیاء میں سے کسی شے پر یقین ہے تو یہ چیز میں ايقان کے ساتھ اولیٰ میں اپنے طور کے لیے اور ايقانہ علم ہے جو ہند لال کے ساتھ حاصل ہوتا ہے ولہذا اللہ مؤقن کہنا جائز نہیں ہے فرعون نے شراف قوم کی طرف التفات کیا اور وہ پانسو آدمی تھے سونے کے لنگن پہنے ہوئے اور وہ اسکے خاصے تھے الا تسمعون تم نہیں سنتے موسیٰ کیا کہتا ہے انکو تعجب دلاتا ہے موسیٰ کے جواب کو ضعیف قرار دیکر گویا کہتا ہے کیا تم سنتے ہو اور تعجب کرتے ہو میرے تو اس سے رب العالمین کی حقیقت کا سوال کیا ہے اور یہ اسکے افعال بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ السموات ہر اور سموات کا وجود واجب ہے اور سموات خود بخود متحرک ہیں کما ہوں مذہب اللہ ہر تہ یا یہ کہا کہ سموات کا کسی موثر کی طرف متفق ہونا معلوم نہیں ہے اور جواب مطابق سے جو موسیٰ نے اعراض کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ اسکے جواب کا وجود مستحیل ہے پس فرعون کا حقیقت سے سوال کرنا اسکی سفاہت اور حماقت تھی اور اسکا سوال عبث تھا اور اس لعین کا معاملہ ہے کہ اسنے غلطی میں ڈالا اپنی قوم کو یہ کہہ کر جب اس دلیل کا جواب دیا جسکو موسیٰ نے اس پر رد کیا جب موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کا یہ مقالہ سنا تو اس پر اور دلیل وار کی جو وہ پہلی دلیل کے تحت یزید تفسیح تھی مگر سامعین کے فہم میں جلدی آسکتی ہے اور فرمایا دجکک و دجکک ابانکم الا ولین اور یہ

بہی تھا دلیل ہے قادر پر تو اس میں واضح کر دیا موسیٰ علیہ السلام نے اُنکے لیے کہ فرعون مرہوب ہے ہر نبی صبیح
 یہ دعویٰ کرتا ہے اور معنی میں وہ جب کی طرف میں تکو بلاتا ہوں وہ ہے جسے تکو اور تہا ہر کو اگر باپ
 داؤ کو کو بنایا ہے پھر تم کیونکر اس شخص کی عبادت کرتے ہو جو وہ بھی تمہاری طرح مخلوق ہے اور اس کے
 باپ دادا تھے پھر وہ مدفون ہوئے جیسے تمہارے باپ دادے جیسے کچھ جواب دیا فرعون نے اس پر داد کا
 بلکہ ایسی بات کہی جس سے اس کی قوم کو شک پڑ جاوے اور وہ خیال کریں کہ یہ موسیٰ کا مقابلہ ایسا ہے جو
 عقلاء سے صادر نہیں ہوتا اور بولانا رسول کو کہ الذین اٰتٰیہم الذین اٰتٰیہم الذین اٰتٰیہم الذین اٰتٰیہم الذین اٰتٰیہم
 اور انکو حیرت میں ڈالنے کا ارادہ کر کے اور یہ بات ظاہر کی کہ میرے نزدیک موسیٰ کا یہ قول بے حقیقت ہے جو یہ
 میں اس سے سوال کرتا ہوں کس بات سے اور وہ جواب دیتا ہے اور بات سے اور موسیٰ کی رسالت کو مضرت
 کیا اپنے مخاطبین کی طرف سے اظہار کے لیے کہ یہ یہ طریق نہیں بھیجا گیا تو اسکو موسیٰ سے عجوبہ یا اس بات
 کے ساتھ جس میں جواب اول کی تکمیل ہے اور فرمایا رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا اور خاص کی مشرق
 اور مغرب کو کیونکہ یہ دونوں واضح الدلائل میں اور اظہار الدلائل میں اور یہ سیلے کہ موسیٰ نے مشرق سے طلوع
 شمس اور طلوع نہاں مر لولیا اور مغرب سے غروب شمس اور زوال نہاں کا ارادہ کیا اور یہ بات معلوم ہے کہ دو کناروں
 میں سے ایک کنارے سے سورج چڑھتا اور دوسرے میں ڈوبتا ایک ستیم تقدیر پر نہیں ہے مگر قادر حکیم کی تقدیر
 کے ساتھ اور معنی یہ ہیں نہیں ہے اس کی سلطنت تیرے جیسے کیونکہ تو ایک شہر کا عالم ہے تیرا حکم نیک
 چلتا اس شہر کے سوا اور تیرے شہر میں نہ لوگ مر جاتے ہیں جیسا کہ مرنا تو پسند نہیں کرتا اور جسے مجھ کو بھیجا
 ہے وہ مشرق اور مغرب کا مالک ہے اور اُن چیزوں کا جو مشرق مغرب کے درمیان ہیں اور تم ہر دن بختو
 ہو کہ وہ ہر دن لاتا ہے سورج کو مشرق سے اور اسکو حرکت دیتا ہے ایسی مدار پر جس میں پہلے دن آفتاب نے دور
 نہیں کیا یہاں تک کہ اسکو مغرب میں پہنچا دیتا ہے ورنہ نافع پر جس کے ساتھ کائنات کے ہر کار نظام شیک
 رہتا ہے اور موسیٰ نے جنوں کی نسبت کیا جو اوپر سے دفع نہیں کیا بلکہ فرعون کے لیے بیان کیا کہ اسد کی
 ربوبیت مشرق و مغرب باغینہما کے لیے شامل ہے اگرچہ یہ بات اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی تہا نون اور زمینوں
 و باغینہما کے بے ہونے میں حائل تھی اور سیلے کہ اس میں سموات و ما بینہا کی حرکتیں اور اُنکے احوال اور اوضاع
 کی تفسیر کہی روشن ہوئی کے ساتھ اور کہیں ظلمت کے ساتھ اسد ہی کی طرف منسوب ہے بعض نے کہا موسیٰ نے
 جان لیا کہ فرعون کا قصہ سوال میں ب کی معرفت کا تھا تو اسکو ایسے طریق سے جواب دیا جو وہ طریق ہے

معرفت کی طرف ان کو کتنے تعقلوں اگر تھو کسی چیز کی اشیاء میں سمجھتا ہے یا یہ معنی اگر تم اہل عقل سے
 ہو لیکن اگر تیرے فرعون اور تیرے ساتھ کے لوگ سمجھتے ہیں تو سمجھ لو گے کہ تیرے سوال کا اسکے سوا
 اور کوئی جواب نہیں ہو والا تو معاملہ کیا اسے رفیق اور یمن کے ساتھ جہان فرمایا انکے لیے ان کو کتنے موقوفین
 پر حسب ان کو جواب میں سختی دیکھی تو ان پر سختی کی اور تند خوئی کی انکے جواب میں اور انکا معارضہ کیا انکے قول
 کے مطابق یہ کہہ کر ان کو کتنے تعقلوں کیونکہ ہمیں بالغہ پر اور یہ موافق ہے اپنے قول کے ساتھ نسبت جنون
 کے رو کرنے سے یہ لعین حجت سے منقطع ہوا تو استدلال اور تعجب انہیں یہ کیطرف رجوع کیا اور یہی حال ہوتا
 ہے عائد مجھ کا قال لئن اتخذت الهاء عترة لاجعلنک من المسجونین قال اولو جئتک بشیء
 مبین قال فانت بآء ان کنت من الصادقین قال لے عصا فاذ آئیے نعبات مبین و نزع بیکہ
 فاذ آئیے بیضاء للظفرین قال لیل للاحولہ ان هذا السحر علیہ یرید ان یخیر حکمہ بین
 ارضکم و بیسۃ فنادا امرؤون قالوا ارجہ و اخاہ و ابعت فی المداین حشرین یا توک
 یکل سحار علیکم ہ بولا اگر تو نے ٹھہرایا کوئی حاکم میرے سوا تو مقرر ڈالو انکا تجھ کو قید میں کیا اور جولا یا
 ہوں تیرے پاس ایک چیز کہو کہ میں نے والی بولا تو وہ چیز لا اگر تو سچ کہتا ہے پہر ڈال دی اپنی لاٹھی تو اسی
 وقت وہ ناگ ہوئی صبح اور اندر سے نکالا اپنا ہاتھ تو اسی وقت چٹا ہے دیکھتوں کے سامنے بولا اپنے
 گرد کے سر اردن سے یہ کوئی جادو گر ہے پڑھا چاہتا ہے کہ نکالے سے تمکو تمہارے پس سے اپنی جادو کے
 نور سے سوا کیا حکم دیتے ہو بولے ٹھہرایا اسکو اور اسکے بیانی کو اور یہ سچ شہرہوں میں نقیبے آویز
 جو ہر جادو گر ہو پڑھا جب فرعون پر بیان اور عقل کے ساتھ دلیل قلم ہو گئی تو اسنے ارادہ کیا کہ زور کر
 موسے پر اپنے ہاتھ کے ساتھ اور سلطنت کے ساتھ اور اپنی خیال کیا کہ ہر مقام کے سوا اور کوئی بات نہیں
 ہے اور بولا اگر تو نے ٹھہرایا اسے موسیٰ کوئی اور الہ میرے سوا تو میں تجھ کو قید یوں میں سے کر دوں گا
 پہر کہا موسے اور جولا یا ہوں تیرے پاس حجت واضح اور برہان قاطع اسکا کیا علاج بولا اگر ایسی دلیل
 لایا ہے تو اسکو لے آ اگر تو سچ کہتا ہے پہر موسے نے ڈال دی اپنی لاٹھی تو اسی وقت ناگ ہوئی
 ظاہر اور واضح غایت جلد اور وضوح اور عظمت میں جسکے پاؤں تھے اور بڑا منہ تھا اور شکل ڈالنے
 والی اور جگہ سے اکھاڑنے والی اور اپنے گریبان سے نکالا اپنا ہاتھ تو وہ سفید تھا چمکتا دیکھتوں کے
 سامنے جسے چاند کا ٹکڑہ پہر جلدی کی فرعون نے بسبب اپنی شقاوت کہ نکذیب اور عناد کی طرف اور

بولایہ تو جاو کر ہے پڑھا ہوا فاضل ہے سحرین اور اور سحرین سے بڑھا ہوا پہر ہو جا دیا فرعون نے انکو کہہ کر
 کا فیغن قیل سحر ہے نہ معجزہ کے قیل سے پہر انکو ابھارا اور غبت ہی موسیٰ کی مخالفت پر اور اسکے فعل کے انکار
 پر اور فرمایا یہ چاہتا ہے کہ تمکو نکال دیوے تمہارے نہیں سے اپنا جاو کر کے اور چاہتا ہے کہ لیجاوے لوگوں
 کے دل اپنے ساتھ اس جاو کے سبب پہر بہت ہو جاوین اسکے مددگار اور ہضار اور تابعدار اور غالب ہو جاوے
 تمہاری دولت پر پہرے لیوین بلاد تم سے پہر تم جھکے مشورہ دو میں اسکے ساتھ کیا معاملہ کروں پھر اسکو
 مہمت دے اور اسکے بہائی ہارون کو اور بیحدے شہر ہون میں نصیب تو کہ اٹھا کر لاوین تیری سلطنت کے
 شہر ہون اور تیری دولت کو قائم سے ہر عالم سا حرجو مقابلہ کریں اسکا اور وہ بھی ایسا ہی کام کریں
 جیسا اس نے کیا پہر تو غالب ہو جاوے گا اور تیری ہی نصرت اور تائید ہوگی
 تب قبول کی فرعون نے انکی یہ بات اور مان لیا انکا یہ مشورہ اور یہ کام اس کے کرنے سے ہو تو کہ اٹھا
 ہووین لوگ ایک میدان میں اور ظاہر ہووین اس کے تین اور سکی دلیلین اور اسکے برہان لوگوں پر دن
 میں سامنے قہم کا بیان ہے کہ لام سحرین عہد کر لے ہو یعنی میں تجھکو ان لوگوں میں سے کر دوں گا جسکا تو
 میری قیدیوں میں حال پہچان چکا ہے اور فرعون مردود کی قید قتل سے بھی سخت تہی کیونکہ جب کسی کو قید
 کرتا تو ہکو قید خانہ سے نکالتا بیات تک قید قیدی ہی میں مہر جاتا اور تہا ڈالتا قیدیوں کو گہری گڑھوں
 میں ایسے مکان میں جہز میں کے نیچے ہوتا تو پلیدے ڈرایا موسیٰ کو قید سے اور یہ نہ کہا کہ تیرے پاس کیا
 دلیل ہے اسپر کہ تجھکو آزاد کرے بیجا ہے کیونکہ اس میں قرار ہے کہ اسکے سوا کوئی اور بھی آتہ ہے اور قید سے ڈرانے
 میں فرعون کے ضعف کی دلیل ہے اور مروی ہے کہ فرعون موسیٰ سے سخت گہر جاتا تھا جب سے عہد کرنے
 پسنا تو اسکے ساتھ نرمی کی یہ خیال کر کے کہ شاید یہ ان لیگا اور مناظرہ کی باگ کو ڈھیل چھوڑا اس قصد سے
 یاب نبوت میں معجزہ ظاہر کر کے ہکو زیر کرنا چاہیے اور اسکے اگر ایسی بات پیش کی جو ہکو معجزہ کے طلب کی
 طرف بلاوے اور فرمایا کیا تو مجھکو قید کر ڈالے گا اگرچہ میں تیرے پاس ایسی چیز لاؤں جس سے میری سچائی معلوم
 ہو جاوے اور میرے دعویٰ کی صداقت ظاہر ہو جاوے لیکن میں ایسا معجزہ پیش کرتا ہوں جو وجود صلیغ اور
 اسکی حکمت کی دلیل ہے جب فرعون نے پسنا تو طلب کیا جو موسیٰ علیہ السلام نے اسپر پیش کیا اور بولا نہ لا اگر تو سچا
 ہے اپنی دعویٰ میں اور ہکو حکم کیا معجزہ کے اظہار کا اس خیال سے کہ میں اسکا معارضہ کروں گا اور یہ شرط ہے اسکا
 جواب مخدوف ہے جسپر حلفانہ دلیل ہے پہر موسیٰ نے معجزہ کو ظاہر کیا اور پسند کیا اپنا عصا تودہ ہو گیا

ناگ صبح جبکاناگ ہونا ظاہر تھا اسکاناگ ہونا تنویر اور تنخیل کے قبیل سے نہ تھا جیسے ساحر کرتے ہیں بعض نے
کہا ہو گیا وہ عصا سانپ اور اوپر کی طرف ایک سیل اونچا ہوا پہر نیچے اتر آیا اور فرعون کی طرف متوجہ ہوا
تب فرعون بولا بِالْذِّیْ اَرْسَلْتُ اِلَیْكَ اَخَذْتَ نَفْسَیْ فَاِنَّکَ لَمِنَ الْمُنْکَرِ کی قسم جسے تجھ کو لے ہوئی رسول بنا کر
بہیجا پکڑ لے اسکو پہر پکڑ لیا اسکو موسیٰ نے پہر لٹھی ہو گئی جیسے وہ پہلے لٹھی تھی اور گذر چکی اس آیت
کی تفسیر اور اسکے بعد کی تفسیر سورہ اعراف میں اور تعبیر کی ہے اللہ سبحانہ نے اور جگہ میں ثعبان کی جگہ چم
کے لفظ کے ساتھ (جیسے سورہ ط میں فرمایا فاذا ہیئ حیتہ تسع) اور ایک جگہ میں جان کے لفظ کے
ساتھ (جیسے سورہ نمل اور قصص میں فرمایا کانھا جان) اور جان ہر سانپ ہے جو صغیر کی طرف مائل ہو اور ثعبان
وہ سانپ ہے جو بزرگ کی طرف مائل ہو اور لفظ حیت جس ہے جو شامل ہے کبیر اور صغیر دونوں کو ترجمہ عفا اللہ عنہ
کہتا ہے اور تفسیر دونوں آیتوں میں اس طرح ہے کہ وہ لٹھی اس قسم کا سانپ بنتی جو نظارہ میں ناگ صبح ہوتی
اور سرعت سیر میں شک کی طرح ہوتی یا یہ کہ موسیٰ کو حربہ معجزہ دیا گیا تھا اور سوت تو وہ جان (شک)
کی طرح بنتی تھی جیسے سورہ نمل اور قصص کا سیاق اس پر دلیل ہے اور جب فرعون کے پاس اسکو ڈالا تو وہ ناگ
ہو گیا صبح جیسے سورہ اعراف اور سورہ شعراء کا سیاق اس پر دلالت کرتا ہے اور یہی بات ٹھیک ہے پہلے قول
کے سو کیونکہ قرآن کریم کا سیاق یہی چاہتا ہے ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ موسیٰ نے جو ایسا ناگ تھا گریبان
سے نکالا تو وہ سفید تھا چمکتا اُنکے واسطے جو اسکی طرف دیکھتے تھے برص (ایک بیماری ہے) اُنکے اُسکے لیے
شعاع تھی جیسے سورج کی شعاع قرینہ کر ڈانک لے آگہوں کو اور بند کر دیوے کناروں کو جب دونو سحر خیز
دیکھ چکا اور معلوم کیا کہ شاید کچھ ہی لمبے اور درباروں اسکی بات کو مان لیں گے تو بولا یہ شخص علم سحر میں فائز
اور اپنے ہم زمانوں سے بڑا ہوا ہے اور وہ زمانہ سحر کا زمانہ تھا لہذا فرعون نے یہ کہہ کر اپنی قوم کو خیال چاہا یا
پہر اُنکو نفرت لانے کے لیے بولایا تو چاہتا ہے کہ اُنکو تمہارے ملک سے نکال دیوے جا دو کر کر تو تمہارا ہی
کیا ہے ہر سین اور تم کیا مشوہ دیتے ہو ایسے شخص میں تو ظاہر کیا فرعون نے اُنکے لیے میلان اسچیز کی طرف
جسکو وہ کہتے تھے ہونکا جی پر چانے اور اُنکی محبت جتانے کے لیے کیونکہ فرعون کا ربوبیت کا دعو
زائل ہونے لگا اور سچیز کیوجہ سے وہ رفاقت کیا جاتا تھا وہ مضمحل ہونے لگی ورنہ وہ تو ایسا نہ تھا کہ دربار
والوں کے ساتھ ایسی مخاطبات کرے جنہو اور سکا ان کی مثل ہونا معلوم ہو جاوے باوجود اسکے
کہ وہ اس سے پہلے مدعی الوہیت تھا اور وہ مصدق تھے فرعون کے ہن عولے میں ابوسعود نے کہا

مغلوب کر دیا اسکو معجزہ کے سلطان نے اور سکو حیران کر دیا یہاں تک کہ اسکو پہنیک ڈاکا دے اور بوسیت کی چوٹی
 سے خنجر کے دھن میں اُن لوگوں کیسے جو اسکے خیال میں اسکے بندے تھے یا ڈال دیا اسکو ایسے اونچے دعوے
 سے مشاورت کر مقام کی طرف سکر چھپے کہ وہ اپنی رائے اور تدبیر میں متقل تھا اور اس غر ف کو ظاہر کیا کہ
 موسیٰ میرے ملک پر غالب ہو جاوے گا اور اخراج اور ارض کو منسوب کیا انکی طرف انکو نفرت لانے کے لیے
 موسیٰ علیہ السلام سے وہ مجھے مؤخرانہ دونوں کے امر کو بعض نے کہا ارجہ واخاہ کے یہ معنی ہیں کہ ان دونوں کو قید
 کرے اور سچ شہرہوں میں نقیب بے آوین تیرے پاس ہر جادوگر ٹپٹا ہو جو فائق ہو معرفت سحر میں اور انکی
 صحت میں فحشمہ الشکرۃ لیمات یوم معلوم وقیل للناس هل انتم کفجتمعون لعلنا ننبیغ
 الشکرۃ ان کانوا اھم الغالبین۔ فلما جاء الشکرۃ قالوا الفرعون ان لکنا لاجرا ان کنا نخرج
 الغالبین قال نعم کولکم اذ ائین المعزین۔ قال لھم موسیٰ القواما انتم ملکون۔ قالوا
 حبا لھم وعصیہم۔ قالوا بعرۃ فرعون انا لکن الغالبون۔ قال لھم موسیٰ عصا۔ فاذا ہی
 تلقف ما یافکون۔ قال لھم الشکرۃ سلجورین۔ قالوا امنابر علیکین۔ رب موسیٰ وھرون۔ کہہ کر
 کیسے جادوگر وعدہ پر ایک سے دونوں کے اور کہہ دیا لوگوں کو تم بھی کہہ ہو تے ہو شاید ہم اہل کٹرین جادوگر دن
 کی اگر ہو جادین ہی زبر پر جیسے جادوگر کہنے لگے فرعون کی ہلکا کہہ ہمارا نیگ بھی ہے اگر ہو جادین ہم
 زبر پر لا البتہ اور تم اسوقت نزدیک ہون میں ہو گے (یعنی میرے صاحب ہو گے) کہا انکو موسیٰ نے
 ڈالو جو تم ڈالتے ہو پھر ائین انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں اور بولے فرعون کے اقبال سے ہم ہی
 زبر سے پھر ڈالو اسوسے نے اپنا عصا پیرتب ہی وہ نکلنے لگا جو سوا انک انہوں نے بنایا تھا پیر اور
 گرے جادوگر سجدے میں پڑے ہمنے مانا جہان کے باکو جو رب ہے موسیٰ اور ہرون کا فائدہ لےنے
 اس مناظرہ فعلیہ کو جو واقع ہوا موسیٰ اور قبط کے درمیان بیان کیا سورہ اعراف اور سورہ طہ اور اس سورت میں
 اور وہ یہ کہ قبطیوں نے راہ دہ کیا کہ یہ جادین اسد کی روشنی اپنی منہ سے اور العذر را بغیر پورے کیسے اپنی
 روشنی اور پڑے براہین منکر اور یہی حال ہے کفر اور ایمان کا کہ جب انکا سوا جہاد و مقابلہ ہو جاتا ہے تو ہر
 ہی غالب ہوتا ہے کمال تعالیٰ بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغه فاذا ھو زاهق وککم
 الاولیٰ صفا صفا یعنی یونین پر ہم پہنیک لائے میں سچ کو جھوٹ پر پھر وہ اسکا سر چھوڑتا ہے
 پیرتب ہی وہ جھوٹ شک طالع ہے اور ٹکڑا رہی ہے اُن باتوں سے جو بتاتے ہو اور جیسے فرمایا وقل جاء

مقرر تو یہی مہیکا اور یارور الدے جو تیرے انہو تہہ میں ہے کہ کھلجیاوے جو انہوں نے بنایا انکا بنایا تو فریہ جادوگر کا اور دوگر نہیں کام لے کھلتا جہاں آوے اور یہاں فرمایا قَاتِلْتُمْ مَوْسٰی فَاِذَا هِیَ تَلْقٰتُ مَا یَا فِکُوْنٌ یعنی پھر ڈالا موسے نے عصا اپنا پھر تب ہی وہ نکلنے لگا جو انہوں سوانا گیا پھر نے نہ چھوڑا انکے سوانا گئے کسی چیز کو مگر اسکو چاک لیا اور کھل گیا تب ڈوڑا حق کا اور غلط ہو جاو وہ کرتے تہو تب ہارے سبکدہ اور پھر نے ذیل ہو کر اور پڑے ساحر سجدے میں کہتے ہوئے ہنر مانا جہاں کے صاحب کعب صاحب شہ اور ہارون کا رکما قال تعالٰی فی سورۃ الاعراف فَوَقَّعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا کَانَ یَعْمَلُ یَكْمُلُ الْاِیْمَانُ) تو یہ ایک امر عظیم تھا اور ایسی دلیل جسے قطع کر دیا انکے عذر اور الزام کو اور یہ حجت تھی انکا سر ہونے والی اور یہ اسلئے کہ جن لوگوں سے ہنر مدد طلب کی اور جنگی وجہ سے ہنر موسیٰ پر غالب ہونا چاہا وہ خود مغلوب ہو گئے اور عاجز ہو کر اسی وقت موسیٰ کے ساتھ ایمان لائے اور وہ گر پڑے سجدے میں اس مالک کے جسے بھیجا تھا موسیٰ اور ہارون کو رسول بنا کر حق اور معجزہ دیکر پھر فرعون ایسا مغلوب ہوا کہ دوسرا عالم کو بھی مشاہدہ نہیں ہوا اور تھا فرعون بھی یا شوخیدہ اور دلیر سپر الدے اور فرشتوں اور سب لوگوں کی تقریر اور لعنت اور ہیکار تو وہ لوٹا سکا برہ اور عناد اور باطل کی طرف تو انکو ڈرانے لگا اور کہنے لگا بھی تمہارا بڑا ہے جسے شکو سکھایا جادو اور بولا اِنَّ هٰذَا الْمَکْرُ مَکْرٌ مُّمُوْهُ فِی الدِّیْنِ نَزَلَ الْخُرُجُ جَاۤءُهَا اَهْلُهَا اَشَوْفَ تَعْمَلُوْنَ یعنی یہ کہہ کر باندہ لائے ہو شہر میں کہ نکالو یہاں سے سکو لوگ سواب تم جان لو گے یعنی تم ملکر فریہ شہر کی ریاست لیا جاتے ہو اور پلید نے یہ تقریر کر کر لوگوں کو موسیٰ اور سارون کا دشمن بنایا فتح کا بیان یہ ہے کہ یوم معلوم سے انکو جشن کا دن مراد ہے کما قال تعالٰی قَالَ مَوْعِدٌ لَّکُمْ یَوْمَ الزَّیْنَةِ وَاَنْ یَّجْشَرَ النَّاسُ فَخَلَّیْ یعنی کہا موسے نے وعدہ تمہارا جشن کا دن ہے اور یہ کہ جمع کرے لوگوں کو دن چڑھے اور زینت کا دن انکے سیکر کا دن تھا یا اس میں ہر منڈی لگا تھے جیسے آجکل بسا کہی کا دن لوگوں نے منڈی لگانے کو یہ مقرر کیا ہے اور سکا میقات شجاعت کا وقت تھا جسکو موسیٰ نے مقرر فرمایا جشن کے دن سو جہاں فرمایا وَاَنْ یَّجْشَرَ النَّاسُ فَخَلَّیْ اور میقات وہ زمانہ یا مکان ہے جسکو لوگ مقرر کریں اور اسی قبیل سے سو قیامت حرام اور سو قیامت صلوة اور یہہ جو انہوں نے لوگوں کو کہا کیا تم کہتے ہو گئے تو میں میں غبت ہی اجتماع پر تو کہ مشاہدہ کریں اسکا جو سوئی اور جادوگر دن سو ظہور میں آوے اور دیکھیں کہ کون غالب ہوتا ہے اور یہ بات فرعون نے اس

خیال کرو کہ میں ہی غالب ہوں گا اور یہ بات ایک لوگوں کی مجلس میں ہونی چاہیے تو موسیٰ کو لوگوں میں سے کوئی مان لیں اور موسیٰ کو یہ موقعہ نہ تہہ لگا جس کا وہ قصد کرتا تھا کیونکہ اس کو معلوم تھی کہ اللہ کا بول بالا ہے اور اسی کی حجت غالب ہے اور کافروں کی حجت وہ دگ جانے والی ہے اور اللہ کی حجت جو ایک عالم مجمع میں ظاہر ہوگی تو اس میں حق والوں کی پشت پناہی ہوگی اور جھوٹے ذلیل ہونگے اور یہ جو کہا لعلنا نفتح السحرة کانوا ہم الغالبین تو اس سے انکی یہ مراد نہ تھی کہ ہم حقیقتاً ساحروں کے دین کے تابع ہونگے اور انکی تو یہ غرض تھی کہ ہم موسیٰ کی اتباع نہ کرینگے لیکن انہوں نے چلایا اپنی کلام کو کنایہ کے سیاق میں کہ کسی طرح ساحر مقابلہ کرنے میں کوتاہی اور پس پائی نہ کریں قال ابو السعد بعض نے کہا سحرہ سے انہوں نے موسیٰ اور ہارون کا ارادہ کیا استہزار کے طور پر اور جب ساحر فرعون کے پاس آئے تو انہوں نے جزا طلب کی فرعون سے اپنے اس کام پر جس کو انہوں نے کرنا تھا اور بولے کیا ہمارا کچھ نیک ہے اگر ہم موسیٰ پر غالب رہیں تو انکی فرعون نے موافقت کی اور بول لاکھوں نہیں اور تم تو ہوسق بارگاہ الون سے ہو جاؤ گے موسیٰ نے فرمایا ڈالو جو تم ڈالتے ہو پھر تم دیکھو گے اسکا انجام اور دوسری آیت میں ساحر بولے کیا تو ڈالتا یا ہم ہوں ڈالنے والے تو یہ موسیٰ کا قول سپر مجہول ہوگا کہ آپ نے یہ قول بھی اس کہنے کے بعد فرمایا اور یہ نہیں ہے کہ موسیٰ نے تمویہ اور سحر کا انکو ارشاد فرمایا بلکہ آپ نے تو انکو حجت کی ساتھ مقہور کرنا چاہا تھا حق کے لیے اور تو کہ ظاہر ہو جاوے کہ یہ کچھ لیے کیجئے کہ موسیٰ نے لائے وہ اس قبیل سے نہیں ہے جس کے ساتھ انہوں نے موسیٰ کے فعل کا معارضہ کیا پھر انہوں نے ڈال دیں اپنی رسیاں اور لائحیاں جو وہ ستر ستر ہاتھیں بعض نے کہا بہتر ہزار رسیاں تھیں اور بہتر ہزار ہی لائحیاں پھر وہ خیال میں آئے لیکن کہ دو رہی ہیں اور ڈالنے کے وقت انہوں نے کہا فرعون کے اقبال سے ہم ہی غالب ہیں گے اور کہا انہوں نے یہ کلیہ اپنے خیال کے مطابق کہ غلبہ ہمارے ہی لیے ہو اور اس لیے کہ انہوں نے جادو کی وہ قسم بنائی جس سے بڑبڑ جادو کرنا ممکن نہیں ہے تب الا موسیٰ نے اپنا عصا تو وہ ٹکٹے لگا انکے وہ سوانگ جو انہوں نے بنائے بعض نے کہا موسیٰ کی لائھی سانپ بن کر انکے سب انگوں کو نکل گئی پھر اس کو موسیٰ علیہ السلام نے پکڑا تو وہ موسیٰ لائھی کی لائھی ہی تھی جیسا حردن نے خیال کیا کہ یہ صانع حکیم صنعت ہے اور بشر کی نہیں ہے اور نہ جادوگر کی تمویہ ہے تو وہ ایمان لائے اللہ کے ساتھ اور گر پڑے اللہ کے گئے سجدے میں اور انہوں نے ان لیا موسیٰ کی نبوت کو اور قبول کیا انہوں نے موسیٰ کا بلانا اور سجدہ

کرتے وقت بولے ہم ایمان لائے جہان کے حساب کما ساتھ جو صاحبے موسیٰ اور ہارون کا سینہ اشعار سے
 کہ انکے ایمان کا سبب یہی معجزہ ہوا جسکو اللہ نے جاری کرایا ان کے ہاتھوں پر اسلحے کہ انہوں نے جان لیا
 کہ یہاں فعل جادو گروں سے وقوع میں نہیں آسکتا اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو منسوب کیا موسیٰ اور ہارون
 کی طرف کیونکہ ہوتے ہی دونوں اللہ کی طرف بلانے والے تھے اور سین سرزنش ہے فرعون کے لیے یہاں
 کے ساتھ کہ وہ رہنمائی ہے اور فی حقیقت یہ ہے چکا یہ کام ہے درجہ موسیٰ اور ہارون کو رسول بنا کر
 بھیجا جب فرعون نے ساحروں کی یہ کلامی اور سحر و جادو کا سجدہ اللہ کے لیے تو بولا وہ جبکہ اللہ نے انکی
 آیت میں مذکور فرمایا ہے قَالَ امْنَمْ لَهُ قَبْلَ اَنْ اَذِنَ اَلَا لَکِیْذٌ کَبِیْرٌ الَّذِیْ عَلِمَکُمْ اَلِیْنَحْرُ فُلْسُوفٌ
لَعَلَّکُمْ لَا تَقْطَعُوْا اِیْدِیْکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّکُمْ اَجْمَعُوْنَ هَٰذَا الَّذِیْ الْاَضْرَ
اَنَا اِلٰی رَیْبًا مُّقْلِبُوْنَ وَاِنَّا نَظْمِعُ اَنْ یَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطِیْئَتُنَا کُنَّا اَوَّلَ الْمُؤْمِنِیْنَ ہوا تین سکون
 لیا ابھی سینے حکم نہیں دیا تمکو مقرر وہ تمہارا بڑا ہے جسے تمکو سکھایا جادو سواں معلوم کرو گے البتہ کاٹوں گا
 تمہارے ہاتھ اور دوسرے پاؤں اور سولی چڑاؤں گا تم سب کو بولے کچھ ڈر نہیں سکھو اپنے رب کی طرف
 یہ جانا ہے ہم غرض کہتے ہیں کہ بخشے سکھو رب ہمارا تقصیر میں ہماری اسطے کہ پہلے ہم ہوئے قبول
 کرنے والے تمہارا بڑا کہار بکو یعنی موسیٰ اور ہارون ایک استاد کے شاگرد ہوتے مافی موضع القرآن
 انکو ڈرایا یہ نہ مفید ہوا انہیں یہ ڈرانا اور انکو خوف دلایا تو انکو اور بڑا یا یقین اور اطاعت اور یہ اسلحے
 اللہ نے انکے دونوں سے کفر کے حجاب کھول دیے اور ظاہر ہو گیا انکے لیے سبب جاننے اور پھیر کے جسکو
 انکی قوم نے نہ جانا اسطرح کہ جس چیز کو موسیٰ لائے وہ بشر کا کام نہیں ہے بلکہ اسکے ساتھ اللہ نے
 موسیٰ کی تائید کی ہے اور سکون بنایا ہے سچہ کی صداقت کی دلیل جسکو وہ اللہ کے پاس سے لایا ولہذا جب
 انکو فرعون نے کہاتے مسکومان لیا میری اجازت سے پہلے تمکو یہ مناسبت ہے کہ اس فعل میں تم مجھ سے
 اجازت لیتے اور نہ دلیری کرتے آئیں مجھ پر اگر میں تمکو اجازت دیتا تو تم یہ کام کر لیتے اور اگر اجازت
 نہ دیتا تو رک جاتے کیونکہ میں ہی اسکا حاکم ہوں جسکی فرمانبرداری لائق ہے یہ تو تمہارا بڑا ہے جسے تمکو جادو
 سکھایا اور یہ بکا رہے جسکو بطلان کو ہر ایک جانتا ہے کیونکہ وہ بیچارے تو کبھی ہوسے کے ساتھ ہمدرد
 پہلے کہتے نہیں ہو کہ موسیٰ کیسے کھاڑا ہو سکتا ہے جس سے انہوں نے سحر کی صنعت کو حاصل کیا ایسی بات
 کوئی عاقل نہ کہو گا پھر انکو فرعون نے ڈرایا ہاتھ پاؤں کے کاٹ دینے اور سولی چڑھانے کے ساتھ تو وہ ہوسے کے چہرے

نہیں ہے اور اس میں کیا مضائقہ ہم اس کی پرواہ نہیں کرتے ہم نے اپنے چار ملک کے پاس جانا ہے اور وہ نہیں برباد کرتا
 ان لوگوں کا نیگہ اچھے کام کریں اور سپر مخفی نہیں ہے جو ہمارے تہا کر لیا اور وہ ہیکو سپر پوری خزا دیکھا
 ولہذا بولے ہماری تو یہ غرض ہے کہ بخشے وہ ہماری خطائیں اور قصصیرین اور محاف کرے ہیکو وہ حادو
 جو بنوئے جسے جبر کر دیا اس واسطے کہ اپنی قوم قبط سے پہلے ہم ہوئے قبول کرنے والے پہ فرعون نے ان سب کو
 مار ڈالا سرجم عفا الد کہتا ہے حافظ ابن کثیر کا یہ قول پہ فرعون نے انکو مار ڈالا ہیکو کوئی دلیل نہ کیونکہ قرآن مجید کی
 کسی آیت میں مذکور نہیں ہے کہ فرعون نے جس بات کو انکو ڈرایا وہ عاملہ انکے ساتھ کیا قرآن مجید صحت ثبات
 ہوتا ہے کہ فرعون نے انکو ماتہ پاؤں کے کاٹنے اور سولی چڑھانے کا ڈرا دیا اور سورہ قصص میں جو ہوئی
 کا قصہ مذکور ہے اسکی سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ فرعون سے یہ ڈرا دیا اور انہیں ہوسکا سورہ قصص میں آیا
 سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيكَ وَجَجَلْ لَكَ كَمَا سُلْطْنَا فَلَا يَصِلُونَ إِلَيْكَ بِأَلْفِ آتٍ آتٍ وَمِنْ أَتَمَّكَ
 الْغُلَامُونَ یعنی ہم زور دینگے تیرے بازو اور ہوشی تیرے بہائی سے اور دین گے تھو غلبہ پر وہ نہ پہنچ سکیں گے
 تم تک ہماری نشانہوں کی تم اور جو تمہارے ساتھ ہو اور پر ہو گے تو اس آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ
 انکو کوئی صدمہ نہیں پہنچا اور یہ سکا ڈرا دیا ویسا ہی تھا جیسے اوسر موسیٰ کو قید سے ڈرایا پہر آپ کو قید
 نہ کر سکا اور کہیں کیون جاتے ہو لا قطع ایذیکم الایۃ میں موسیٰ اور مارون بھی مخاطب تھے پہر جب فرعون
 موسیٰ اور مارون کو صدمہ نہیں پہنچا سکا تو جادو گروں پر صدمہ پہنچانے کی کیا دلیل ہے ہذا ما خطر بال
 واللہ علم حقیقۃ الحال فتح کا بیان یہ ہے جب فرعون ڈرا کہ میری قوم کے لوگ جادو گروں کے پیچھے
 لگ جائیں گے تو اسنے کہا تم نے مان لیا میری اجازت کو سو پہر غلطی میں ڈالنے لگا ان جادو گروں کو
 جنہوں نے مان لیا موسیٰ کو یا وہم ڈالنے لگا لوگوں کے دلوں میں کہ موسیٰ کا فعل بھی سحر کہیں تھا اور لا
 وہ تمہارا بڑا ہے جسو تم کو جادو سکھایا اور اس میں قرار کیا فرعون نے کہ موسیٰ ان میں کا بڑا ہے باوجود
 اس بات کے کہ جبین موسیٰ کے شان کی بڑائی ہو سکو وہ پسند نہیں کرتا تھا کیونکہ حاضرین مجلس جان چکے
 تھے کہ موسیٰ علیہ السلام کے فعل نے مغلوب کر دیا ہے جادو گروں کے سحر کو تو اسنے ارادہ کیا کہ لوگوں کو شک
 میں ڈالے کہ کبھی کبھی جبین موسیٰ سے شاید کیا ہے وہ اگرچہ جادو گروں کے سحر پر فوق لیکن تو یہ
 بڑا اور استاد کا فضل ہے جس سے انہوں نے یہ فن سیکھا پہر تم یہ خیال نہ کرو کہ سحر کا کام نہا ہر شہر کی طاقت سے
 باہر ہے اور اس کا فضل ہے جسکی طرف شکوہ سے بلاتا ہے اور یہ خیال نہ کرو کہ جادو گروں نے کچھ نہیں

اس کو مانا اور یہ خیال نہ کرو کہ اس کا غلبہ تم پر عجیب الہی کے ساتھ ہے بلکہ غالب ہونے کی فیہر ہے کہ سحر و جادو میں سبکیا
جو اس نے خود کیا اور تم نے سبب کم عقلی کے یہ خیال کر لیا کہ یہ تم پر غیر جس سحر کے غالب ہو ہے یہ تم نے اس کو مان
لیا یہ زیادہ درگروں کو جو ایمان لائے اس کے ساتھ ڈرایا جیسا کہ کو مخلوق کر لیا اس کی محبت نے اور بولا فلسوف تعلیم
اب جان لو گے اس کام کا وبال درجہ تکلیف تکوین سے پہنچی گی اجمال کیا تہدید میں اولاً تہویل کے لیے ہر ہر کسی تفصیل
کی اور بولا لا تقطعن ایمکم وارجلکم من خلاف میں کاٹ دو رنگا تمہارے ہاتھ اور پاؤں اس سبب اس خلاف کے جو تم سے
ظاہر ہو بعض نے کہا میں خلاف کے یہ معنی میں کہ تمہارے ہاتھ اور پاؤں الٹی طرح کاؤں گا دہنی جانب کا ہاتھ اور بائیں
طرف کا پاؤں یا بائیں طرف کا پاؤں کا اور دہنے طرف کا ہاتھ اور میں تم سب کو سولی دیدن گا اور اس قول میں اس سحر
ڈرایا سب کو تو کہ ایمان لائے میں انکی اتباع نہ کریں بعض نے کہا جس قطع اور تصدیق سے انکو فرعون نے ڈرایا وہ کام
ان کے ساتھ کر لیا بعض نے کہا ان سے یہ معاملہ نہیں کیا اور قرآن مجید میں کوئی آیت ایسی نہیں ہے جس سے ان کا
سولی چڑھانا اور ہاتھ پاؤں کاٹنا ثابت ہو جیسا کہ انہوں نے سنا جو اس نے کہا تو بولے کیا مضائقہ ہم پر دنیا کے
عذاب ملنے میں کوئی ضرر نہیں ہے کیونکہ یہ عذاب جلد زائل ہو جاوے گا اور اس کے بعد جلد ہم اپنے رب کے عطف
جاوے گی سبب موت میں سحر کسی سبب کے ساتھ اور قتل موت کے سبب یا میں سے بڑا انسان سبب ہے یہ سحر
وہ ہمیشگی کی نعمتیں عنایت کرے گا جنکی وصف حا طہ بیان میں نہیں آسکتی ہم جاوے گی اپنے رب کے پاس اور وہ
ہم کو جزا دے گا بھرنے کی تیری سزا پر اور اپنی توحید پر ثابت ہنر کی اور کفر سے برات کی اور عرض یہ ہے کہ تیری
اس سزا میں ہم کو کچھ تکلف نہیں ہے بلکہ ہمارا اس میں بڑا فائدہ ہے جو ہم کو اس سزا کے سہارے اور سہ پڑنے
کی وجہ سے ملے گا اور وہ یہ کہ گناہ معاف ہو جاوے گی اور ثواب عظیم حاصل ہو گا ہم تو یہی چاہتے ہیں کہ
معاف کر دیوے ہم کو ہمارا مالک ہمارا کفر اور سحر سبب ہے کہ قوم فرعون سے ہم ہی پہلے اسلام لائے آیت کے
ظہور کے بعد یا اہل شہدین سے فرار نہ کیا اہل زمان سے وہی پہلے ایمان لائے اور سکا زجاج نے
اٹھا کر کیا اور کہا مروی ہے کہ موسیٰ کے ساتھ اس سے پہلے چہ لاکھ ستر ہزار ایمان لائے تھے اور
وہی لوگ دستے فرعون کے اس قول میں اِنْ هُوَ لَا كُفْرًا فَمَنْ قَلِيلٌ وَاَوْحِيَا اِلَىٰ مُوسٰى اَنْ اَسْرِ
بِعَادِيٍّ اِنَّكَ مُتَّبِعُوْنَ ۝ فَارْسِلْ فِرْعَوْنَ فِي الْمَلِكِ بْنِ حِشْرِ بْنِ اَنْ هُوَ لَا كُفْرًا فَمَنْ قَلِيلٌ ۝
وَاَقْبِمْ لَنَا الْاَنْطُونَ وَاَنَا الْجَمِيعُ حَزَنٌ رُّوْنَ ۝ فَاَخْرِجْنَهُمْ مِنْ جَنَّتٍ وَّحْيُوْنَ ۝ وَكُنُوْنَ وَمَقَامٍ
رَّكُوعٍ ۝ كَذَلِكَ وَاَوْرَثْنَاهَا بَنِي اِسْرٰءِيْلَ ۝ اَوْرَاحِمَ مِيسَا بِنِي مُوسٰى ۝ اَوْرَاحِمَ مِيسَا بِنِي مُوسٰى ۝

البتہ تمہارے بچہ کو لگین گے پہر پہیچے فرعون نے شہرین میں نقیبے لوگ جو میں ایک جماعت میں تھوڑی سی
مقررہ ہم سے جی بچہ میں اور ہم سارے خطرہ کہتے ہیں پہر نکالا بننے انکو بغ چھوڑ کر اور چھٹے اور خزانے
اور گھر خاصے طرح اور اتہہ لگائیں یہ چیزیں بنی اسرائیل کو ف جب بلا مصر میں موسے کا قیام طویل ہوا
اور قائم کر چکا بلا مصر میں اس کی سلین اور اس کی برہان فرعون واسکے دربار والوں پر اور وہ مہمذا ملک بارہ
کرتے تھے اور غنا کرتے تھے تو نہ باقی رہا اپنے مگر عذاب در نکال تباہ تعلقے نے موسے کو حکم کیا کہ نکالے
بنی اسرائیل کو مصر سے ایک ات اور انکو لے کر چلا جاوے جہاں حکم ہو پہر کیا موسے نے وہ کام حکم
کیا اسکو رب عزوجل نے پہرے نکالا انکو جب بنی اسرائیل قوم فرعون سے بہت سزا پر عاریت کے طور پر
لیچکے تھے اور بہت معسرین نے ذکر کیا ہو کہ آپ مصر سے ہوقت یا ہر ہوئی جب چاند نے طلوع کیا اور مجاہد
نے ذکر کیا ہے کہ اس بات چاند کو گھن لگ گیا تھا فائدہ علم اور موسے نے یوسفؑ کی قبر کا حال پوچھا تو
بنی اسرائیل میں سے ایک بوڑھی عورت نے موسے علیہ السلام کو یوسفؑ کی قبر بتلائی اور اٹھایا موسے نے
یوسفؑ کا صندوق اپنے ساتھ اور مشہور ہے کہ اس صندوق کو موسے نے خود اٹھایا اللہ کا ان دونوں پر
درو اور سلام ہو اور یوسفؑ نے وصیت کی تھی کہ جب بنی اسرائیل مصر سے نکلنے لگیں تو میرا صندوق
ساتھ لیجاوین اور سبار میں ایک صیث بھی وارد ہوئی ہے جسکو ابن ابی حاتم مرحوم نے روایت کیا یہ
چلا یا ایٹا اسناد ابو موسے سے شری تک پہر کہا ابو موسے کہتے ہیں مہان ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم ایک گنوار کے تو اسے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
ہمارے پاس آتے جاتے رہا کرو پہر وہ گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا تم کو کس چیز کی ضرورت ہو وہ بولا ایک اوٹنی کی ضرورت ہو پالان سمیت اور ایک بکری
کی جسکا دودھ پیا کرین میرے گھڑے فرمایا تجھ سے اتنا نہ ہو سکا کہ تو ہوتا بنی اسرائیل کی بڑہیا کی
طرح تو اپنے یاروں نے عرض کیا اور وہ بنی اسرائیل کی بوڑھی عورت کیسی تھی فرمایا جب موسے نے
بنی اسرائیل کو مصر سے لیجا نا چاہا تو راستہ پہول گئے موسے نے بنی اسرائیل کو کہا یہ کیا ہوا تو بنی اسرائیل
میں جو عالم تھے وہ بکا ہم (اسکی وجہ) بتاتے ہیں (وہ یہ کہ) جب یوسفؑ فوت ہونے لگو تو انہوں
نے ہم سے عہد لیا اللہ کا کہ ہم نہ نکلیں گے مصر سے جب تک انکر تابوت کو اپنے ساتھ نہ اٹھالیو
تب موسے نے فرمایا تم میں سے کس شخص کو یوسفؑ کی قبر کی جگہ معلوم ہے وہ بوسے ہکی قبر کو کوئی

نہیں جانتا ایک بنی اسرائیل کی بڑھیا کے سوا تو موسیٰ نے اس کا پاس کہا بھیجا کہ یوسف کی قبر بتاؤ
 وہ بولی میں تو بخدا یہ کام نہ کرونگی جب تک مجھ کو میرا ایک حکم نہ ملے فرمایا اور تیرا کیا حکم ہے وہ بولی میرا حکم یہ ہے
 کہ میں تیرے ساتھ بہشت میں رہوں تو گویا آپ پر یہ بات دشوار ہوئی تب حکم ہوا آپ کو کہ دیر سے اس عورت
 کو اس کا حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وہ عورت گئی ان کے ساتھ ایک بھیرہ کی طرف جہاں پانی کا جڑ
 تھا وہ بولی ان کے پاس پانی کو فرو کر جب انہوں نے پانی سینچ لیا تو بولی اب کہو دو جب انہوں نے کہو دو
 تو یوسف کی قبر نکلی پھر انہوں نے یوسف کو اپنے ساتھ لے لیا اور ستہ دن کی روشنی کی طرح نظر آنے
 لگا کہا حافظ ابن کثیر مرحوم نے ہذا احدث عریض جدا والا قوب انہ مو قوت واللہ اعلم کہ جب
 فرعون نے صبح کی تو اس کی مجلس میں بنی اسرائیل کا ایک آدمی بھی نظر آیا تو اس سے فرعون کو جوش آیا اور بنی اسرائیل
 پر سخت غصہ ہر کیا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ فرعون کے ہلاک کر نیکا اللہ نے ارادہ کیا تب فرعون نے بہت
 جلد شہر بن میں نقیب سجدیے اور یہ کہلا بھیجا کہ بنی اسرائیل کی جماعت ایک تہڑیسیے لوگ ہیں اور ان سے
 ہر وقت بہ کو غصہ کی باتیں سنجتی رہتی ہیں اور ہم ہر وقت ان کے فریب غار سے ہر سانہ بن اور سلف کی ایک
 جماعت نے حارون کو خدرون پڑتا ہے ہر صورت میں غریب ہو گئے کہ ہم سب سبلا حارون اور میں چاہتا ہوں کہ
 بیچ کئی کروں ان کی بہتر چھوڑوں انہیں سے کسی کو بہر چکا ہلاک ہونا مقدر تھا ان کو ان سے ساتھ لیا اللہ تعالیٰ
 فرماتا ہے پھر ہم نے ان کو نکالا باغون اور چشمون سے اور خزانوں اور خا صے گہروں سے اور وہ نکالے ایشیائیوں
 سے عجیم کی طرف اور انہوں نے چھوڑا سدا لعالیہ اور بسا تین اور انہار اور ہول اور زاق اور ملا اور جاہ فر
 کو دنیا میں یہ بات یوں ہی ہوتی تھی اور ہم نے وارث بنا دیا ان چیزوں کا اور لوگوں کو ہذہ الایۃ کہا قال تعالیٰ
 وَاوردنَا الْقَوْمَ الَّذِیْنَ کَانُوْا یَسْتَضْعِفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِیْ بَا رَکْنَا اِیْہَا
 وَنَمَتْ کُلُّہُمْ رَیْبَ الْحُسْنٰی عَلٰی بَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ یَمَّا صَبَرُوْا وَدَقَّرْنَا مَا کَانَ یَصْنَعُ فِرْعَوْنُ
 وَقَوْمُہٗ وَمَا کَانُوْا یَعْرِشُوْنَ لَعْنَةُ عَلٰیہُمْ وَارِثَیْہِ جَو لُوْکَ کَمُرُوْہُ رَہْمَہُمْ ہُمُ اَنْ مِّنْ کَیْ مَشْرِقٍ اَوْ
 مَغْرِبٍ کَیْ جَسِیْمٍ بَکَتْ رَکْبِیْ ہُمُ اَوْ یُورَا ہُو اُنِیْ کَی کا وعدہ تیرے رب کا بنی اسرائیل پر کردہ تھمیرے رب
 اور خراب کیا ہم نے جو بنایا تھا فرعون اور اس کی قوم نے اور ان کو چڑھائے چہرین پر اور جیسے فرمایا وَنَرٰ
 اَنْ تَمُنَّ عَلَی الَّذِیْنَ اسْتَضْعَفُوْا فِی الْاَرْضِ وَنَجَّیْہُمْ اَمْتًا وَنَجَّیْہُمْ الْوَارِثِیْنَ وَنَمِکْنٰہُمْ
 فِی الْاَرْضِ وَزَیْ فِرْعَوْنَ وَہَا مَانَ وَجُوْدُہُمَا مِنْہُمْ مَا کَانُوْا یَحْذَرُوْنَ لَعْنَةُ اَوْ ہُمُ اَنْ مِّنْ کَی

احسان کیں ان پر جو کمزور پڑے تھے ملک میں اور کر دین انکو سردار اور کر دین انکو قہر مقام اور جمادین انکو ملک میں
 اور دکھا دین فرعون اور ماں کو اور انکے لشکر دن کو انکے ہاتھ سے جو سچے کا خطرہ رکھتے تھے رمان تھا
 وزیر فرعون کا ظلم میں اسکا شریک تھا فتح کا بیان ہے کہ حکم کیا اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے موسیٰ سے کہ کوئی ہاتھ نہ
 کو ایک بات نہ کہنے کا بھر کھٹا شام کھٹا جو وہ رہتا رہا ہے اور یہ سحرہ کے ایمان نے سو کئی سال
 بعد کا واقعہ ہے اور انکو منسوب کیا اپنی طرف کیونکہ وہ ایمان لائے تھے موسیٰ کے ساتھ اور سچے کے ساتھ
 جسکو موسیٰ ؑ لائے اور ایسی آیت کی تفسیر سورہ اعراف میں گذر چکی اور یہ جو فرمایا انکم تبعون یعنی فرعون اور
 انکو شکر تمہارے پیچھے آؤ گئے تو یہ تعبیر ہے خروج کی حکم کی اور مطلب یہ ہے کہ فرعون اور اسکے جنود تمہاری
 بیخ کنی کے لیے تمہارا پیچھا کرینگے اور تو بنی اسرائیل کو کچھ رات لیکر نے نکل اور یہ تمہارے پیچھے سب ج
 آؤ گئے اور تم جو اپنے کچھ زمانہ پہلے چلے جاؤ گے تو یہ مکمل نہ سکیں گے دریا کے پہنچنے سے پہلے بلکہ
 تمہارے پیچھے ہونگے یہاں تک کہ تم داخل ہو گے دریا میں پھر وہ داخل ہونگے تمہارے مدخل میں ڈانکا
 ڈونکا دریا کو اپنا اور ڈوبا ڈونکا اور انکو پھر جب فرعون کو معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل کو موسیٰ ؑ لیکر نکل گیا تو اسنو
 شہر دن میں لشکر اکٹھا کرنے کے لیے نعتیب بھیج دیے یہاں تک کہ پاس اکٹھے ہو گئے تو لایہ لوگ یعنی بنی اسرائیل
 تو تھوڑے لوگ ہیں اور شہر ذمہ کہتے ہیں ایک قبیل حقیر جماعت کو کہا جو ہری نے شہر ذمہ ایک جھوٹی سی
 جماعت ہے لوگوں کی اور شہر ذمہ کپڑے کرنگے کو بھی کہتے ہیں مغربین کہتے ہیں کہ یہ شہر ذمہ جسکو فرعون نے تھوڑے
 قرار دیا چہ لاکہ تھے اور ابن عباس کا یہی قول ہے اور اصحاب فرعون کی گنتی معلوم نہیں ہے اور ابن مسعود نے کہا
 چہ لاکہ ستر ہزار تھے اور فرعون کے لشکر کا مقدمہ سات لاکہ نفر کا تھا تو اسنے اپنے لشکر کی کثرت کھٹا نظر
 کر کے انکو کم فراد یا اور اسکے سارے لشکر میں سولہ لاکہ نفر تھے اور عبد بن حمید اور ابن منذر نے ابن مسعود کھلا لاکہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موسیٰ ؑ کے اصحاب موسیٰ ؑ کے ساتھ دریا سے پار ہوئے بارہ قبیلے تھے
 تو ہر قبیلے میں بارہ بارہ ہزار نفر تھے یہ سب یقوت کی اولاد تھے اور ابن مردودہ نے عبد اللہ بن مسعود سے ایسی سند
 کے ساتھ کھلا لاکہ جو جلال الدین سیوطی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرعون اللہ کے دوزخ
 کو اللہ نے جب غرق کیا تو وہ اور اسکے اصحاب ستر کھان افسردن میں کھراں افسر کے پیچھے ستر ہزار فوج تھی اور
 موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ستر ہزار آدمی تھے جب انہوں نے دریا کو عبور کیا اور عبد اللہ بن مسعود ہی نے کہا کہ
 فرعون کے لشکر چند لاکہ تھے موسیٰ اور اسکی قوم کے پیچھے بیجا چہ لاکہ آدمی ان میں کوئی ایسا سپاہی نہ تھا جو شکی

گھوڑے پر سوار نہ ہو کہا علامہ ابو لطیف حرم نے ایسے اقوال اور روایات مضطر بہت سلف سے بھی مروی ہیں جو ان اقوال اور روایات مذکورہ کے ساتھ مختلف و اضطراب میں ملتی جلتی ہیں اور حضرت صلوات اللہ علیہ اجمعین سے ان میں سے کوئی چیز ثابت نہیں ہوئی اور انہوں نے ہم کو غصہ دلایا ہے کہ سہاروی جارت کے سوا چلے گئے اور ہم ان سے خطرہ میں ہیں یعنی ہم ڈرتے ہیں انکی شرارت سے فرعون کے لوگوں کو اللہ نے کالیدیا مصر کی زمین سے نکال دینا سوئے اور اسکی قوم کو اور مصر کی زمین میں دریا رینیل کے دو نو کنار و نہر باغات تہی ہوں سے رشید ملک اور کنوز سے خزان مراد ہیں بعض نے کہا کنوز سے انہار مراد ہیں اور ہمیں نظر ہے کہ کنوز عیون جمیع غنم میں کہ نزدیک پانی کے چشمہ مراد ہیں اور پانی کے چشموں میں ندیاں بھی داخل ہیں اور کنوز سے اموال ظاہر مراد ہیں سونا اور چاندی اور مقام کیم سے سنازل حسان مراد ہیں بعض نے کہا منبر مراد ہیں ابن عباسؓ کا یہی قول ہے بعض نے کہا رواسا و امراء و وزراء کی مجالس مراد ہیں اسکو ابن عباسؓ نے حکایت کیا بعض نے کہا مقام کیم سے مراد بخیل مراد ہیں اور قول اول بہت ظاہر ہے اور سعید بن جبیر کہتے ہیں میں نے سنا کہ مقام کیم سے قیوم مراد ہے (اور قیوم مصر کی ایک نین کا نام ہے) کہا حسن نے جب بنی اسرائیل دریا رینیل سے پار ہوئے تو لوٹے اور انہوں نے لیے فرعون کے گہر اور باغات و مال و چشمہ بعض نے کہا اور اشت سے ہجگمہ وہ زیور مراد ہے جسکو قوم فرعون سے مانگ کر لگئے تھے اور بعض نے کہا انکے مساکن حسنہ اور کنوز کے بنی اسرائیل وارث ہوئے علامہ ابو لطیف فرماتے ہیں اور دونو امرون کا اللہ نے انکو وارث کر دیا و الحمد للہ علی ذلک فاتبوہم متشرفین۔ فلما تراءوا اجمعین قال اصحاب موسیٰ انالمد رکونہ قال کلہ

ان صیغہ سیفیدینہ۔ فاقومنا الی موسیٰ ان اضرب بعصاک الحجر فانقلب فکان کل فریق كالظود العظیمہ وازلفنا لہ الاخرین۔ واناخینا موسیٰ ومن معہ اجمعین ثم اغرقنا الاخرین ان فی ذلک لایۃ وما کان اکثرہم مؤمنین وان ربک لہو العزیز الرحیمہ پہر پیچھے پڑے انکو سب ج نکلے پہر مقابل ہوئیں دونو فوجیں کہنے لگو موسیٰ کے لوگ ہم پکڑے لگو کہا کوئی نہیں میرے ساتھ میرا رب مجھکو اہ بتا دے گا پہر حکم سبجا ہنئے موسیٰ کو کہ مار اپنے عصا سے دریا کو پھٹ گیا تو ہو گئی ہر پہاںک جینے پہاڑ اور پاس پہنچا یا ہنئے دوسروں کو اور بچا دیا ہنئے موسیٰ کو اور جو لوگ تھے اسکے ساتھ ساری پہر ڈوبا دیا ان دوسروں کو سچیز میں ایک نشانی ہے اور نہین وہ لوگ بہت ماننے والے اور تیرا ہی زبردست ہے رحیم ف ایکات اللہ کے حکم سے شہر مصر میں دیا پڑی ہر گہر میں پڑا

مگیا اور بنی اسرائیل کو لگے سے حکم تھا کہ تیار رہیں سات مین نکل کھڑے پہر کئی دن لگے انکو ماتم مین آخر فرعون
 کی تاکید سے سب نکل کر تیجھے لگے دریائے قلمزم پر چاٹے اور یہ جو کہا پہر پھٹ گیا دریا تو ہو گئی ہر پہاں گات جیسے
 بڑا سیارہ ایسے کہ پانی بہت گہرا تھا بارہ جگہ سے بہت کر گلیاں پڑ گئیں بارہ قبیلے بنی اسرائیل کے اس مین پیڑھو
 پیچھین پانی کے پہاڑ کھڑے ہوئے بہت مفسدین نے بیان کیا ہے کہ فرعون نکلا محفل عظیم اور جمع کبیر
 مین اور جمع کبیر سے دیار مصر کی ملک مراد ہے اسکے زمانہ مین حسین امیر اور وزیر اور کبر اور روسا اور جنود تھے
 اور رما وہ شہر اسرائیلی جسکو غیر واحد نے بیان کیا ہے کہ فرعون نکلا سولہ لاکھ سوار لیکر جن مین ایک لاکھ تو سیاہ گتہ پڑ پڑ
 سوار تھے نو مین نظر ہے اور کعب حبار نے کہا ان مین آٹھ لاکھ سیاہ گتہ پڑ پڑ سوار تھے اور مین ہی نظر ہے اور
 ظاہر ہے کہ اسی حکایت مین بنی اسرائیل کے مجازفات سحر مین اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہنر جاتا ہے اور حسیہ کی حرکت
 نے خبر دی ہے وہی مضید ہے اور قرآن مجید نے انکی تعداد کی تحسین بیان مین کی کیونکہ اس مین کوئی فائدہ نہیں
 ہے اور وہ نکلے ساری کے ساری پہر پیچھو پڑے انکو دن نکلتے یعنی سورج کے نکلنے کے وقت بنی اسرائیل کے پار
 پہونچے جو بنو نون فوج مین سے ہر ایک نے دوسری فوج کو دیکھ لیا تو سو سے لے کے لوگ بوسے ہوئے فرعون
 کے لوگ تھے اور یہہ اسلئے کہ انکی سیر منتہی ہو گئی ساحل بحر پر اور وہ قلمزم کا دریا رہا اور نکلے لگا دیا سے قلمزم
 آگیا اور بالیا بنی اسرائیل کو فرعون نے اپنی لشکر و سمیت تو موسیٰ نے فرمایا گلا گران معی دئی سے سیدنی
 لینے کوئی نہیں تم تک کوئی نہیں پہنچتا است درو میرا رب مجھ کو اہ دے گا کیونکہ اسی نے مجھ کو اس طرف نکلو
 لائے کا حکم دیا ہے اور اسکے وعدہ خلاف نہیں ہوتے اور قدر لشکر مین ماروں تھے و آپ کے ساتھ بیٹھ
 تھا بنون کا بیٹا یا فرعون کے لوگوں مین کا ایماندار (جسکا ذکر سورہ مومن مین ہے) اور لشکر کے پیچھے جس مین
 موسیٰ تھے اور غیر واحد نے مفسدین مین سے ذکر کیا ہے کہ وہ ساحل بحر پر پہونچ کر کھڑے ہو گئے نہیں جاتا
 تھے کہ کیا کریں گے اور یوشع بن نون (جسکا ذکر سورہ کہف مین ہے) یا موسیٰ آل فرعون کہنے لگا اے اللہ کے
 پیغمبر اس طرف تھکوا اللہ نے حکم کیا ہے کہ تو یہ کرے تب موسیٰ نے فرمایا ان اسی طرف اللہ نے سفر کرنے کا
 حکم کیا ہے پہر یاسر لگا فرعون اور ہکا لشکر اور نہ رہا فاصلہ درون فوج مین مگر تھوڑا تب اللہ نے حکم کیا
 اپنے پیغمبر موسیٰ کو کہ مارے اپنی لاشی دریا کو پہر مارا دریا کو اپنا عصا پہر وہ پھٹ گیا اللہ کے حکم کے ساتھ
 عبد اللہ بن سلام کہتے مین جب موسیٰ دریا پر پہونچے تو بوسے یا من کان قبل کل شیء المکون
 لکل شیء والکائن بعد کل شیء اجعل لنا فخر جاکے لئے وہ ات جو سب پہلے تھی جسو بنائی ہر

پھر اور وہ رہیگا ہر چیز کی جیسے کمال ہمارے لیے کوئی اہ پر حکم کیا اللہ نے موسیٰ کو مار تو اپنا عصا دریا کو روکا
 ابن ابی حاتم قتادہ نے کہا اللہ نے حکم کیا اس نے دریا کو کہ جب تجھ کو موسیٰ اپنی لاشی مارے تو اس کا حکم
 سن اور اس کی فرمانبرداری کر ہر رات کالی دریا نے بقیاری میں اور نہیں جاتا تھا کس طرف موسیٰ عصا پر
 کا جب موسیٰ دریا کے پاس پہنچا تو کہا موسیٰ جو ان یوشع بن نون نے اے اللہ کے پیغمبر کس طرف جانیکا
 تجھ کو اللہ عزوجل نے حکم کیا ہے فرمایا مجھ کو حکم دیا ہے اللہ نے یہ کہ میں دریا کو لاشی ماروں پھر یوشع بن نون
 نے کہا ہمارا محمد بن اسحق نے کہا اسکے مطابق جو میری لیے مذکور ہوا ہے اللہ نے حکم کیا دریا کو کہ جب
 تجھ کو موسیٰ لاشی مارے تو اسکے لیے یہیٹ جا کہا محمد بن اسحق نے ہر رات کالی دریا نے بقیاری میں
 اور مارتا بعض بعض کو اللہ کے خوف سے اور آخر کی نظاری میں جو سہو اللہ نے حکم دیا اور اللہ نے وحی
 کی موسیٰ کی طرف کہ اپنے لاشی دریا میں تو اس میں اللہ تم کا معجزہ تھا جو اللہ نے موسیٰ کو دیا پھر
 دریا بہت گیا اور غیر واحد نے بیان کیا ہے کہ موسیٰ دریا کو پاس آئے اور بولے یہٹ جا پھر اللہ
 کی اجازت کو ساتھ اللہ نے فرمایا فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فَرَقٍ كَالطُّورِ الْعَظِيمِ اور طو عظیم سے بڑا پہاڑ
 مراد ہے یہ قول ہے ابن مسعود اور ابن عباس اور محمد بن کعب اور صخاک اور قتادہ وغیرہم کا اور عطاء خراسانی
 نے کہا طو عظیم سے وہ دو پہاڑ کے درمیان کا رستہ مراد ہے اور ابن عباس نے کہا دریا میں بارہ اہ
 ہو گئے ہر ایک قبیلہ کے لیے ایک اہ اور زیادہ کیا سدی نے کہ ان دیواروں میں روشندان ہو گئے
 جن میں سے بعض بعض کی طرف دیکھتے تھے اور کہہ رہا ہوا پانی اپنی حالت پر حیرت و یارین اور سبحی اللہ نے ہوا
 دریا کے فقر کی طرف پہنچنے چاہا لیا اس کو پھر دریا کا فقر سو کہ گیا جیسے وہ زمین فرمایا اللہ نے
 فَاصْرُوبْ لَصَدَّ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبْسًا لَا تَخَافُ دَرَكًا وَلَا تَخْشَىٰ اور فرمایا اس قصہ میں وَانْفَلَقَا
 ثُمَّ الْاٰخِرِينَ کہا ابن عباس اور عطاء خراسانی نے اور قتادہ در سدی نے اسکی تفسیر میں کہ ہم نے قریب کیا
 دریا کے فرعون اور اسکے لشکروں کو وَاجْعَلْنَا مَوْسٰی وَمَنْ مَّعَهُ اٰجْمَعِيْنَ ثُمَّ اَعْرَفْنَا الْاٰخِرِيْنَ
 یعنی ہم نے نجات دی موسیٰ اور بنی اسرائیل اور ان لوگوں کو جو دین میں انکی تابع تھے سب کو پھر
 نہ ہلاک ہوا ان میں سے کوئی اور غرق کر دیا فرعون اور اسکے لشکر کو پھر نہ باقی رہا ان میں سے
 کوئی نہ ہلاک ہوا عبداللہ بن مسعود نے فرمایا ہے کہ موسیٰ جب بنی اسرائیل کو لے کر تو فرعون کو یہ
 بات پہنچی تو اس نے حکم کیا ایک بکری کے ذبح کا پیرہہ ذبح کی گئی پھر بولا بخدا انہیں فراغت حاصل

ہوگی اسکے کہاں اتارنے سے یہاں تک چہلکہ قیصر جمع ہو جاوین گے اور یہ موسیٰ عجلک دریا پر پہنچ گیا اور
 دریا کو فرمایا پیٹ جاتا تو دریا بولا تو نے بڑائی کی اسے موسیٰ کیا میں تہے واسطے کسی ابن آدم کے پہتا ہوں
 جو تیرے یہ بیٹوں کہا اور موسیٰ کے ساتھ ایک آدمی تھا عمدہ گھوڑے پر تو بولا وہ آدمی کس طرف تجھ کو
 حکم ہوا تھا فرمایا مجھ کو تو اسی طرف حکم ہوا تھا وہ بولا بخدا اپنے بھٹو نہیں بولا پھر دوسری بار لشکر میں
 داخل ہوا یہ نکلا اور بولا کس طرف ایک حکم ہوا ہے جائیکا اسے اللہ کے پیغمبر فرمایا میں اسی طرف کا حکم دیا گیا
 ہوں (یعنی بحر کی طرف آئیکا) پوچھ بولا بخدا تو فرمادہ نہیں بولا اور جھوٹ بولنے کی اپنی عادت نہیں ہے
 کہا پھر اللہ نے حکم بھیجا موسیٰ کی طرف کہ تو مار اپنی لاٹھی دریا کو پیرا موسیٰ نے دریا کو اپنا عصا
 پیرا پیٹ گیا پھر سین بارہ راہ ہو گئے ہر ایک قبیلہ کے لیے ایک راہ اور ان اہوں میں رشیدان بھی ہو گئے
 جن میں سب ایک دوسرے کو دیکھتے تھے پیرا موسیٰ کے صحابہ نکل چکے اور صحابہ فرعون پورے پورے
 دریا میں ڈبل ہو چکے تو دریا ملک گیا اس پر اور ڈوبا دیا انکو وادہ بن ابی حاتم اور عبداللہ بن سعور رضی اللہ عنہما
 روایت کے یہ لفظ ہیں کہ جب صحابہ موسیٰ سے پیچھے لوں نکل چکے اور صحابہ فرعون پوری طرح داخل ہو چکے
 تو جوش مارا پیرا نے پیرا اس دن کے بڑا کہ کسی اتنا ہجوم نظر نہیں آیا اور غرق ہوا فرعون اس کی ہیبت
 ہو پیرا نے فرمایا ان فی ذلک لآیۃ لِّعِبادِ الذَّالِمِینَ اور ان عجائبات اور نصرت و تائید عباد الہی میں جو قصہ
 میں مذکور ہیں البتہ ولالت ہے اور حجت قاطعہ اور حکمت بالغہ و ما کان اذھم مِّنْ عِزِّیْنَ وَاَنَّ رَبَّکَ
 لَعَزِیْزٌ عَلَیْہِمْ اَلْوَحِیْمُ اس آیت کی تفسیر گذر چکی ہے بیان ہے شہر اشراق وقت شروق میں دخول مراد ہے بعض
 نے کہا اشراق سے شروق کی طرف جانامراد ہے جیسے انجاد کے معنی نجد کی طرف جانامراد ہے تہام کے معنی تہام
 کی طرف جانابعض نے کہا اشراق سے اخصار مراد ہے جمعان سے بنی اسرائیل اور قبط مراد ہیں پیرا موسیٰ نے فرمایا
 حدیث بیان کی جسکی سند کو جلال الدین سیوطی نے وہی کہا جب بنی اسرائیل پر سخت آفت آئی اور انہوں نے
 وہ لشکر دیکھ چکے مقابلہ کی نگو طاق نہ تھی تو اللہ نے موسیٰ کو حکم کیا دریا کو عصا مارنے کا اور یہی سننے میں
 اللہ کے قول کا دھجنا الیٰ مَوْسٰی اِذَا ضَرَبْتَ بِعَصَاکَ الْیَمِّ اَنْ یَّجْعَلَہُ سَبْحًا وَاَمَّا سِیْلُہُ فَاَنْ یَّجْعَلَہُ عَنَابًا
 آیت متصل ہو موسیٰ کے ساتھ اور متعلق ہو پس فل سے جسکو موسیٰ کر نیگے ورنہ عصا کا مارنا کچھ فارق بحر
 نہیں ہے اور نہ بذاتہ فرق بحر کا معنی ہے مگر اللہ کی قدرت کو ساتھ ملکر اور اسی قدرت کو ساتھ اللہ نے
 نجات دی موسیٰ اور بنی اسرائیل کو اور ہلاک دیے ان کے دشمن و اذکار کفار و الاخرین میں آخرین سے فرعون اور

اسکی قوم مراد ہے اور بعض نے کہا آخرین سے موسیٰؑ کے صحابہ ایدین لیکن یہاں قول اولے ہی بعض
نے کہا تھا چلتا جبریل بنی اسرائیل اور فرعون کی قوم کے درمیان بنی اسرائیل کو کہتا تھا تمہارے پیچھے پہلو
کو ملکر چلیں اور فرعون کو کہتا تھا میرا جو کھانا تمہارے پیچھے پہلو کو مل کر چلین پھر تجھے بنی اسرائیل کہتے ہم نے
اس سے بڑھ کر کوئی سیاست لازم نہیں دیکھا اور قطعی کہتے تھے ہمنے اس سے بڑھ کر کوئی عمدہ بلانے والا نیز
دیکھا اور آخرین سے فرعون اور اسکی قوم مراد ہے ڈوبادیا انکو اللہ نے دریائے طابق کے ساتھ اپر داخل
ہوئے دریائیں ہوئے اور اسکی قوم کا چمپا کر کے اور بنی اسرائیل دریائے نکل گئے اور اس آیت میں تاثیر
کو کہ جب قواک ابطال ہے آجال اور حوادث میں کیونکہ وہ یکبارگی ہلاک ہو گئے باوجود مختلف ہونے اپنے طلوع
کے ان فی ذلک میں اشارہ ہے سچیر کی طرف جو موسیٰؑ اور فرعون کے درمیان اس غایت تک صادر ہوا
اور آیت سورۃ النور میں عبرت عظیمہ اور قدرت باہرہ مراد ہے اور قصہ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی قدرت اور
اسکی عظیم سلطنت پر پچھلون کے یو بڑی بیماری لیل ہے اور ماکان اکثر ہم منضمیہ محرورجع ہے ان لوگوں
کی طرف جو فرعون کے ساتھ تھے یعنی جو لوگ فی الاصل فرعون کے ساتھ تھے ان میں سر بہتون نے اپنے
کو نہ مانا اور اس واقعہ کے بعد ایمان لانے لگے مگر تھوڑے جیسے حرقیل اور اسکی بیٹی اور اسے فرعون کی بی بی اور
وہ برسیا جسے یوسفؑ کی قبر بتلائی اور ان بہتون سے وہ لوگ مراد نہیں ہیں جو موسیٰؑ کے پیچھا کرنے
کے وقت فرعون کے ساتھ تھے کیونکہ وہ تو سارے دریائے قلمز میں ڈوب گئے بلکہ وہ اکثر مراد ہیں جو
الاصل اسکے ساتھ تھے اور اسکی ترجیح اور اسکی طرف منسوب یہ غایت ہے سچیر کی جسکا کہنا ممکن ہے اور
سبویہ غیرہ نے کہا وماکان اکثرھم مؤمنین میں کان اللہ ہے اور اس جماع میں شریکین سے
اجبار ہے اس سچیر کہ انہوں نے نصیحت کو سنا عزیز یعنی منتقم ہے اپنے اعداء سے انکے عزاق کے ساتھ
رحیم ہے اپنی اولیاء پر انکے اخبار کے ساتھ انتہائی عالما ابو الطیب المرحوم نے تفسیرہ وائل علیکم
نباراھیم ؑ اذ قال لا یریہ وقومہ ما تعبیدون قالوا نعبد و اصناما فنظروا لھا
علفین ؑ قال هل یسمعونکم اذ تدعون او ینفعونکم او یضررون قالوا بل وجدناک
اباءنا کذلک یفعلون ؑ قال افترءتم ما کنتم تعبدون انتم واباؤکم الا قد مون
فاثم معد وولئلا رب المملکت ؑ اور سنانکو خبر برہم عم کی جب کہا اپنے باب کو اور اسکی قوم کو تم کیا
پوجتے ہو وہ بولے ہم پوجتے ہیں مورقون کو پھر سارے دن انکے پاس لگے بیٹھ رہیں کہا کچھ سنتے ہیں

تمہارا جب تکرتے ہو یا پہلا کرتے ہیں تمہارا یا رابو لے نہیں پر سنے پائے اپنی باپ دادے سے یہی کرتے کہا
 پہلا دیکھتے ہو جو کچھ پوجتے رہی ہو تم اور تمہارے باپ دادے انکو سو وہ میرے غنیمت میں مگر جہان کا صاحب
 ان آیات میں اللہ نے اپنے بندے اور رسول اور خلیل جلیل امام الحنفی ابراہیم علیہ السلام کی خبر دی ہے اور اپنے رسول
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا ہے کہ اس خبر فرحت شرکی تلاوت کرین اپنی بہت پر تو کہ وہ خلیل
 اور توکل اور اللہ صمد لا شرک لہ کی عبادت اور شرک اور اہل شرک سے بیزار ہونے میں خلیل جلیل علیہ السلام
 اتباع و اقتداء کریں کیونکہ اگر آپ ہیں اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو نیکو کی سوجھ بیدی اور فوج
 سے بڑے بچوں تک اپنی قوم پر عبادت صنام کا انکار کرتے رہی اور کہتے رہی اپنے باپ اور قوم کو کیا پوجتے ہو
 كما قال تعالى وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ وَكَلَّمْنَاهُ عَلَيْهِ الْإِنشَادَ إِذْ قَالَ يَا بَنِيَّ ذُكِّرْتُمْ مَا هَذَا
 اللَّهُمَّ لَيْلِ الْإِنشَادِ لَهَا عَاكِفُونَ یعنی اور اگے دی تھی سنے ابراہیم کو اسکی نیکی اور ہم کہتے ہیں
 اسکی خبر کیا اسنے اپنی باپ کو اور اپنی قوم کو یہ کیا سورتیں ہیں خبر لگے بیٹھو ہو جو سے ہم پوجتے ہیں اور تو کو
 پہر ساری دن ان باپس لگے بیٹھ رہیں اور انکی عبادت اور انکو پکارنے پر تقیم فرمایا کیا سنتے ہیں جب ہم ان کو
 پکارتے ہو یا پہلا کرتے ہیں تمہارا یا کچھ بڑا کرتے ہیں بوسے نہیں پر سنے پائے اپنی باپ دادے سے یہی کرتے
 تو اس میں انہوں نے اقرار کیا کہ یہ صنام کونفع و ضرر نہیں ہیں پر سنے تو اپنے باپ دادہ کو دیکھا ایسا ہی کرتے
 پہر ہم ان ہی کے قدر و ثمرہ در رہے ہیں جب انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس انکی عبادت پر کوئی دلیل نہیں ہے
 آیات و اجداد کی تقلید کے سوا تو ابراہیم ؑ نے فرمایا اب دیکھو جبکی تم پوجا کرتے ہو تم اور تمہارے باپ دادے
 تو وہ میرے دشمن ہیں مگر جہان کا صاحب اگر یہ تمہارے معبود کوئی چیز ہیں اور ان میں کوئی تاثیر ہے اور
 کچھ سکتے ہیں تو یہ ابراہیم کر لین میں انکا دشمن ہوں نہیں پرواہ مجھ کو انکی اور نہ حاجت ظاہر کرتا ہوں میں
 انکی طرف اور یہ آیت اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مطیع ہے جس میں اللہ نے نوح ؑ سے خبر دی جب انہوں نے
 اپنی قوم کو مخاطب کے فرمایا يَقَوْمِ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ آلِهَكُمْ فَاتَّبِعُوا آلِهَكُمْ وَاتَّبِعُوا آلِهَتِي يَا بَنِي اللَّهِ فَعَلَى اللَّهِ
 تَوَكَّلْتُ فَأَجْمَعُوا آلِهَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرٌ عَلَيْكُمْ عُقْبَةً ثُمَّ اقْضُوا إِلَيَّ وَكَأ
 تَنْظُرُونِ یعنی میری قوم اگر مہاری ہوا ہے تو یہ سب لکڑیاں اور سہاگناں اللہ کی باتوں سے تو سینے
 اللہ پر بہرہ و سا کیا اب تم سب لکڑی برقرار کرو اپنا کام اور جمع کرو اپنے معبود پر نہ ہے تمکو اپنے کام میں شبہ
 جاری کرو ہر کام کو میری طرف اور مجھ کو بہرہ و خدمت نہ دو یعنی سمجھانے سے برا ملتے ہو تو جو کہ سو میرا کر ڈالو

هو وعلیه سلام نے فرمایا اِنِّیْ اَشْهَدُ اللّٰهَ وَ اَشْهَدُ اَنَّیْ رَبِّیْ مُصَوِّمٌ شَرِکُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ فَکَیْدُکُمْ
 جَمِیْعًا اِنَّکُمْ تَشْطُرُوْنَ اِنِّیْ نَوَکَلْتُ عَلٰی اللّٰهِ رَبِّیْ وَرَبِّکُمْ مَّامِنْ ذَا تَبَرَّ اَلَا هُوَ اَخَذَ مِنَّا صِیۡمَہَا کَانَ
 رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ یعنی میں گواہ کرتا ہوں اللہ کو اور تم گواہ رہو کہ میں برابر ہوں اُن سے خلیو تم شریک
 کرتے ہو اس کے واسطے کہ میرے حق میں سب ملکر یہ محکمہ فرصت دوسینو بہرہ و سا کیا اللہ پر جو رب ہا میل
 اور تمہارا کوئی نہیں پاؤں ہر نے والا اگر اس کے ماتھے میں ہے چوٹی اسکی بیشک میرا رب ہر سید ہر راہ پر یعنی جو
 سید ہی راہ چلے وہ اللہ سے ہوا اور سطح ابراہیم نے برابر کی طاکر اپنی قوم کے مجبور دین باطلہ سے اور
 فرمایا اَحْضَاخُوْنِیْ فِی اللّٰهِ وَ قَدْ هَدٰیہٗنَّ وَلَا اَخَافُ مَا تُشْرِکُوْنَ بِہٖ اَلَا اَنْ یَّشَآءَ رَبِّیْ شَیْئًا وَّ یَسْمَعَ
 رَبِّیْ کُلَّ شَیْءٍ عَلٰمًا اَفَلَا تَتَذٰکُرُوْنَ وَ کَیْفَ اَخَافُ مَا تُشْرِکُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّکُمْ اُشْرِکُمْ اَلَمْ یَا
 یَا اللّٰہَ مَا لَکَ یُنْزِلُ بِہٖ عَلَیْکُمْ سُلْطٰنًا فَ اَیُّہُ الْفَرِیْقَتَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ اِنْ کُنْتُمْ تُعْلَمُوْنَ یعنی
 تم جیکر تے ہو مجھ سے اللہ پر اور وہ مجھ کو سوجھا چکا اور میں ڈرتا نہیں اُن سے جنکو شریک ٹھہرتے ہو اسکا
 مگر کہ میرا رب کچھ چاہے سمانی ہے میرا رب کی علم میں سب چیز کو کیا تم دھیان نہیں کرتے ہو اور میں کیونکر ڈروں
 تمہارے شرکیوں کو اور تم نہیں ڈرتے کہ شریک ٹھہرتے ہو اللہ کے ساتھ جسے نہیں تاری ہی اسکو
 کچھ سند اب دونو فرقوں میں کس کو چاہیے خاطر جمع کہو اگر سمجھ کہتے ہو اور فرمایا قَدْ کَانَ تَ لَکُمْ اَسْوۡءُ
 حَسَنۡةٌ فِیْ اِبْرٰہِیْمَہٗ وَ الَّذِیْنَ مَعَہٗ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِہُمْ اَتَاۡبَرُءُ اَوْ مِمَّنْکُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ
 دُوْنِ اللّٰہِ کُفْرًا لَّکُمْ وَ بَدَّ اٰیٰتِنَا وَ بَیِّنَکُمُ الْعَدَاوۃَ وَ الْبَغْضَاۃَ اَبَدًا حَتّٰی تَوْمِنُوْا یَا اللّٰہُ
 وَ حَذَّہُ یعنی تمکو چال چلنی ہے اچھی ابراہیم کی جو اس کے ساتھ تھے جب کہا انہوں نے اپنی قوم کو ہم
 الگ ہیں تم سے اور جنکو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا ہم منکر ہو کو تم سے اور کہل پڑے ہم میں اور
 تم میں دشمنی اور بیرہنہ کو جب تک تم یقین نہ لاؤ اللہ کیلئے پر اور فرمایا وَاِذْ قَالَ اِبْرٰہِیْمُ لِقَوْمِہٖ
 وَ قَوْمِہٖ اِنِّیْۤ اَبْرٰہِیْمُۤ اَعْبُدُوْنَ اِلَّا الَّذِیْ فَطَرَنِیْ فَاَنکُرُ سِیۡدَیْنِیْ وَ جَعَلَا کِلٰہُمَا بَآئِنَہٗ
 فِیْ عَقِبِہٖ لَعَلَّہُمْ یَرْجِعُوْنَ یعنی اور جب کہا ابراہیم نے اپنے باپ کو اور ہسکی قوم کو میں الگ ہوں
 اُن چیزوں سے جنکو پوجتے ہو مگر جسے مجھ کو بنایا سو وہ مجھ کو اہ و گیا اور یہی بات پیچھے چھوڑ گیا اپنی
 اولاد میں شاید وہ جو ہم میں یعنی تمہارے پیشوا نے باپ کی اہ غلط دیکھ کر چھوڑ دی تم ہی وہی
 کو فتح کا بیان یہ کہ داخل علیہم میں جنمہ مجرور کفار کہ کی طرف ارجح ہے اور بنا رہے خیر اور حدیث قرآن

اور یہ جو کہا ناقبہ دن لغیر تم کچھ نہیں کی پوجا کرتے ہو حالانکہ ابراہیم ؑ جانتے تھے کہ یہ سورتون کی پوجا کرتے
ہیں تو اس میں جلیل جلیل انہیں حجت قائم کی اور یہ ایسے فرمایا کہ وہ سمجھیں کہ جس چیز کے ہم عابد ہیں وہ عبادت کے
لائق و سزاوار نہیں ہیں بلکہ وہ اس اہمیت سے بالکل بے برکت ہیں وہ خزاور غرور کر کر بولے ہم تو سورتوں پر توجہ
ہیں اور دن بہر انہیں لگے بیٹھے رہتی ہیں کسی عین وقت کہ سوا حجب ان بہر کوئی شخص کوئی کام کرتا ہے
تو کہتے ہیں خَلَّ يَفْعَلُ لَكَ اور جب بات بہر کوئی کام کرتا ہے تو کہتے ہیں بَات يَفْعَلُ لَكَ انواریت
کا ظاہر یہ ہے کہ وہ دن بہر انکی پوجا کرتے بہر ترات کر سوا اور عکوف سے ہنسا م کی عبادت پر اقامت اور
ہے جب وہ یہ کہہ چکے تو ابراہیم ؑ نے فرمایا انکی مذہب کے فساد پر منبہ کرنیکے لیے هَلْ يَسْمَعُونَ نَكَهًا
تَكَهْوَنَ اخشن نے کہا بہلا سنتے ہیں تم سے یا بہلا سنتے ہیں بکار بہاری اور قتادہ نے یہ معنی کو
بابا فعال سے پڑھا ہے یعنی کیا تم کو اپنا آواز سناتے ہیں جب تم انکو بجاتے ہو اور زرخش نے کہا
اس میں نہ ماضی کے حال کی حکایت ہے اور سننے یہ ہیں ان احوال کو یاد کرو جن میں تم انکو بجاتے ہو
ہو کیا یہ سننے رہو میں جب تم نے انکو بکارا اور یہ معنی تکلیت میں بلغ ہیں اَوْ يَفْعَلُونَ نَكَهًا يَمْهَرُ اَكْهَمُ
بہلا کر سکتے ہیں اگر تم انکی عبادت کرتے رہو اَوْ يَفْعَلُونَ نَكَهًا يَمْهَرُ اَكْهَمُ سکتے ہیں اگر تم ان کی
عبادت چھوڑ دو اور یہ استفہام تقریری ہے کیونکہ وہ ہنسا م سننے تھے اور نہ مالک نفع و ضرر تھے نہ بہر
انکی عبادت کی کوئی سند نہیں ہے جب انہوں نے کہا مان بیشک نہ یہ کچھ سننے ہیں اور مالک نفع و ضرر
ہیں تو اس میں انہوں نے قرار کر لیا کہ ہماری عبادت انکے لیے حسب اور عبث اور سف کے باب سے اور
اس وقت قائم ہو گئی انہیں حجت جب جلیل جلیل نے آپس حجت کو قائم کیا اور وہ اسکا جواب نہ دے سکے
تو انہوں نے محض تقلید اور صرف جہالت کی طرف رجوع کیا اور بولے بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا
لَكَ يَفْعَلُونَ اَبُو سَعْدٍ میں ہے اس جواب میں انہوں نے اقرار کیا کہ یہ ہنسا م سمع اور نفع اور
ضرر سے بے مراحل دور ہیں اور ہر جاب میں انہوں نے ظاہر کیا کہ تقلید کے سوا ہمارے پاس
کوئی دلیل نہیں ہے یعنی ہم نے ان امور میں سے کوئی امر ان سے نہیں دیکھا بلکہ ہم نے آباء و اجداد کو ایسا
ہی کرتے دیکھا انتہی کہا خازن نے اور آیت میں دلیل ہے دین میں تقلید کے بطلان پر اور اسکی بہت
پر اور استدلال کی ساتھ اخذ کی مدح پر انتہی اور یہ جواب وہ لاکھی ہے جس پر ہر عاجز ٹھیک لگتا ہے
اور جس کے ساتھ ہر لنگڑا چلتا ہے اور جس کے ساتھ ہر غرور دہو کہا کہا جاتا ہے اور ہر مخدوع اسکے ساتھ

قریب کھاجاتا ہے پہ تو اگر اس مانہ میں ان لوگوں سے سوال کرے جو رجال کے مقلد ہیں میں کے طول و عرض اور تو کہے تمہارے پاس افراد علماء میں سے ایک فرد کی تقلید پر کیا دلیل ہے اور اسکے ہر قول کے اخذ پر جو وہ میں میں بات کرے کیا سند ہے اور اسکی اسے کے نیلے میں جو دلیل کے مخالف ہو کیا برائے تو یہ مقلد بھی اس جواب کو سوا اور جواب دیں گے اور نہ اسکے سوا کچھ اور کہیں گے اور ان لوگوں کو گنتا اور اور شاہد کرنا شروع کرینگے جنہوں نے اس پہلے اس شخص کی تقلید کی اور اسکے قول و فعل کی اقتدا اور انکے دل پر ہے جو میں انکی ہیبت ہو اور تنگ ہو جاتے ہیں انکے ذہن انکے تصور سے اور یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ لوگ اہل ارض سے خیر تھے اور ہم سے زیادہ دین کے واقف اور زیادہ خدا سے ڈرنے والے تو یہ ناصح کی نصیحت نہیں سنتے اور نہ حق کی طرف بلانے والی کی بکار اور اگر معلوم کریں تو جانیں کہ ہم غرور عظیم اور جہل شیعہ میں پسند ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہماری ایسی مثال ہے جیسے گندما چوپایہ اور وہ اسلاف بھی اندھ ہیں جو اندھے چوپایوں کو کہنے جاتے ہیں و احسن قول الشاعر

لہ کبھیتم عُمَیاء قَادَرَمَامَہَا اَعْمٰی عَلٰی عَوَجِ الطَّرِیْقِ الْجَارِ

پہ تو تجھ پر واجب لازم ہے اچھا کتاب سنت پر عمل کرنے والو اور اسے تعصب اور تعسف سے بیزار کہ تو انپر حجج الہی وار دیا کرے اور اللہ کے برہان انپر قائم کیا کرے کیونکہ ممکن ہے کہ تیرے قابو میں آ جاویں گے وہ لوگ جنکو دل میں مرض تقلید نے مقام نہیں کیا اور رہے وہ جنکے دلیں اس اعضاء نے جگہ بنائی تو انپر اگر تو سب دینیں پیش کرے اور ہر ایک برہان قائم کرے تو معلوم نہ ہوگا تجھے گرا ایسا جیسے گرا کان بہرے میں اور اسکی آہنیں اندھ ہیں لیکن تو اتنا دے گا اپنے اوپر سے اس فرض کو جسکو قرآن نے تجھ پر واجب کیا اور ہدایت خلاق عظیم علیہم کے ماہتہ میں ہے اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِاِهْتَدٰی کہا علامہ ابوالطیب مرحوم نے جب خلیل جلیل کے وقت مقلدہ نے یہ فتاکہ کہا کہ ہننے تو باب داود کو بیا ہی کرتے دیکھا تو خلیل نے فرمایا اَفَرَأٰی اَنْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ اَنْتُمْ وَاٰبَاؤُكُمْ اَلَا قَدْ مَوَّعٰیضًا لِّیْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ اور تمہارے باپ داود نے کبھی غور نہیں کی اور کبھی سوچا نہیں اور کبھی مل نہیں کیا پہر تم جان لیتے کہ جنکی تم پوجا کرتے ہو صنم سر یہ نہ سن سکتے ہیں اور نہ مالک نفع و ضرر ہیں اور پہر تم معلوم کرتے کہ صلات اور حلالیت پھر اور رویت اللہ کے افریقہ میں اپنے حقیقی اور اصلی معنی پر محمول ہے اور اس طرف نائل ہوا ہے ابوسعود اور گاذرولی

کی صنیع سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ویت بمخبر اخبار ہے یعنی مجھے خبر دو ان صنم کے حال سے آیا وہ عبادت کے لائق ہیں یا عبادت کے اہل نہیں ہیں اور یہ استہزار تھا خلیل جلیل علیہ السلام کا عہدہ صنم کے ساتھ اور فار کا بیہ ہونا فہم عدولی الارباب العلیین میں لالت کرتا ہے کہ فار کا مابعد یعنی عداوت وہی ان کے احوال سے اخبار کے طلب کا سبب ہے تو فار بجھے لام ہے یعنی مجھ کو صنم کے حال سے خبر دو کیونکہ وہ میرے دشمن ہیں جیسے اس تقریر کی تصریح کی رضی نے اس کے قول اُخْرِجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ میں پہر خلیل جلیل نے خبر دی کہ میں ان بتوں سے بیزار ہوں جن کو یہ شرک عبادت کرتے ہیں اور فرمایا فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيَ اور ان کے دشمن ہونیکے معنی باوجود مسابک کہ وہ جاد ہیں یہ ہیں کہ اگر میں انکی عبادت کروں تو یہ میرے قیامت کے دن دشمن ہو جائینگے اور فرارنے کہا یہ کلام مقلوب کے قبیل سے ہوا اور معنی یہ ہیں پہر میں انکا دشمن ہوں کیونکہ جسکے ساتھ تو عداوت کر رکھا وہ تیرے ساتھ عداوت کر لگا اور اپنے نفس کی طرف عداوت کو منسوب کر کے ان کے ساتھ تعریض کی اور تعریض اس تصریح سے زیادہ مفید ہے کہ وہ تمہارے دشمن ہیں اور عدو بھی صدیق کی طرح ہے بولا جاتا ہے واحد لڑنے پر اور جماعت پر اور مذکر پر اور مؤنث پر کَذَّابًا قَالَ الْهَرَاءُ لَا كَارِبَ الْعَالَمِينَ لکن یہاں عالمین تو وہ میرا دشمن نہیں ہے بلکہ وہی میرا حمایتی اور کار ساز اور دوست ہے دنیا اور آخرت میں وہ ہمہ پر دنیا و آخرت میں بفضل کرتا ہے گار جاج نے کہا کہا سخات نے یہ استہزاء متصل ہے اور زجاج نے کہا اسکا متصل ہونا بھی جائز ہے اس طرح کہ وہ اسکی بھی عبادت کرتے ہوں اور صنم کی ہی تو خلیل جلیل علیہ السلام نے انکو بتایا کہ میں انکے معبودین سے بیزار ہوں اس کے سوا تو میں اسکی پوجا کرتا ہوں اور جرجانی نے کہا تقدیر عبارت یوں ہے اَقْرَبُ إِلَيْكُمْ مِمَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ أَنْتُمْ وَالْآبَاءُ وَالْأُمَمُ فَكَلِمَاتٌ لَّكُمُ الْعَالَمِينَ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيَ تو یہ عبارت تقدیم اور تاخیر کے باب سے ہے اور اللہ نے میں دون اور موی کے ہر جیسے اس دعا کے قول لَا يَكُنْ فَوْقَ فِيمَا لَا الْمَوْتِ الْأُولَى میں کہ اس آیت میں ہی اللہ بجھے دون ہوا حسن بن فضل نے کہا معنی یہ ہیں لَا مَنْ عَبْدَكَ الْعَالَمِينَ پہر اگلی آیت میں رب العالمین کی وصف کی اور فرمایا الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِي وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِي وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِي وَالَّذِي يُطْعِمُنِي أَنْ يَغْفِرَ لِي خَلِيقَتِي يَوْمَ الدِّينِ جسے مجھ کو بنا یا سو وہی مجھ کو سوجھ دیتا ہے اور وہ جو مجھ کو کہتا ہے اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی چمکا کرتا ہے اور وہ جو مجھ کو مار لگا پہر جلا دیگا اور وہ

جو مجھ کو توقع ہے کہ بخشے میری تقصیر ان اوصاف کے لئے میں نہیں بوجا کرتا مگر اسکی جوان شہاد
کا فاعل ہے جس نے پیدا کیا مجھ کو پہرہ دیا مجھے اور وہی خالق ہے جس نے اندازہ کیا اور تقدیر صد کی اور خلافت کو
اسکی طرف لے دی پہرہ ایک چلتا ہے اگر موافق جو اسکے یو مقدور ہوا ہے اور وہ وہی ہے جس کو چاہے
دیوے اور جس کو چاہے بیکار دیوے اور وہی مجھ کو کہلاتا ہے اور ملتا ہے بجز اسکی سبب سماویہ اور ارضیہ کو
مسخر اور معبر کر دیا ہے چلتا ہے بادل اور اتارتا ہے اس کو پانی پہر چلتا ہے اگر ساتھ مردہ زمین کو اور نکالتا ہے
اسکی تہہ زمیں کے سیوی اور پہل بندو کی روزی اور رزق کے لیے اور اتارتا ہے میٹھا خوشگوار پانی جس سے
پلاتا ہے بہت چوپایوں اور بہت آدمیوں کو اور ابراہیم ؑ سے وادہ حضرت میں مرض کو مسند اور منسوب
کیا اپنے نفس کی طرف اگرچہ انکا بیمار ہونا اللہ کی تقدیر اور قضاء کے ساتھ تھا لیکن اسکو مضاف کیا اپنی
طرف اور بیکار دیوے کی مازی کو حکم کیا کہ کہو اھنا اللہ صراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین
تو میں اللہ انعام اور ہدایت کو منسوب کیا ہے اپنی طرف اور غضب کے فاعل کو حذف کیا ہے اور بیکار دیوے کی ماضی کو منسوب کیا ہے
عبد کی طرف جیسے جنوں نے کہا وانا کا نذر ری اکثر ارباب میں فی الارض ام اراکبہم ربہم
دشمن کیلئے اور یہ کہ ہم نہیں جانتے کہہ برابر ارادہ نہیں ہے زمین کے رہنوالوں پر یا چاہا انکے حق میں
انکے رب نے راہ پر لانا اور سچی بات سے ہوا ابراہیم ؑ کا یہ قول وادہ حضرت فهو کشفین یعنی اور جب میں
کسی مرض میں مبتلا ہو جاتا ہوں تو کوئی شخص میرے اچھا کرنے پر اور اس بیماری کو دور کرنے پر اسکے
سوا قادر نہیں ہے اسلیو کہ اسی کے پاس وہ اسباب ہیں جسے شفا ہو سکتی ہے والذین یبئس فی شئ
یجئین یعنی وہی بھی اور میت ہوا مت اور احیاء پر اسکے سوا اور کوئی قادر نہیں ہے اسی نے پہلی بار
بنایا اور وہی دوسری بار بناو گا والذین اطمع ان یعصی لی خطیبتی یوم الدین یعنی دنیا
اور آخرت میں گناہوں کے بخشنے پر اسکے سوا اور کوئی قادر نہیں ہے اور کون معاف کرے گناہ کے
سوا کا قال تعالیٰ ومن یعص الذنوب لک الله یعنی اور کون بخشے گناہ اللہ کے سوا اور وہ
کر داتا ہے جو چاہے کا قال تعالیٰ ان ربک فعال لما یرید انتہی مافی تفسیر ابن کثیر فتح میں
کہا ہے بہت سے مصالح دین و دنیا کی طرف ارشاد اور طریق نجات کا راہ دینا مراد ہے اور خلیل
جلیل نے انجور کی وصف کی ان اوصاف کو ساتھ جنکے ساتھ وہی ستم اور مستوجب عبادت بنو
کیونکہ نعم علیہ پر واجب ہے کہ وہ ان سبب انعاموں میں اپنے منعم کا جمیع انواع شکر کے ساتھ قدر جاتے

جینے سے اعلیٰ اور اولیٰ شکر کی نوع عبادت ہو اور وہ نعام پیدا کرتا ہے اور ہدایت اور رزق جیسے اللہ تعالیٰ
کا قول وَالَّذِينَ هُمْ يُطِيعُونَ وَيَسْتَفِیْنَ دلیل ہے اور دفع مرض و رفع شفاء کا کہنچنا جیسے اللہ تعالیٰ
کا قول وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ دلیل ہے اور رات اور حیا جیسے اللہ تعالیٰ کا قول وَالَّذِينَ
يَسْتَجِیْبُونَ نَدَائِیْ جِیْبِیْنِ دلیل ہے اور سب گناہوں کا معاف کرنا جیسے اللہ تعالیٰ کا قول وَالَّذِينَ
أَطَعُوا أَنْ تَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي یَوْمَ الدِّیْنِ دلیل ہے اور مرض کو سہل کیا اپنی جان کے طیرف سے اور
افعال کے جوایات میں مذکور ہیں چنے رب کی ساتھ ادب کی رعایت کر کے جیسے خضر نے فرمایا قَادَتْ
أَنْ أَعِیْبَهُمَا اور فرمایا قَادَرْتُ أَنْ یَبْلُغَا أَشَدَّ هَمًّا تو خضر نے ناؤ کے ٹوٹنے کو اپنی طرف
مضاف کیا اور دونوں لڑکوں کے جوانی کے سوچ بچنے کو اللہ کی طرف کیا ادب کا لحاظ کر کے ورنہ مرض
اور شفا سب بجانب اللہ ہیں اور حیا سے محبت مراد ہے اور لفظ تم سے دلیل ہے اور گناہوں کی معافی کا
طرح کیا ہضمًا نفسہ اور ہمت کو سکھانے کو لیے کہ صبی سحر محبت ہیں اور ہر وقت ڈرتے رہیں اور
ساتھ کے سائل ہیں کہ جو زیادتی ہم سے ہو جاتی ہے وہ ہلکو معاف کر دیوے اور خطا یا می بھی پڑا گیا ہے
کیونکہ خطا ایک نہیں ہوتی نحاس نے کہا خطیئۃ بمعنی خطایا ہونا کلام عرب میں شائع ذائع ہے مجاہد نے کہا
ابراہیمؑ کا خطیئۃ کہ یہ کہنا مراد ہے بَلْ فَعَلْنَا کَیْدًا لَّهُمْ هَٰذَا اور یہ قول اِنِّیْ سَقِیْمٌ اور یہ کہنا
کہ سارہ میری بہن ہیں حسن نے زیادہ کیا اسکا یہ کہنا تار کے کو کہ یہ میرا رب ہو اور واحدی نے مفسرین
سے حکایت کی کہ انہوں نے ہی خطایا کی وہی تفسیر بیان کی جو مجاہد نے بیان کی کہا انبیاء بہترین
اور ممکن ہے انہی خطیئۃ کا وقوع مگر کبیرہ کا صدور ان سے نہیں ہوتا کیونکہ وہ معصوم ہیں اور یوم الدین سے
جزا کا دن مراد ہے جہنم عباد کو ان کے اعمال کی جزا ملے گی اور خطایا کی تفسیر یہ ہے کہ ساتھ جسکو مجاہد نے بیان
کیا ضعیف ہے اور ہکا ضعف مخفی نہیں ہے کیونکہ ابراہیمؑ کے قول کے تو معارضی ہے دوسرا یہ کہ اقوال
ان سے صادر ہو کر گفتگو کے بعد جو واقع ہوئی ان کے اور ان کی قوم کے درمیان مترجم عفا اللعنه کہتا ہے
علامہ ابو الطیب مرحوم کا یہ قول ہت ہتیک ہے کہ چونکہ صحیح حدیث میں ثابت ہو ہے کہ یہ ان کے ساری اقوال
اللہ کی اہمیت پر عائد نہ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں جب عراق جاہلیت میں ایک مرد
وہ تاتے کو جوڑتا تھا اور فلس کو کہلاتا تھا کیا یہ صلی جنی اور فلس کو کہلاتا تھا اسکو کچھ فائدہ دیگا فرمایا یہ کام
اس کے فایز اور نیگے اور ایک دن بھی یہ کہا دیتا عَفَرَ لِيْ خَطِيئَتِيْ یَوْمَ الدِّیْنِ اور یہ سب لازم

فرمایا کہ میں نے حرام کر دی ہے جنت کا فروں پر کہا حافظ ابن کثیر نے اسی طرح اسکو روایت کیا امام بخاری نے اس
آیت کی تفسیر میں اور کتاب الامنیاء میں اس حدیث کو بعینہ اسی سناد کے ساتھ ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا۔
يُلْقِيْ اِبْرَاهِيْمُ اَبَاكَ اَنْذِرْكُمْ الْيَقِيْمَ وَهَكَذَا جَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ عِبْرَةً لِّقَوْمٍ لَّهِ اِبْرَاهِيْمُ الْمَثَلُ لَمْ اَقْلُ لَكَ
لَا تَعْصِيْنِيْ فَيَقُوْلُ اَبُوهُ فَاَلْيَوْمَ لَا اَعْصِيْكَ فَيَقُوْلُ اِبْرَاهِيْمُ يٰاَبَتِ اِنَّكَ وَعَدْتَنِيْ اَنْ
لَا تُخْزِيْنِيْ يَوْمَ يَبْعَثُوْنَ فَاَيُّ خُزْيٍ اٰخَرٍ مِّنْ اِيَّيْ لَا جَعَلَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنِّيْ حَرَمْتُ
الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِيْنَ ثُمَّ يَقُوْلُ يٰاِبْرَاهِيْمُ اَنْظُرْ تَحْتَ رِجْلِكَ فَيَنْظُرُ فَاِذَا هُوَ بِذَنبِهِ مُتَصَلِّحٌ
فَيُوْضِعُ يَدَهُ فَيَقُوْلُ اِنِّيْ اَعِيْزُ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قِيَامَتِ كَرْدَنِ اِنِّ بَابِ اَزَرْ كُوْلِيْنَ كے اور
آزركے منہ پر سیاہی ہوگی (اور) گرد تو اسکو ابراهيم عليه السلام فرماؤ نیگے مینے تجھ کو کہا تھا کہ میری نافرمانی نہ کر تو
ابراہیم علیہ السلام کا باب کیگا آج میں تیری نافرمانی نہیں کروں گا تب ابراهيم عرض کریگے اے رب تو نے وعدہ
کیا تھا کہ تو میرا کرے گا جبکہ جو بدن لوگ اٹھائے جاؤ نیگے اور اس خوار سے بڑھ کر اور کیا رسوائی ہوگی کہ میرے
باب بعید (از رحمت) کا یہ حال ہے تب اللہ تعالیٰ فرماؤ گی کہ میں نے حرام کر دیا ہے جنت کو کا فروں پر پھر فرماوے گا
اے ابراهيم دیکھ اپنے پاؤں کے نیچے پھر ابراهيم عليه السلام دیکھیں گے تو آزر کھٹار کی صورت میں ہو گیا ہوگا (اگر ک
مین) التودہ پہر اسکو پاؤں سے پکڑ کر دوزخ میں ڈالیں گے رواۃ البخاری نے یہاں لایا کہ نِسَاءٌ وَرَوَاهُ
النَّسَائِيُّ فِي التَّقْوِيْمِ مِنْ سُنَنِ الْكَبِيْرِ اور اس کے لفظ یہ ہیں اور یہ جو فرمایا کہ لا تُخْزِيْنِيْ يَوْمَ يَبْعَثُوْنَ
تو اسکی تفسیر میں ابوہریرہؓ سے مروی عامودی ہے کہ ابراهيم قیامت کزدن پر باب کو دیکھیں گے پھر گرد
ہوگی اور سیاہی اور اسکو فرماویں گے مینے تجھ کو منہ کیا تھا اس سے پھر تو نے میری نافرمانی کی ابراهيم عليه السلام
کا باب کیگا لکن میں آجکے دن تیری نافرمانی نہیں کروں گا تب ابراهيم فرماوے گا اے رب تو نے وعدہ کیا تھا
کہ تو مجھ کو خوار نہ کرے گا جس دن اٹھائے جاؤ نیگے لوگ فرماؤ گی اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے جنت کو کا فروں
پر اور ابراهيم کے باب کو پکڑا دیا اور اللہ فرمایا گی اے ابراهيم تیرا باب کہاں ہے ابراهيم عرض کریگے
تو نے ہی اسکو پکڑ لیا ہے مجھ سے اللہ تعالیٰ فرمایا گی دیکھ اپنے نیچے تب ابراهيم (اپنے نیچے دیکھیں گے تو اپنا
باب کھٹار کی صورت میں ہوگا لیٹا ہوگا اپنی گندگی میں پھر اس کے پاؤں سے پکڑ کر اسکو دوزخ میں پھینک
دینگے حافظ ابن کثیر نے کیا غریب اسناد ہے اور اس میں نکارت ہے اور فیج کہتے ہیں نہ کھٹار کو تو گویا
آزر کو کھٹار کی صورت میں کزدن گے وہ گندگی میں التودہ ہوگا پھر اسکو اسی طرح دوزخ میں ڈالینگے

میں نے میری زبان اور میری قیامت تک باقی ہر قسم کی بات کہہ کر اس حدیث سے قول صدق مراد ہے اور اس کو کھانا
 کیا قول کی جا بجا استعارہ کے طور پر کہہ دیا کہ قول زبان ہی کا مراد ہے اور کہی ہوئی کو اس کا اطلاق کر کے
 اس کو کھانا کہتے ہیں اور اس کا مراد ہے کہ اس کو اس سال کو بھی منظور فرمایا جہاں فرمایا تو کتنا احمک
 فرمایا کہ جہاں سلام علیہ ابراہیم اور قبول فرمایا آپ کی اس دعا کو کیونکہ ہر سال ہر سال ہر سال ہی کے ساتھ تم
 ہے اور اس کی عظمت کے لئے ان میں ثابت ہو اور حمید الہیوں ہوتی کرتے ہیں اس سے اور شکر کرتے ہیں اس کی بھلائی
 یہ ہمت اور کمی نہ کہہ کر ابراہیم کے اس حال کے معنی میں کہ میری اولاد میں ہر پہلے زمانے میں ایسے لوگ نہ ہوں
 دین جن کو تازہ کریں تو آپ کی یہ دعا منظور ہوئی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں تو ان میں
 مصنف مذکور ہو گا اسی صاحب لسان صدق یا یہ مجاز ہے جو کے اطلاق اسے کل پر کیونکہ دعوت
 زبان ہی سے ہوتی ہے اور اس شخص کی ہر کلفت پر کوئی دلیل نہیں ہے قشیری نے کہا اس حدیث کے
 دعا حسن مراد ہے قیام ساعت تک اور اس کی بھی کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ اس حدیث عام ہے اس سے
 اور ابن عباس سے آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ اس حدیث کو اہل ثل کا اجتماع مراد ہے ابراہیم
 پر ہر کوئی ایسی امت نہیں ہے جو نہ محبت کرتی ہو ابراہیم سے اور نہ شاکرتی ہو اس پر واجتہد فی من و ذلتہ
 جنت النعیم یعنی مجھ کو بھی ایک وارث کر جنت نعیم کے وارثوں میں سے یعنی مجھ کو ان لوگوں میں سے
 جن کو بلا تعب بلا مشقت جنت ملی اور نہ کہ کی طرح جو انسان کو تکلیف اور محنت کے سوا ہاتھ آجاتا ہے
 و دعوت اولیٰ من سعادت و نبوی کا سوال ہے اور اس دعا میں سعادت اخروی کا سوال اور وہ جنت نعیم ہے
 بعض نے کہا اور جنت نعیم کو گردانا ورثہ کے قبیل سے تو گویا غنیمت آخرت کو تمثیل دی غنیمت نبوی کے
 ساتھ اور ورثہ کے معنی کی تفسیر گذر چکی سورہ مریم میں واغفر لکاتبی اور بخش سیر باب کو اور یہ اس لیے
 کہ آپ کے بانی نے وعدہ کیا تھا کہ میں مسلمان ہو جاؤں گا تب آپ نے معافی مانگی اس کے لیے جب آپ کے
 لیے یہ بات کہل گئی کہ یہ تو اللہ کا دشمن ہے تو اس سے بیزار ہو گئے مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے یہاں علامہ
 مرحوم سے لغزش ہو گئی کہ انہوں نے فرمایا واغفر لکاتبی کی تفسیر میں کہ ابراہیم نے بخشش اس لیے مانگی
 اپنے آپ کے لیے کہ آپ کے بانی نے آپ کے ساتھ ایمان لانے کا وعدہ کیا تھا حالانکہ امر میں نہیں ہے بلکہ
 ابراہیم نے اپنے آپ کو اس لیے استغفار کیا کہ اس کے لیے استغفار کا وعدہ کر چکے تھے جس پر فرمایا اللہ
 تعالیٰ نے وما کان استغفار لکاتبی الا عن موعدہ و وعدہ ہا ایاہ فلما یحییٰ لک

اِنَّكَ عَدُوٌّ لِلَّذِينَ تَبَرَّأْنَا مِنْ اِبْرَاهِيْمَ كَاَوَّلِهِمْ اَوْ اٰخِرِهِمْ اور فقیر عفا اللعنہ کے نزدیک اگر اللہ کے قول
وغفرلابی کی تفسیر میں علامہ مبین کہتے ہیں کہ اِنَّكَ عَدُوٌّ لِّاِبْرَاهِيْمَ كَاَوَّلِهِمْ اَوْ اٰخِرِهِمْ فَاَسْتَغْفِرُكَ تو بہت مناسب
اور ممکن ہے کہ علامہ مرحوم نے وعدہ کا فاعل ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باپ کو قرار دیا ہو ابراہیم
کے سوا اور بالامیان ہو کہ مخدوف مانا ہو اور یہی تفسیر کی ہو سورہ برات کی آیت کی اس تفسیر کے مطابق علامہ
کی یہ تفسیر جو انہوں نے وغفرلابی میں کی درست ہوگی و لکن سورہ مریم کی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم
حبیب اپنے باپ علیحدہ ہو تو وہ ایمان سے بے اصل دور تھا اور وہ یہ کہ رہا تھا اپنی قوم کے لئے کہ تَنْتَبِهْ لَا تُجَنِّتْ
وَاجْهَرْنِيْ مَدِيْنًا یعنی ابراہیم اگر تو نہ چھوڑے گا میرے بتوں کی راہی کرنا تو تجھ کو تیار کر دے گا
اور مجھ سے دور ہو جائے گا ایت اسکے جواب میں ابراہیم نے فرمایا سَلَامٌ عَلَیْكَ سَاَسْتَغْفِرُكَ لَدُنِّيْ اِنَّكَ
كَانَ لِيْ حَیْفًا یعنی تیری سلامتی رہے میں گناہ بخشاؤں گا تیرا اپنے رب سے بیشک ہے مجھ پر مہربان
میں نصیح ہے ابراہیم کے وعدہ کی اپنے باپ کی استغفار کے لیے اور علامہ کو اس تفسیر پر ابھارا
انبیاء کی عصمت کے مسئلہ کے حالانکہ ابراہیم کی استغفار کا خود اللہ نے سورہ برات میں جواب دیا ہے اَوْ
قَرَأَیْہِ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ رَقَبًا اِذْ هَدٰیہُمْ حَتّٰی بَیِّنَ لَہُمْ مَّآیَہُمْ یَتَّقُوْنَ اِنَّ اللّٰہَ
رَبُّکُمْ عَلِیْمٌ یعنی اور اللہ ایسا نہیں کہ گمراہ کرے کسی قوم کو جب انکو راہ پر لایا جب تک کہوں
وے انہیں جس سے انکو بچنا چاہیے اللہ سب چیز سے وقف ہے یعنی ابراہیم پر اس استغفار میں کوئی شک
و طعن نہیں ہے کیونکہ وہ ناواقف تھا جب معلوم ہو تو اس کام سے رجوع کیا ہذا مَا خَطَرَ بَیِّنًا وَّ
اللّٰہُ اَعْلَمُ بِحَقِیْقَةِ الْحَالِ اور اس آیت کی تفسیر یورپی یورپی سورہ توبہ اور سورہ مریم میں گذر چکی اور ابن
عباس سے اس کی تفسیر میں مروی ہے اٰمَنَ عَلَیْکُمْ بِتَوْبَتِہِمْ یَسْتَحِقُّ بِہَا مَغْفِرَتُکُمْ اِنِّیْہِ تَوَّاسًا
اس پر توبہ کا وہ توبہ کہ تیری مغفرت کا مستحق ہو جاوے مترجم عفا اللعنہ کہتا ہے ابن عباس کی تفسیر
و ان مجید کے سیاق کے مخالف ہے اور یہ تفسیر ٹھیک نہیں ہے اور سورہ ممتحنہ کی آیت قَدْ کَانَ
لَکُمْ اٰثُوۃُ الْاٰیۃِ اس کے مخالف ہے اس لیے کہ اس آیت میں اللہ نے ابراہیم کی اتباع کا حکم کیا ہے نہ
جیسے اَوَّلِ اَفْصَالِ مِیْنِ مَکْرِشَرِکِ کی استغفار میں انکی اتباع سے روکا ہے اور اگر اس کے یہ معنی تھے کہ اس کو
توبہ نصیب کر تو وہ مغفرت کا مستحق و اہل و لائق ہو جاوے تو اس سے تو کسی مسلمان کو نہیں روکا گیا اور
حضرت م سے یہ دعا ثابت ہے اَللّٰہُمَّ اٰھْدِ قَوْمِیْ وَ اَنْہِمْ لَا یَعْلَمُوْنَ اَوْ رَیْتُمْ کَانَ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ

میں ضلالت و شرک مراد ہے جو طریق ہدایت و براہِ اصل دور ہوتا ہے اور یہ جو فرمایا و لا تُخْرِجُوهُ يَوْمَ
يُبْعَثُونَ تو اس کے یعنی زمین نہ فیضیت کر چھو پہلے پہلے لوگوں کے سامنے عذاب کر کر یا چھو عذاب کر کر
میری نقص و پرہیز یا یہ معنی کہ قیامت کے دن عذاب نہ کرنا اور کہی یہ بات خفا عاقبت کے یہ اور عقلاً عذاب
کے جو ان کے یہ یا یہ معنی کہ نہ رو کر یا چھو میرے باپ کو عذاب کر یا اسکو حملہ خمالین میں اٹھا کر یا یہ معنی
کہ میرے مرتبہ کو حجت کو بعض وارثوں کے مرتبے سے کم نہ کرنا اور خزا کا اطلاق ہوتا ہے خرمی اور ہوانی
اور خزا کا اطلاق ہوتا ہے استیاء پر بھی یہی البوہرہ رحمہ اللہ کچھ حدیث بیان کی جسکو بخاری نے نکالا
اور ابن کثیر میں مذکور ہوئی یَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ یعنی جس دن سفید ہونگے کسی کو اموال اور بیٹے
اور ابن وہ سب قرابتوں سے خاص قرابت ہو اور بہت قریب ہوتا ہے حمایت کرنے کے اور دفع اور نفع کے
جب بیا سفید نہ ہو تو اور قرابت و اعوان ادا ہوتے ہیں اور کہا ابن عطیہ نے یَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ
وَلَا بَنُونَ اور اسکا مابعد لکھ کلام ہے اور بہت ظاہر یہ ہے کہ یہ براہِ اسم کی کلام ہے اور لا مَنْ اَتَى اللَّهَ
بِقَلْبٍ سَلِيمٍ میں تشنہ منقطع ہے بمعنی لکن اَتَى اللَّهَ مَنْ اَتَى اللَّهَ اور تشافہ میں کہا ہے اَلَا هَالِ
مَنْ اَتَى اللَّهَ تو اسے صاف کو مخدوف مانا ابو حیان نے کہا اور کوئی ایسی ضرورت نہیں ہو جو مصاف کے
مخدوف یا مخدوف کی طرف داعی ہو بعض نے کہا یہ مفعول مخدوف سے تشنا ہے یا بدل ہے تشنہ منہ سے کیونکہ
اصل عبارت یون ہو لا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ اَحَدًا مِّنَ النَّاسِ اِلَّا مَنْ كَانَتْ هَذِهِ صِفَتُهُ
اور حتمال ہے کہ نفع کے فاعل سے بدل ہو اس صورت میں یہ تشنا محلاً مرفوع ہو گا کہا ابو البقاس نے یہ تفسیر
عبارت یہ ہوگی اِلَّا مَالٌ مِّنْ اَوْبَؤُا مِّنْ فَاِنَّهُ يَنْفَعُ اور اتے بمعنی یاتی ہے اور اسی طرح ازلفت اور رزق
بمعنی زلف و تبرز ہے اور بعض نے کہا کُنْ لِّكَ بُو اہی بمعنی کُنْ لِّكَ بَنُونَ ہے اور قلب سلیم کے معنی میں خلت
ہے بعض نے کہا سلیم سے سلیم من الشکر مراد ہے اور ہے ذنوب تو اسے کوئی شخص سالم نہیں رہ سکتا اگر
مفسرین کا یہی قول ہے اور سعید بن مسیب نے کہا قلب سلیم سے قلب صحیح مراد ہے اور وہ مومن کا دل ہے کیونکہ
کافر اور منافق کا دل ہمار ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاِنَّ قُلُوبَهُمْ مُّزَّجَتْ بِمَعْرِفَتِهِمْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ
وہ دل مراد ہے جو بدعت و شرک خالی ہو اور سنت کی طرف مطمئن ہو بعض نے کہا قلب سلیم سے وہ دل مراد ہے
جو مال اور اولاد کی آفت سے سالم ہو اور ضحاک نے کہا سلیم سے خالص مراد ہے اور حضرت جنید مرحوم نے
فرمایا سلیم لغت میں بمعنی دلچ ہے تو معنی آیت کہ یہ ہیں مگر وہ شخص جو لایا جیسے دلچ اللہ تعالیٰ

جب تکوین بر کرتے تھے جہان کے صاحب کے اور مہکوارہ سے ہو لایا سوان گنہگاروں نے پہ کوئی نہیں ہماری
سفاشر کر نیو لے اور نہ کوئی دوست محبت کر نیو لاسو کسی طرح ہکو پہر جانا ہو تو ہم ہن یا جان لون میں بہات
میں نشانی ہے اور وہ لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب ہی ہر زبردست رحم والا ف جنت کو سجا کر اہل جنت
میں سے تھیو ان کے پاس کھایا دینگا جنہوں نے جنت میں غربت کی وجہ دنیائی لذات اور نعمات دیکھنے کے اور
ترجیح دی انہوں نے دنیا کی لذات پر جنت کو اور کام کیے انہوں نے جنت کے لیے اور دوزخ کو ظاہر کیا جا دینگا
بے رہوں کہ یہ اور لٹکے گی دوزخ سے ایک گردن پہر چلا دینگی ایسا چلا نا جسکی عہ سے دل گھلون تاکہ پیچ
جاوینگے اور کہی گی اہل دوزخ کو تقرنیا اور تو بخا کہان میں جنگی تم بوجا کرتے ہو اللہ کے سوا اللہ کو چھوڑ کر کیا وہ
اب تہداری دکر سے میں یاد لاسے کہتے ہیں لو کہ جسے دن تمہا اہم جنگی تم پرستش کرتے ہو اللہ کے سوا صنم و
انداستہ اللہ کے خدا بگو متے نہ ہٹا وینگے بلکہ تم اور وہ بھی دوزخ کا اندہن ہو تم سب میں جاوے گے مجاہدے
کہا فلکبوا فیہا کی تفسیر میں ائی دَنَ هُوَ وَ اِفِئْنَا لِعَیْنِہَا ہلاک ہو یہین کے امین اور غیر مجاہدے کہ بعض کو
بعض پر ڈالا جاوینگا کا فزون کو اور ان کے پیرون کو جو انکو شرک کی طرف بلاتے رہو اور لشکر ابلیس کے سارے
دوڑی اسپین جھکڑینگے اور کہیں گے ہم تو بڑی بہاری غلطی میں رہے جو ملک جہان کے صاحب کے برابر کرتے رہے
کہما قال تعالیٰ فی موضع آخر وَ ذِیْکَ الْجَوْنِ فِی النَّارِ فِیَقُولُ الضَّعْفُوْا لِلَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا اَلَا نَا کُنَّا لَکُمْ
بَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا فِیْصِیْبَا مِّنَ النَّارِ یعنی اور جب اسپین جھکڑینگے اگ میں پہر کہیں گے کہ فرغور
کرنے والوں کو ہم تھے تمہارے چہر پہر کچھ ہم پر سے اٹھا لو گے حصہ اگ کا پہر اپنے جیون کو پہر ملاست کرنے
کی طرف عود کرینگے اور کہیں گے ہم خود ہی رہے صیرج بہکاوے میں جو ملک جہان کے صاحب کے برابر کرتے رہے
اور ہم نے اطاعت کی تمہارے حکم کی ویسے ہی جیسے جہان کے صاحب کی امر کی اطاعت کی جاتی ہے اور بوجا
کرتے رہے تمہاری اللہ جہانوں کے مالک ساتھ اور ہکو نہ بہلایا راہ سے مگر انہیں مجرموں نے ہکو بلا کر اس ضلالت
وغوایت کی طرف پہر اب کوئی نہیں ہے ہماری سفارش کرنے والا اور اللہ کا قول دیا ہے جیسے فرمایا
کہا کہ طیر سے کہل لَنَا مِّنْ شَفَعَاۗءٍ فَنَشْفَعُوْا لَکَآ اَوْ نَزِدُّکَ فَنَعْمَلْ عِندَ الَّذِیْ کُنَّا نَعْمَلُ یعنی
اب کوئی ہیں سفارش دے جو ہماری سفارش کریں یا ہم کو پہر جانا ہو تو ہم کام کریں سوا اسکے جو کہ ہے ہم اور سی
طرح کہیں گے فَا لَنَا مِّنْ شَافِعِیْنِ اور ہم سے قریب مراد ہے کہ مقتادہ نے بخدا جانین گے کہ اگر ہمارا کوئی
دوست صالح ہوتا تو سفارش کرتا پہر رحمت کا سوال کرینگے اور کہیں گے فَلَوْ کَاوَلْنَا کَرۡہًا فَکَاوَلْنَا مِنَ الْمُؤْمِنِیۡنَ

تو یہ ایسی ہے کہ وہ آرزو کر نیگے کہ انکو دنیا کی طرف لوٹایا جاوے یہ وہ اپنے زعم کے مطابق اپنے رب کی عطا
 کریں اور اسے جانتا ہے کہ اگر انکو یہ بھیجا جاوے تو یہ کریں وہی کام جو منع ہوا تھا انکو اور وہ جھوٹ بولتے ہیں
 اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کی خصوصیت کی صورت سے پر فرمایا ہے ان ذلک الحق بخاصہم اهل
 النار یعنی یہ بات ٹھیک ہونی ہے جھگڑا نہیں اور خیروں کا یہ فرمایا ان فی ذلک لایۃ وما کان اکثرہم
 حق و منین یعنی یہ ہم کی اپنی قوم پر رحمت قائم کرنے میں توحید کے بار میں البتہ دلالت و منہ جلیلہ ہے
 اس پر کہ اللہ کے سوا کوئی آلہ نہیں ہے وما کان اکثرہم مؤمنین ولت ربک لہو العزیز الرحیم
 فتح میں کہا ہے رب جہنم کی تفسیر میں قریب ہو گا داخل ہونا متقین کا جنت میں اور انکا دیکھنا
 اسکی طرف اور ہر روز سے بزرگ میں ظہور واد ہے اور غافوں سے کافر اور طریق حق سے بیکے ہوئے مراد میں اور
 طریق حق وہ ایمان اور تقویٰ ہے اور مفسر یہ ہیں کہ دوزخ کو ایسے مکان میں ظاہر کیا جاویگا کہ اہل النار کو دیکھیں
 سمیت انواع احوال نہ کہ او یقین کریں کہ جہنم ضرور بڑا ہے اس میں اور نہ پاوینگے اس سیراہ بدلنا رکھا قال
 تعالیٰ ودا الجہنم من النار فظنوا انہم موقعوں ہا و کہ یجحدوا عنہا مصر قالینے اور دیکھیں گے
 گنہگار لگ کو پہر اٹھیں گے کہ انکو پڑنا ہے اس میں اور نہ پاوینگے اس سیراہ بدلنی بعض نے کہا دوزخ کو ظاہر کیا جاویگا
 اس سیراہ پہلے کہ اس میں داخل اہل النار ہوں تو کہ سخت ہو و غم کافروں کا اور مسلمان خوش ہووین اور کہا جاویگا
 انکو تو بیجا آیت لکھتے تھے لعلہم من دوزن اللہ یعنی وہ صنام و ہند و جہنم پوجتے تھے دنیا میں وہ
 آج کہاں ہیں اور یہ سوال تکبیر ہو چکا وہ کچھ جواب دیں گے ہن انصر و نکمہ ہلما تہاری مدد کرتے ہیں
 کہ تم سے عذاب کو ہٹالیں اوی منتصر و ن یا اپنی جانوں کو عذاب ہٹا سکتے ہیں فکبر کبروا فیہا یہ وہ
 جاوینگے دوزخ میں سرون کے بل بعض نے کہا بعض بعض کو ڈالا جاویگا بعض نے کہا اٹھ کیے جاویگے
 دوزخ میں قالہ ابن معبک اس ماخوذ ہے کبکیہ سے اور وہ جماعت ہے قالہ اہل کوئی شخص اس نے کہا یہ
 مشتق ہے گو کہ الشیخ سے اور وہ معظم شے ہو اور گہوڑن کی جماعت کو بھی کو کب اور کبکیہ کہتے ہیں
 بعض نے کبکیہ کی تفسیر دہریمو کے ساتھ کی اور یہ معانی قریب قریب ہیں اور کبکیہ ضاعف ہو کب کا
 اور کب کہتے ہیں منہ کے بل ڈالنے کو اور لفظی تکریر دلیل ہے معنوی تکریر کو یا جب دوزخ میں ڈال جائیگا
 تو نیچے اوپر ہوتے جاوینگے یہاں تک کہ دوزخ کے قعر میں جا کر قرار پکڑینگے فعوذ باللہ منہا اور کبکیہ
 اصل کبکیہ ہے دوبار کے ساتھ پہلے یا مشد ہے دوزخ میں سے توبہ و سطلے کو بدل دیا کاف کے ساتھ اور

اور زجاج نے اس معنی کو ترجیح دی کہ بعض کو بعض پڑا دیا جاوے گا اور ابن قتیبہ نے اس معنی کو ترجیح دی کہ دوزخیوں کو سر کے بل دیا جاوے گا اور بعض نے کہا اوندھے ڈال جاوے گئے بعض نے کہا ضمیہ لکھو یا میں قریش کی طرف راجع ہے اور **هَمُّ وَالْعَاوُنَ** میں ضمیر مرفوع متفصل الہیہ معبودین اور صنم کی طرف راجع ہے اور **عَاوُنَ** سے ان کے عابد مراد ہیں بعض نے کہا عاؤن سے جن اور کا فر مراد ہیں اور ابن عباس نے کہا ہم والعاؤن سے عرب کے مشرک اور ان کے معبود مراد ہیں مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے اس شخص کی کوئی دلیل نہیں ہے کیا عجم کے مشرک اور ان کے معبود و فرخ میں نہ جاوے گئے اور جنود ابلیس سے وہ شیطان مراد ہیں جو جنوں اور دیوانوں کو بہکتے ہیں بعض نے کہا جنود ابلیس سے ابلیس کی اولاد اور اسکے تابع مراد ہیں بعض نے کہا جنود ابلیس سے ہر وہ شخص مراد ہے جو صنم کی عبادت کی طرف بلاوے اور ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ صنم کو نطق دیدیوزن ہیانت کا تقاضا اور تمام ان کے درمیان صحیح ہو یا یہ ختصاصات اور شیطانی کے درمیان جاری ہوگا جس کا اندر کے قول **وَهُمْ فِيهَا لِيَخْتَصِمُونَ** میں مذکور ہے اور ضلال خسارت اور تبار اور حق سے حیرت مراد ہے اور مجرموں سے وہ لوگ مراد ہیں جو عبادت صنم کی طرف بلاتے ہیں بعض نے کہا مجرموں سے انکو وہ رؤسا مراد ہیں جنہوں نے انکو بہکایا بعض نے کہا مجرموں سے ابلیس اور اسکے لشکر اور حضرت آدم کا بیٹا قابیل مراد ہیں اور قابیل نے ہی قتل کے طریق کو جاری کیا اور انوں سے معافی کو اسی نے رواج دیا بعض نے کہا اپنی پہلے شر جاری کیا اور بعض نے کہا مجرموں سے ان کے باا جاد مراد ہیں جنکی انہوں نے تقلید کی عبادت

هَنَامٌ مِّنْ كَذِّبَتْ قَوْمٌ نُّوحٌ الْمُرْسَلِينَ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۖ مَا آتَاكُمْ رَسُولٌ إِلَّا لِيُتَوَكَّلَ عَلَيْهِ ۚ وَمَا اسْتَأْذَنُوكُم بِالشَّيْءِ مِّنْ عِندِ اللَّهِ لِيُجْزِيَ بَعْضُكُمُ بَعْضًا ۚ فَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۚ
وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ وَاطِيعُونَ لَهُ جُثْلًا يَأْتِيهِمْ قَوْمٌ نُّوحٌ کی قوم نے پیغام لانے والوں کو جب کہا انکو ان کے بہائی نوح نے کیا نکو ورنہ نہیں میں تمہارے وہ پیغام لانے والا ہوں معتبر سوڈر والدہ سے اور میرا کہا مانو او مانگتا نہیں میں تم سے کہہ چکیہ نیک میرا نیک ہے اسی جہاں میں سوڈر والدہ سے اور میرا کہا مانو ان آیتوں میں اللہ عزوجل نے اپنے بندے اور رسول نوح کی خبر دلائی یہ پہلا رسول ہے جس کو اللہ عزوجل نے زمین والوں کی طرف بھیجا صنم اور ان کی عبادت شروع ہونے کے بعد تو بھیجا اللہ عزوجل نوح کو اس کا کام سے روکنے کے لیے اور اس کا نام کی مزار سے ڈرائے کے لیے پھر وہ اللہ کے ساتھ صنم کی عبادت پرست رہا اور انہوں نے ان فحش خبیثہ کو چھوڑا اور اللہ عزوجل نے انکو نوح کے جھٹلاؤ کو جمع کر لیا

کے جھٹلانے کے مقام میں دنا اور ہذا فرمایا کَذَّبَتْ قَوْمُ الْمُوسَى لَئِنْ قَالَ لَهُمْ اٰخُوهُمْ نُوْحٌ
اَلَا تَتَّقُوْنَ یعنی تمہیں اور تمہاری عبادت میں اِنّی لَکُمْ رَسُوْلٌ اٰمِیْنٌ مجھ کو تمہارے تمہاری
طرف سے بیجا ہے میں امین ہوں اسچیز میں جسکو دیکر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بھیجا ہے میں سچا ہوں پیغام اپنے رب کا
اور کسی شبیہ کو پیغام کے پیچھے جانے میں وہ نہیں کہتا تو در والدہ سے اور میرا کہا مانو اور میں نہیں طلب کرتا
تمہیں اس نصیحت پر کچھ غمزدی بلکہ اسکا اجر اللہ سے طلب کرتا ہوں پہر کچھ اللہ کے عذاب و عقاب سے اور میری
اطاعت کرو تمہارے لیے کھل چکی اور ظاہر ہو چکی میری سچائی اور خیر خواہی اور میری امانت امین جو اس مجھ کو
تمہارا ریط بیجا اور تم جان چکے ہو کہ اللہ نے مجھ کو پہرا میں جانا انتہے مافی تفسیر ابن کثیر فتح کا بیان
ہے کہ اللہ کے قول کَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحٍ الْمُوسٰی میں فعل کو مؤنث کیا گیا اسلئے کہ فعل مسند ہو قوم
کی طرف جو مجھے جماعت ہو یا مجھے امت یا مجھے قبیلہ اور صباح میں ہے الْقَوْمُ یَذَّکَّرُوْنَ یُوْنُسُ اور کسی
طرح ہر اسم جمع جسکا اسکے لفظ سے واحد نہ ہو مذکر اور مؤنث ہو جانا ہے جیسے برطانیہ اور تکذیب کو
واقع کیا مرسلین پر حالانکہ قوم نے تکذیب نہیں کی مگر اسی سوا کی جسکو انکی طرف سے بیجا کیا کیونکہ جو شخص ایک
رسول کی تکذیب کرتا ہے وہ سب رسولوں کو جھٹلاتا ہے کیونکہ ہر ایک رسول دوسرے رسولوں کی تصدیق کا حکم
کرتا ہے بعض نے کہا وہ نہوں نے تکذیب کی نوح ؑ کی رسالت میں اور جھٹلایا نوح ؑ کو اس جبار میں جو اپنے
اپنے پیچھے رسولوں کے آنے میں بیان کی یا اسلئے انکی تکذیب کو تکذیب مرسلین قرار دیا کہ نوح ؑ بے دربان
زمانہ رہنے کے گویا کئی رسول تھا اور انہوں سے انکاشی یہاں مراد ہے نہ وہی بعض نے کہا اخوت سے
اخوت مجالست مراد ہے بعض نے کہا یہ عرب کے اس محاورے کو قبیل سے ہو یا خاہنی یتیم اور غرض یہ ہوتی
ہے کہ تو بھی بنو یتیم کا ایک آدمی ہے اَلَا تَتَّقُوْنَ تم اللہ سے نہیں ڈرتے تو ان کی عبادت چھوڑ نیکی
ساتھ اور اسکے رسول کو ماننے کے ساتھ جسکو اس نے تمہارا ریط بیجا اِنّی لَکُمْ رَسُوْلٌ اٰمِیْنٌ مجھ کو
اُس نے تمہارا ریط بیجا ہے میں جو پیغام اللہ کا نکھوساتا ہوں امین ماندا رہوں بعض نے کہا میں امین ہوں
تمہارے درمیان اسلئے کہ قوم نوح ؑ کی نوح ؑ کی صداقت و امانت کو پہچان چکے تھے فَاتَّقُوا اللّٰهَ
اَطِيعُوْا پھر ہم اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کر کے اسکو اللہ کے عذاب کے آگے ڈال بناو اور ان لوگوں
حکم اللہ کے ساتھ ایمان لاکر اور شرک کو چھوڑ کر اور فرائض دین کو قائم کر کے اور قصص خمس کی تصدیق میں
تقوے پر ترغیب کے ساتھ دلالت ہو اس پر کہ بعثت مقصودہ ہو معرفت حق لطیف بلانے پر اور اس طاعت

کے بچا لانے پر جو بد خو کو طاعت کو ثواب کی طرف نزدیک کرے اور اللہ کے عذاب سے دور رکھے اور انبیاء
پر متفق تھے اگرچہ بعض تفاریح میں مختلف تھے اور وہ سب کے سب طاع و ذنیۃ اور غراض و نیویہ سے بیزار تھے
ولہذا فرمایا وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ فَأَتَقُوا اللَّهَ وَاطِيعُونَ
اور اس جملہ کو مکر فرمایا تاکہ اس کے لیے اور نفوس میں ثابت کر نیکی ہی باوجود اس کے کہ ہر ایک ان دونوں مقایس
میں سے ایک ایک سب سے معلق ہے تو پہلی آیت فَأَتَقُوا اللَّهَ وَاطِيعُونَ میں اسکو معلق کیا ہے لہذا اس کے
ساتھ اور اس آیت میں اس جملہ کو معلق کیا ہے قطع طمع کے ساتھ اور سہلی نظیر یہ میرا قول ہے اَلَا تَتَّقُوا اللَّهَ
فِي عَقُوبَتِي وَقَدْ رَزَقْتُكَ صَغِيرًا اَلَا تَتَّقُوا اللَّهَ فِي عَقُوبَتِي وَقَدْ عَلَّمْتُكَ كَيْدًا
یعنی تو اللہ سے نہیں ڈرتا میری نافرمانی کرنے میں حالانکہ میں نے تجکو لڑکپن میں پالا تو اللہ سے نہیں ڈرتا میری
عقوق میں حالانکہ میں نے تجھکو سکھایا اور تو بڑا ہوا اور امر تقویٰ کو مقدم کیا امر بطاعت پر کیونکہ اللہ
سے ڈرنا وہی سبب اسکی طاعت کا قَالَ اَنْتُمْ مِنْ لَدُنِّي وَابْتَغَاءَ الْاٰدَاۤءُ لَوْ نُهَۥ قَالَ وَمَا عَلَيْنَا

بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ اِنَّ جَسَابَهُمْ اَلَا عَلَيْنَا رَبِّي لَو تَشْعُرُونَ وَمَا اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ
اِنَّ اَنَا لَا اَنْزِلُ رُفُوعًا بَلُو لے کیا تجھکو یائین اور تیرے ساتھ ہو ہے ہن کیسے کہا مجھکو کیا جانتا ہے جو
وہ کہہ رہے ہیں انکا حساب پوچھنا میرے رب ہی کا کام ہے اگر تم سمجھتے کہتے ہو اور میں مانگنے والا نہیں ہوں
لاسنے والوں کو میں تو ہی ڈر سنا دینے والا ہوں کہو مگر ف کیسے کہا جانتی لوگوں کو ہر چیز کے ساتھ اول
عزیز ہو ہیں سو فرمایا مجھکو انکا صدق قبول ہے انکو کام سے کیا غرض کہ انکا پیشہ کیا ہے ف کہنے
لگے ہم تجھکو نہ مانینگے اور تیری بعداری نخرینگے کیا ہم اتباع کرین تیرے ماتر میں ان کینوں کی جنہوں نے
تیری بعداری کی اور تجھکو سچا جانا اور وہ ہمارے کین ہیں ولہذا بولے اَنْتُمْ مِنْ لَدُنِّي وَابْتَغَاءَ الْاٰدَاۤءُ لَوْ نُهَۥ
فَمَا عَلَيْنَا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ یعنی مجھکو اس امر کی تکلیف نہیں دی گئی کہ میں انکو صنائع اور حرف
وہمہوں مجھ پر نہ کے حال کا کر دینا وجہ نہیں ہو خواہ وہ کوئی کام کرین مجھ پر تو یہ فرض ہے کہ انکی تصدیق قبول کرے
یاد رہے کہ مجھکو ان لوگوں کے اتباع سے کوئی چیز لازم ہے اگرچہ وہ کسی چیز پر ہوں مجھ پر انکی نقیب
اور بحث اور غرض لازم نہیں ہے کہ میں انکے دلی راز ظاہر کروں مجھ پر تو یہ وجہ ہے کہ میں انکا اپنے کو سچا
جاننا قبول کروں اور انکے سر پر کو اللہ عزوجل کی طرف سپرد کروں انکا حساب لینا اللہ کا کام ہے اگر تم جانو
اور میں جو ایمان لے آؤ اسکو مانگنے والا نہیں گویا اوہ ہوں نے یہ چاہا کہ تو انکو مانک دے اور اپنے پاس

سے دور کرے ہم تیرے تابعدار ہو جائیں گے تو پیغمبر نے انکی یہ بات قبول نہ کی اور فرمایا وَمَا أَنَا بِطَارِدٍ
 الْمُؤْمِنِينَ اِنَّ اَنَا لَا اَنْزِلُكُمْ مِنْ رُفُؤَيْكُمْ یعنی مجھ کو نذر بنا کر بھیجا گیا ہے جس پر میری طاعت کی اور اتباع اور مجھ
 سے سچا جانا وہ میرے اور میں سے اکا ہوں وہ شخص شریف ہو یا وضع جلیل ہو وہ یا حقیر فہم کا بیان یہ ہے کہ اسکا
 قول اَنْتُمْ هُنَّ لَكُمْ مِنْ اَتَقْنَاهُمْ اَمْ خَارِي هُوَ اور معنی یہ ہیں ہم کیونکر تیرے تابعدار ہووین اور تیری تصدیق نہ کریں
 اور تمہیں کو نہیں وَاَتَّبَعَكَ الْكَافِرُونَ اور حال یہ ہے کہ کینیہ لوگوں نے تیری تابعداری کی ہے اور کینیہ کہا
 انکو سبب کم ہونے انکو مالوں اور جاہوں کے یا اسلئے کہ وہ نسب میں انہی وضع ہونگے مجاہد نے کہا ارذلون
 سے جولا ہے مراد ہیں اور قتادہ نے کہا ارذلون سے سلفۃ الناس (لوگوں میں سے کینیہ مراد ہیں بعض نے
 کہا ارذلون سے جولا ہے اور موحی مراد ہیں بعض نے کہا اہل صناعات ذمہ مراد ہیں کہا علامہ ابو طیب مروج
 نے اور صناعت کی وجہ سے دیانت میں خلل واقع نہیں ہوتا پس غنا دین کی غنا ہے اور نسب تقویٰ کی
 نسب ہے اور نہیں جائز ہے کہ مسلمان کو کینیہ کہا جاوے اگرچہ سب لوگوں سے زیادہ غلغل اور سب سے زیادہ
 نسب میں وضع ہو اور ہجرت انبیا کی تابعداری میں ایسے ہی لوگ ہیں اور یہ لوگ غنیار سے پہلے اسلئے
 سبادت کرتے ہیں کہ غنیار پر ریاست ستولی ہوتی ہے وہ اسکو چھوڑ نہیں سکتے ریاست کا چھوڑنا ایک
 دشوار ہوتا ہے اور غیر کرتا بعدار ہونے میں انکو عار پہنچتی ہے اور فقیران موانع سے خالی ہوتا ہے تو وہ
 بہت جلد اجابت اور نقیاد کرتا ہے اور یہ اہل دنیا کا غالب احوال ہے اور یہ انکی سخافت عقلی ہے اور انکی
 رائی کا مقصد ہوتا ہے عظام دنیا پر بہانگ کہ انہوں نے ٹھہرایا ناداروں کے اتباع کو اپنے اتباع
 کا مانع اور مفلسوں کے ایمان لانے کو اسچیز کے ساتھ جسکی طرف پیغمبر نے بلایا دلیل اسکے باطل ہونے
 پر اور اشارہ کیا انہوں اسکے ساتھ کہ مفلسوں کی اتباع نظر اور بصیرت سے نہیں ہے اور انہوں نے
 مال اور رفعت کی لالچ اور توقع میں اسکو ان لیا ہے اور وَاَتَّبَعَكَ الْكَافِرُونَ بھی ٹھہرایا ہے
 سخا سے کہا اور یہ قرأت عمدہ ہے کیونکہ وہ احوالیہ کے پیچھے آگیا بہت آجاتے ہیں اور اتباع جمع ہے
 تابع کی قال وَمَا عَلَّمِيْ سَمًا كَالْفَايَعِ مَلُونِ کہ کان زائدہ ہے اور معنی یہ ہیں اور میں کیا جانو
 وہ کیا کام کرتے ہیں مجھے انکے اعمال کے جاننے کی تکلیف نہیں دی گئی نہ کچھ تو یہ تکلیف دی گئی ہے کہ انکو ایمان کی طرف
 بلاؤں اور انکے ایمان کا اعتبار کروں نہ یہ کہ انکے حرفوں اور صنعتوں اور انکی مفلسی اور غنا کا خیال
 کروں اور گویا اشارہ کیا انہوں نے اپنے اس قول کے ساتھ وَاَتَّبَعَكَ الْكَافِرُونَ اس طرف کہ

المؤصده لا شريك له كيطرف اور دایا انکو اُس کے مقام سے اور اس کے عذاب سے اگر اس کے خلاف ورزی میں ہیں
 اور مخالف کیا انکو اللہ کی بکری سے اور فرمایا انکو ویسا ہی جیسو لوح اپنے قوم کو فرمایا یہاں تک کہ فرمایا ابْنُون
 بِجَلِّ رَّبِّعِ اَيُّهَا تَعَبَتْوْنَ مَعْتِرْنَ نَسْلِیْهِ کی تفسیر میں اختلاف کیا ہو چکا حاصل ہے کہ ربع وہ اونچا مکان
 ہے مشہور رہوں کے پاس تو معنی یہ ہیں کیا بناتے ہو اسی جگہوں میں محکم عمارتیں مکمل باہر اور آیت سے
 علامت اور مشہور عمارت مراد ہے اور یہ جو تم کام کرتے ہو عبت کام کرتے ہو جسکی کچھ ضرورت نہیں ہو بلکہ مجرور
 و لعب کے طور پر اور قوت کو طہر کرنے کی یہ تکلیف اٹھاتے ہو اور اسی لیے ہو و عنے انچر اس فصل کا انکار کیا کیونکہ
 اس میں تضييع اوقات اور بلا فائدہ زبان کو تکلیف میں اُلٹا ہے اور اسی چیز میں اشتغال ہے جو دنیا اور آخرت میں
 کچھ فائدہ نہ دے ولہذا فرمایا وَتَجِدُنَّ وْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ مجاہد نے کہا مصانع سے مضبوط
 برج مراد ہیں اور عمارتیں غیر پا اور ایک ایت میں مجاہد سے مروی ہے کہ مصانع سے برج حمام مراد ہیں یعنی تعلقہ
 مرگ سے بچنے کے لیے مضبوط قلعے بناتے ہو (صالح میں ہر حمام بالکسر تقدیر مرگ) اور قتادہ نے کہا مصانع
 سے پانی کے لینے کی جگہ مراد ہیں قتادہ نے کہا اور بعض نے اس ایت کو اس طرح پڑھا ہے وَتَجِدُنَّ وْنَ
 مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ یعنی تم ہمیشہ رہنا چاہتے ہو اور یہ خلود تمہارے لیے حاصل ہو گا جیسے
 پہلوں کے لیے حاصل ہوا اور تم سے یہ خلود زائل ہو جاوے گا جیسے تم سے اگلوں سوزا امل ہو گیا عون بن
 عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے جب سلمانوں کو دیکھا کہ انہوں نے غوطہ زدن
 میں نئی طرز کی عمارتیں شروع کیں اور درخت لگانے کو کھڑے ہوئے انکی مسجد میں اور پکارا (اور فرمایا) اے
 دمشق والو یہ وہ کہتے ہو گئے اُس کے پاس یہ تعریف کی ابوالدرداء نے اسکی اور شنائی اس پر فرمایا اَلَا
 تَسْمَعُونَ اَلَا تَسْمَعُونَ تَجْعَلُونَ مَا لَا تَأْكُلُونَ وَتَبْنُونَ مَا لَا تَسْكُنُونَ وَتَأْمَلُونَ مَا
 لَا تَدْرِكُونَ لَئِنْ قَدْ كَانَتْ قَبْلَكُمْ فُرُوجٌ تَجْعَلُونَ فَيُوعُونَ وَيَبْنُونَ فَيُوثِقُونَ وَ
 يَأْمَلُونَ فَيُطِيلُونَ فَاَصْبَحَ اَمْلَهُمْ عُرُودًا وَاصْبَحَ جَمْعُهُمْ بُرُودًا وَاصْبَحَتْ مَسَاكِنُهُمْ قُبُورًا
 اَلَا اِنْ عَادَ اَمْلَاكُ مَا بَيْنَ عَدْنٍ وَعَمَّانَ حَيْلًا وَرِكَابًا فَسَنَ تَشْرِیْ مِنْ مِثْلِ عَادٍ
 رِدْ مُهْمَانٍ ہ یعنی کیا تم نہ ملتے نہیں کیا تم حیا نہیں کرتے جو اکٹھا کرتے ہو سچے کو جسکو نہیں کہاتے
 اور بناتے ہو وہ عمارتیں زمین نہیں بتی اور سید کرتے ہو ان چیزوں کی جسکو تم نہ پاؤ گے بیشک البتہ
 تحقیق تم سے پہلے کچھ سنگتیں تھیں جو اکٹھا کرتے ہو پہر پہر کہتے ہو اور امیدیں کرتے پہر پہر کہتے

پر جس کی انکی اسید و نچہ ہو کہا ہو کر اور فجر کی انکی جمعیت نے ہلاک ہو کر اور ہو گئے انکے گھر قبر بن سن لو
 عاد کے لوگ ملک تھے عدن اور عمان کے درمیان کچھ اور گھوڑوں اور اونٹوں کے صاحب تھے پہر کون خرید
 کرتا ہے مجھ سے عاد یوں کا ترکہ دو چو نیاں دیکر اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جب تہہ ڈالتے ہو تو نیچہ پڑ
 ہو ظلم سے اس میں انکی قوت اور غلطی اور دشمنی کو بیان فرمایا اور یہ جو فرمایا سو ڈر والد سے اور میرا کہا مانو
 تو اسکے یہ معنی ہیں کہ اپنی مالک کی پوجا کرو اور اپنے پیغمبر کی اطاعت کرو پہر شروع ہوئے ہو وہ علیہ السلام
 کہ انکو اللہ کی نعمتیں یاد دلاتے تھے جو ان پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیں اور فرمایا اور ڈرو اس سے جس کو پہنچا یا
 ہے جو کچھ تم جانتے ہو نیچا پائے تنکو چوپائے اور بیٹے اور باغ اور چشمی یا وجود ان انعامات اور حسانت
 کے اگر تم مجھ کو جھٹلاؤ اور میری مخالفت کرو تو میں ڈرتا ہوں تم پر ایک شکر دن کی آفت سے پہر تنکو بلایا
 بہشت کی عذبت لاکر اور دوزخ سے ڈرا کر لیکن ہو وہ علیہ السلام کی دعوت نہیں کچھ کارگر نہ ہوئی انتہے
 مافی ابن کثیر فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ کذب عاد پر ائمیں میں فعل کو موش کیا اس اعتبار سے کہ
 وہ قبیلہ کی طرف منسوب ہے کیونکہ عاد انکے جد علی کا نام ہے اور یہ عاد سام بن نوح ؑ کی نسل سے تھا
 اور یہ جو فرمایا جھٹلایا عاد نے پیغام لانے والوں کو یا جو اسکے کہ انہوں نے صرف ہو وہ علیہ السلام
 کی تکذیب کی تو اسکی وجہ تفسیر نوح علیہ السلام کے قصہ میں گذری ہو وہ علیہ السلام اپنی قوم عاد سے
 منسی اخوت رکھتے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اذ قال لهم اخوهم فرمایا اور تاجر خوبصورت تھے آدم علیہ السلام
 کی مشابہ اور چار سو پچھتر سال زندہ رہے ربیع کہتے ہیں اونچر شیلے کو اور یہ جمع ہے ربیعہ کی اور ابو عبیدہ
 کا یہ قول ربیع مطلق ارتقاء کا نام ہے اور یہ جمع ہے ربیعہ کی اور قتادہ اور ضحاک اور کلبی کا یہ قول ہے
 کہ ربیع کے معنی راہ کے ہیں اور یہی قول مقاتل اور سدی اور ابن عباس کا حاصل کہ ربیع کا اطلاق بلندہ
 زمین پر لغت اللون کے نزدیک مشہور و معروف ہو بعض نے کہا ربیع کہتے ہیں پہاڑ کو اسکا وہ در ربیعہ ہے
 اور جمع ارباع ہے اور مجاہد کا یہ قول ہے کہ ربیع کہتے ہیں دریا کو یعنی اس راہ کو جو دو پہاڑوں کے درمیان
 واقع ہے اور یہ بھی مجاہد سے مروی ہے کہ ربیع چھوٹا ٹیلا ہے اور یہ بھی اس سے مروی ہے کہ ربیع
 قطار گاہ ہے اور بعض نے کہا ربیع کہتے ہیں حمام کے برجون کو اور ابن الاعرابی نے کہا ربیع کہتے ہیں
 رہیوں کے تنگیوں کو اور ربیع اس راج کو بھی کہتے ہیں جو جنگلوں میں بنو ہوتے ہیں اور ربیع ریت کو شیلے کو بھی
 کہتے ہیں اور ربیع میں دو لغتیں ہیں اس کی زیر اور زیر اور استغنام اقبلتوں بکل ربیع آتہ الآتہ میں تفریع اور

اور توحیح کے لیے ہر لفظ کو یوں بناتے ہو ہر ٹیپے پر ایک نشان کیلئے کو وہ شیطان بصورت انسان
 مسافروں کے ساتھ چہر چہر کرتے اور سخن بان کرتے اور مسافروں کو ان سے بہت تکلیف ہوتی اور
 کلی کا یہ قول ہے کہ اس سے عشقاروں کا کہیں مراد ہے ان لوگوں کے مانوں کے ساتھ جو اپنے سے گذر کر
 ہو کر اور دی نے حکایت کیا اور مصانع سے وہ بنائیں مراد ہیں جنکو لوگ مترین بناتے اور ابو عبیدہ کا یہ
 قول ہے کہ ہر عمارت کو مصنع کہتے ہیں اور یہی قول ہے کلی وغیرہ کا اور بعض نے کہا مصانع سے مضبوط برج
 مراد ہیں یہی قول ہے مجاہد وغیرہ کا اور زجاج کا یہ قول ہے کہ مصانع سے پانی کے حوض مراد ہیں جنہیں وہ پانی جمع
 کرتے تھے اور جو ہری کا یہ قول ہے کہ مصنع لون کی صنم کے ساتھ اس حوض کو کہتے ہیں جس میں بارش کا پانی جمع
 ہوتا ہے اور مصانع سے فلعے مراد ہیں اور عبدالرزاق نے کہا مصانع ہمارے مان میں کی زبان میں اونچ
 اونچ محلوں کو کہتے ہیں اور معنی لعلم تخلدون کے یہ ہیں تم یہ کام اس خیال سے کرتے ہو کہ دنیا میں ہمیشہ
 رہو گے کیونکہ تم قیامت کو متکبر ہو اس صورت میں توحیح ظاہر ہے یا معنی یہ ہیں کہ تم ہمارے عمل ان لوگوں کا
 ساعمل ہے جو ہمیشہ دنیا کا خیال کہتے ہیں اسلئے مضبوط مضبوط عمارتیں بناتے ہو بعض نے کہا اصل اس
 آیت میں ہتھنہام توحیح کے یہ ہے یہ قول زید بن علی کا ہے اور یہی قول ہے کوفیوں کا یعنی کیا ہمیشہ ہو
 جیسے عرب کہتے ہیں لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ یعنی کیا تو مجھے برا کہتا ہے اور فرار کا یہ قول ہے کہ اصل اس آیت میں
 بمعنی کہ ہے اور عبدالعزیز مسعودی کی قوت کی تخلدون اسکی مؤید ہے یعنی تم موت میں فکر نہیں کرتے اور
 بعض نے کہا اصل معنی میں شبیبہ کے ہو اور معنی یہ ہیں گویا تم باقی رہو گے سدا رہو گے کہا علامہ ابوالطیب نے
 لیکن مجھ کو کسی ایسا شخص معلوم نہیں ہے جنہو نص کی ہو کہ اصل شبیبہ کو لیے ہوتا ہے اور تخلدون مخفف اور
 مشدد و دونو طرح پڑا گیا ہے اور نحاس نے حکایت کیا کہ بعض قراء تو ان میں کا تم تخلدون ہے اور ابن
 عباس کا یہی قول ہے بطش کہتے ہیں غلبہ اور سختی کے ساتھ پکڑنے کو اور مجاہد وغیرہ نے شرط کو یہ
 معنی کی ہیں اور جب تم ارادہ کرتے ہو ماتہ ڈالنے کا تو کہ شرط اور جزاء ایک ہو جاوے زجاج نے کہا ماتہ
 تعالے نے نکالا کر کیا اپنے بطش کا کیونکہ یہ ظلم ہے یہی حق بات تو اس میں سوط اور سیف کے ساتھ ماتہ ڈالنا
 جائز ہے کہا کرخی نے جانتا چاہیے کہ بن عمار تو ان کا بنانا دنیا کی محبت پر دلالت کرتا ہے اور مضبوط
 محکم بنانے دلالت کرتے ہیں سدا رہنے کی محبت پر اور جبر کرنا دلالت کرتا ہے علو کے ساتھ متفرد ہونے
 کی محبت پر اور یہ سب صفات اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں بنیدے کو انکا حاصل ہونا ممنوع ہے انتہو پر حجب

انہی وہ صفتیں بیان کیں جو ظلم اور کسرشی اور تمرد اور تجبر پر دلالت کرتی ہیں انکو حکم فرمایا اللہ سے ڈرنیکا اور فرمایا
 فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا أَمْرَ اللَّهِ مَن تَقِمْ تَقْوَىٰ مَن تَقِمْ تَقْوَىٰ مَن تَقِمْ تَقْوَىٰ مَن تَقِمْ تَقْوَىٰ مَن تَقِمْ تَقْوَىٰ مَن تَقِمْ تَقْوَىٰ
 الَّذِي أَمَرَكَ بِهِمَا تَقِمْ تَقْوَىٰ مَن تَقِمْ تَقْوَىٰ مَن تَقِمْ تَقْوَىٰ مَن تَقِمْ تَقْوَىٰ مَن تَقِمْ تَقْوَىٰ مَن تَقِمْ تَقْوَىٰ
 وَتَقِمْ تَقْوَىٰ مَن تَقِمْ تَقْوَىٰ مَن تَقِمْ تَقْوَىٰ مَن تَقِمْ تَقْوَىٰ مَن تَقِمْ تَقْوَىٰ مَن تَقِمْ تَقْوَىٰ مَن تَقِمْ تَقْوَىٰ
 کے بعد تقریر اور تاکید میں زیادہ دخل ہے پہلے انکو وعظ کیا اور ڈرایا اور فرمایا اِنِّیْ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَعْقُوبَ
 عِظْمُ یَعْقُوبَ اِذَا کَرِهَ اَنْ یُّکْرِیٰ رُوحَہٗ اَوْ اَنْ یُّکْرِیٰ رُوحَہٗ اَوْ اَنْ یُّکْرِیٰ رُوحَہٗ اَوْ اَنْ یُّکْرِیٰ رُوحَہٗ اَوْ اَنْ یُّکْرِیٰ رُوحَہٗ
 کہ تیرے دونوں جہانوں میں اُن فٹ پڑے کیونکہ نعمت کی ناشکری پر عذاب ہوتا ہے جیسے نعمت کی قدر دانی پر نعمت بڑھتی
 ہے قَالُوا سَوَاءٌ عَلَیْنَا اَوْ عَظَّمْتَ اَمْ لَمْ تَکُنْ مِنْ الْوَاعِظِیْنَ اِنْ هٰذَا اِلَّا خُلُقٌ اَلَا وَرَیْتُمْ
 اَنْ تَقِمْ تَقْوَىٰ مَن تَقِمْ تَقْوَىٰ مَن تَقِمْ تَقْوَىٰ مَن تَقِمْ تَقْوَىٰ مَن تَقِمْ تَقْوَىٰ مَن تَقِمْ تَقْوَىٰ
 رَبِّکَ لَهٗوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ بولے ہکو پر ہے تو نصیحت کرو یا نہ بنے نصیحت کرنا اور کچھ نہیں یہ عقاد
 ہے اگلوں کی اور کھو آفت نہیں ہے والی پہلے اسکو جھٹلانے لگو تو ہم نے انکو کہا پادیا سبابت میں البتہ نشان ہے
 اور وہ بہت لوگ نہیں بننے والے اور تیرا رب ہی ہے زبردست رحم والا ف ہو د علیہ السلام نے جو اپنی قوم کو
 ڈرایا اور انکو بہشت کی غربت دلائی اور دوزخ سے نفرت اور انکے لیے حق بیان کیا صاف اور ہکا جواب
 انکی قوم نے انکو دیا تو اس جواب کی اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ وہ کجخت بولے تیرا نصیحت کرنا نہ کرنا دونوں ساوی ہیں
 یعنی ہم اس میں کو نہیں چھوڑینگے جس پر ہم ہیں جیسے سورہ ہود میں انکی طرف سے فرمایا وَمَا لَہُمْ بِسَارِکِیْ اِلٰہِہِمْ
 عَنْ قَوْلِکَ وَمَا لَہُمْ بِسَارِکِیْ اِلٰہِہِمْ جیسے ہم نہیں چھوڑنے والے اپنے ہماروں کو تیرے کہنوں اور ہم تم پر
 تجھکو ماننے والے اور حقیقت حال اسطرح ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَاءٌ عَلَیْہِمْ
 اَا نَذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنذِرْہُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ یعنی وہ جو منکر ہوئے برابر ہو انکو تو ڈر او سے یا نہ ڈر او سے
 وہ نہ مانینگے اور فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ حَقَّتْ عَلَیْہِمْ کَلِمَةُ رَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ وَکُوْجَاوُا نَعْمَ کُلُّ اٰیۃٍ
 حَکْمٌ یُّرَوُّ اِلَیْہِمْ اَبَا اِلٰہِہِمْ یعنی خبر آئی ہیک بت تیرے رب کی وہ نہ مانیں گے اگرچہ پہنچیں اُن کو
 ساری نشانیاں جب تک دیکھیں کہ کہہ کی مار اور اللہ تعالیٰ کے قول اِنْ هٰذَا اِلَّا خُلُقٌ اَلَا وَرَیْتُمْ
 میں بعض نے خلق کو فتح کیا اور سکون لام کے ساتھ پڑا ہے کہا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اور عوفی نے
 عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور کہا علقمہ اور مجاہد نے کہ اِنِّیْ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَعْقُوبَ

لایا ہے وہ تو پہلوں کے اخلاق میں جیسے شیریں قریش نے کہا وَقَالُوا آسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اَلْكَتَبُهَا فِيهِ
 مُثَلَّ عَلَيْهِ بَكْرَةٌ وَأَصِيدًا لَّيْنِے اور کہنے لگے یقین میں انھوں کی جو کلمہ لیا ہے سو وہی پڑھی جاتی تھی اس میں صبح
 اور فرمایا شیریں قریش لطیف سے وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَآ اَن هَٰذَا اِلَّا اَفْكٌ اَفْتَرَاهُ وَاَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ
 آخَرُونَ فَقَدْ جَاءُوا ظُلْمًا وَفُتْرًا لَّيْنِے اور کہنے لگے جو شیریں اور کچھ نہیں مگر جھوٹا بندہ لایا ہے اور
 ساتھ دیا ہے اسکا ہمیں اور لوگوں نے سوا ہے اور انصافی اور جھوٹ پر اور دوسرے لوگوں نے خلق کو خا اور لاکم
 ضم کے ساتھ پڑھا ہے اور مراد انکی یہ ہے کہ جس دین پر ہم ہیں یہی دین ہمارے باپ دادوں کا ہے اور تم علیٰ ہین
 انکے چلنے والے ہیں انکی پیچھے زندہ ہیں گے جیسے وہ زندہ رہے اور مجاہدین گے جیسے وہ مر گئے اور نہ کوئی
 بعث ہوا اور عادی ہے سو اس طرح انھوں نے کہا وَمَا نَحْنُ بِمُعَذِّبِينَ لَّيْنِے اور ہم پر کوئی آفت نہیں آنے والی
 علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے اَن هَٰذَا اِلَّا اَخْلُقُ الْأَوَّلِينَ کی تفسیر میں وہت کیا کہ خلق اولین
 دین اولین مراد ہے اور یہی قول ہے عکرمہ اور عطا، خراسانی اور قتادہ اور عبدالرحمن بن بید سلمیٰ کا اور یہی مختار
 ہے حافظ ابن جریر کا اور یہ جو فرمایا پر معنے انکو کہا دیا تو اسکے یہ مخبر ہیں کہ انھوں نے استمرار کیا اللہ تعالیٰ کے
 پیغمبر ہودؑ کے جھٹلانے اور اسکی مخالفت اور عناد پر یہ انکو اللہ نے کہا دیا اور انکے ہلاک کرنے کی وجہ کو
 تعالیٰ نے قرآن مجید کی بہت جگہوں میں پہنچ فرمایا کہ بھیج اللہ تعالیٰ ان پر اَوْتِیْنَاهُ سُلْطٰنًا لَّیْنِے اور انکے ہاتھوں میں نکلی جاتی
 یہ انکو جزادی کے عمل کے مطابق کیونکہ وہ بھی سب بڑے سرکش اور ظالم تھے پس اللہ نے بھی ان پر ایسی چیز کو
 مسلط کیا کہ ان پر سرکش تھے اور سخت زور اور جیسے فرمایا اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ اِذْ اٰتٰ
 اِلْمَاعِدَ لَیْنِے تو نے نہ دیکھا کیا کیا تیرے رب عادی سے وہ جو ارم تھے بڑے ستونوں والے اور منہ عادی
 مراد ہیں جیسے فرمایا وَاِنَّهٗ اَهِلَکَ عَادًا الْاَوَّلٰی اور یہ کہ اُسے کہا دیا عادی اگلے اور یہ لوگ ارم بن
 سام بن نوح کی نسل سے تھے اور ذات العادی سے وہ مکان مراد ہیں جنہیں وہ رہتے تھے اور جسے کہا کہ ارم ملک
 شہر ہے تو اسے لیا یہ قول اسرئیلیات سے کہ عباد اور وہب کی کلام سے اور اس فعل پر کوئی محکم دلیل نہیں
 ہے سو اس طرح اللہ نے فرمایا سورہ فجر میں اَلَّذِیْ لَمْ یَخْلُقْ مِثْلَهُمْ کَیْفَ الْاِلٰہِ اَدِیْنِے ایسا قوی اور سخت
 اور سرکش کوئی قبیلہ نہیں پیدا کیا گیا اور اگر یہ مراد ہوئی کہ ویسا شہر کوئی نہیں بنایا تو یوں فرمایا اَلَّذِیْ
 لَمْ یَبْنِ مِثْلَهَا فِی الْاِلٰہِ اَدِیْنِے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ
 الْحَقِّ وَقَالُوا مَنْ اَشَدُّ مِنْ قُوَّةٍ اَوْ لَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ

قُوَّةً وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُجْحَدُونَ یعنی سودہ جو عبادت تہ غور کرنے لگے ملک میں ناحیہ کا اور کہنے کو کون
ہے ہم سے زیادہ زور میں کیا دیکھتے نہیں کہ اللہ نے انکو بنایا وہ زیادہ ہر قسم کے زور میں اور تہ ہمارے شاہینوں
سے متکا اور ہم بیان کر چکے کہ اللہ نے قوم عادیہ کو انہیں چھوڑی کر سب کے ناک کے برابر جو نکل گئی دار و غول
کے ہاتھ ہر پہر اللہ تعالیٰ کے جازت ہی ہوا کو کہہ چلی اور ہلاک کر دیا اسنے انکو شہرہوں کو اور انکی ہر چیز کو جیسے
فرمایا اللہ نے تَدْرِكُ كُلَّ مَكْنَةٍ يَا قَوْمِ رَبِّهِمْ أَيْسَرُ مِنْ هَذَا كَرْتِي تَهِي وَهوَ هَرَجِي كَوَالْتَرِكِي اجازت کے ساتھ
اور فرمایا وَآمَّا عَادٌ فَأَهْلِكْنَا كَمَا رَبَّيْنَاهُمُ صَرَصَةً كَالْتِثَّةِ سَخِرَ هَا عَلَيْكُمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَفَلْيَنْتَبِهُوا لَكُمْ
حُصُونًا فَكَّرَ الْقَوْمُ فِيهَا صَرَخَ كَانَهُمْ أَتَجَارِفُ فِي خِلْجَاوِيَةٍ یعنی اور وہ جو عبادتہ سو کہاے گئے
شہد ہی سنائے کی باؤ سے ہاتھوں نہ نکلی جاتی تعین کی انہیں سات ات اور آٹھ دن کثمتی یعنی رات دن لگا تاہر
تو دیکھ لو کہ انہیں پھر گئے جیسے وہ ڈھنڈھین کھجور کے کہو کہلے یعنی باقی رہ گئے بدن بے سر اور یہ اسلئے
کہ ہوا ان میں سے ایک مرد پر آتی اور کھو اوپر اٹھالے جاتی ہر اٹھا کر سینکیتی کھوسر کے بل ہر کھلا جاتا داغ
اوسکا اور ٹوٹ جاتا سرسکا اور کھوپینکیتی جیسے جڑہ کھجور کی اکٹری پڑی اور انہوں نے پناہ لی ہر اٹھ
اور کوؤں اور غاروں میں اور زمین میں گر پڑے کہو وکر انہیں گیس گئے لیکن یہ انکو اللہ کے عذاب سے بچا سکے
کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کا حکم مقرر آ جاتا ہے تو یہ نہیں مؤخر ہوتا اسلئے اللہ تعالیٰ فرمایا فَلْيَنْتَبِهُوا فَأَهْلِكْنَا
لَإِنْ فِي ذَلِكَ لَا يَتَذَكَّرُ أَلَا يَتَذَكَّرُ وَأَمَّا كَانُ أَكْثَرُهُمْ مُوقِنِينَ وَإِنْ رَبُّكَ لَهَوَّ الْعِزِّزُ الرَّحِيمُ مَفْتَحُ بَيِّنَاتٍ
میں ہے کہ لے ہو ڈیر اور غطر کرنا نہ کرنا دو ہمارے نزدیک برابر ہیں ہکو کچھ پرواہ نہیں تیرے وعظ کی او
نہ ہم تو جراتے ہیں تیرے وعظ کی طرف حاصل یہ کہ انہوں نے ظاہر کیا کہ ہم تیرے وعظ کو حقیر خیال کرتے
اور وعظ وہ بیان ہے جو دل کو وعدہ اور وعید کے ذکر کے ساتھ نرم کرے اور یوں نہیں فرمایا او وعظ لے
لم تعظ آتوں کے ختم کا لحاظ کر کے اور قافیوں کی رعایت کر لیے اور زنجیری کا یہ قول ہے کہ جملہ ام لم تکلم
سزا بوعظین میں زیادہ مبالغہ ہے انکی قلت اعتدال میں ہووے کے وعظ کے ساتھ جملہ ام لم تعظ سے اور
کسانی نے او وعظ میں حرف ظاہر کو تار میں ادغام کیا ہے اور یہ بعید ہے کیونکہ حرف ظاہر مطبقہ حرف
ہے نہیں بلغم ہوتا مگر ان حرفوں میں جو اسکے مخبر کے قریب ہیں اور باقی سب اظہار تا کے ساتھ پڑتا ہے
اور اللہ تعالیٰ کے قول اِنْ هَذَا اِلَّا خُلُقٌ اَلَا وَلَیِّنَ کے معنی یہ ہیں کہ جبکی طرف تو ہکو بلاتا ہے اور
جس چیز کو تو ہمارے پاس لایا ہے وہ میں نہیں ہے بلکہ سلپوں کا راہ روشن ہے یا یہ معنی کہ جس میں

نہی ہے ہم پانچ دین میں سے پہلے لوگوں کا دین مذہب ہے اور دونوں قول قریب قریب میں اور متعلق ہے کہا
 معنی میں کہ جس چیز کی طرف توں ہو بلاتا ہے وہ پہلے لوگوں کا جھوٹ ہے کہا واحدی نے یہی قول ہے عبد
 بن مسعود اور مجاہد کا کہا خلق اور خلاق کے معنی میں جھوٹ اور ہستی قبل سے ہے اللہ تعالیٰ کا قول وَخَلَقُوا
 اَنْفُسًا اور خلق کو فتح خا اور سکون لام اور خا اور لام کے ضم کے ساتھ دو طرح پڑنا گیا ہے ہر دوی نے کہا
 خلق مفتوح الخا اور سکون لام معنی میں خلاق اور کذب کے اور مضموم الخا واللام کے معنی میں عادت
 کے اور تفصیل ضروری ہے ابن الاعرابی نے کہا خلق کہتے ہیں دین اور طبع اور موت کو اور ابو قلابہ نے
 خا کے ضم اور لام کی سکون کے ساتھ ہی پڑنا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ روایت کی تفسیر میں اس شخص کا قول
 ہے جو کہتا ہے نہیں ہے یہ مگر سہل و آسان کی عادت اور کام ان کا اور ان کا قول وَانْخَلَعْنَا مِنْكُمْ اَنْفُسًا
 مؤید ہے پر جب اللہ تعالیٰ ہو علیہ السلام اور اسکی قوم کے ذکر سے فارغ ہوئے تو صالح اور اسکی قوم کا
 بیان شروع فرمایا اور یہ لوگ جڑتے اور فرمایا کَذَبَتْ اَمْوَالُهُمْ اَمْوَالُهُمْ اَمْوَالُهُمْ اَمْوَالُهُمْ

اَلَا تَتَّقُونَ ؕ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ ؕ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَاطِيعُوْا ؕ وَمَا اَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ
 مِنْ اَجْرٍ ؕ اِنَّا نَجْرٰی اِلَیْكَ الْعٰلَمِیْنَ ؕ جُھلایا تم نے یہ خیال لیا کہ جب انکو انکی بہائی صالح نے کیا تو انہیں میں
 تم پاس پیغام لانے والا ہوں جسے رسول اللہ سے اور میرا کہا مانو اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ نیکی
 نیکی ہے اسی جہان کے صاحب پر ف ان اتیوں میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے اپنی بندگی اور پیغمبر
 صالح سے کہ اس پر بھیجا حضرت صالح علیہ السلام انکی قوم ثمود کی طرف اور یوگ عرب ہے شہر حجب میں ہے تہر جو وادی
 القرنی اور بلاد شام کے درمیان ہے اور انکی بستیاں مشہور و معروف ہیں اور سورہ اعراف میں ہے
 ان حدیثوں کو بیان کیا جن میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وادی قوم ثمود کی بستیوں پر گزرا نا مذکور ہے
 جب آپ ملک شام میں تشریف لے گئے تو پہر تبوک میں پہنچے پہر مدینہ میں واپس آئے اور قوم ثمود عدا کے
 بعد انکو حضرت ابراہیم سے پہلے پھر انکو بلایا انکے پیغمبر صالح علیہ السلام نے اللہ عزوجل کی طرف کہ اسی
 ایک کی عبادت کریں جس کا کوئی شریک نہیں اور اسکی (یعنی حضرت صالح علیہ السلام) کی اطاعت کریں
 ان پیغاموں میں جو انہوں نے انکو پہنچائے پس انہوں نے انکار کیا اور اسکو جھٹلایا اور اسکی مخالفت
 کی اور حضرت عیسیٰ نے انکو خبر دی کہ میں اس دعوت پر کچھ نیکی نہیں مانگتا اسکا ثواب مجھ کو اللہ دیکھا پھر انکو یاد
 دلائل اللہ کی نعمتیں جو ان پر تھیں اور فرمایا اَنْتُمْ كُوْنُوْا فِیْ مَا هِنَا الْاٰیۃ فَتَحِ الْبَیَانَ کا بیان یہ ہے کہ

میں مرسلین سے صرف صالح علیہ السلام ہی نہیں اور ایک پیغمبر کی طرف سے جمع کے ساتھ تعبیر کر لو کی وجہ گذر چکی
 اور شہود ایک قبیلہ کا نام ہے جو اپنے باپ کو نام کے ساتھ نامزد ہے اور وہ یہ کہ ثمود حضرت صالح ؑ کے دادا کا
 نام تھا اور حضرت صالح ؑ ثمود کے نسبى بھائی تھے اسی لیے فرمایا اِذْ قَالَ لَهُمُ اٰخُوهُمْ صٰلِحٌ اَوْ صٰلِحٌ
 كِىْ عَمْرٍو تَتَّبِعِىْ سَالِكِىْ هُوِىْ حضرت صالح ؑ اور حضرت ہود ؑ کے درمیان کیسے سال کا فرق تھا اَتَرُكُوْنَ فِىْ مَآ
 هٰهٰذَا اَرْضَيْنِ فِىْ جَنَّتٍ وَعٰيُوْنَ وَزُرُوْعٍ وَخَلْ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ؕ وَتَخْتَلُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ
 بِيَوْمِنَا فِرْهَيْنِ ؕ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوْهُ ؕ وَلَا تَطٰيعُوْا اٰمَرَ الْمُسْرِفِيْنَ ؕ الَّذِيْنَ يَفْسِدُوْنَ
 فِى الْاَرْضِ وَلَا يَظْلُمُوْنَ ؕ کیا چھوڑ دین مکہ بھان کی چیزوں میں نذر باغوں میں اور چشموں میں اور
 کمیتوں میں اور کھجوروں میں جبکا کا بھلا ملائم ہے اور تراشتے ہو پہاڑوں کے گہر تکلف ہو سوڈ والہ سے
 اور میر کہا مانو اور نہ مانو حکم بے باک لوگوں کا جو بگاڑ کرتے ہیں ملک میں اور سنوار نہیں کرتے ف
 امین عطا کیا صالح ؑ نے اپنی قوم کو اور ڈرایا انکو اس سے کہ مبادا انپر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہو جاوے
 اور یاد دلان میں انکو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں جو انپر اللہ تعالیٰ نے کی ہیں اور وہ یہ کہ پہلی روزی می اور تمام ڈر کی
 باتوں سے انکو بچایا اور لسنکے واسطی باع اگائے اور نہرین چلا میں اور پہل اور کمیتیاں نکالیں دلہندا
 فرمایا وَخَلْ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ عوفی نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ پہل جب یک جاوے اور کہانے
 قابل ہو جاوے تو وہ ہضمیم ہے اور نیز حضرت عبداللہ بن عباسؓ جابرست محمدیہ (علیہ الصلوٰۃ والتیم) سے ہضمیم کی
 تفسیر میں اسی طرح مروی ہو کہ ہضمیم وہ پہل ہے جو نہایت نازک و لطیف اور سمعیل بن ابی خالد نے عمرو بن ابی عمرو
 سے روایت کیا اور عمرو بن ابی عمرو نے صحابہ کو پایا اسنے ابن عباسؓ سے اس آیت کی تفسیر میں کہ
 جب کھجور کا پہل رطب ہو جاوے اور ڈھبلا تو وہ ہضمیم ہے رواۃ ابن ابی حاکم پر کہا اور ابو صالح سے
 بھی ایسا ہی مروی ہے اور ابو اسحق نے ابو اعلاء سے اللہ تعالیٰ کے قول وَخَلْ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ کی
 تفسیر میں نقل کیا ہے کہ وہ خشک کیا ہو ہے رطب ہے اور مجاہد نے کہا ہضمیم وہ ہے جو خشک ہو کر ٹوٹ
 جاوے اور ہر جاوے اور کہا ابن جریج نے سینے سنا عبد اللہ بن عمر سے انکو کہا خبر دی کہ کو امیر نے انکو کہا
 سینے سنا مجاہد کہ فرماتے ہو آیت وَخَلْ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ کی تفسیر میں کہ کھجور کا پہل جو دبائے سے
 نرم ہو کر دب جاوے پس وہ رطب ہضمیم ہے اور جو خشک ہو اور دبائے ہو ٹوٹ جاوے وہ ہضمیم ہے اور کہا
 عکرمہ اور قتادہ نے ہضمیم کہتے ہیں رطب اور لسن کو اور ضحاک کا یہ قول ہے کہ جب بہت پہل لگے اور بعض

پرسوار ہو تو وہ مضیم ہو اور مر کا یہ قول ہے کہ مضیم وہ کا بہر ہے جب نکلتا ہے اور سیر ہوتا ہے اور حسن بصری
 کا یہ قول ہے کہ مضیم وہ بور ہے جس میں کبھی نہ پیدا ہوئی ہو اور ابو صخر کا یہ قول ہے کہ خوشہ کا جب غلاف ہٹ
 جاتا ہے تو اس میں سے کا بہر بعض کے ساتھ بعض ملا ہوا نکلتا ہے وہ مضیم ہے اور ابن عباسؓ اور غیر واحد کا
 فارہین میں یہ قول ہے کہ اس سے حاذقین مراد ہیں یعنی تم پہر و نکے تراشنے اور ان سے عاریتین فارہین مراد
 ابن عباسؓ سے فارہین کی تفسیر میں شریحین ہی موی ہے یعنی تم یہ کام کرتے ہو حال کہ تم اپنے اس کام
 صنعت پر نازان و خرامان ہو اور اسی کو اختیار کیا ہے مجاہد اور ایک جاعت نے اور ان دونوں تفسیروں میں کچھ مخالفت
 نہیں ہے کیونکہ وہ جو بہار دن کو ترش کر گئے تھے تو فخر اور بڑائی کے واسطے اور سوئے کسی ضرورت کو اور وہ
 اس فن میں کامل اور ماہر تھے اور اس شخص پر یہودیہ ہے جس نے انکی عمارتوں اور منازل کو دیکھا ہے و لہذا
 فرمایا فَانْقُوا لِلّٰہِ وَاَطِيعُوْا یعنی وہ کام کرو جس سے تم دین و دنیا میں اور یہاں اور وہاں فائدہ اٹھاؤ
 اور وہ یہ ہے کہ تم اپنے رب کی عبادت کرو جسے تم کو پیدا کیا اور تم کو روزی می تو کہ تم اسکی عبادت کرو اور اسکو کیلا
 سمجھو اور اسکو پاک کہو صبح شام اور نہ مانو حکم بے باک لوگوں کا جو بگاڑتے ہیں ملک میں اور سنوار نہیں کرتے
 اور سرفریں ہو انکے رؤسا اور کبار مراد ہیں جو انکو بلاتے تو شرک اور کفر اور مخالفت حق کی طرف تھے
 ما قال الحافظ ابن کثیر فتحہ کا بیان یہ ہے کہ ہر آیت استر کون الایۃ میں تو بیچ کے واسطے ہے یعنی یہ گمان نہ کرو
 اور نہ یہ گمان کرنا تم کو لائق ہے کہ تم دنیا میں چھوڑے جاؤ گے برتنوں والے ان نعمتوں کو جو اللہ تعالیٰ
 نے تم کو دین اور موت اور عذاب سے بالکل بڑھ چھوڑا اور اللہ تعالیٰ کے قول فی جَنَّتٍ وَعَدِیْوْنَ وَاذْفُرِجِ
 وَنَجِّلِ مِیْنَ ذٰکِرِ کیا نخل کو باوجود اسکے کہ یہ جنات کے تحت میں داخل ہے و ہر فضیلت اسکی کے باقی
 درختوں پر یا ایسی کہ جنات ہی کجور کے سوا اور درخت مراد ہیں اور بہت ایسا ہوتا ہے کہ ایک چیز کو ایسے
 لفظ کے ساتھ بیان کرتے ہیں جو وہ لفظ سمجھ اور اسکے سوا اور چیزوں کو بھی شامل ہوتا ہے جیسے یا
 کرتے ہیں نعم کا لفظ اور اس سے نہیں ارادہ کرتے مگر اونٹوں کا اور اس طرح بیکر بھی نعم لفظ جنت کو اور
 اس کجور کے سوا اور درخت مراد لیتے ہیں اور نخل سمجھ ہے اسکا واحد نخلہ ہے اور جو ایسا اسم جمع ہو کہ
 اسکا واحد بھی ہو اسکا استعمال دونوں طرح آتا ہے مذکر میں ہی مونث میں بھی اور ما نخل کا لفظ تو وہ بالاعتبار
 مونث ہو پہلے جو پہل نکلتا ہے اسکو ظلم کہتے ہیں اسکے بعد اسکو ظلال کہتے ہیں اسکے بعد اسکو بعد
 بسر اس کے بعد رطب اس کے بعد تمر اور دی نے مضیم کے معنی میں بارہ قول نقل کیے ہیں جن میں سے عمدہ اور

اور لغت کو موافق یہ قول ہے کہ ہضم وہ پہل ہے جو یک کر زم ہو گیا ہو یا ہضم سے ٹوٹنے والا پہل مراد ہو
یعنی سبب کثرت حمل کے اور پتہ کے گہر وہ سیلے بناؤ کہ انکی عمر میں دراز تھیں اور اینٹوں کے گہرائی عمر وں
کے ساتھ وہ فنا کرتے بلکہ انکی عمارتیں انکی عمر میں ختم ہونے سے پہلے بوسیدہ ہو جاتیں کیونکہ ان میں کے ایک
کی عمر تین سو اور نہر کے درمیان میں ہوتی اور یہی حال تھا قوم ہود کی عمر وں کا اور فارین کو فرہین بھی پڑا
ہے کہا ابو عبیدہ وغیرہ نے یہ دونوں لفظ ہم معنی ہیں اور فرہ کہتے ہیں نشاط اور سخت خوشی کو اور ابو عبیدہ
وغیرہ نے ان دونوں قرأتوں میں فرق کیا ہے اور کہا ہے فارین سے حافظین مراد ہے یعنی تم تراشتے
ہو حالانکہ تم اس صفت میں ہر ہو قالہ ابن عباس اور فرہین سے بطرین شریں مراد ہے یعنی تم تراشتے ہو
حالانکہ تم تراشتے ہو اور یہی قول ہے مجاہد اور ابن عباس وغیرہ کا اوضحا کہ نے فرہ کی کیا ست کہ ساتھ تفسیر کی
ہے یعنی اور تم دانا ہو اور قتادہ نے کہا سبجین نامعین آمنین یعنی تم تراشتے ہو حالانکہ تم خوش ہوتے ہو اور
مذہب اور یہی قول ہے حسن کا اور بعض نے کہا فرہ بمعنی فرحت ہو اور ابن زید نے کہا حالانکہ تم قوی ہو اور بشر
سے مشرکین مراد ہیں بعض نے کہا سرفین سے وہ نو آدمی مراد ہیں جنہوں نے ناقہ العذی کو نیچیں کاٹیں قالوا

لَا مَأْنَاكَ مِنَ الْمُسْخَرِينَ ۚ مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَأَبِيتَ بِرَأْسِهِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۚ قَالَ هَذِهِ

نَائِمَةٌ لَهَا شَرِبٌ وَلَكُمُ شَرِبٌ يَوْمَ مَعْلُومٍ ۚ وَلَا تَسْوَاهَا يَسُوءُ فَيَأْخُذْكُمْ عَذَابٌ يَوْمَ

عَظِيمٍ ۚ تَعْقِرُوهَا فَاَجْبَحُوا لَدَيْمِينَ ۚ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ

مُؤْمِنِينَ ۚ وَلَئِنْ رَبُّكَ لَهْوَ الْعَرَبِ الرَّحِيمُ ۚ بولے تھہر پر تو کسی نے جادو کیا ہے تو سہی ایک آدمی

سے جس سے ہم سولے آکر کچھ نشانی اگر تو سچا ہے کہا یہ اونٹنی ہے اسکو پانی پینے کی ایک باری اور تمکو باری

ایک بار اور اونٹنی پیدا ہوئی تھہر میں العذی کی قدرت سے حضرت صالح علی دعاء سے وہ چھوٹا

پہر کی جس بنگل میں چرنے جاتی سب مویشی بہاگ کر کنارے ہو جاتے جس تالاب پر پانی کو جاتی سب

مویشی دامن سے بہاگتے تب یون تھرا کہ ایک دن وہ پانی پر جاوے ایک دن اور دن کے مویشی

جاوین ت اور نہ چھیر ہو اسکو بری طرح پہر پڑے تمکو آنتا ایک بڑا دن کی پہر کاٹ دالی وہ اونٹنی پہر

کل کور کئے پچھتاتے ف ایک عورت بدکار کے گہر مویشی بہت تھو جارے اور پانی کی تحلیف سے اپنے

یار کو سکھایا اونٹنی کے پاؤں کاٹ کر ڈال دیے اسکے تین دن کے بعد عذاب آیات پہر

پکڑا اونکو عذاب اللہ نے اس بات میں نشانی ہے اور وہ بہت لوگ ہنیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے

زبردست رحم کرنے والا ف کہہا حافظ ابن کثیر نے اللہ تعالیٰ نمود کی خبر دیتا ہے اور جو انہوں جواب دیا اپنے پیغمبر
صلی علیہ السلام کو جبکہ ہلایا صالح علیہ السلام نے انکو اللہ عزوجل کی عبادت کی طرف کہ انہوں نے کہا تو تو
جادو کیا گیا ہے اور سحرین کی تفسیر میں مجاہد اور قتادہ نے کہا سحرین یعنی تو تو جادو میں پڑا ہے اور ابوصالح
نے بن عباس سے سحرین کی تفسیر میں روایت کیا کہ اس سے مخلوق میں مراد ہے اور ظاہر تر اس لفظ کی تفسیر میں
مجاہد اور قتادہ کا قول ہے کہ تو اپنے ہنرمند سے عین سحر ہے بلکہ کچھ عقل منہ تو تو ہماری طرح کا ایک آدمی ہے
یہ کہیوں کہ تیرے طریق پر پیغام آیا کہ چھوڑ کر جیسے انہوں نے کہا دوسری آیت میں اَلَيْسَ عَلَيْكَ الدِّينُ كُلُّهُ بِينَا
بَلْ هُوَ لَكَ اَنْ اَشْرَسَ سَيَعْلَمُونَ غَدًا مِّنَ الْكَذِّ اب لا شئ لَّيْنِي كَيْفَا اَتْرَىٰ سِیٰ سِیٰ سِیٰ سِیٰ
سے کوئی نہیں جھوٹا ہے بڑا ہی تا اب جان لیوے کل کو کون ہے جھوٹا بڑا ہی مارتا ہے انہوں نے طلب کی صالح
علیہ السلام سے نشانی انکے بنی ہونے پر تاکہ وہ جانیں کہ یہ اس دعوت میں سچا ہے اور جمع ہوئے انکے دربار
اور طلب کی انہوں نے صالح علیہ السلام سے کہ انکے لیے اسی وقت اس پہر سربیلانے والی اونٹنی نکال دیں اور
انہوں نے اشارہ کیا طرف ایک پہر کے کہ انکے پاس تھا جسکی یہ یہ وصف ہو پس اس وقت میں پیغمبر صالح
نے انفسر عہد لیا کہ اگر اس پہر سے اونٹنی نکل آئی تو ضرور وہ ایمان لادیں اور اسکی پیروی کریں یہ انہوں
نے یہ عہد لیا کہ اگر اس پہر سے اونٹنی نکل آوے تو ہم سب ایمان لاونگے یہ انہوں اللہ تعالیٰ کا پیغمبر صالح
علیہ السلام پہر نماز پڑھا یہی پہر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اس پہر سے اونٹنی نکل آوے پہر سٹ گیا وہ پہر جسکی
طرف انہوں نے اشارہ کیا اور اس سے اونٹنی نکلی حاملہ جیسے اسکی حفت ہونے پر اس ماہ گزر چکے میں اسی
وصف کے مطابق جو انہوں نے سوال کیا پہر بعض ایام اور بہتوں نے انکار کیا فرمایا ہو علیہ السلام نے
هَلْ يَوْمَ تَأْتِي نَفَسًا ثِقَالًا لَّكُم مِّنْهُ نَوْمٌ لَّيْنِي يَوْمَ تَأْتِي نَفَسًا ثِقَالًا لَّكُم مِّنْهُ نَوْمٌ لَّيْنِي يَوْمَ تَأْتِي نَفَسًا ثِقَالًا
ایک دن تم اپنے مویشی لیجاؤ اور نہ چھیڑو اسکو بری طرح پہر پکڑے گی تکو آفت ایک دن بڑے کی پہر ڈرایا
صلی علیہ السلام نے انکو اللہ تعالیٰ کو عذاب سے اگر چھڑیں اسکو بری طرح پہر وہ اونٹنی انکے درمیان ایک مدت
ملا کی پانی پر جاتی اور چارہ چرتی اور وہ لکھتے اسکو دودھ سے اسقدر دودھ لیتے جو انکو پینے کے لیے کافی
ہوتا جیسا کہ بہت دراز ہو گئی اور انہیں کا بد بخت موجود ہوا تو انہوں نے اسکو جھکایا اسکے قتل پر اور
اسکی کوچین کا شے پر پہر کاٹ ڈالی انہوں نے اس اونٹنی کے پاؤں پہر کل کورہ گئے پچھتاتے پہر پکڑا
انکو عذاب نے اور وہ اس طرح کہ ہلائی گئی انکی زمین سخت ہلایا جانا اور آیا انکو سخت آواز جس نے نکال دیا انکو

اپنی جگہوں سے اور آیا ان کے پاس اللہ کا وہ حکم جس کے نیک انکو خیال تھا پہر صبح کو رہ گئے اپنے گہروں میں و نہ ہے
 بڑی البتہ اس میں نشانی ہے اور وہ بہت لوگ نہیں مانتے والہ اور تیرا ہی ہے زبردست رحم والا انتہے ماقال
 ابن کثیر نے تفسیر فتح البیان کا بیان فرمایا ہے کہ مسحورہ شخص ہے جس پر جادو کیا جاوے یہی قول ہے مجاہد
 اور قتادہ کا بعض نے کہا مسحورہ شخص ہے جسکو کہانے اور پینے کے ساتھ لایا جاوے یہ قول ہے کلبی وغیرہ
 کا اس صورت میں مسحورہ شخص ہے جسکا پھیپڑا ہو کیونکہ مسحور یعنی یہ ہے پس گویا انہوں نے کہا تو تو ایک
 آدمی ہے جیسے تم تو کہتا ہے اور پتا ہے فرار نے مسحور کی تفسیر میں ہی کہا ہے تو کہنا ہے اور پتا ہے
 کہا موج نے مسحور یعنی مخلوق ہے ربیعہ کی لغت میں کہا ابن عباس نے مسحورین مخلوقین کہا موسیٰ شعری نے
 سینے صلیح کے ماقہ کا مبرک یعنی نشہ گاہ دیگھی تو وہ ساتھ ساتھ تھی ساتھ ساتھ تھیں صلیح نے انکو دو باتوں کا
 حکم کیا ایک تو یہ کہ ایک دن یہ پانی پر جاوے اور ایک دن تم جاؤ نہ تمکو چاہیے کہ تم اسکی باری کے ن پانی پر
 جاؤ اور نہ وہ تمہاری باری کے دن آوے گی کہا فرار نے شرب وہ حصہ ہر پانی کا اور شرب بفتح الشین و جمع ہے
 شارب کی اور بیان مراد شرب بالکسر ہے اور یہی جمہور کی قرات ہے اور بعض ضم الشین پڑتا ہے دوسرے حکم یہ ہے
 کہ سکویری طرح ہاتھ نہ لگاؤ اور یوم کو موصوف کرنے میں عظیم کے ساتھ فیا حکم عذاب یوم عظیم میں زیادہ
 مبالغہ ہے کیونکہ وقت جب سید عذاب کو عظیم کے ساتھ موصوف ہے تو وہ عذاب تو زیادہ سخت ہوگا پھر اسکی
 کوخچین کا ڈالین بخت قرار نام نے سہ شنبہ کے دن اور وہ سطح کہ اسکی پٹلیوں پر تلوار ماری اور تباہ
 حوافر وہ سبت قد بصورت اور قوم خوش تھی اسکا کام پر اسلئے اس مارنیکو منسوب کیا سب کی طرف پھر رہ گئے
 سچپاتے اسکے مارنے پر جب انہوں نے معلوم کیا کہ عذاب بلاشبہ اترنے والا ہے اور یہ اسلئے کہ صلیح نے
 انکو تین دن مہلت دی اور انپر ہر دن علامت عذاب کی ظاہر ہوتی اور وہ سچپاتے پر یہ سچپانا انکے کام نہ آیا
 کیونکہ سچپانا عذاب کو دیکھ کر یا اس کے آثار ظاہر ہونے کے بعد فائدہ بخش نہیں ہوتا پہر لیا انکو عذاب نے
 جسکا وعدہ کیا صلیح نے انکو ساتھ ہفتہ کے دن اور وہ یہ کہ چار شنبہ کو دن انکی چہرے زرد ہو گئے
 اور پخشنبہ کے دن سرخ اور جمعہ کے دن سیاہ اور قاتل کا یہ قول ہے کہ انکے بدنوں میں چون کی طرح پھینسا
 برآمد ہوئیں پہلے دن تو وہ سرخ ہو گئیں دوسرے روز زرد تیسرے دن سیاہ اور ماقہ کی کوخچین انہوں نے
 چار شنبہ کے دن کاٹیں اور اتوار کے دن وہ ہلاک ہو اسدن وہ پھینسا بہت زرد ہو گئیں اور سخت
 آواز دی انپر جبریل نے سخت پھر مر گئے ان دو مردوں کے ساتھ اور یہ واقعہ چاشت کے وقت ہوا

اور اللہ تعالیٰ کے قول ان فی ملک الایۃ میں اشارہ ہو کہ اگر ان میں سے اکثر یا نصف ایمان لاتے تو ان پر عذاب ارتقا اور قریش جو ایسے عذاب سے بچ رہے تو ان لوگوں کی برکت سے جو ان میں سے مسلمان تھے کذبت قوم لوط المرسلین ؑ اذ قال لهم احوهم لوط الا تَتَّقُونَ ؕ اِنِّیْ لَکُمْ رَسُولٌ اَمِیْنٌ ؕ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوْا ؕ وَمَا اَسْأَلُکُمْ عَلَیْکُمْ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیْ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ جھٹلایا لوط ؑ کی قوم نے پیغام لانے والوں کو حبیب الکو انکے بہائی لوط ؑ نے کیا تمکو ڈر نہیں میں تمکو پیغام لانے والا ہوں مستبر سوڈر والدت سے اور میرا کہا مانو اور مانگتا نہیں میں تم سے کچھ نیگ میرا نیگ ہے اسی جہان کے صدارت پر ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے خبر دیتا ہے اپنے نیک اور پیغمبر لوط ؑ کی طرف سے اور لوط ؑ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے بہتیجے تھے کیونکہ یہ بیٹے تھے ہاران کے اور ہاران اور حضرت خلیل ؑ یہ بیٹے تھے آزر کے اور لوط ؑ کو اللہ تعالیٰ نے بیجا تھا ایک امت عظیمہ کی طرف ابراہیم ؑ کی حیات ہی میں اور وہ لوگ شہر سدوم اور سدوم کے گرد و نواح بستے تھے جو جسکو اللہ نے ہلاک کر دیا اور انکی جگہوں کو ایک گنداحیث گڑ بنا دیا اور وہ بستیان بلدا غور میں مشہور ہیں بیت المقدس کے ایک طرف بیت المقدس اور بلدا کرک اور شوباک کے درمیان پہر بلایا انکو لوط ؑ اللہ عزوجل کی طرف کہ اسی حدہ لا شریک لکی عبادت کریں اور کہا میں نے اپنے پیغمبر کا جسکو اللہ تعالیٰ نے انکی ہدایت کر لیے بیجا اور منتم کیا انکو لوط ؑ نے اس کام کے ارتکاب سے جسکو انہوں نے شروع کیا جہان میں اور نہیں سبقت کی جہان میں کسی نے اس کام کی طرف انکو سوا یعنی لونڈے بازی سے انکو منع کیا فتح میں کہا ہے بیان کیا اللہ سبحانہ نے جھٹلا قضا انبیاء کے قصوں میں اپنی قوموں کے ساتھ اور یہ لوط ؑ کا قصہ ہے اور یہ جو فرمایا اذ قال لهم احوهم لوط الا تَتَّقُونَ ؕ لوط تو اخوت سے مراد اس آیت میں یہ ہے کہ اپنے بیٹے میں بہائی تھے نہ اخوت دینی مراد ہے نہ نسب کیونکہ لوط ؑ بہتیجے تھے حضرت خلیل خلیل علیہ السلام کے اور حضرت خلیل ؑ اور حضرت لوط ؑ بابل کے باشندے تھے اَنَّا نُوْنِ الذِّکْرٰنَ مِنَ الْعٰلَمِیْنَ ؕ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقْ لَکُمْ رَبُّکُمْ مِنْ اَزْوَاجَکُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُوْنَ ؕ قَالَ اِنَّ لَکُمْ نِسْتَهٗ لِللّٰهِ لَیْلَیْکُمْ لَتَکُوْنُنَّ مِنَ الْاٰخِرِیْنَ ؕ قَالَ اِنِّیْ لَکُمْ نَذِیْرٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ ؕ رَبِّیْ یَقُوْیْ وَاَهْلٰی مِمَّا یَعْمَلُوْنَ ؕ فَجَنَّبَہٗ وَاهْلَہٗ اَجْمَعِیْنَ ؕ اِلَّا عَجُزًا فِی الْغَیْرِ ؕ ثُمَّ دَفَعْنَا الْاٰخِرِیْنَ ؕ وَامْطَرْنَا عَلَیْکُمْ مَّطَرًا ۚ فَسَاءَ مَطَرُ النَّذِیْرِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ ؕ وَمَا کَانَ اَکْثَرُھُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ؕ وَاِنَّ رَبَّکَ لَھُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ؕ کیا دوڑتے ہو جہان کے مرد و نیر اور چھوڑتے ہو جو تمکو بنادین تمہارے رب تمہاری جو روین بلکہ تم لوگ ہو حد

بڑھنے والے بولے اگر نہ چھوڑ لیا تو اے لوطؑ تو تو نکالا جاویگا کہا میں تمہارے کام سے البتہ بیزار ہوں
 اور بخل اس کے مجھ کو دوسرے کہہ والوں کو ان کا من سوجو کرتے ہیں پہر بچا دیا ہے سکو اور اسکے گہر والوں کو سوتا
 مگر ایک بڑبھیا رہی ہے والوں میں پہر اوکھاڑ مارا ہے دوسرے کو اور برسایا انپر سو کیا بڑا برساؤ تھا ان ڈرائے
 ہوؤں کا البتہ سب میں نشانی ہے اور وہ بہت لوگ نہیں بننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا
 ف جب انکو منہ کیا اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نے ارتحاب فوجش سے اور لونڈے بازی سے اور انکو ہدایت
 کی کہ عورتوں سے اپنی حاجت پوری کریں جنکو اللہ تعالیٰ نے انکے لیے بنایا تو نہو اجواب انکا مگر یہی کہ بولے اگر
 تو ہم کو کہتے ہو نہ کہے گا تو تمہ کو اس میں سے نکال دینگے جیسے اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ انکا قول
 نقل فرمایا فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَخْرِجُو آلَ لُوطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ لَا يَصْنَعُ آدَامُ
 يَتَقَطَّرُ دُونَ عَيْنَيْهِمْ اور جواب تھا اسکی قوم کا مگر یہی کہ بولے نکالو لوطؑ کے گہر کو اپنے شہر سے یہ لوگ
 زمین سے تھرے ہا چاہتے ہیں جب لوطؑ نے سمجھا کہ یہ اس بد کام سے نہیں کہتے اور یہ اڑ رہے ہیں اپنی ضلالت
 پر اُن سے بیزاری ظاہر کی اور فرمایا میں تمہارے کام سے البتہ بیزار ہوں پہر اپنی نجات کو واسطے دعا مانگی اور
 فرمایا رَبِّ نَجِّنِي وَآهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمنے نجات دی اسکو اور اسکے گہر والوں
 کو سارے مگر ایک بڑبھیا رہی ہے والوں میں اور یہ حضرت لوطؑ کی زوجہ تھی اور یہ بڑی عورت تھی جو باقی
 رہتی تھی پہر ہلاک ہو گئی ان لوگوں کے ساتھ جو باقی تھے اسکی قوم سے اور یہ اسی طرح ہے جس طرح خبر دی تھی
 تعالیٰ نے ان سے سورہ اعراف میں اور ہوتا اور اسی طرح حجر میں جو قتل حکم کیا اسکو اللہ تعالیٰ نے یہ کہ
 نے نکلے اپنی گہر والوں کو رات رہی سے اور آپ بھی چلے انکو اور مرنے دیکھیں جب نہیں آواز سخت جبکہ
 اتری وہ سخت آواز انکی قوم پر پہر انہوں نے صبر کیا اللہ عزوجل کے حکم پر اور چلے گئے اور اتارا اللہ تعالیٰ نے
 اسکی قوم پر عذاب بڑا گہیر لیا سب کو اور برسائے انپر تیز کنکر کے تہ بہ صاف بنائے تیرے رب کے پاس
 اور نہیں وہ بستی ان ظالموں کے کچھ دور لیٹے یہاں فرمایا لَنُدْخِلَنَّهُ دَخْرًا الْآخِرُونَ آخر آیات تک فتح یہ
 کہا ہو کہ ذکر ان جمع ہے ذکر کی جو صند ہے انشی کی اور مراد اس سے بنو آدم ہیں یا ہر جاندار اور یہ سخت غلام
 کرتے تھے مسافروں کے ساتھ جیسے سورہ اعراف میں گذر چکا مجاہد نے کریمہ وَتَنَادَوْا مَا خَلَقَ لَكُمْ
 دَجْدًا مِّنْ آدَمَ اِجْعَلُوہ کی تفسیر میں روایت کیا کہ چھوڑ دی تھنے عورتوں کی قبیلین اور متوجہ ہو گئے تم
 مردوں اور عورتوں کی دہروں میں اور عکرمہ سے یہی ہمایا مروی ہو اور امین دلیل ہے کہ بی بیوں اور

ہونے والی دیرینہ مٹائی کرنی حرام ہے کہا امام شافعی نے مڑکین انہیں سے کہو جاؤ کہ انہوں نے ستمیہ غلطی کی اصل
 سے انہیں غصہ دیا وہ اہل مدینہ کے اہل بیت اور اسکے تابع رہیں اور یہ یہاں وہ لوطی کی نو عہدیت کی برائی رہی
 کہ وہ قوم کے اس شخص پر خوش تھے اور جو گناہ پر خوش ہو وہ گناہگار ہوتا ہے ہمیر سے شافعی درحقیقت یہ کہہ رہے ہیں
 کہ وہ اپنے علم اور حکمت اور ہوشیاری اور ان کے سینکڑا سطر سے بہتر مراد ہیں بعض نے کہا کہ ان کے لوگ
 مراد سے گدازتے تھے لَکَٰذِبُ الْمُرْسَلِینَ اِذَا قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ اِنَّ لَکُمْ
 رَسُوْلًا مِّنْ دُوْنِکُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاطِيعُوْنَہٗ وَمَا اَسْکَلُکُمْ عَلَیْکُمْ مِّنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرَیْتُمْ لَکُمْ اَلَا تَتَّقُوْنَ
 رَبَّ الْعَالَمِیْنَ ؕ جھٹلایا بن کے ہنر والوں نے پیغام لانے والوں کو جب کہا انکو شعیب نے کیا تمکو ڈر نہیں
 میں تمکو پیغام لانے والا ہوں معتبر سوڈروالد سے اور یہ کہہ کر انہوں نے انکے امین سے ہر لمحہ نیک میرا
 نیک ہے اسی جہان کے صاحبِ وقت صاحب ایک سے قول صحیح پر مدینے مراد ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر
 شعیب علیہ السلام انہیں میں سے تھے اور یہاں انہوں نے شعیب علیہ السلام سے نہیں فرمایا کہ وہ ایک کی عبادت کی طرف منسوب
 تھی اور ایک وہ ایک درخت تھا بعض نے کہا ایک کہتے ہیں ملی ہوئی درختوں کو جیسے بن قوم شعیب ان درختوں کی
 عبادت کرتی تھی اسی لیے اللہ نے فرمایا لَکَٰذِبُ الْمُرْسَلِیْنَ اِذَا قَالَ لَهُمْ اَخُوهُمْ
 شُعَيْبٌ اَنْہیں فرمایا بلکہ اِذَا قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ پھر قطع کر دیا بخت کو انکے درمیان ہر ایک
 سے کہ منسوب ہیں اس کی طرف اگرچہ شعیب ان کا نسب ہی ہائی تھا اور جسے اس نکتہ کو نہیں سمجھا انہو خیال کیا کہ ایک
 والہ مدینہ کے نہیں ہیں اور اسے خیال کیا کہ شعیب کو دو ہاتھوں کی طرف بھیجا گیا اور بعض نے کہا شعیب تیرے ہاتھوں
 کی طرف بھیج گئے اور سہمی بن بشیر کاہلی نے روایت کیا اور شعیب ضعیف ہو کہ مجھ کو ابن ہدی نے اپنی باپا حدیث کی
 اور زکریا بن عمرو نے ضعیف ہو کہ میرے سے کہا سہمی اور عکرمہ نے اللہ تعالیٰ نے کسی پیغمبر کو دیا
 نہیں بھیجا مگر شعیب علیہ السلام کہ انکو ایک بار مدینہ کی طرف بھیجا اور ایک بار ایک والوں کی طرف مدینہ والوں
 کو تو اللہ تعالیٰ نے جوہر تلے کے آواز کے ساتھ ہلاک کر دیا اور صحابہ ایک کو سائبان کے دن کے عذاب کے
 ساتھ اور ابو القاسم بخوی نے ہدیہ روایت کیا انہو ہام سے اس نے قنادہ سے کہ اس نے کہا صحابہ اس سے
 اللہ تعالیٰ کے قول وَاَصْحَابُ الرَّسْلِ وَمَثُوْدٌ مِّنْ شُعَيْبٍ علیہ السلام کی قوم مراد ہے اور صحابہ ایک سے ہی
 شعیب علیہ السلام کی قوم مراد ہے قَالَ لَا تَخْشَوْنَ بَشَرًا وَاَخِیْرَ عَرَبٍ بَنَیْہَا اَصْحَابُ اَیْکَہِمْ اَوَّحٰہُ
 اَیْکَہِمْ اَلَمْ عَلِمَ عِبَادُ اللّٰہِ بِنِیْہَا عَرَبٌ مَّرُوْیْہَا اَنَہُ لَکُمْ اَمْتَانِ

بَعَثَ اللَّهُ لِكَيْسَا شُعَيْبًا نَتَقَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُعْنِي دِينَ كِي قَوْمِ أَوْرَاكِيهِ وَالْأَمْرَيْنِ تَهْنِي
 اَنكِ طَرَفِ الْعَدُوِّ نِي فِي زَيْنِ شُعَيْبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ كُوْبِي جَارُوْا اَلَا الْخَافِظُ ابْنُ مَحْسَرٍ كَرَفِيْ تَرْجَمَتُهُ
 شُعَيْبٌ قَالَ هَذَا غَيْرِيْ وَفِي زَيْنِ نَظَرُوْا لَا شُبُهَةَ اَنْ يَكُوْنُ مَوْفُوْا خَالِيْنِي سَحَرِيْ كِي رَفْعِ
 مِيْنِ نَظَرِ هِيْ اَوْرَاكِثِ كَا مَوْقُوْفٍ هُوَ نَاصِحِيْ هِيْ اَوْرَاكِثِ بَاتِ يَهُوْكَ دُوْنُو قَوْمِيْنِ اَكِي هِيْ اَسْتِ هِيْ هِرْجِ
 اَكِي حِيْزِ كِي سَاثِيْهِ وَصَفِ كِي كِي هِيْ وَطَرِ وَعَظِ كِي شُعَيْبٌ هِيْ صَحْبِ اَكِي كُوْ اَوْرَاكِثِ كِي اَنكِوْ اَبِ نُوْلِ كِي
 يُوْرَا دِيْنِيْ كَا جِيْ سِيْ دِيْنِ كَرَفِيْ مِيْنِ بَايْنِ كِي اَكِي رَا بَرِ تُوْسِ سِيْ مَعْلُوْمِ هُوَا كِي دُوْنُو اَكِي هِيْ اَسْتِ هِيْ قَحَرِ كَا بَايْنِ
 يِيْ هِيْ كِي اَكِي سِيْ بِنِ مَرَا دِيْ هِيْ اَوْرَاكِثِ كُو لِيْ كِي هِيْ پُرَا كِي اَكِي هِيْ سَرَفِ لَامِ كِي سَاثِيْهِ بَغِيْرِ اَلِفِ كِي اَوْرَاكِثِ كِي
 سَاثِيْهِ اَوْرَاكِثِ اَكِي بَسْتِيْ كَا نَامِ هِيْ اَوْرَاكِثِ نِيْ لِيْ كِي كِي بَسْتِيْ كَا نَامِ هُوْنِيْ سُوْ اَنكِ اَرَا كِي اَبْصَرِيْ نِيْ كِي اَكِي اَوْرَاكِثِ
 لِيْ كِي دُوْنُو كِي مَعْنُوْبِيْنِ كِي مِيْنِ قَطْبِيْ نِيْ كِي اَكِي اَبْصَرِيْ نِيْ كِي اَكِي اَبْصَرِيْ نِيْ كِي اَكِي اَبْصَرِيْ نِيْ كِي اَكِي اَبْصَرِيْ نِيْ
 جَسِيْمِيْنِ هِيْ بَسْتِيْ تِيْ اَوْرَاكِثِ هِيْ سَارِيْ شَهَرِ كَا نَامِ هِيْ تُوِيْ اَكِي اَكِي اَكِي اَكِي اَكِي اَكِي اَكِي اَكِي اَكِي اَكِي اَكِي اَكِي
 قَا لِيْ مَعْلُوْمِ هِيْ اَوْرَاكِثِ قَا لِيْ مَعْلُوْمِ هِيْ هُوَا دِيْ تُوِيْ مِيْنِ نَظَرِ هِيْ كِيُوْنِ كِي تَامِ اَمِلِ عِلْمِ كَا قَوْلِ اَمِلِ قَوْلِ
 مَخَالِفِ هِيْ كِي اَبُو عَلِيْ فَاْرَسِيْ نِيْ اَلَا كِي مَعْرُوْفِ هِيْ اَكِي كَا جَبِ هَمَزَةٍ كُو تَخْفِيْفِ كِيُوْ طَرَفِ خَفِ كِي اَبُوْ سُوْ كِي
 حَرَكَتِ لَامِ رُوْ اَلِيْ جَا تِيْ هِيْ اَوْرَاكِثِ پُرَا جَا تِيْ هِيْ اَوْرَاكِثِ نِيْ كِي اَكِي دِيْنِ هِيْ جَسِيْمِيْنِ يِيْرِيْ وَرِيْوِيْ وَغِيْرِهِ كِي
 وَرْثِ هُوْنِ كِي اَبُوْ مَجْدِيْ نِيْ لِيْ كِي دِيْ اَكِي هِيْ اَوْرَاكِثِ كَا لَفْظِ قُرْآنِ مَجِيْدِيْنِ جَا رَا بَا يِيْ سُوْرَةِ هَجَرِيْنِ اَوْرَاكِثِ
 اَوْرَاكِثِ مِيْنِ بُوْشُغْرَا مِيْنِ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ
 اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ
 نِيْنِ هِيْ اَوْرَاكِثِ اَصْحَابِ مِيْنِ كَا ذِكْرِ كِي هِيْ دِيْنِ فَرَا يِيْ هِيْ دَالِيْ مَدِيْنِ اَخَا هُمُ شُعَيْبٌ كِيُوْنِ كِي شُعَيْبٌ
 مِيْنِ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ
 نِيْ دُوْنُو كِي اَكِي اَسْتِ هُوْنِيْ كُو تَرْجِيْمِ دِيْ كِيُوْنِ كِي جَوْعِلْتِ اَنهُوْنِ نِيْ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ
 كِي هِيْ اَكِي قَوْلِ كِي مَطَابِقِ دِيْ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ
 تُوَا كِي اَسْتِ هِيْ جِيْ سِيْ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ
 اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ
 فَرَا يِيْ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ مِيْنِ اَوْرَاكِثِ

دو گروہوں کی طرف بھیجا اصحاب یکہ اور اہل بن کی طرف پہر طاک کر دیا اللہ تعالیٰ نے یکہ والوں کو تیش کی بارش کے
سانہ اور مدینہ والوں کے شہ کے دروازے پر جبریل علیہ السلام نے ایک تند آواز کیا پھر وہ سارے ہلاک
ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے سب پیغمبروں کی دعوت کو ایک حبس و قفلون سے بیان کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ سچ و سچ
اور سچی طاعت کرنے والے عبادت میں خلل کرنے پر کبھی اتفاق نہیں کرتا اور تبلیغ رسالت پر جرت لینے میں
سب فاق تھے اَوْ هُوَ الْكَيْلُ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ وَزَيَّنَّا الْقِسْطَ اسْمُ الْمُسْتَنْصِيَةِ وَلَا

بَكْخُصُوا النَّاسَ اشْبَاءَهُمْ وَلَا تَعْتُوا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ؕ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي خَلَقَكُمْ
وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ ؕ پورا بہرہ و ما پائے ہو نقصان دینے والے اور تو لو سید ہی ترازو سے اور ست گھٹا
لوگوں کو ان کی چیزیں اور ست ڈرو ملک میں خرابی ڈالتے اور دوسرے جسے بنایا تمکو اور اگلی خلقت
کو فتنے ان باتوں میں شعیب علیہ السلام نے انکو حکم کیا ما پائے اور تول کے پورا دینے کا اور انکو روکا کم دینے سے
ما پائے اور تول میں اور فرمایا پورا بہرہ و ما پائے اور ہو نقصان دینے والے یعنی جب لوگوں کو تول ما پ کر دو تو پورا
دو اور ست گھٹا و ما پ کو پس دو لوگوں کو ناقص اور جب لینا ہو تو پورا لو لیکن اوجیسے دیتو جو اور دو
جیسے لیتے ہو اور تو سید ہی ترازو سے اور قسط اس سے ترازو ہے اور بعض نے کہا قسط اس سے ترازو ہی ہے
بعض نے کہا یہ رومی لفظ ہے کہ عربی بنایا گیا ہے کہا مجاہد نے رومی بولی میں قسط اس مستقیم عدل کو کہتے ہیں
اور کہا قسط اس عدل ہے اشیاء سے اسوالم مراد ہیں یعنی لوگوں کو ان کے مال کم نہ دو اور ملک میں خرابی ڈالنے
ڈاکار نامرادی جیسے اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں فرمایا وَلَا تَقْعُدُوا عَن كُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ
یعنی اور ست بیٹھو ہر راہ پر ڈر کے دینے اور وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ میں انکو ڈرایا
اس اللہ تعالیٰ کے عذاب سے جسے اولکو اور ان کے باپ دادوں پہلوں کو پیدا کیا جیسے موسیٰ نے فرمایا رَبَّنَا
وَرَبِّ آبَائِنَا ؕ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ یعنی جہانوں کا رب تمہارا صاحب ہے اور تمہارے اگلی باپ دادوں کا
صاحب کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد اور سدی اور سفیان بن عیینہ اور عبد الرحمن بن زید بن سلم نے کہ جب
اولین سے خلق اولین مراد ہے یعنی اگلے لوگ اور ابن زید نے اشدھا و آیہ آیت پڑھی وَلَقَدْ أَصَلَّ مِنْكُمْ
جِبَلًا كَثِيرًا ؕ أَعْيَنَ الشَّيْطَانُ بِهَا كَيْدًا مِّنْكُمْ مِّنْ كَثِيرٍ مِّنْكُمْ مِّنْ كَثِيرٍ مِّنْكُمْ مِّنْ كَثِيرٍ مِّنْكُمْ مِّنْ كَثِيرٍ مِّنْكُمْ
ہے کہا شفی نے (مذہب میں) ما پ تین قسم ہے ایک پورا اسکا تو حکم ہوا ہے اور ایک ناقص اس سے روکا
کیا ہے اور ایک زیادہ تو اس سے سکوت کیا گیا ہے اور اس کے چھوڑنے میں اس امر کی دلیل ہے کہ اگر زیادہ

أَوَإِنْ نَقَعْلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ لَأَنكَ لَا تَنْتَ الْحَكِيمُ الرَّشِيدُ بَلْ لَئِنْ شِئْتَ كَيَا تِي رِي نَمَازِ بَرْهَنَ لَمْ تَجْهَوِيهِ
 سَكُنَا بِأَكْهَمِ جَهْرٍ دِينَ جَبُو بِجَسْتِ رَهْمِ بَارِبِ دَاوَا جَهْرٍ دِينَ كَرْنَا بِتِ مَلُونِ بَيْنِ جَوَا بِهِنِ تَوْهِي بِرَاوَا قَارِيكَ
 جَاوَا لَآ اِهْنُونِ نَمِي تِي بِكُوَاوَرِ قَهَارَتِ كُمُ طَوْرٍ كِهْمَا بِرِ نَسَابِ هَوَا يَهْ كِهْمُ لُغَاوَا كِيَا سِيَا سَخْتِ آوَارِ جَوَا كُوَاوَا سَاكِرِ
 كَرِ دِيوِي وَرُفَا يَاوَا لَآ دِينَ تَكَلَّمُوا الصَّيْحَةَ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جِيْثِيْنِ اَوْرِيَا نِ اِهْنُونِ
 كِهْمَا فَاسْتَوْطَعْنَا كَسْفًا قَوْنِ السَّمَاءِ اِخْرَآتِ تَكْتِ اَوْرِ عَمَادِ كَسْ طَوْرٍ بِرِ نَسَابِ هَوَا كِهْمُ اُتِرِ وَهْ بَاتِ
 ثَابِتِ هَوَا بِجَا بِهِي كَرِ وَاقِعِ هُونِ كِهْمَا اِهْنُونِ نَمِي بَعِيدِ جَانَا اَوْرُفَا يَاوَا فَآخَذَ هُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ اِنَّهٗ كَانَ
 عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ قَمَادَهْ نَمِي عَبْدُ اللّٰهِ بِنِ عَمْرٍ نَمِي سَوْقُوَاوَرِ هِيْتِ كِيَا لَآ اِنَّ اللّٰهَ سَلَطَ عَلَيْهِمْ اَلْحَنَبِيْعَةَ
 اَيَّامٍ حَقَّتْ مَا يُظَاهِرُهُمْ مِّنْهُ نَسِيْ وَنَحْرَانِ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنشَا لَهْمُ سَخَاةً فَانْطَلَقَ اِلَيْهَا اَحَدُهُمْ
 فَاسْتَقْلَبَ رِيْهَا فَاصَابَ نَحْمَهَا بَرْدًا وَّرَاحَةً فَاعْلَمَ بِدَلَالِكَ قَوْمَهُ فَاتَوْكَهَا جَمِيْعًا فَاسْتَظَلُّوْا
 نَحْمَهَا فَاجْتَمَعَتْ عَلَيْهِمْ نَارُ الْعِيْنِ الْمَدْعَا نَمِي اُتِرِ كَرْمِي كُوَا سَلَطَ كَرِ دِيَا سَاتِ دِنِ بِيَا تَنَكِ كِهْمَا اِسْ كَرْمِي هَوَا اُنْ
 كُوِيْ جِيْزِ نَهْنِ بِجَاتِي تَهِي بِرِ الْمَدْعَا نَمِي اُنْ كُوَاوَا سَطَرِ اِيْكَ بَاوَلِ كُوَا طَاهِرِ كِيَا بِرِ كِيَا اِسْ اِدَا لِكِيْ طَرَفَاتِ اُنْ مِيْنِ سَمِي
 اَوْرِ سَوَا يَهْ لِيَا اُسْ كِيَا بِرِ اُسْ سَمِي پُيْ اُسْ كِيَا تَلُوْمُنْدُكِ وَّرَا رَامِ اَوْرِ سَمِي مَطْلَعِ كِيَا اِسْ اَمْرِ اِيْجِيْ قَوْمِ كُوَا بِرِ وَهْ
 سَبْ اِسْ كُوِيْ سِيْجِيْ جَمِمْ هُوْ كُنْ اَوْرِ سَمِي اِسْ اِدَا لِكِي سَوَا يَهْ لِيَا بِرِ بِسَامِي اِسْ اِدَا لِكِي نَمِي اُنْ كَرِ اَكْ وَهْ كُنْ اِدُوِيْ
 هُنْ عَمْرُومَتْ وَسُوعِيْدُ بِنِ جَبِيْرٍ وَالحَسَنَ وَقَنَادَةَ وَغَيْرَهُمْ اَوْرِ كِهْمَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بِنِ يَدِ بِنِ سَلْمِ نَمِي سِيْجَا
 اللّٰهُ تَعَالٰى نَمِي اُنْ بِرِ سَامِيَا نِ بِيَا تَنَكِ كِهْمَا سَبْ اِسْ كُوِيْ تَلُوْمُنْدُكِيْ هُوْ كُنْ تَوَا لِدِ تَعَالٰى نَمِي يَكِ نَحْتِ اِسْ كُوَاوَا
 سَامِيَا نِ كُوَاوَا لِيَا اَوْرِ اَقَابِ كُوَا كَرْمِ كَرِ دِيَا بِرِ وَهْ جَلِ بِهِنِ كُوَاوَا جِيْسِيْ مَدِيْ تِيْ رِ كَرْمِ بِرِ جَلِ عَاتِيْ هِيْ كِهْمَا مُحَمَّدِ بِنِ
 كَعْبِ قُرْظِيْ نَمِي دِيْنِ دَوَا تِيْنِ طَرَحِ عَذَابِ دِيْ كُنْ پَلُ تِيَا اِنْ كُوَاوَا زَلْزَلِيْ نَمِي اُنْ كُوَاوَا دِنِ مِيْنِ بِيَا تَنَكِ كِهْمَا وَهْ
 كِهْمَا وَفِيْ نَحْلِ هِيْ بِرِ حَبِ كِهْمَا وَنِ سَوَا كُنْ تَوَا لِدِ نَحْتِ كِهْمَا سَبْ اِيْجِيْ اَوْرِ دَرِيْ كِهْمَا اُنْ كُوَاوَا دِنِ مِيْنِ بِرِ جَا كَرِ
 كِهْمَا تَوْشَا يَدِ كِهْمَا اُنْ كَرِ جَاوِيْنِ بِرِ الْمَدْعَا نَمِي اُنْ بِرِ سَامِيَا نِ سِيْجَا بِرِ كِيَا اُسْ كِيَا تَلُوْمُنْدُكِيْ سَمِي نَمِي اُنْ
 كِيْ طَرَحِ كُوِيْ سَا يَهْ عَمْدَهْ اَوْرِ ثَمْنْدَا اِهْنُونِ دِيْ كِهْمَا چَلِيْ آوَا لُوَا كُوَاوَا بِرِ وَهْ سَبْ اُسْ كِيَا تَلُوْمُنْدُكِيْ سَمِي نَمِي اُنْ
 مَارِيْ جَبِيْرِيْلِ عَمِيْ اِيْكَ جِيْجِيْ حَكِيْ سَا تَهْ وَهْ سَبْ كُرِ سَبْ كُرِيْ بِرِ مُحَمَّدِ بِنِ كَعْبِ قُرْظِيْ نَمِي يَهْ اِيْتِ بِرِ هِيْ
 فَآخَذَ هُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ نَمِي دِيْ يَابِلِيْ كِهْمَا مِيْنِ سَمِيْزِ اِبْنِ عِيَا
 سَمِي اِسْ اِيْتِ كِيْ تَفْسِيْرِ بُوِيْجِيْ فَآخَذَ هُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ اَلَا يَتَذَكَّرُ اِهْنُونِ نَمِي فَرَا يَا بِهِيْ اِلَيْهِ الْمَدْعَا

نے اپنے گھر کو اور سخت گرمی پہنسنے انکو سانسوں کو روک لیا پہر گہروں سے نکل نکل کھڑے ہو گئے پہر اپنے
 مقام نے ایک باؤں جیسا ہونے لگا سیاہ کیا اور انہوں نے اپنے اسکے سایہ میں لذت اور کام پائی اور بعض نے بعض کو بلا
 لیا یہاں تک کہ یہ کہتے تھے کہ ہونگے تو بھیجی اللہ تعالیٰ نے اپنے راگ کہا ابن عباس نے نے یہ جو سائبان کے دکھا عذاب
 یہ عذاب بڑے دن کی آفت تھی البتہ اس میں نشانی ہے اور وہ بہت لوگ نہیں بننے والا اور تیرا رب وہ غالب
 ہے بدلہ لینے میں کا فردن سے رحم کرنے والا ہے اپنی ایمان کے بند و نہر فتح کا بیان یہ ہے کہ مسخرین بھنے
 مخلوق ہیں اور حرف عاطفہ کو جو جملہ و آمنت الایہ کو پہل بیان فرمایا تو وہ اس لیے کہ وہ معنوں کا فائدہ بخشے
 جو وہ دونوں کے نزدیک سات کے سنائی تھے مخلوق ہونا اور پہر شہر ہونا اور انکی غرض یہ تھی کہ انکو امر و نہی
 سے ہر ایک امر و نہی ہو سکے کیونکہ کافی ہے پہر کیونکہ تو رسول ہو سکتا ہے اور جہم میں یہ دونوں باتیں موجود ہیں
 اور خود کے قصہ میں انکو چھوڑ دیا تو کہ ایک سے کافائدہ دیوے یعنی اسکا صرف مخلوق ہونا اور اسکی تفسیر
 سورہ میں گذر چکی شعیب بر تقدیر اگلے ایمان لائیکے انکو عذاب سے ڈراتے اسکے جواب میں انہوں نے گفت
 اور استعجا و اور تعجیر کے طور پر یہ کہا فَاَسْقُطْ عَلَيْنَا كَسَفًا اَوْ عَذَابًا اَوْ غَيْرًا اَمْ نَحْنُ فِي عَذَابٍ
 جمع ہے سدۃ کی کہا جو ہری نے کسف کہتے ہیں کسی چیز کے ٹکڑے کو کہا کرتے ہیں دسے مجھ کو اپنے کپڑے کا ٹکڑا
 اور جمع اسکی کسف بفتح سین اور سکون سین دونوں طرح وارد ہے اور اس لفظ کی تحقیق سورہ بنی اسرائیل میں
 گذر چکی اور شعیب علیہ السلام کے قول نبی علم بالعلوم میں ہے عمل سے شرک در معاصی مراد ہیں اور اس آیت میں
 سخت ہتھکڑیاں اور ظلم سے مراد آیت فَاَخْلَخْنَاهُمْ عَذَابَ الْظُلُمَةِ مِیْنًا دَلَّی ہے جسکو اللہ عزوجل نے
 انکے سرو پر کپڑا کر دیا اور اسکی اپنے راگ بر سائی اور وہ ہلاک ہو گئے اور یہ سزا انکو انکے سوال کے مطابق
 ملی کیونکہ اگر انہوں نے کسف سے بدل کا ٹکڑا امر دیا تو ظاہر ہے اور اگر آسمان کا ٹکڑا امر دیکھا تو یہی ظاہر
 ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے عذاب آسمان ہی کی طرف سے اتارا کہا ابن عباس نے نے یہی جہی اللہ تعالیٰ نے
 اپنے گرم ہو اور زرخ سے پہر وہ چلی اپنے سات دن یہاں تک کہ انکو جہل و باگرمی نے اور گرم ہو گئے گہروں کے
 اور جو سر را انکے پانیوں کے چشموں اور کوون نے نہر نکل گئے وہ اپنے گہروں اور محلوں سے بہا گئے
 والے اور گرم ہوا انسے جدا نہ ہوئی پہر سلاطین اپنے اللہ تعالیٰ نے آفتاب کو اوپر کی طرف سے پہر اوسنے انکو
 دھانک لیا یہاں تک کہ ہل گئیں اس میں انکے سروں کی کہو پریان اور نیچے سر اپنے سر کے سلاطین یہاں تک کہ گر
 گئے انکو پاؤں کے گوشت پہر ظاہر ہوا انکے لیے ایک سائبان جیسے بدل سیاہ پہر عذاب انہوں نے ہو دیکھا تو جلد

کی سبکی طرف پناہ پتھر تینا سکے سایہ میں بہا تک کہ اُسکے پاس پہنچے ہو گئے تو جو سبھی ان پر لگ اور وہ ہلاک ہو گئے
 اور نجات دی انہوں نے شعیب اور ان لوگوں کو جو انکے ساتھ ایمان لائے تھے اور یہ سبھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت
 کی تفسیر میں مروی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے قول فَاَحْكُمْ عَذَابِ يَوْمِ الظُّلَّةِ کی تفسیر سے پوچھ کر گئے تو فرمایا
 کہ وہ نکلے گہروں سے بہاگ کر جنگل کی طرف اور بیجا اپنے اللہ تعالیٰ نے ایک بادل جس پر اپنے سایہ کیا اور انہوں نے
 آرام اور لذت حاصل کی اور بعض نے بعض کو بلایا یہاں تک کہ سب کے تلے جمع ہو گئے پھر ربائے اللہ نے اپنے
 عذاب پر تہ ہے یوم الظلۃ کا عذاب اور یہ بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جو شخص عالموں
 میں سے ہو جبکہ یوم الظلۃ کے عذاب کی تفسیر نہ دے تو اُسکو جھٹلا دے کہ مولانا ابو طیب نے ابجد میں ح ج ح ن
 مرحوم نے پندرہ کھین گئے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نہی رضی اللہ عنہما جو انہوں نے اس آیت کی تفسیر میں تہ کیا اور
 تہ نے کو یہاں نقل کیا اور روایت کیا اس تفسیر کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن منذر
 اور ابن ابی عامر وغیرہم نے اور ممکن ہے کہ کہا جاوے چونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وہ دریا تھے جبکہ اللہ تعالیٰ نے
 اپنی کتاب کی تاویل سکھائی اپنے پیغمبر کی دعا کے ساتھ تو وہی خاص تھے اس حدیث کی معرفت کہ ساتھ
 سوال اپنے غیر کے اہل علم سے پھر جو شخص یوم الظلۃ کی تفسیر بیان کرے اور وہ تفسیر مخالف ہو ابن عباس رضی اللہ عنہما
 کی اس تفسیر سے تو انہوں نے حکم وصیت کی ہے کہ ہم اس تفسیر کو قبول نہ کریں کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ تفسیر معلوم
 تھی اور انکے غیر کو معلوم نہ تھی واللہ اعلم اور ان قصوں پر سورہ انعام اور ہود میں گفتگو گذر چکی اس لیے یہاں
 انکے علاوہ کی حاجت نہیں ہے اور ان ساتوں قصوں کو آخر میں جو ان فی ذلک لآیۃ لِّلأمتین کو مکرر
 بیان فرمایا تو اس میں وہ تہدید اور زجر اور تقریر اور تاکید ہے جو مخفی نہیں ہے اس شخص پر جو کلام کے
 مواقع اور اسکے سلو یوں کو پہچانتا ہے کہ انہی نے اس سورہ میں ہر ایک قصہ کے ابتداء اور انتہا میں
 مکرر کیا اس پر جو کہ کر کیا تو یہ اس لیے کہ انکے معنی خوب نہیں نشین ہو جاوین اور تو کہ ہو دے یہ مکرر ابلغ غلط
 اور زجر میں اور دوسرے ہر ایک قصہ ان میں سے مستقل تہذیل ہے اور ہر ایک قصہ میں ایسی ہی عبرتیں ہیں جو
 دوسرے قصہ میں ہیں پس ہر ایک قصہ لائق ہوایہ کہ شروع کیا جاوے اس پر کہ ساتھ جو شروع ہوا اسکے
 ساتھ صاحب اسکا اور ختم کیا جاوے اس پر کہ ساتھ جو ختم کیا گیا ساتھ اسکے صاحب اسکا ولانہ کثرت
 رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ تَزَكَّىٰ ۝ يَرْفَعُ الْوُجُوهَ الْكَامِلِينَ ۝ عَلَٰی قَلْبِكَ لِيَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُنْذِرِينَ ۝ يَلْبِسَانِ عَمْرٍ ۝
 مُبِينٍ ۝ اور یہ قرآن ہے کہ ارا حیاں کے صاحب کے لئے ازل ہے کہ فرشتہ معتبر تہذیل پر تو کہ تو ہو دُر

میرے ان باپ پر قربان ہوں آپ کیسی عمدہ فصیح عربی سنو آپ سب بڑے بڑے کوئی فصیح البیان نہیں دیکھا کہا راوی نے
حضرت حسنؑ فرمایا مجھے تو فصیح ہونا لائق ہے اور قرآن مجید میری زبان میں اترتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
يَلْسَانُ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ دَوَاكُ الْاَبْنِ اَبِي حَاكِي عَنْ اَبْنِ اَهْبِيمَ الشَّيْخِي عَنْ اَبِي بَكْرٍ كَهَاسْفِيَانِ ثَوْرِي عَنْ كُرَيْبِ
وَحْيِ نَاسِلِ بْنِ هَوَيْ اَلْعَرَبِي زَبَانِ مِيْنِ بِيْرَ تَرْجَمَ تَرْجَمًا هَرَّ اَكْبَادُ بَنِي اِسْنِي قَوْمِ كَيْسِ اَوْرَقِيَا سَتُ كَرْدُنِ سَرِيَانِي زَبَانِ
هَوَيْ كَبِيْرُ جَوْشَمِيْتِ اَعْلَ هَوَا وَه عَرَبِي زَبَانِ مِيْنِ بَاتِيْنِ كَرِيْكَ دَوَاكُ الْاَبْنِ اَبِي حَاكِي عَنْ اَبْنِ اَهْبِيمَ مَا قَالَ الْاَبْنُ كُنْدِيْرُ
فَخَ كَابِيَانِ يَهِيْ كَرِ اَيْتِ دَاوُدَ تَنْزِيْلُ رِبَالِ الْعَالَمِيْنِ مِيْنِ اَنَّهُ كِيْ ضَمِيْرُ اَنْ خَبَارُ كِيْ طَرَفِ پَهْرَتِيْ يَهِيْ خِيْكَو اَلدَّ نَعَايَ
نَعَايَ حَضْرَتِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اَلَمْوَسْلَمُ پَرَا تَارَاوِيَا قُرْآنِ مَجِيْدِ كِيْ طَرَفِ رَا جَعِ يَهِيْ اَلْوَ قُرْآنِ مَجِيْدِ سَبِيْحَ مَذْكُوْرُ نَبِيْنِ يَهِيْ لِكِيْ
وَه دُفْنِ مِيْنِ مَعْبُوْدِ يَهِيْ اَوْرَقَا دَهْ كِهِيْ قَوْلِ يَهِيْ اَوْرِيْ جَوْ فَرَا يَكِهِيْ كِتَابِ جِهَانُوْنِ كَسَ صَا حَبِ كِيْ اِنَارِيْ يَهِيْ
نَوَاسِ سَعِ مَرَاوِيْ يَهِيْ كِيْ يَكِتَابِ شَعْرُ نَبِيْنِ يَهِيْ اَوْرَقَا سَحْرُ اَوْرَقَا سَطِيْرُ اَوْرَقَا سَكَا سَوَا اَوْرَقَا كَفَارُ نَعَايَ قُرْآنِ مَجِيْدِ
كَسَ حَقِّ مِيْنِ كِهَانِ زَبَانِ اَلرُّوْحِ الْاَمِيْنِ مِيْنِ نَزَلِ كُوْمُخَفَّ اَوْرَشَدُ دُوْ نُوْ طَرَحِ بَرَّ كَا كِيَا يَهِيْ رُوْحِ اَمِيْنِ وَ حَضْرَتِ جِبْرَا ئِيْلُ
مَرَا دِيْنِ جِيْسِيْ اَلْمُتَرَفِّ فَرَا مَاقَلِّ مَنِّ كَا نَ عَدُوُّ الْاَلِيْ جِبْرِيْلُ فَاَنْزَلَ نَزْلًا عَلَيَّ قَلْبِيْكَ اَبْنِ عَبَّاسُ اَوْرَقَا دَهْ كِهِيْ
قَوْلِ يَهِيْ اَوْرَقَا سَكَا سَعِ مَرَاوِيْ يَهِيْ كِيْ رُوْحِ اَمِيْنِ جِبْرَا ئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِيْنِ مِيْنِ اَسَكَا يَهِيْ سُوْرُ دِيْ كِهِيْ مَوْتِيْ
كَسَ جِكُوْ رُوْسِيْ پِيْلَا يَاتِهَانِ مِيْنِ سُوْرُوْنِ كَسَ بَرَّ كِيْ طَرَحِ عَمْدَهْ رُكْمَتِيْ اَخْرَجَهُ اَبُو الشَّيْخِيْ اَوْرَقَا دَهْ كِهِيْ اَسْكَا رَجِ
كِيُوْنُ كِهِيْ رُوْحِ سَعِ مَخْلُوْقِ يَهِيْ اَوْرَقَا مِيْنِ اَسِيْلِيْ كِهِيْ اَلدَّ كَسَ نِيَامِ نِيَامُ بَرُوْنِ مَكِ بِيْجَا نَعَايَ مِيْنِ مَعْتَبِرِ يَهِيْ
اَوْرَقَا دَهْ كِهِيْ اَسِيْلِيْ خَاصِ كِيَا كِهِيْ حَوَسِ اَبْلَظِيْ مِيْنِ سَعِ پِيْلَاوِيْ مَدْرَكِ بَرَّ كِيْ رُحْمِيْ نَعَايَ دَهْ كِهِيْ خَاصِرُ ذَكْرِ كِيَا اَسِيْلِيْ كِهِيْ
مَعْلُوْمِ هُوْ جَادِ كِهِيْ جَو كِهِيْ تَرَا يَهِيْ وَه مَحْفُوْظِ يَهِيْ اَوْرَقَا سَكَا سَعِ اَوْرَقَا دَهْ كِهِيْ اَسْكَا رَجِ اَوْرَقَا دَهْ كِهِيْ
اَوْرَقَا دَهْ كِهِيْ حَقِيْقَتِ مِيْنِ مَخَاطِبِ يَهِيْ كِيُوْنُ كِهِيْ تَمِيْزُ اَوْرَقَا دَهْ كِهِيْ اَوْرَقَا دَهْ كِهِيْ اَوْرَقَا دَهْ كِهِيْ اَوْرَقَا دَهْ كِهِيْ اَوْرَقَا دَهْ كِهِيْ
اَمِيْنِ اَوْرَقَا دَهْ كِهِيْ اَوْرَقَا دَهْ كِهِيْ اَوْرَقَا دَهْ كِهِيْ اَوْرَقَا دَهْ كِهِيْ اَوْرَقَا دَهْ كِهِيْ اَوْرَقَا دَهْ كِهِيْ اَوْرَقَا دَهْ كِهِيْ اَوْرَقَا دَهْ كِهِيْ
يَهِيْ اَوْرَقَا دَهْ كِهِيْ اَوْرَقَا دَهْ كِهِيْ اَوْرَقَا دَهْ كِهِيْ اَوْرَقَا دَهْ كِهِيْ اَوْرَقَا دَهْ كِهِيْ اَوْرَقَا دَهْ كِهِيْ اَوْرَقَا دَهْ كِهِيْ اَوْرَقَا دَهْ كِهِيْ
كِيْ كِهِيْ يَهِيْ اَوْرَقَا دَهْ كِهِيْ اَوْرَقَا دَهْ كِهِيْ اَوْرَقَا دَهْ كِهِيْ اَوْرَقَا دَهْ كِهِيْ اَوْرَقَا دَهْ كِهِيْ اَوْرَقَا دَهْ كِهِيْ اَوْرَقَا دَهْ كِهِيْ اَوْرَقَا دَهْ كِهِيْ
تَابِ عَلَيْهِ اَلْعَزِيْزُ مَوْلَايُكَ اَلْمَسِيْحُ اَلْمَسِيْحُ اَلْمَسِيْحُ اَلْمَسِيْحُ اَلْمَسِيْحُ اَلْمَسِيْحُ اَلْمَسِيْحُ اَلْمَسِيْحُ اَلْمَسِيْحُ اَلْمَسِيْحُ اَلْمَسِيْحُ
صَلَوَاتُكَ اَلْحَمْدُ كُلُّهَا وَ اِذَا اَشْكُتُ فَسُكْتُ اَلْحَمْدُ كُلُّهَا اَلَا دَهِيْ اَلْقَلْبُ يَهِيْ سَرِ
اَوْرَقَا دَهْ كِهِيْ مِيْنِ اَلْحَمْدُ كُلُّهَا يَهِيْ جَبِ وَه سُوْرُ جَاتِيْ يَهِيْ نُوْسَارُ جَسْمِ سُوْرُ جَاتِيْ يَهِيْ اَوْرَقَا دَهْ كِهِيْ وَه بَرَّ جَاتِيْ يَهِيْ نُوْسَارُ

جسم بچ جاتا ہے سن کو وہ لوہڑا دل ہے آخر جگہ **فِي الصَّحِيحَيْنِ** اور ایہ عقلی دلیل اس امر پر سووہ تو یہ ہے کہ
 دلچسپ پر وہ آجادے اور سارے جوڑ کاٹ میے جاوین تو دل کو خبر نہ کہ نہیں ہوتی اور جب دل بیدار ہوتا ہے
 تو وہ ان سب آفات کو سمجھتا ہے جو اعضا پر نازل ہوتی ہیں اور تفسیر خازن کی عبارت یہ ہے کہ فرحت اور
 سرت اور غم اور حزن کی جگہ وہ دل ہے جب دل خوش ہوتا ہے یا غمناک تو باقی جوڑوں کا حال ہی بجاتا ہے
 تو دل جوڑوں کا ریس ہے اور یہی ظاہر ہے کہ عقل کا محل صحیح قول پر وہ **فِي الصَّحِيحَيْنِ** ہے جب ثابت ہو چکا تو معلوم ہوا
 کہ دل ہی مطلق امیر ہے اور یہی مکلف ہے کیونکہ تکلیف میں عقل اور فہم کی شرط ہے استحو اور جملہ تکون میں المنذیر
 انزال کی علت ہی لیکن اللہ تعالیٰ نے تجہیز کتاب نامی نوکے نوکے ڈراوے ان تحذیرات اور اندکرات اور
 حقوقات کو ساتھ جنکو یہ کتاب شامل ہے **يَلِيَسَانِ عَمْرٍو** یعنی نوکے نوکے اور **وَسَانِيَا** یعنی
 جنہوں نے اسی زبان میں اپنی اقوام کو ڈرنا یا اور وہ ہودے تھے اور **وَسَانِيَا** اور **وَسَانِيَا** اور **وَسَانِيَا**
 ہے جملہ نزل الروح الامین کے اور کہا ابوالبقار نے لسان کو رسالت مراد ہی یا لغت مراد ہو اور ابوالمجد
 نے کہا لغت عربی مراد ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کو عربی زبان میں اتارا رسول عربی کی لغت میں اس لیے کہ اگر
 عجمی زبان میں قرآن اترتا تو مشرکین عرب کہتے ہم نہیں سمجھتے جو کچھ نوکے تھے پر قطع کر دی اللہ تعالیٰ نے
 قرآن مجید عربی زبان میں اتارنے کو ساتھ انکی محبت اور انکا عذر اور دور کر دیا انکا بیانہ اور رفع کی انکی معذرت
 کہا ابن عباس نے لسان عربی میں سے قریش کی زبان مراد ہے اور اگر قرآن مجید عربی زبان نہ ہوتا تو وہ نہ
 سمجھ سکتے اور بریدہ کا یہ قول ہے کہ اس سے قبیلہ حبریم کی لغت مراد ہے **وَلَا تَكُنْ لَكُمْ فِتْنَةٌ وَلَا تَكُنْ لَكُمْ فِتْنَةٌ وَلَا تَكُنْ لَكُمْ فِتْنَةٌ**
يَكُنْ لَكُمْ فِتْنَةٌ وَلَا تَكُنْ لَكُمْ فِتْنَةٌ وَلَا تَكُنْ لَكُمْ فِتْنَةٌ
 علیکم ماکا لعلہم مؤمنین اور یہ لکھا ہے پہلی کتابوں میں **ف** یعنی اس قرآن کی خبر لکھی ہے اگلی
 کتابوں میں اور ہکا مدعا بھی یہی ہے اکثر **ت** کیا انکو نشانی نہیں ہو چکی یہ کہ اسلی خبر کہتے ہیں پڑھے
 لوگ نبی کریم کے اور اگر اتارنے ہم یہ کتاب کسی اور ہی زبان دے پر اور وہ اسکو پڑھتا تو بھی اسکو یقین نہ لاتا
ف کا فرہم تھے کہ قرآن آیا ہے عربی زبان میں اس نبی کی زبان بھی عربی ہے شاید آپ ہی کہتا ہو اگر غیر
 زبان دے پر عربی آتا تو یقین کرتے فرمایا کہ دھوکے والہ کا جی کہی نہیں پھر تابت اور شہ نکالتے کہ کوئی سکھ
 جاتا ہے انتے مانی موضع القرآن **ف** کہا حافظ ابن کثیر نے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس قرآن مجید کا ذکر
 اور اس کی رحمت تو پہلی کتابوں میں بھی موجود ہے جو منقول میں انکے پیغمبروں سے جنہوں نے قدیمات

[illegible]

لَکَذَا قَالَ الْفَرَّاءُ ابْنُ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ مَرْوَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ نَبِيِّ إِسْرَائِيلَ مِنْ سَلَسِدِيْدِهِ عَالِمٌ تَجِبُ بِهِ
 اِبْنَانِ لِرُحْضَرْتِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ کِی کِتَابُ الرِّیْضَةِ قُرْآنٌ مُجِیدٌ بِرِ (اور خبر دی کہ اس پیغمبر کا پیدا ہونا اور
 اس پر اس کتاب کا اترنا توریت میں مذکور ہے) تب اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کو یہ فرما کر الزام دیا اَوْ کَمْ یَکُنْ لَّہُمْ
 اٰیۃٌ اِنْ یَعْلَمُوْا عَلٰمُوْا بِنَبِیِّہٖ اِسْمَہٗ اَوَّلٰی صَاحِبِ تَحْرِیْمٍ کہہا کہ عجیب جمع ہے عجمی کی اور کہا ابن عطیہ نے
 جمع ہے عجم کی جب کوئی شخص فصیح زبان نہیں ہوتا تو کہا کرتے ہیں رَجُلٌ اَعْجَمٌ وَاَعْجَمِیٌّ اگرچہ وہ عربی
 الاصل ہو اور اگر کوئی شخص عجمی الاصل ہو تو کہتے ہیں رَجُلٌ اَعْجَمِیٌّ اگرچہ وہ فصیح زبان والا ہو مگر فرانسی
 کہا کہ عجمی عجمی کے معنی میں آجاتا ہے بعض نے کہا اس آیت کی یہ معنی ہیں کہ اگر ہم اس قرآن کو عربی شخص عجم
 کی لغت کے ساتھ اُتارتے اور وہ اسکو مشرکوں پر عجم کی زبان میں پڑھتا تو ہسکونہ مانتے اور کہتے ہم نہیں سمجھتے
 اسکو اور اسی کی مثل ہے اللہ تعالیٰ کا یہ قول وَلَوْ جِئْنٰہُ وَاَنَا اَعْجَمٌ لَّفَاقَاوَا لَوْ لَا فَضَّلْتَ الْاِیۡتَہٗ اَلَا اَعْجَمِیٌّ وَتَحَرَّیْ لَیۡسَ
 اَزْکَرُ اَسْکُوْرَانَ اَبْرَہِیْمَ بْنَ کَاوُثٍ اُسکی باتیں کہیں کہیں کی گئیں اور پھر زبان کی کتاب اور عرب کا آدمی اور یہ جملہ اس امر کے وقوع
 کا ستر نہ نہیں ہو لَکَذَا لَکَ سَلَكْنَا حُرَیۡ فِیۡ قُلُوْبِہِمْ لَیۡسَ لَہُمْ اِنْ یَحْجِیۡہُمْ اِلَیۡہِمْ یَرَوُا الْعَذَابَ اِذَا لَا اِیۡمَ
 قِیَآئِہُمْ بَعَثَہُمْ لَیۡسَ لَہُمْ اَبَشَعُوْرُوْنَ ؕ فِیَقُوْلُوْا اٰہْلُ لَحْنٍ مُّنْظَرُوْنَ ؕ اَفِیَعَدَ الْاِیۡتَیۡسَ تَحْجِیۡلُوْنَ ؕ
 اَفَرَاۤیۡتَ اِنْ مَتَّعْنٰہُمْ سِنِیۡنَ ؕ ثُمَّ جَاۤءَہُمْ مَا کَانُوْا یُوْعَدُوْنَ ؕ مَا اَعۡنٰی عَنْہُمۡ مَا کَانُوْا
 یَعۡتَوُوْنَ ؕ وَمَا اَہْلَکْنَا مِنْ قَبۡلِہٖۤ اِلَّا لَہُمَا مُّدَّ رُوۡنَ ؕ ذٰکُوۡنَ وَمَا کُنَّا ظٰلِمِیۡنَ ؕ اِسْمِی طح مِثْلًا
 مجھے اسکو نگہگاروں کے دل میں وہ نہ مانیں گے اسکو جب تک نہ دیکھیں گے دکھ کی اور پھر اُسے انپر اچانک
 اور انکو خبر نہ ہو پھر کہنے لگیں کچھ بھی ہو کہو فرصت مل گیا ہماری اور جلد مانگتے ہیں پہلا دیکھ تو اگر ریتنے دیا
 مجھے انکو کمی برس پھر سنبھا انپر جبکا اونسے وعدہ تھا کیا کام آوے گا انکے جتنا برتے رہے اور کوئی
 بستی نہیں کہپائی مجھے جسکونہ تھے ڈر سنانے والی یاد دلانے کو اور ہمارا کام نہیں ہے ظلم کرنا ف
 ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِسْمِی طح مِثْلًا یا مجھے جھٹلانا اور انکار کرنا اور حجہ اور عذاب نگہگاروں
 نے لوگوں میں نہیں مانستے حق بات یہاں تک کہ دیکھیں دکھ کی اور جب عذاب کا سائنہ کرینگے تو اسوقت
 بے ہضمافون کو عذاب کرنا فائدہ نہ دیکھا اور انکے واسطے دور رہنا ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اور انکے واسطے برا
 گہر اور اللہ تعالیٰ کا عذاب انپر ناگہان آجا دیکھا اور انکو خبر نہ ہوگی یہ کہیں گے کہو فرصت ملے یعنی آرزو
 کرینگے جب عذاب کا مشاہدہ کرینگے یہ کہ اگر تھوڑی سی فرصت ملجاوے تو کچھ اللہ کی فرمانبرداری کر لیں

حَسْبِيَ اللَّهُ تَعَالَى سوره ابراہیم میں فرمایا وَكَذَّبَ النَّاسُ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُولُ الَّذِينَ ظَلَمُوا لَوْ كُنَّا
 أُخْتَرْنَا إِلَىٰ آجَلٍ قَرِيبٍ نَّجْتَبِعُ دَعْوَاكَ وَنَتَّبِعُ الرُّسُلَ أَوَلَمْ تَكُونُوا أَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلِ مَا لَكُم
 مِّنْ ذَٰلِكُمْ إِنِّي سَمِعْتُ رُءُوسَهُمْ لَوكُنْ لَّآؤُكُم مَّا كُنْتُمْ عَلَيْهِ مُشْتَرِكِينَ گے ہر بھلائی کے ہمارے
 قسمت نہ ہو کہو توڑی مدت کہ ہم مانیں تیرا بلانا اور ساتھ ہوں رسولوں کے تم آگے قسم نہ کہاتے تھے کہ تم کو
 نہیں کسی طرح کا ملنا پہرہ ظالم اور فاجر اور کافر حبیب اللہ تعالیٰ کے عقوبت کا ملاحظہ کر لیا تو سخت پتیا دیگا
 یہ فرعون بے عون جب اُسپر دعا کی ہوئے کلیم اللہ نے اس طرح رَبَّنَا إِنَّكَ آتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَأَتْهُ زِينَةً
 وَأَمْوَالًا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا رَبَّنَا لِيُضِلُّهُنَّ عَنْ سَبِيلِكَ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَىٰ أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ
 عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّىٰ يَرَوْا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ قَالَ قَدْ أُجِيبْتُ دَعْوَكُمْ فَأَسْتَقِيمَا
 وَكَاتِبٌ غَيْرٌ سَيَكْتُبُ لَكَ لَوْلَا يَعْلَمُونَ یعنی ہر رب ہمارے تو نے ہی ہر فرعون کو اور اس کے سرداروں کو
 مروفق اور مال دنیا کی زندگی میں لے رہا ہے اس طرح کہ بہکا دین تیرا راہ سوائے ربنا دی انکے مال و دولت کر ان کے
 دل کہ نہ ایمان لادین جب تک دیکھیں کہہ کی اس پر ایمان کی اُنسے امید تھی مگر جب کچھ آفت پڑتی تو جھوٹی
 زبان سے کہتے کہ اب ہم مانیں گے ہمیں عذاب تم جاتا کام فیصل نہ ہوتا دعا اس طرح مانگی کہ یہ جھوٹا ایمان لادین
 دل کے سخت ترین عذاب پڑ چکے اور کام فیصل ہو قریب قبول ہو چکی دعا تمہاری سو تم دونوں ثابت ہو اور ت
 چلو راہ انکی جو انجان میں یعنی شبلی نکر و حکم کے راہ دیکھو پہر تاثیر کی اس دعا نے فرعون پر عین پہرہ و
 ایمان لایا یہاں تک کہ اُس نے عذاب الیم کا ملاحظہ کر لیا حسیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا حَتَّىٰ إِذَا ذَرَكُوا الْعَرْقُ
 قَالَ آمَنْتُ إِنَّكَ لَا إِلَهَ إِلَّا الْإِلَٰهَ الَّذِي آمَنْتَ بِهِ بَنُو إِسْرَآءِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ الَّذِينَ وَ
 قَدْ عَصَيْتَ قَبْلَ لَوْ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ یعنی جب تک پہنچا سپر ڈباؤ کہا یقین جانا سینے کہ کوئی
 معبود نہیں مگر جس پر یقین لے بنی اسرائیل اور میں ہوں حکم برداروں میں اب یہ کہنے لگا اور تو بے حکم
 پہلے اور رہا بگاڑ والوں میں یعنی ساری عمر مخالف اب عذاب دیکھ کر یقین لایا اس وقت کا یقین لانا
 کیا معتبر ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے لَوْ كُنْتُمْ تَدْرِكُونَ أَوْ بَاسْتَأْذِنُوا فَاذْهَبُوا وَتَذَكَّرُوا أَنِي مُنْكَرٌ
 مُّسْتَكْبِرٌ لَّئِنْ لَمْ يَنْقُصْهُمْ لَوْعَاتُكُمْ لَأَخَذُوا مِنْكُمْ مَّتَدَارًا لَّوْ بَاسْتَأْذِنْتُ اللَّهَ لَأَخَذْتُ فِي عِبَادِهِ
 وَكَهَيَّ هَٰذَا لَأَكْفُرَنَّ عَنْهُنَّ لَئِنْ لَمْ يَنْقُصْهُمْ لَوْعَاتُكُمْ لَأَخَذْتُ مِنْكُمْ مَّتَدَارًا لَّوْ بَاسْتَأْذِنْتُ اللَّهَ لَأَخَذْتُ فِي عِبَادِهِ
 پراور چھوڑ دین جو چیزیں شریک بتاتے تھے انہوں کا کام آوے یقین لانا ان کا جوقوت دیکھ چکے ہمارا عذاب

رسم پڑی ہوئی اسکی جو چلی آئی ہے اسکے بندوں میں اور خراب ہو سجدہ کر اور یہ فرمایا اِنْعِدْ اِنْسَانًا
يَسْتَجِیْلُوْنَ تو اِسمین الخارہ اور اسکے سکل کلمہ بند ہو گیا کہ وہ کہتے تھے کہ جسے جھٹلانے کے لیے اور عذاب الہی کو
بے جا کر اِنْعِدْ اِلَی اللہ یعنی لا ہم پر عذاب اسکا کما قال تعالیٰ وَیَسْتَجِیْلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَکُوْكَ اَجَلَ
مُسْمًی کُجَاءَهُمُ الْعَذَابُ وَلَیْلَتُهُمْ بَعَثَتْهُمْ وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ یَسْتَجِیْلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ لَیْلَتٌ
جَهَنَّمُ لِحِصَّةٍ بِالْکَافِرِیْنَ یَوْمَ یُعْشِقُهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ رِجْلِهِمْ وَیَقُوْلُ ذُقُوْا
مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ یعنی اور شب بنگتے ہیں تجہ سے آفت اور اگر نوتا ایک وعدہ پھر دیا تو آ رہوئے اپنے آفت
اور آدیگی اپنے اچانک اور انکو خبر ہوگی اس است کا عذاب ہی تھا مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہونا پکڑے جانا
فتح کے میں کہ کے لوگ بیخبر رہے کہ حضرت کا لشکر اکبر اہوا پھر فرمایا شب بنگتے ہیں تجہ سے عذاب اور
دورخ گہیر ہی ہے منکرون کو یعنی آخرت کا عذاب تو عبت مانگتے ہیں اس عذاب میں تو پڑی ہی ہیں یہ کفر
اور یہ پڑے کام مری پر نظر آدیا کہ دورخ کی آگ کیونکر جلانی ہے فرمایا جسدن گہیر گکا انکو عذاب انکو اور
سے اور پاؤں کے نیچے سے اور کہیگا چکیو جیسا کہہ کر تے تھے یہاں سے کہیگا یا وہ عذاب ہی بولیکا جیسے زکوۃ
نہ دینے والی کا مال سانپ ہو کر گلے میں پڑیکا گلے چیریکا اور کہیگا میں تیرا مال ہوں تیرا خزانہ ہوں پھر فرمایا
اَفَرَأَیْتِ لَیْنُ مَتَّعْنَاهُمْ سِنِیْنَ الْاٰیَاتِ یَعْنِی الْاَرَبِیْمَ سچے ہمار کہیں انکو اور مہلت دیوین انکو کچھ مدت اور
کچھ وقت اگرچہ وہ مدت طویل ہو پھر آجاوے عذاب اللہ کا تو ان نعمتوں سے انکو کوئی نعمت مفید نہ ہوگی
جینیں یہ خوشحال ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے کانہم یَوْمَ یَرُوْنَهَا لَمْ یَلْبَثُوْا اِلَّا عَشِیْرَةً اَوْ خَلْعًا
یعنی سیانگے کا جسدن دیکھیں گے قیامت کو دیر نہیں لگی انکو مگر ایک شام یا صبح اسکی وکما قال تعالیٰ
یَوْمَ اَحَدُهُمْ لَوْ یُعْطَرُ الْاَفْتُ سَنَةٍ وَمَا هُوَ بِمَرْجُوْا مِنْ الْعَذَابِ اِنَّ یُعْطَرُ یعنی
ایک ایک پٹا ہے انکا کہ عمر باد سے ہزار برس اور کچھ ہو سکو سر کا نہ دیکھا عذاب سے اتنا جینا وکما قال
تعالیٰ وَمَا یُعْطَرُ عَنْهُ مَا لَهٗ اِذَا ارْتَدَّ یعنی اور کام نہ آویکا اسکو مال اسکا جب گرے میں گریکا
ولہذا فرمایا اَفَرَأَیْتِ اِنْ مَتَّعْنَاهُمْ سِنِیْنَ ثُمَّ جَاءَهُمْ مَا کَانُوْا یوعَدُوْنَ مَا آخَذْنَاهُمْ
مَا کَانُوْا یُنتَعَوْنَ حضرت ہنر سے مرفوعا مروی ہے یُوْنُسُ الْکَاذِبِ وَیُعْصِیْ فِی النَّارِ عَمْسَةً
ثُمَّ یُقَالُ لَهٗ هَلْ رَاَیْتَ خَیْرًا اَنْظُرْ هَلْ رَاَیْتَ نَعِیْمًا قَطُّ یَقُوْلُ لَا وَاَللّٰہِ یَا دَبْرَی
یُوْنُسُ یَا سَدِ النَّاسِ بُؤْسًا کَانَ فِی الدُّنْیَا فِیْصَبْغُ فِی الْجَنَّةِ صَبْغًا ثُمَّ یُقَالُ لَهٗ هَلْ

رَأَيْتَ بُنُوسًا فَكَيْفَ قَوْلُ لَا وَكَالَّذِي يَدَّبُّ وَتَبَّ آتَى مَا كَانَ شَيْئًا لِيَعْنِي حَضْرَتِ صَلَواتِہِ عَلَیْہِ اَوَّلُو سَلَمَ نَے فرمایا
 لایا جاویکا (قیامت کے دن اہل دوزخ میں سے جو دنیا داروں میں آسودہ تراو خوش عیش ترہتا) سودوزخ
 میں ایک غوطہ دیا جاویکا پہر اس سے پوچھا جاویکا (کہ اے آدم کے بیٹے) کیا تو نے کبھی آرام دنیا میں کچھا
 تھا کیا تجھ پر کبھی چین بھی گذرا تھا تو وہ کہیگا قسم خدا کی کبھی نہیں اے میرے رب اہل حنت سے لاجا دیکا (جو
 دنیا میں سب لوگوں سے سخت تر تکلیف میں رہا تو اس سے پوچھا جاویکا (اے آدم کے بیٹے) تو نے کبھی تکلیف
 ہی کھی ہے کیا کبھی تجھ پر شدت اور رنج بھی گذرا تھا تو وہ کہیگا خدا کی قسم مجھ پر تو کبھی تکلیف نہیں گذری
 اور میں تو کبھی شدت اور سختی نہیں دیکھی یعنی دوزخ کی شدت کو رو برو دنیا کے آرام بالکل ہول جاوینگے
 اگرچہ دنیا میں اُسے سلطنت کی ہو اور بہشت کرچین اور آرام کے رو برو دنیا کی تکلیف ہرگز یاد نہ پڑے گی
 اگرچہ تمام عمر بیماری اور فاقہ کشی میں گذری ہو ولہذا امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے ۷

شعرا - كَأَنَّكَ لَمْ تَكُنْ فَرَضَ الدَّهْرِ لَكِنَّكَ إِذَا أَنْتَ أَذَكْتَ الَّذِي كُنْتَ تَطْلُبُ

یعنی اگر ایک کام کی کوشش و طلب میں نہ بہر گذر جاوے اور وہ مطلوب ہاتھ آجاوے تو وہ زمانہ بہر کی
 تکلیفیں ایک بات کو برابر ہی نظر نہیں آتیں پھر اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ میں اپنی مخلوق میں عادل ہوں اور
 سچے نہیں ہلائی کسی گروہ کو گروہوں میں سے نگران کا عذر توڑ کر اور انکو اپنی مخالفت سے ڈرا کر اور اپنے
 پیغمبر کے پاس بھیجا اور انہیں آرام قائم کر کو ولہذا فرمایا وَمَا أَهْلَكْتُمُ مِنْ فَرَقٍ إِلَّا لَهَا أَهْلًا مُتَذَكِّرِينَ
 وَمَا كُنَّا ظَالِمِينَ یعنی اور کوئی بستی نہیں کہپائی ہے جسکو نہ تھی ڈرسانے والا یاد دلانے کو اور ہمارا
 کام ہمیں ظلم کرنا کسا قَالَ تَعَالَى وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَقٌّ بَنَعْتَ رَسُولًا یعنی اور ہم بلا نہیں دیتے
 جب تک کہ پیغمبر کوئی رسول یعنی بڑے عمل آفت لائے میں پر حق تعالیٰ بن سوچا ہے نہیں بڑا تار سون بھیجا ہے
 اور چلے فرمایا وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِي أُمَمٍ رَسُولًا لِّيَتْلُو عَلَيْهِمْ
 آيَاتِنَا وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرَىٰ إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَالِمُونَ یعنی اور تیرا بنین کہپائے والا بستیوں کو جب
 مٹنے بھیجے انکی بستی میں کسی کو پیغام دیکر جو سناوے انکو ہماری باتیں اور ہم نہیں کہپائے والے
 بستیوں کو مگر جب کہ وہ ان کے لوگ گنہگار ہوں آیتے ماقال بن کثیر فی تفسیر فتح البیان کا بیان یہ ہے
 کہ سلیمان میں ضمیر منصوب قرآن مجید کی طرف باح ہے اور مجرمین سے کفار کہ مراد ہیں اور معنی یہ ہیں کہ ہم

قرآن کو فخر کر کے پڑھتے ہیں اللہ علیہ السلام کی تائید کے ساتھ یہاں تک کہ انہوں نے سمجھ لیے معجزہ کے
اور پچان فصاحت اسکی اور جان لیا کہ یہ معجزہ ہے اور حسن و غیرہ کا یہ قول ہے کہ ضمیر منصوب راجع ہو شریک
اور تکذیب کی طرف اور علم کہ یہ قول ہے کہ قصہ کی طرف عائد ہے اور سنے اول بہتہ بین کیونکہ سیاق قرآن
مجید کے بیان کا ہے اور اس میں حجت ہو معززہ پر جو کہتے ہیں بندہ اپنے کاموں کے خود خالق مبین وہ کام
خیر ہو یا شر کہ یَوْمُئِذٍ پھر میں ضمیر مجرور یہی قرآن مجید کی طرف عائد ہو اور عذاب الیم کی رویت سے
موت کی وقت عذاب کا ملاحظہ کرنا مراد ہے اور ملاحظہ عذاب کے وقت جو ایمان لائے ہیں وہ ایمان مفید ہے
ہو یا اسکو ایمان یا اس کہتے ہیں اور حرف فاقیہ یتیم نعتہ میں ترتیب رتبہ کے لیے ہے نہ وہ سطر ترتیب زمانہ کے کھما
فی الکشاف اور معنی یہ ہے کہ ایمان و نیکے یہاں تک کہ دیکھ میں عذاب پھر وہ جو اس کے دیکھنے سے سخت ہے
اور وہ لاحق ہونا عذاب کا ہو انکے ساتھ اچانک پھر وہ جو اس لاحق ہونے سے زیادہ سخت ہو اور وہ انکا سوال
کرنا ہے مہلت کو باوجود یقینی ہونے منع ہونے اسکو کے اور حسن نے یَا یٰذَا الذِّمِّ بَعَثْنَا مِنْ قَاتِلِهِمْ بڑھا ہو
اور اسکا قاتل ساعت کو قرار دیا ہے اور ساعت اگرچہ مذکور نہیں ہوئی و لیکن اس پر عذاب لالت کرنا ہو
عذاب کا سائنہ کے کہیں گے هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُونَ یعنی کیا ہم کو ہلاکت سے مہلت ملے گی اگرچہ آنکلبہ جسکے
برابر پھر ہم ایمان لائیں یا ایمان کے فوت ہونے پر حسرت کہا میں گے اور محال امر کا طمع کرینگے اور وہ انکا
مہلت دینا ہے عذاب کو ملاحظہ کے بعد اور دنیا کی طرف لوٹنا چاہیں گے اس پھر کے حیر کے یہو جسکو کہو مہو
پھر انکو کہا جاوے گا نہ تاخیر ہے اور نہ مہلت ہو اور بعض نے کہا انکے قول هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُونَ سے مراد
عذاب کا جلد مانگنا ہے مہو کے طور پر اور دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد فرمایا اَفَبِعَدَنِ اِنَّا
یَسْتَعْجِلُوْنَ یعنی کیا ہمارا عذاب جلد مانگتے ہیں اور جو اس توجہ میں بعد اور معنی ظاہر کی مخالفت
ہے وہ پوشیدہ نہیں ہے کیونکہ جلد هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُونَ کے معنی انتظار اور امہال کے طلب ہیں اور
رَبِّ السَّعْدِ لے کا قول اَفَبِعَدَنِ اِنَّا یَسْتَعْجِلُوْنَ تو اس سے مراد نہ کرنا ہے اور انکار کرنا انکے اس
قول فَاَمْ طَرَعُ عَلَیْکُمْ اَحْجَادٌ مِّنَ السَّمٰوٰتِ اَوْ اُنْتُمْ اَعْدَابُ الْکِیْمِ یعنی کہہ کر اگر کوئی حق ہے تیرے
پاس سے تو ہم پر برساتا ہر آسمان سے یا لاہمیر کہہ کی مار اور انکار کرنا انکے اس قول فَاِنَّا لَنَعُوْذُ بِکَ
اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ یعنی تو لے آدجو وعدہ دیتا ہے ہم کو اگر تو سچا ہے اور انکار اس لیے فرمایا کہ
اس میں انہوں نے طلب کی وہ چیز جس میں انکا سر نقصان ہے اور انکا ہلاک ہونا وعدہ وقت اور

اَبَعَدَ اَيْنَا الْاَيَةِ مِنْ جِلْدٍ بَعْدَ اَيْنَا مَعْطُوفٍ بِمَقْدَرٍ جَسَدٍ فَا عَاطِفٌ دَلَالَتِ كَرْتِي هِيَ اَوْ جِلْدُهُ
 مَعْطُوفٌ عَلَيْهِ هِيَ اَوْ اَيْكُونُ حَالُهُمْ كَمَا ذَكَرَ عِنْدَ نَزْوَلِ الْعَذَابِ فَيَسْتَجِجُونَ لِعِنَةِ الْخَالِ حَالِ عَذَابِ
 نَزَلَ هُوَ نِيكَ وَقْتُ تَوِيهِ هُوَ كَا جُوْذُوْرٍ هُوَ اِپَرِ عَذَابِ جِلْدٍ بَانِكْتِ هِيْنَ اَوْ مَعْطُوفٍ مَعْطُوفٌ عَلَيْهِ مِيْنَ جُوْذُوْرٍ
 هِيَ وَهِيَ كَسِي بِتَجْفِيْ نَبِيْنَ هِيَ اَيَ تَقْدِيْرِ عِبَارَتِ يُوْنِ هِيَ اَيَغْفُلُوْنَ عَنْ ذَالِكَ مَعَ تَحْقِيقِهِ وَتَفَرُّدِهِ
 وَكَيْتَجِجُوْنَ لِعِنَةِ كِيَا غَافِلٍ دِيْخِيْرِ مِيْنَ اِسْ عَذَابِ سَ بَا وَجُوْدَا كَسْمَ تَحْقِيقٍ وَمَقَرُّ هُوَ نِيكَ اَوْ رَسُوْلُوْ جِلْدِي
 مَانِكْتِ مِيْنَ اَوْ رُطْفِ كُوْ فَوْصَلِ كِي رَعَايَتِ كُوْ اَوْ طَرِ مَقْدَمِ كِيَا هِيَ اَوْ تَمَرُّ اَفْرِيْتِ مِيْنَ الْخَارِي هِيَ اَوْ مَعْطُوفٍ
 هِيَ مَعْطُوفٌ عَلَيْهِ مَقْدَرٍ بِرُجُوْ مَقَامِ كَسْمَ نَسَابَةِ اَوْ مَعْنَى رَايَتِ كُوْ اَخْبَرْنِي كَسْمِ اَوْ رُطْفِ اِبْرِيْنَ هِيَ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ
 كُوْ هِيَ نِيْغُوْ جِلْدٍ اَوْ تَبْلَا اَوْ اَكْرَبْتِ دِيَا تَهْنِ اَكْلُوْ كَلْمِيْ رَسُوْ دِيَا مِيْنَ اَوْ رَا زَكَرْدِيْنَ هِيْهَنِيْ اَكْلِيْ عَمْرِيْنَ بِرُجُوْ نِيْجَا اَيْنِ
 وَهِيَ عَذَابِ اَوْ رُطْفِ كَسْمِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ
 جُوْرَتِيْ هِيَ سِيْمُوْنَ بِنِ مِهْرَانِ سُوْ مَرُوْ يَ كَرِهَ وَهِيَ حَسَنُ بَصْرِيْ سَ طَوَافُ كَرَسْمِ كِي اَلْتِ مِيْنَ اَوْ رُطْفِ
 اَرْزُوْ تَحِيْ حَسَنُ بَصْرِيْ كِي مَلَا قَاتِ كِي بِرُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ
 كِي تَلَاوُتِ كُوْ بِرُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ
 عَمْرِيْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ سَ مَرُوْ يَ كَرِهَ وَهِيَ حَسَنُ بَصْرِيْ سَ طَوَافُ كَرَسْمِ كِي اَلْتِ مِيْنَ اَوْ رُطْفِ
 مِنْ وَمَا اَهْلُ كُنَّا مِنْ فَرَكِيْ مِيْنَ اَلْتِ هِيَ تَاكِيْدِ كَسْمِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ
 بَسِيْئُوْنَ مِيْنَ سُوْ مَرُوْ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ
 بَعْنِ تَذَكَّرَ هِيَ كَسْمِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ
 اِنَّ اَرْنَا ذِكْرًا لِيْ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ
 هِيَ بَسْمِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ
 كِي هِيَ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ
 خَلِيْلِيْنَ لِعِنَةِ لُوْ كُوْنَ كَسْمِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ
 اَنْزِلْ اَزَامِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ
 وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ اَلْتِ عَنْ التَّمْعِ لَعْنُوْ لُوْ وَهِيَ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ
 بِنِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ اَوْ رُطْفِ

اپنی کتاب عزیز کی وصف کرتا ہے جیسے چھوٹ کا دخل نہیں آگے سے نہ پیچھے سے اتاری ہوئی ہے حکمتوں کے سب
خوبیوں کے سب سے اعلیٰ ہے اس کو فتنہ متغیر جبکہ تائید ہوتی ہے اللہ کی طرف سے اور نہیں بے اثری اس کو شیطان
پھر اللہ تعالیٰ نے زمین و زمین بیان کیا جن پر ثابت ہو جاتا ہے کہ اس کا اتارنا اُن سے بن نہیں سکتا ایک تو یہ کہ ہریت
کے کاموں میں ان کی کوشش نہیں ہے بلکہ برباد ہو گئی ہے ان کی کوشش فساد اور بندوں کے گمراہ کرنے میں ہے
اس کتاب میں معروف کا حکم ہے اور منکر سے روکا ہوا اور یہ نور ہے اور ہدایت اور برہان عظیم میں اس کتاب اور شیطان
کے دریا سخت منافات ہو لہذا فرمایا ما یفنی ہم یعنی یہ دشمن نہ آوے اور یہ جو فرمایا اور وہ نہ کر سکیں تو اس کے
یہ سننے ہیں کہ اگر اُن سے یہی سکے تو وہ یہ کام کر نہیں سکتے یہ فرمایا اللہ تعالیٰ لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَنْفُسَنَا
عَلَىٰ جَبَلٍ لَّرَاَيْنَاكَ حَاشِعًا مُّصَدِّقًا لِّمَا نَكْفُرُ یعنی اگر ہم اُن سے یہ سنا کرتے یہ قرآن ایک پہاڑ پر تو دیکھتا
وہ دب جاتا نہایت جاتا اللہ کے درمیان بیان کیا کہ اگر اُن سے یہ کام بن سکا اور وہ اس کو اٹھا سکیں اور ادا کر سکیں
تو وہ دہشتناک پہنچ نہیں سکتے کیونکہ وہ قرآن کے سننے سے اس کو نازل ہونے کو وقت کنارہ ہوتے ہیں کیونکہ جب تک
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن شریف اترتا رہا آسمان سخت چوکیداروں اور انکاروں سے بہرہ دار اور شیطان
میں ہر کوئی شیطان قرآن مجید کا ایک حرف تک سن سکا تو کامر شائبہ نہ ہو جاوے اور یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے
اپنے بند و پیروں کی حفاظت ہو اپنے شرع کے لیے اور اس کی تائید ہے اپنی کتاب اور رسول کے لئے لہذا فرمایا لَآ اَمُرُ
عَنِ السَّمْعِ لَمَعْنٍ وَلَوْ نَجِیْے اللہ تعالیٰ نے جنوں کی طرف سے خبر دی وَ اَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَا
مِلْکَ حَرَسًا شَدِیْدًا وَ اَنَّا لَنَعْبُدُہُمَا مَقَالِلَ لِّلْسَمْعِ فَمَنْ یَسْمِعْ اِلَّا نَجِدْ لَہُمَا کِبًا
رَّصَدًا وَ اَنَّا لَنَدْرِیْ اَشَرًا اَرِیْدُکَ مِنْ فِی الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِہِمَّ رِبْہُمْ رَسَدًا یعنی جنوں نے یہ بھی
کہا کہ ہم نے ٹول دیکھا آسمان کو پہرہ پایا اس کو بہرہ ہے ہمیں چوکیدار سخت اور انکار سے یعنی جنوں کو انکار ہو چکے
ہیں اور خبر سننے نہیں دیتے چوکیدار اور یہ کہ ہم بیٹھے تھے آسمان کے ٹھکانوں میں سننے کو پہرہ کوئی اب سنا چاہو
جاوے اپنی واطم ان کا انکار گہات میں اور یہ کہ ہم نہیں جانتے کہ کچھ برا ارادہ ہوا ہے زمین کے پہرہ والوں پر
یا چاہا اُن کے حق میں ان کو رہنے راہ پر لانا فتح کا بیان یہ ہو کہ صنم مجبور و ماترنت برین قرآن مجید کی طرف
راجع ہے اور شیاطین کو شیاطون بھی پڑنا گیا ہے اور انوں کے ساتھ جہم سالم کا حکم دیکر خاص نے کہا
شیاطون پڑنا جہم نجات کو نزدیک غلط ہو اور میرے کہنا یہ علماء کی غلطی ہے اور فرار کا بھی یہی قول ہے
اور کہنا سوچنے کے اگر شیطان مشتق ہے شاطی شیط سے تو اس قرأت کی وجہ ہو سکتی ہے اور پوچھنا

اسکے صحیح ہونے پر یہ کہا ہے کہ میں نے ایک عربی سے سنا ہو وہ کہتا تھا دَخَلْتُ بَيْتَيْنِ مِنْ وَرَائِهِمَا
بَيْتَانِ اور اس بیت میں اللہ عزوجل نے رو کیا ہے اس پر کج کا کافرون نے قرآن مجید میں رقم کیا کہ ہم
اس قبل سے ہو جسکو شیطان کا ہونو پڑا ہے بعد تحقیق حق کے اس طرح کہ اس کتاب کو فرشتہ معتبر لیکر اتر رہا ہے
تو یہ کتاب نہ جاوے اور نہ کہانت اور نہ شعر اور نہ صناعت حلام جیسے کہو تھے کافر یہ جب اللہ عزوجل نے قرآن
مجید کی حقیقت کو ثابت کر دیا اور کہ اللہ تعالیٰ کے مان ہو اتر رہا ہے حکم کیا اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
کہ اے اللہ عزوجل کو پکار میں اور فرما یا فلک ترحم مع اللہ الہا آخر فتکون من المعدنین ؕ وَاَنْذِرْ
عَشِيرَتَكَ الْاَقْرَبِينَ ؕ وَاَخْرِصْ جَاٰحَكَ لِيَنْ اَتَّبِعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ؕ فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ
رَبِّيْٓ اَرَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَعْلٰی الْعِزِّ الرَّحْمٰیۃُ الَّذِیْ یَرٰ اَعْمٰلَکُمْ وَیَقْبَلُکَ
فِی السَّجْدِیۡنَ ؕ وَاِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ؕ نہ تو بت پکار اللہ کے ساتھ دوسرے حکم پہ تو پڑے عذاب میں
یہ فرمایا رسول کو اور سنایا اور ون کو ت اور ڈر سادے اپنے نزدیک کے ناتے والوں کو ف جب آیت اتری
تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سارے قریش کو پکار کر سنا دیا اور اپنی پیروی تک اور اپنی بیٹی تک اور چچا تک سنایا
کہ اللہ تعالیٰ کو یہاں اپنا فکر و خدا کے یہاں میں تمہارا کچھ نہیں کر سکتا اور اپنے بازو نیچے رکھہ انکے
واسطے جو تیرے ساتھ ہوں ایمان دے یعنی شفقت میں کہہ ایمان والوں کو اپنے ہوں یا پرانے پہ اگر تیری بے
حکمی کریں تو کہہ بے میں لاگ ہوں تمہاری کام سے یعنی خلاف خدا جو کوئی کرے اس کو تو تیرا ہو جا اپنا ہو
یا پر یا یہر و سا کر اس پر دست رحم والی پر جو دیکھتا ہے جھکو جب تو اٹھتا ہے اور تیرا پہرنا نمازیوں میں وہ جو
وہی ہے سنا جاتا یعنی جب تو تہجد کو اٹھتا ہے اور یاد رکنی خبر لیتا ہے کہ یاد میں ہیں یا غافل
ایا میں اللہ عزوجل اپنی عبادت کا حکم کرتا ہے حالانکہ وہ اکیلا ہے سکا کوئی سا جی نہیں ہے اور خبر
دیتا ہے کہ جو کوئی اُسکے ساتھ کسی کو سا جی بناو گیگا وہ اللہ عزوجل اسکو عذاب کر گیگا پہر حکم فرمایا اپنے پیغمبر
کو کہ ڈر سادین اپنے نزدیک کے ناتے والوں کو اور یہ کہ کسی کے کچھ کام نہیں آو گیگا مگر اسکا ایمان اپنے رب
عزوجل کے ساتھ اور ارشاد فرمایا کہ ترم کرے اپنا بازو ان مومن بندوں کے واسطے جو اُسکے تابع دار ہیں اور
اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے جو اسکی نافرمانی کرے وہ کوئی ہو کہ میں کا ہوس سے علیحدہ ہو جاویر لہذا فرمایا
فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّیْٓ اَرَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَعْلٰی الْعِزِّ الرَّحْمٰیۃُ الَّذِیْ یَرٰ اَعْمٰلَکُمْ وَیَقْبَلُکَ
اسکا اپنے ہر حال تالیے لستند فقوم ما انذر ابائوہم فہم غافلون یعنی نوکہ ڈراوے تو ایک

سچا جانیکے فرمایا میں ڈرتا ہوں سخت عذاب کے وری ابو لمیہؓ و بولایا تیرے کبھی ہمیشہ کے لیے تو نے کہا وہی
 و سچ بولایا اب اللہ تعالیٰ نے سورہ لہب تباری دَوَّاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَ مُسْلِمٌ وَ التِّرْمِذِيُّ
 وَ النَّسَائِيُّ مِنْ طَرِيقٍ عَنْ الْاَعْمَشِ بِہِ اور عائشہ رضہ سے مروی ہے کہ جب کہ میرہ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ
 الْاَقْرَبِيْنَ اتری تو حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کو فرمایا یا فاطمہ بنت محمدؓ یا صفیہ بنت عبد
 الْمَطْلِبِ یا ابی عبد المطلب لا اَمَلَكَ لَكُمْ مِنْ اللّٰهِ شَيْئًا سَلُوْنِي مِنْ مَّالِيْ مَا شِئْتُمْ یعنی
 حضرت منے فرمایا اے فاطمہؓ کی بیٹی اے صفیہؓ عبد المطلب کی بیٹی یا عبد المطلب کی اولاد میں مالک
 نہیں تمہاری بہتری کا خدا کے کسی چیز کا میرے مال سے مالک ہو جو تمہارا ہی جائے اِنْفَرَدَ بِاٰخِرِ اِحْمَدٍ
 یعنی دنیا میں اپنے مال سے میں نہ جھکوں نہ یا بہ آخرت کا میں مالک نہ رہتا نہیں ہوں بدوں یا ان ورنیک
 عمل کے میری قربت پر نہ ہو لہذا ابو ہریرہ رضہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ
 اتری تو حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کو بلایا پھر عام طور پر بلایا اور خاص طور پر بلایا اور اسے قریش کی
 جماعت چھوڑا اپنی جانوں کو آگ سے اور کعب بن لوی کی اولاد چھوڑا اپنی جانوں کو دوزخ سے اور اہل قحط
 کی اولاد چھوڑا اپنی جان کو دوزخ سے اور عبد المطلب کی اولاد چھوڑا اپنی جان کو دوزخ سے اور فاطمہ رضہ
 محمدؐ کی بیٹی چھوڑا اپنی جان کو دوزخ سے اور اس کو کہ میں بیشک مالک نہیں تمہارے بچانے کا خدا کے عذاب سے
 کچھ بھی مگر البتہ تمہاری برادری کا حق ہو سو میں اس کو ملاؤں گا تو تازہ کر کے بیوہ برادری کا حق ادا کروں گا دَوَّاهُ
 الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَ التِّرْمِذِيُّ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَمْرِوہِ وَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ
 عَرَبِيٌّ مِنْ هٰذَا الْوَجْہِ وَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ مِنْ حَدِيْثِ مُوسٰی بْنِ طَلْحَةَ قُرْسَلًا وَ لَمْ يَذْكُرْ فِیْہِ
 اَبَا هُرَيْرَةَ وَ الْمَوْصُولُ هُوَ الْمُضْحِیُّ وَ اَخْرَجَاهُ فِی الصَّحِيْحَيْنِ مِنْ حَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعْدِ بْنِ
 الْمُسَيَّبِ وَ ابْنِ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اور اعرج نے ابو ہریرہ رضہ سے مرفوعاً روایت
 کیا یا ابی عبد المطلب اشتروا اَنْفُسَكُمْ مِنَ اللّٰهِ یا صفیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 و یا فاطمہ بنت رسول اللہ اشترا یا اَنْفُسَكُمْ مِنَ اللّٰهِ وَاِنِّیْ لَا اَعْنِيْ عَنْكُمْ اَمِنْ اللّٰهِ شَيْئًا سَلُوْا
 مِنْ مَّالِيْ مَا شِئْتُمْ یعنی حضرت منے فرمایا اے عبد المطلب کی اولاد خرید لو یعنی سچا لو اپنی جان میں
 کے عذاب سے اور صفیہؓ کے پیغمبر کی بیوی اور اے فاطمہؓ کے پیغمبر کی بیٹی سچاؤ تم دونو اپنی جانیں
 اللہ کے عذاب سے اور اس کو کہ میں بیشک مالک نہیں تمہارے بچانے کا خدا کے عذاب سے کچھ بھی میرے

ال من سوانك لموجت باجی چاہر روا کہ الامام احمد موفقتہ یہ من هذا الوجه ونفرت دیر عن معاویہ
عن رائك ع عن ابی ان نادر عن الآخر عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخون
ورواہ ایضا عن حسن ابن یونس عن الآخر عن ابی ہریرۃ عن ابی ہریرۃ عن ابی ہریرۃ عن ابی ہریرۃ عن ابی ہریرۃ
ابو ہریرۃ رضی عنہ سے مرفوعاً روایت کیا یا بی قصی یا بی ہاشم یا بی عبد مناف انا اللہیر والموت
المغیر والساعۃ الموعد یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا میں ڈرنے والا ہوں اور موت لوٹروں کا
طرح ناگہان آنے والی ہو اور قیامت عدہ گاہ ہو رواہ ابویعلیٰ اور عثمان نے روایت کیا قیصر بن مخرق اور
زہیر بن عمرو سے ان دونوں نے کہا جبارت واکن ذعشیر تک الاقرین انری تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے ایک بڑے پتھر پر چڑھ گئے جس کے اوپر ایک درتہ رہا اور کھارنے لگو یا بی عبد مناف ارقی ذیر لکھ
لما منی ومثلکم کمثل رجل رآی العدو فانطلق یریا اہلہ فحشی ان یشبقوہ فجعل ھیف
یا صبا حاہ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا ابو عبد مناف کی اولاد میں غدا الہی ہو تمہارا ڈرنے والا ہوں
اور میری تمہاری مثل جیسے اس مرد کی مثل جس دشمن کو دیکھ لیا کہ غارت کو جاتے ہیں تو وہ مرد چلا کہ اپنے
لوگوں کو بچا وے سو ڈر اسکے پیچھے سے دشمن اگر پیچھا کرے گا تو وہیں سے چلانے لگا کہ اسے لوگو
خبردار ہو جاوے دشمن اگر پیچھا کرے گا تو وہیں سے چلانے لگا کہ اسے لوگو
طرحان الثبی عن ابی عثمان عبد الرحمن بن سہیل التھذیب عن قیصرۃ وزھیر بن
عمر و اھلانی یہ پانچوں حدیث حضرت علی رضی عنہ سے مروی ہے کہ جب آیت واکن ذعشیر تک الاقرین
نازل ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے کنبہ کے لوگوں کو جمع کیا تو تین نفر جمع ہوئے پہلے ہون
نے کیا یا اوپا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو فرمایا کون شخص ہے کہ قبول کرے مجھے دین میرا
میرے وعدہ اور ہودی میرے ساتھ بہشت میں اور ہودی میرے خلیفہ میرے اہل میں کہا راوی نے
پہلیں کی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات اپنے گہر والوں پر تو بتائی کہ میں قبول کرتا ہوں میں کیا
اور میں ثابت ہو گا آپ کے وعدہ پر روا کہ الامام احمد عن اسود بن عاص عن شریک احمد عن
دوسرے سیاق جو اس سے پہلے بی بی بن جابر نے حضرت علی رضی عنہ سے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے عبد المطلب کی اولاد کو جمع کیا اور وہ ایک جماعت تھی اور ان میں سے ہر ایک ایسا تھا کہ بڑی
کا بچہ شمشادہ کہا جادو اور پانی کا ایک فرق بچا وے (فرق ایک بہت بڑا پسند ہوتا ہے) تو آپ نے

انکے وسطی قبیلے میں باؤ کے کہنا تیار کیا پھر انہوں نے کہا یہاں تک کہ سیر ہو گئے اور کہا نا اسنے کا اتنا ہی رہا
گو اسکو کسی نے ماتہ نہیں لگا یا پھر اپنے پانی منگایا پھر انہوں نے یہاں تک کہ سیر ہو گئے اور پانی دینے کا
ہی ہزار گویا اسکو ماتہ نہیں لگا یا اس میں سے کسی نے نہیں پیار یہ راوی کو شک ہے کہ یہ فرمایا یا وہ فرمایا
اور حضرت صلعم علیہ وسلم فرمایا اسے عبد المطلب کی اولاد میں مہار مطرف خاص طور پر بھیجا گیا ہوں اور لوگوں
کی طرف عام طور پر اور تم دیکھ چکے ہو یہ نشانی پہر تم میں کون شخص میری ساتھ سجت کرتا ہے کہ وہ میرا بھائی
بن جاوی اور میرا ساتھی فرمایا حضرت علیؓ نے پیر کی پیر لٹا کی طرف اور میں سب لوگوں سے چھوٹا تھا
حضرت نے فرمایا بیٹھ جا پھر حضرت نے تین باریسی فرمایا ہر بار میں ہی اٹھتا رہا اور آپ فرماتے رہی بیٹھ جا
یہاں تک کہ تیرا مرتبہ ہوا تو اپنے اپنا ماتہ میرے ماتہ پر مارا اس حدیث کا ایک اور طریق جو اس سیاق سے
اگر باور بھٹ ہے اور زیادتیوں کے ساتھ ابن عباسؓ نے علیؓ بن ابی طالب سے روایت کیا کہ جب آیت حضرت
صلعم علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ وَاحْفَظْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ حضرت صلعم علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے سمجھ لیا کہ اگر میں اپنی قوم کو اپنا دین جلد سمجھا
تو اسے وہ بات دیکھو گا جو مجھ کو بری معلوم ہوگی یعنی اندر سانی کا اندیشہ ہے پھر تم میں ما اور میرے پاس
جبریلؑ آئے اور کہنے لگے يَا مُحَمَّدُ إِنَّ لَكَ تَفَعَّلَ مَا أَمَرْتُ بِهِ عَنْكَ رَبُّكَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ فَذَكَرْتُ فَقَالَ يَا عَلِيُّ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ أَمَرَنِي أَنْ أَنْذِرَ عَشِيرَتِي الْأَقْرَبِينَ فَهَرَفْتُ
أَنِّي لَأَنْ بَادِرْتَهُمْ بِذَلِكَ رَأَيْتُ مَا أَكْرَهُ فَصَمْتُ عَنْ ذَلِكَ ثُمَّ جَاءَنِي جِبْرَائِيلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ
لَنْ تَفَعَّلَ مَا أَمَرْتُ بِهِ عَنْكَ رَبُّكَ فَأَصْنَعْ لَنَا يَا عَلِيُّ شَاةً عَلَى صَاحٍ مِنْ طَعَامٍ وَأَعِدْ
لَنَا عَسَلَيْنِ ثُمَّ اجْمَعْ لِي بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَفَعَلْتُ فَاجْتَمَعُوا إِلَيْهِ وَهُمْ يَوْمَئِذٍ أَرْبَعُونَ
رَجُلًا أَوْ يَفْقُصُونَ رَجُلًا فِيهِمْ أَعْلَامُ أَبُو طَالِبٍ وَهَمَزُ وَالْعَبَّاسُ وَأَبُو لَهَبٍ الْكَافِرُ
الْخَبِيثُ فَقَدْ مَاتَ إِلَهُهُمْ نَبِيُّكَ أَنْجَفْتَهُ فَآخَذَ مِنْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَذْبَةً
فَشَقَّهَا بِإِسْنَانِهِ ثُمَّ رَمَى بِهِ فِي تَوَاحِيحِهَا وَقَالَ كُلُوا مِنْهُمُ اللَّهُ فَاكُلِ الْقَوْمُ حَتَّى تَهْلُو
عَنْهُ مَا رَأَيْتُمْ إِلَّا أَنْارَ أَصَابِعِهِمْ وَاللَّهُ لَوْ كَانَ الرَّجُلُ مِنْهُمْ لَيَاكُلُ مِنْهَا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْقِهِمْ يَا عَلِيُّ فَمَحَسْتُ بِذَلِكَ الْقَعْفَ فَنَزَلُوا حَتَّى تَهْلُوا جَمِيعًا
وَأَيُّمُ اللَّهُ إِنْ كَانَ الرَّجُلُ يَشْرَبُ مِثْلَكَ فَلَا أَرَادَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ

ستم کر لیا تو تیرا رب تجھ کو عذاب کر گیا پہ تو ہمارے واسطی ایک بکری کاٹ اور ایک صاع غلہ کا کہنا تیار کر اور ایک ٹکٹ
 پیالہ دودھ کا مہیا کر پہ کٹھا کر میرے واسطی عبد المطلب کی اولاد کو پہرینے ویسا ہی کیا اور وہ سب ایک جگہ پاس آ
 جمع ہوئے اور وہ سدن ایک اوپر چالیں نفر تھے یا ایک کم انہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچے بھی تھے
 یعنی ابوطالب اور حمزہ اور عباس اور ابولہب کا فرضیت پہرینے آئے اگر کہنا تھا لگن رکھ دیا پہر اس لگن
 میں سر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ٹکڑا کپڑا اور ہسکو اپنے مبارک دانتوں سے توڑا اور اس لگن کے چاروں
 طرف الدیا اور فرمایا کہ اے اللہ کے نام سے پہر انہوں نے کہا یا یہاں تک کہ سیر ہو گئے اور وہ لگن ویسے کا
 ویسا پہر اتھا صرف ہمیں انکی اونگلیوں کے نشان دکھائی دیتے تھے اور بخدا انہیں سے ہر ایک اس لگن کے
 مطابق کہانے والا تھا پہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اب انکو دودھ پلا اے علی پہر لایا میں
 دودھ کا پیالہ پہر انہوں نے اس سے دودھ پیایا یہاں تک کہ وہ کب خیر ہو گئے اور ایک قسم نہیں سے ہر ایک اس
 پیالے کو مطابق پانی پینے والا تھا جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کلام کرنا چاہا تو ابولہب پلید پہلے
 ہی بول اٹھا ہی بات کر واسطی اسے تنکویر جادو کر کے دکھایا ہے پہر وہ جدا ہو گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے انکی کوئی بات نہ کی جب کل کا دن ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی جیسے تو نے
 کل کہا نہ پتیا تیار کیا تھا آج ہی تیار کر کیونکہ ابولہب نے میری بات کرنے سے پہلے کہا جو تو نے سن لیا پہر میں نے کہا
 پتیا تیار کیا پہر میں نے انکو اکٹھا کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ویسا ہی کیا جیسے پہلے دن کیا یعنی
 پیالہ میں سے ایک ٹکڑا لیکر انکو دانتوں سے توڑ کر اسکے چاروں طرف الدیا اور فرمایا کہ اے اللہ تعالیٰ کو نام سے پہر انہوں
 نے کہا یا یہاں تک کہ سیر ہو گئے بخدا انہیں سے ہر ایک اس پیالے کے مطابق کہانے والا تھا پہر آپ فرمایا
 دودھ پلا انکو اے علی پہر میں دودھ کا پیالہ لایا پہر انہوں نے اس سے پیایا یہاں تک کہ سیر ہو گئے اور بخدا ان
 میں سے ہر ایک اس پیالے کو مطابق پینے والا تھا پہر جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکی بات کرنا چاہا
 تو ابولہب پلید پہلے ہی بول اٹھا کہ اسے پہلے تنکویر جادو کیا ہے پہر جب اہو گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے کوئی بات نہ کی پہر جب انکا دانت ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی تیار کر ہمارے
 واسطی کل کی طرح کہا یا پتیا کیونکہ ابولہب نے میری بات کرنے سے پہلے کہا جو تو نے سنا پہر میں نے تیار کیا اور سب لوگوں
 کو بلایا پہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے دنوں کی طرح لگن میں سے ایک ٹکڑا لیکر توڑ کر اسکے
 چاروں طرف الدیا پہر انہوں نے کہا یا یہاں تک کہ سیر ہو گئے پہر میں نے انکو بلایا یہاں تک کہ سیر ہو گئے بخدا

انہیں سب ہر ایک اس لگن کے مطابق کہا تا اور اس پالہ کے مطابق پتیا تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
 اے عبد المطلب کی دلدل مدینیک میں اللہ کی قسم نہیں جانتا کہ عرب کا کوئی جوان اپنی قوم کے پاس لایا اس سے بہتر
 جو میں تمہارے پاس لایا میں لایا تمہارے پاس دنیا و آخرت کی پہلانی اور جھکوا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ میں تم کو
 اسکی طرف بلاؤں پھر تم میں سے کون ہو جو میری مدد کرے اس کام میں اس شرط پر کہ تمہاری ہومیر اور میسا اور میسا
 پھر سب کے ساتھ رہو سب بات کرمانے کو اور میں نے کہا کہ میں ان میں سے دو عمر ہوں اور میری آنکھ میں زیادہ دیا آتی
 ہے اور میرا سب سے بڑا ہے اور میری پٹلیاں چلی ہوئی ہیں میں نے اسے اللہ کے پیغمبر اس امر پر اچھا مددگار
 ہوں پھر آپ نے میری گردن پکڑی اور فرمایا یہ میرا بھائی ہے اور میسا اور میسا تو اسکی بات سنو اور اسکا کہا مانو پھر
 لوگ منہ سے اٹھتے اور کہتے تھے ابو طالب کو تیرا بھتیجا جھکوا حکم کرتا ہے کہ تو اپنے بیٹے کی بات سنو اور اسکا کہا مانو
 دَوَاكَ الْخَافِظُ ابُو بَكْرٍ الْبَيْهَقِيُّ فِي دَوَاكِ الْبَيْهَقِيِّ الْبَيْهَقِيُّ الْبَيْهَقِيُّ الْبَيْهَقِيُّ الْبَيْهَقِيُّ الْبَيْهَقِيُّ الْبَيْهَقِيُّ الْبَيْهَقِيُّ الْبَيْهَقِيُّ الْبَيْهَقِيُّ
 اس سیاق کے ساتھ عبد الغفار بن قاسم بن مرثد اور وہ متروک ہے کذاب شیعہ ہے علی بن مدینی وغیرہ نے
 اسکو حدیث بنانے کے ساتھ متہم کیا ہے اور اور اسون نے اسکو ضعیف کہا ہے اس حدیث کا ایک اور طریق حضرت
 علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت اتری حضرت منہ مجھ سے فرمایا تیار کر میرے واسطے ایک بکری کا پاؤں
 ایک صلح طعام کے ساتھ اور ایک برتن دودھ کا کہا ابو نعیم نے پہلے یہ کام کیا پھر جھکوا فرمایا بلالہ شام
 کی اولاد پہلے برتن انکو بلال لایا اور وہ اسوقت ایک کم چالیس تھے یا ایک اوپر اور ان میں دس تو ایسے تھے کہ
 انہیں تیرا ایک بکری کا سچ کہانے والا تھا جب ان کے کہانے کا لگن کہا تو حضرت منہ اسکی چوٹی میں سے
 کچھ کہا نا اوٹھایا پھر فرمایا کھاؤ پھر انہوں نے کھایا یہاں تک کہ سیر ہو گئے اور یہ سالہ اسی طرح لبریز تھا نہ کم
 کیا اور انہوں نے سیر میں سے مگر تھوڑا ہی پھر میں دودھ کا برتن لایا اور انہوں نے پیسا یہاں تک کہ وہ سیر
 ہو گئے اور بہت سا چہرہ صاحب وہ فارغ ہوئے تو حضرت منہ چانا کہ اسنے کلام کرین پرا نہوں نے پہل کی
 اور پورے اچکی طرح کہی جاو نہین کچھا اور حضرت م خاموش ہے پھر جھکوا فرمایا تیار کر بکر کا پاؤں ایک صلح
 طعام کے ساتھ پہنچے گیا اور انکو بلال یا جب وہ کہا چکے اور پی چکے تو حضرت مسلم نے کلام شروع کی کون
 تم میں سے ادا کر گیا دین میرا اور ہو غلیفہ میرا میرے اہل میں پھر سب چپ رہے اور عباس بن علی ساکت رہے اس
 دے سے کہ کہیں اس کام میں انکا مال نہ جاوے اور میں چپ رہا عباس کے لیے اسلئے کہ وہ بڑے ہی پھر آیا
 نے دوسری بار وہی فرمایا پھر ہی عباس چپ رہے جب میں نے دیکھا کہ کوئی نہیں بولتا تو میں نے کہا یا رسول اللہ

میں آپکا دین آپکی طرف ان کو رنگا اور میں اوس دن بہت بدعتیت تھا آنجھیں چند ہی منہ ہی سیٹ بڑا بیڈ لیان
چھلی ہوئیں پس یہ متعدد طرق میں اس حدیث کی حضرت علی رض سے اور یہ کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
سوال کیا اپنے چچاؤں اور انکی اولاد سے کہ حضرت کی طرف سے لوگوں کو دین پہنچا دین اور اسکے اہل میں
خلیفہ بنیں اگر آپ اللہ تعالیٰ راہ میں مارے جاویں گویا آپ کو ڈر تھا تبلیغ رسالت میں مارے جاکا چہرہ اللہ
نوعانے زیر آیت اناری یأیہا الرسول بلکہ ما أنزلناک من ربک وإن لم تفعل فمأبکف
رسالتہ واللہ یعصمک من الناس یعنی رسول پہنچا جو تجھ کو اترے تیرے رب سے اور اگر یہ نہ کیا تو تو نے
کچھ نہ پہنچایا اسکا پیغام اور اللہ تجھ کو بچائے گا لوگوں کو پس اس وقت بخوف ہو گئے اور اس پہلے پہر میں نے
تجہ یہاں تک کہ آیت انزی واللہ یعصمک من الناس اور بنی ہاشم میں کسی ایمان مضبوط اور یقین
محکم اور حضرت م کے لیے تصدیق حضرت علی رض سے بڑ بکر نہ تھی رضی اللہ عنہ اسی لیے انہوں نے حضرت
کا حکم ماننے میں جلدی کی بعد ازاں عیان ہو کر حضرت منے لوگوں کو توحید کی طرف بلانا شروع کیا یہاں
تک کہ صفا پر چڑھ گئے اور سبھی برادران کو عموماً اور خصوصاً بلایا اور فرمایا میں ڈرسانے والا ہوں
اور اللہ تبارک و تعالیٰ جو چاہتا ہے سید ہی اہ عبد الواحد دمشقی کہتے ہیں مسیخ دیکھا ابوالدرداء رض کو کہ لوگوں کو خدا
سنا کر تھے اور انکو فتوے دیتے تھے اور انکا بیٹا انکے پہلو میں تھا اور انکے گہروں میں مسیخ کی ایک طرف بیٹھو تھے
کسی نے کہا لوگ تو مشوق سے حاصل کرتے ہیں انکو جو آپ کے پاس ہے (یعنی علم قرآن و حدیث) اور انکے
گہروں میں بیٹھو کہیں ہے میں انہوں نے کہا سیدے کہ میں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے اذہد
الناس فی الدنیا والاٰئنیاء واشدھم علیہم الاقریون یعنی سب لوگوں سے بڑ بکر دنیا سے بے
رغبت پیغمبر مہرتے ہیں اور انکے سخت مخالف انکے رشتہ دار ہوتے ہیں اور یہ قرآن مجید میں موجود ہے اللہ
نے فرمایا وَاَنْذِرْ عَشِیرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ وَاَخْفِضْ جَنَاحَکَ لِیَنْ اَتَّبَعَكَ مِمَّنْ اَمُوْا مِنْنَ اَنْ قَانَ
عَصْوَاکَ فَقُلْ اِنِّیْ بِرَبِّیْ مُؤْتَمِّنٌ تَعْمَلُوْنَ یعنی اور ڈر سنا دو اپنے نزدیک کے ناتے والوں کو اور اپنے
بازو نیچے کہہ انکے واسطی جو میرے ساتھ ہوں ایمان لے کر لے کر تیری جیکمی کریں تو کہہ دے میں اللہ کو
تمہارے کام کو اور ہر فرمایا وَتَوَكَّلْ عَلَی الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ یعنی اپنے سدا کو کاموں میں بہرہ و سارا اس
دست رحم والے پر وہی تیرا سویہ ہے اور ناصر اور حافظ اور ناصر اور تیرے کلمہ کو بالا کرنے والا اور یہ جو فرمایا
وہ جو دیکھتا ہے تجھ کو جب تو اٹھتا ہے یعنی اسکی عنایت تیرے شامل حال ہے کما قال تعالیٰ فاصْبِرْ لِحُکْمِ

کہا کہ انہوں نے والدین کو خاص کیا کیونکہ انکے حال کے ساتھ بہت اہم اور ملتا تھا اور حق کی طرف بلانا انکو مقدم تھا بعض نے کہا عیشیہ اقربین سے مراد قریش ہیں اور بعض نے کہا عبد مناف کی اولاد اور بعض نے کہا بنو ہاشم اور بخاری سلم وغیرہ میں ابو ہریرہؓ سے ثابت ہے کہ جب یہ آیت اتری تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کو بلا یا پھر عام طور پر بلا اور خاص طور پر بلا یا اور فرمایا اسے قریش کی جہت چھوڑ دو اپنی جانوں کو آگ سے سو اسلم کر مین مالک نہیں تمہارے نقصان دور کرنے کا اور نہ تمکو فائدہ پہنچانے کا اگر کعب بن لوی کی اولاد چھوڑ دو اپنی جانیں آگ سے سو اسلم کر مین نہیں مالک تمہاری نقصان دور کرنے کا اور نہ تمکو فائدہ پہنچانے کا امی قضی کی اولاد چھوڑ دو اپنی جانیں آگ سے سو اسلم کر مین نہیں مالک تمہاری نقصان دور کرنے کا اور نہ تمکو فائدہ پہنچانے کا اسے عبدالمطلب کی اولاد چھوڑ دو اپنی جانیں آگ سے سو اسلم کر مین مالک نہیں تمہارے نقصان دور کرنے کا اور نہ تمکو فائدہ پہنچانے کا امی قحط کی اولاد چھوڑ دو اپنی جانیں آگ سے سو اسلم کر مین مالک نہیں تمہارے نقصان دور کرنے کا اور نہ تمکو فائدہ پہنچانے کا امی قحط کی اولاد چھوڑ دو اپنی جانیں آگ سے سو اسلم کر مین مالک نہیں تمہارے نقصان دور کرنے کا اور نہ تمکو فائدہ پہنچانے کا

رحمہ اللہ اپنے دوستوں کے لیے وہ جو تم کو دیکھتا ہے جب تو کہتا ہے کہ نماز کے واسطے کیسا اکثر مفسر کا تو
یہی قول ہے اور کہا مجاہد نے جب تو کہتا ہے کہ جہان تو ہووے وقلوبکم فی الساجدین اور تمہارا دیکھتا
ہے جب تو جماعت میں نماز پڑھتا ہے حالت رکوع اور سجدے میں اور قیام میں اکثر مفسر نکاہی قول ہے اور
مقاتل نے امام عظیم علیہ الرحمۃ سے سوال کیا کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ذکر یہی قرآن مجید میں موجود ہے فرمایا
مجھے یاد نہیں ہے تب مقاتل نے یہ آیت پڑھی بعض نے کہا تقوم میں تہجد کی طرف اشارہ ہے اور قلب سے
یارون کی خبر لیا مراد ہے کہ یاد میں ہیں یا غافل لکن قال مجاہد کہا ابن عباسؓ نے قلب سے قیام اور رکوع
اور سجود مراد ہے اور انہی سے مروی ہے کہ کہا انہوں نے وہ تم کو دیکھتا ہے حالانکہ تو نماز میں ہوتا ہے اٹھتا
ہے اور بیٹھتا ہے انکو ساتھ اور یہ بھی انہی سے مروی ہے کہ حضرت جب نماز کے واسطے کہڑے ہو تو تو پھیلون کو یاد
جیسے اپنے رنگے دیکھتے اور ثابت بھی عین غیر ہوا کی حدیث میں جسکو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا کہ حضرت صلعم
نے فرمایا ھَلْ تَرَوْنَ فِیْکُمۡیَ ھٰذَا قَوْلَ اللّٰہِ مَا یَخْفٰ عَلَیْکُمْ خَشَوْعَکُمْ وَلَا دُکُوعَکُمْ وَلَا فِیْ کَلَامَکُمْ
مِنْ دُرِّ اَرۡضٍ خَیۡرٌ یَّعْنِیۡمَ سَمَیۡتَ ہُوَ کہ میں صرف اسی طرف دیکھتا ہوں پس خدا کی قسم مجھے تمہارا خشوع
اور رکوع پوشیدہ نہیں ہے اور میں تو تمکو پیٹھ کے پیچ سے بھی دیکھتا ہوں ھَلْ اَیۡدِیۡکُمْ عَلٰی مَنِّ
سَآءَ اَمۡلُ الشَّیۡطٰنِیۡنَ تَنۡزِلُ عَلَیۡکُلِّ اَقَالِ اَیۡدِیۡکُمۡ یُلۡقَوۡنَ التَّمَعۡ وَاکۡتَرٰھُمۡ کَلِمَۃُ یَوۡنَ وَ
الشُّعْرَآءُ یَنۡبَغِیۡھُمُ الْعَاوَنَ اَلَمْ تَرَ اَکۡثَرُھُمۡ فِیۡ کُلِّ وَاِدٍ یَّھِیۡمُوۡنَ وَاکۡثَرُھُمۡ یَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا یَفْعَلُوۡنَ
اَلَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَحَمِلُوا الصَّلٰحٰتِ وَذُکِّرُوۡا اللّٰہَ کَثِیۡرًا وَانۡتَصَرُوۡا مِنْۢ بَعۡدِ مَا ظَلَمُوۡا وَاَسِیَعَلَمُ الَّذِیۡنَ
ظَلَمُوۡا اَیۡیَ مَنْقَلَبٍ یَّتَقَلَّبُوۡنَ ہ میں تاؤں کو کس پر ترے ہیں شیطان اترتے ہیں ہر جھوٹے گنہگار پر
لاؤ الے ہیں سنی بات اور بہت اُن میں جھوٹے ہیں ف ایک لوگ تہو کا ہن کہلاتے کسی شیطان سے
دوستی کر کہتے نہرو نیاز دیکرو وہ سب شیطانوں میں ملکر جاتا ہے فرشتوں کی باتیں سنو وہ انکار سے
ماتے ہیں جو تارے چھوٹے نظر آتے ہیں جو ایک دو بات کان میں پڑ گئی اگر اسنے اپنے دوست پر دلی
اُسے لوگوں کو بتادی لوگ اسکے قائل ہو کر جو سچا کا ہن سویر ہے اور بہت لوگ مکر نباتے ہیں بعضی
چیز انسان سوچھی ہے پر شیطان کو معلوم ہے جیسے سوچ پاس کو س کے احوال یا کسی کی جیب میں کیا ہے
یا اسکے دین خیال کیا ہے اور اگلی خبر شیطان کو بھی معلوم نہیں مگر ایک دو بات جو فرشتوں سے سنی اور
دین میں ملا لیں اگلے سے اگلے جھوٹ پڑی پاچم ہو شیطان نیک بختوں کو نیزا رہے کہ یہ کہو برا جانتے ہیں

جھوٹے دعا بازوں کو خوش ہے جو اسکی مرضی کے موافق ہیں ت اور شاعروں کی بات پر چلین ہی
جوبے اہرین ف کا فریبیہ کو کہی کا ہن تیار کہی شاعر قویا کہ شاعر کی بات کسی کو ہدایت نہیں دیتی
اسکی صحبت میں نہ اردن خلق نیکی پراتے ہیں ت تو نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر میدان میں سڑتے پڑتے
ہیں ف یعنی جو مضمون پکڑ لیا اسکو بڑائی چلت اور یہ کہ وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے ف یعنی
جیسے مردانگی کہتے ہیں در نہیں کہتے عشق کہہ ہیں جھوٹ بیماری کہتے ہیں جھوٹ ت مگر جو یقین لائے
اور کین نیکیاں اور یاد کی اسکی بہت اور بد لایا اسچھپے کہ انپر ظلم ہوا اور اب معلوم کر سن گے ظلم کرنے والے کس
کروٹ الٹی ہیں ف یعنی جو کوئی شعر میں اللہ کی کی حمد کہے یا کفر کی مذمت گناہ کی برائی یا کافر اسلام کی
ہجو کرے یا اسکا جواب دے ایسا شعر عیب نہیں اتنے مافی موضع القرآن حافظ ابن کثیر نے کہا اللہ تعالیٰ شکر و
میں ہر مخاطب کر کے انکو فرماتا ہے جو کہتے ہیں کہ جو کچھ رسول لایا یہ رست نہیں ہو اور یہ ایک بات ہو جسکو اپنی
طرف سے بنا لیا ہو اور اسکے پاس کوئی حجت نہ رہے ان آیات میں اللہ تعالیٰ اپنے رسول علیہ الخیرۃ و التسلیم کی
بارگاہ کو انکے قوالی فراء سے منزعہ کیا ہے اور خبر دی ہے کہ جو کچھ رسول لایا ہے اسکو پاس سے لایا ہو اور اسکو
اسی نے امارا اور اسی کا پیغام ہے لیکر اتر اسکو فرشتہ عزت والا معتبر بڑا اور یہ کلام شیطانوں کی نہیں ہے
کیونکہ انکو اس آیت عظیم جیسی کتاب میں غیبت کہاں اور وہ تو اپنے جھوٹے کا ہنوں پر اترتے ہیں ولہذا فرمایا
هَلْ أَتَيْتُمْ كُرُوحَ الْمُتَّقِينَ تَنَزَّلُ عَلَى الْغُلَامِ أَتَشَاءُونَ أَتَسْتَبْدُونَ أَفَأَنْتُمْ مُعَذِّبُونَ أَمْ لَهُمْ آلِهَةٌ تَمْنَنُ فِيهِمْ لَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ وَلَئِنْ سَأَلْتُمْ لَهُمْ آلِهَتَهُمْ لَيَكْفُرْنَ بِمَا هُمْ يُفَعِّلُونَ
ہو اور ایشم وہ جو اپنے افعال میں بدکار ہو پس ایسے کا ہنوں پر شیاطین اترتے ہیں کیونکہ وہ بھی جھوٹے ہیں اور
بدکار ہیں یَلْقَوْنَ السَّعْمَ یعنی جاگتے ہیں آسمان کے قریب اور سن لیتے ہیں ایک بان غیب کی اور ملا
میں آہن جو جھوٹ پر لا دالتے ہیں اسکو اپنے دوستوں کے کانوں میں آدیں سہی پر وہ بیان کرتے ہیں انکو
اور لوگ انکی تصدیق کرتے ہیں انکی ہر ایک بات میں سبب سچ ہونے ایک آسمانی بات کے حضرت عائشہ رضہ
فرماتے ہیں کچھ لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہنوں کا حال پوچھا آپ نے فرمایا انکی کچھ حقیقت نہیں لوگوں نے
عرض کیا یہ وہ کوئی بات کرتے ہیں تو وہ سچ ہوتی ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذلک الکلمۃ
مِنْ الْحَقِّ يَخْطُبُهَا الْحَبِيبُ فَيَقْرَأُ فِي أَذُنِ وَلِيِّهِ لَقَدْ قَرَأَ الدَّجَاجَةُ فَيَخْطُبُونَ مَعَهَا الْكُفْرَ
مِنْ وَابِتَةٍ كَذِبٍ یعنی یہ ایک بات سچی ہوتی ہے اچک لیتا ہے اسکو شیطان پر ڈالتا ہے اسکو اپنے دوست کے
کان میں جیسے مرغی کو کر کرتی ہے یہ وہ ملا تے ہیں آہن جو جھوٹ دوا ابھاری میں حدیث الزہری سے

علمہ کہتے ہیں میں نے ابوسہریرہؓ کو حضرت صلہ اللہ علیہ آلم وسلم نے فرمایا اِذَا قُضِيَ لِلَّهِ الْأَمْرُ فِي السَّمَاءِ صَوَّرَ
 الْمَلَكُ الْمَلِكَةَ يَخْجَعُهَا خَضَعًا لِقَوْلِهِ كَأَنَّمَا سُلْسِلَتْ عَلَى صَفْوَانٍ فَإِذَا فُزِعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا
 مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا لِلَّذِي قَالَ الْحَقُّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرْقِ السَّمْعَ وَمُسْتَرْقِ
 السَّمْعِ هَكَذَا ابْعَضُ فَوْقَ بَعْضٍ وَصَفَّ سَفِيَانُ بِيَدِهِ فَحَرَفَهَا وَيَدَّ بَيْنَ أَصْلَابِهِمْ فَيَسْمَعُ
 الْكَلِمَةَ فَيُلْقِيَهَا إِلَى مَنْ تَحْتَهُ حَتَّى يُلْقِيَهَا عَلَى لِسَانِ السَّاحِرِ أَوْ الْكَاهِنِ فَرَبِمَا أَدْرَكَ النَّهْيُ
 قَبْلَ أَنْ يُلْقِيَهَا وَرَبِمَا أَلْقَاهَا قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَ فَيَكُنْ بِمَعَهَا مِائَةٌ كَذِبَةٍ فَيَقَالُ الْكَيْسُ
 قَدْ قَالَ لَنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا أَوْ كَذَا وَكَذَا أَفِيصْدَقُ بَيْنَكَ الْكَلِمَةُ الَّتِي سَمِعْتُمْ مِنَ السَّمَاءِ يَعْنِي
 یعنی جسے تعالیٰ آسمان میں کوئی حکم جاری کرتا ہے تو آواز آتی ہے جیسے پتھر پر بخیر فرشتے دُرسے پتھر تارتے
 ہیں جیسے کین آبی اور کلام اُتر چکا ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کیا فرمایا تمہارے رہنے (اوپر والے) بتاؤ
 ہمیں (سنچے کھڑوں کو) جو اللہ کی حکمت کو موافق ہے اور اُس کے سوا عادہ معلوم ہوا وہی حکم ہوا اور وہی ہے جسے
 اوپر بڑا پھر چر لیتے ہیں سکو سننے کو چور (یعنی جن جو غیب کی باتیں سننے کے واسطے آسمان کے قریب جا گئے ہیں)
 اور سم کے چور طرح ہوتے ہیں نیچر اوپر جسکو سفیان نے اپنی ماہیہ سے بتایا پیر ماہیہ کو مہیا یا اور سکی ٹکلیوں
 میں کشادگی کی فرمایا حضرت صلہ اللہ علیہ آلم وسلم نے پھر سن لیتا اس غیب کی بات کو پیر دالتا ہے وہ غیب کی بات
 اس شیطان پر جو اسکے نیچر ہے پیر وہ دالتا ہے اپنی نیچر والے پر یہاں تک کہ سب سے پچھلا اسکو ساحر یا کاہن کی
 زبان پر ڈالتا ہے پیر کہی پالیتا ہے اسکو انکار اس سے پہلے کہ وہ غیب کی بات نیچر والے پر ڈالے اور کہی
 وہ ڈال لیتا ہے اسکو پائے سے پہلے پیر ملاتا ہے وہ کاہن آہیں سو جھوٹ پیر کہا جاتا ہے کیا اُس نے فلا نے
 فلا نے دن فلاں فلاں بات نہیں کہی تھی اور یہ وہ ایسے ہی کلمے پر تقد ہوتے ہیں اسکو لوگ اس بات کو
 دلیل پکڑ کے جو آسمان پہنچی گئی رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَتَفَرَّدَ بِهِ أَبُو بَنِی عَبَّاسٍ نَصْرَانِيٌّ بَصْرَانِيٌّ كَيْفَ لَوْ كُنَ
 ایسا ہی نہایت کیا جو اُس کے گاہک بہاگ ہے رَوَاهُ مُسْلِمٌ اور ہم حدیث کو سورہ سبار میں اللہ تعالیٰ کے
 قول حَتَّىٰ إِذَا فُزِعَ الْأَمْرُ مِنَ السَّمَاءِ لِقَوْلِهِ كَأَنَّمَا سُلْسِلَتْ عَلَى صَفْوَانٍ فَإِذَا فُزِعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا
 مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا لِلَّذِي قَالَ الْحَقُّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرْقِ السَّمْعَ وَمُسْتَرْقِ
 السَّمْعِ هَكَذَا ابْعَضُ فَوْقَ بَعْضٍ وَصَفَّ سَفِيَانُ بِيَدِهِ فَحَرَفَهَا وَيَدَّ بَيْنَ أَصْلَابِهِمْ فَيَسْمَعُ
 الْكَلِمَةَ فَيُلْقِيَهَا إِلَى مَنْ تَحْتَهُ حَتَّى يُلْقِيَهَا عَلَى لِسَانِ السَّاحِرِ أَوْ الْكَاهِنِ فَرَبِمَا أَدْرَكَ النَّهْيُ
 قَبْلَ أَنْ يُلْقِيَهَا وَرَبِمَا أَلْقَاهَا قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَ فَيَكُنْ بِمَعَهَا مِائَةٌ كَذِبَةٍ فَيَقَالُ الْكَيْسُ
 قَدْ قَالَ لَنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا أَوْ كَذَا وَكَذَا أَفِيصْدَقُ بَيْنَكَ الْكَلِمَةُ الَّتِي سَمِعْتُمْ مِنَ السَّمَاءِ يَعْنِي
 یعنی البتہ فرشتے (اترتے ہیں بکرمین) پیر بات چیت کرتے ہیں اس کلمہ کی جو زمین میں ہوتا ہے شیطان

وہاں جا کر چکے سچے تین ہر ککوڈ الدیتے ہیں غریب کی بات بتانے والے کے دل میں جیسے توبہ الٹانے وقت گڑگڑا کرتی ہے سو وہ نوحہ جھوٹی باتیں اوسکے ساتھ جوڑتے ہیں رواہ البخاری علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے کریمہ و الشعراد الایۃ کی تفسیر میں روایت کیا کہ شعراء سے کفار شعراء مراد ہیں جنکے پیچھے چلتے ہیں بے راہ جنوں اور آدمیوں سے اور یہی قول ہے مجاہدؓ اور عبد الرحمن بن یزیدؓ بن سلم وغیرہما کا اور عمرؓ نے کہا دو شعر ایک دوسرے کی جھوٹ کر کے پھر جمع ہو جاتی اسکے وسط ایک جماعت اور اسکے وسط ایک جماعت پس اللہ تعالیٰ نے اتاری یہ آیت وَالشُّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ابوسعیہ مروی ہے کہ ایک وقت ہم حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے عرج میں (یہ ایک منزل ہے مکہ اور مدینہ کے درمیان) اتنے میں ایک شاعر نظر آیا جو شعا پڑھتا تھا فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھو اس شیطان کو اور روکو اس شیطان کو (یعنی شعر گوئی سے البتہ آدمی کا پیٹ بھرنے کا) اسکے پیچھے سے تکی پیچھا اسکے حق میں بہتر ہے اپنی پیٹ کو شعر کے بہرے رواہ الامام احمد اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے فی کل واد یھیومون کی تفسیر میں روایت کیا فی کل لغوی یضون کہ وہ ہر پکار میں غرض کرتے ہیں اور صفا کہ ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ کل واد سے کلام کا ہر ایک فن مراد ہے لکن اقال حکاہد و عیوہ اور کہا حسن بصریؓ نے بخدا ہمنے دیکھی شاعرین کے میدان جن میں وہ غرض کرتے ہیں کہیں کسی کی مذمت کرے اور کہیں کسی کی تعریف کرتے ہیں اور کہا قوادہ نے شاعر ایک لوگوں کی جھوٹی تعریف کرتا ہے اور ایک قوم کی جھوٹی مذمت عوفی نے ابن عباسؓ سے لہذا تعالیٰ کا قول وَاَنْتُمْ يَقُولُونَ الْاٰیۃ کی تفسیر میں روایت کیا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں دو شخص تھے ایک انصار میں سے اور دوسرا کسی اور قوم میں سے اور وہ دونوں ایک دوسرے کی جھوٹے اور تھے ہر ایک کے ساتھ اپنے اپنے قوم کے بے راہ لوگ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا وَالشُّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَہيمُونَ وَاَنْتُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ شاعر بہت خلاف گو ہوتے ہیں کہا حافظ ابن کثیرؒ نے اور ابن عباسؓ کا یہ قول واقعی درست ہے پہر بہت شاعر ان اقوال و افعال کو بیان کرتے ہیں جو ان سے نہیں ہوتے ولہذا علماء رحمہم اللہ کا اختلاف ہے اس سلسلہ میں کہ جب شاعر اپنے کسی شعر میں ایسی بات کا اقرار کرے جو موجب حد ہو تو اس اقرار کے ساتھ اس پر حد قائم کرینگے یا نہیں محمد بن اسحق اور محمد بن سعد و طبعات اور زبیر بن بکار نے کتاب فکاہت میں بیان کیا کہ امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نعمان بن

بن نضد کہیں کمال نیا یا ایک دن ہے بصرہ کی زمین میں اور اسکی عادت شعر کہنے کی تھی پہر کہا اس نے
 الْاَهْلُ اَنَّى الْحَسَاءُ اَنْ خَلَتْهَا مَيْسَانُ يَسْقَى فِي زُحَايِرٍ وَحَنَمٍ
 اِذَا شِئْتُ غَنَنِي دَهَائِيْنُ ذُرِّيَّةٍ وَرَقَا مَهْ تَحْتَوَا عَلٰى كُلِّ مَبْنَعٍ
 فَاَرَكَنْتُ نَدْلِيْ فَاَكَا كَبْرِ اسْقِيْ وَلَا تُسْقِنِيْ يَا لَاصْعَرَ الْمُتَشَلِّمِ
 لَعَلَّ امِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَسُوْرُهُ تَنَادُ مِنْهَا بِالْجَوْسِقِ الْمُتَهَدِّمِ

جب امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکے یہ شعر سنے تو آپ نے فرمایا ان اسکی قسم مجھ کو یہ
 بری معلوم ہوتی ہے اور جو شخص اسکو ملے وہ اسکو کھدیوے کہ میں اسکو موقوف کر دیا اور لکھا اسکی طرف
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ حمد تنزیل الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ عَاذِرِ
 الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الْقَوْلِ اَلَا هُوَ الْكَافِرُ الْمَصِيْدُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ
 بَلَغَنِيْ قَوْلُكَ - لَعَلَّ امِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَسُوْرُهُ : تَنَادُ مِنْهَا بِالْجَوْسِقِ الْمُتَهَدِّمِ : وَاَمَّا اللّٰهُ اِنَّهُ لَيَسُوْرُهُ
 وَقَدْ عَزَّ لَنَاكَ يعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم امارنا کتاب کا اللہ سے ہے جو زبردست اور خبردار گناہ بخشنے والا
 تو قبول کرتا سخت اور دیتا مقرر کا صاحب کسی کی بندگی نہیں سوا اسکی کس طرف پہر جانا ہے۔ انا بعد مجھ
 تیرا یہ قول پہنچ گیا لعل امیر المؤمنین سیورہ : تناد منہا بالجوسق المتهدم کو برا معلوم ہوگا
 ہمارا ایک دوسرے کا حریف بنتا شراب نوشی میں ویران ہو جانے والی محل میں بخدا مجھ کو اس تمہاری
 بات اور نہ میں ڈالا اور میں تجھ کو موقوف کر دیا جب حضرت عمر کے پاس آیا اور عذر معذرت کی تو آپ نے اس
 اس شعر کے ساتھ لاجواب کیا وہ بولا یا امیر المؤمنین اسکی قسم میں نے تو کبھی شراب نوشی نہیں کی اور یہ شعر میری
 زبان پر نکل گیا حضرت عمر نے فرمایا خیال تو میرا یہی ہے ولیکن اسکی قسم اب تجھ کو کہی کا زندہ نہ بناؤ گے
 حالانکہ تو نے کہا جو کہا اب یہ ذکر نہیں کیا کہ اسکو شراب کی حد ہی لگائی حالانکہ اس کے شعر سے اسکا پنا معلوم
 ہوا اسلئے کہ شاعر کہتے ہیں جو نہیں کرتے ولیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسکی مذمت کی اور سہرا اسکو
 کی اور اسکو موقوف کر دیا ولہذا احادیث میں آیا ہے لَا تَمْلِكُ جَوْفَ أَحَدِكُمْ قِيْحًا يُّدِيرُ خَيْرُ لَّهِ مِنْ
 اَنْ يَّمْلِكُ نَفْسًا يعنی البتہ آدمی کا پیٹ بہر یا پیپ سے پیپ پڑے تک بہتر ہے اسکے واسطے اپنے پیٹ کو
 شعر کے پھرنے سے اور عرض ہے کہ جس بنیہ بر یہ قرآن اترانہ وہ کاہن ہے اور نہ شاعر کیونکہ اسکا حال کاہن
 اور شاعروں کے حال کے کئی وہوں کے مخالف ہو کما قال تعالى وَمَا عَلَّمَهُ الْشَّعْرَ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهُ اِنْ هُوَ

بن نضد کہیں کمال نیا یا ایک دن ہے بصرہ کی زمین میں اور اسکی عادت شعر کہنے کی تھی پہر کہا اس نے
 الْاَهْلُ اَنَّى الْحَسَاءُ اَنْ خَلَتْهَا مَيْسَانُ يَسْقَى فِي زُحَايِرٍ وَحَنَمٍ
 اِذَا شِئْتُ غَنَنِي دَهَائِيْنُ ذُرِّيَّةٍ وَرَقَا مَهْ تَحْتَوَا عَلٰى كُلِّ مَبْنَعٍ
 فَاَرَكَنْتُ نَدْلِيْ فَاَكَا كَبْرِ اسْقِيْ وَلَا تُسْقِنِيْ يَا لَاصْعَرَ الْمُتَشَلِّمِ
 لَعَلَّ امِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَسُوْرُهُ تَنَادُ مِنْهَا بِالْجَوْسِقِ الْمُتَهَدِّمِ

اور مجھ اور قتادہ و زید بن اسلم وغیرہ کا یہ اشتنا ہی اتقدم سے اور سہین تو شک نہیں ہو کر یہ اشتنا ہے لیکن یہ
سورت کی ہر پہر ان باتوں کے نزول کا سبب شعراء انصار میں کس طرح ہو سکتا ہے اور سہین نظر ہے اور یہ سب
مسئلہ ان میں جبکہ کوئی اعتبار نہیں ہو والد علم اور اشتنا میں شعراء انصار وغیرہ سب اہل ہین یہاں تک کہ داخل تر
اس آیت میں جاہلیت کو شاعروں نے اسلام اور اہل اسلام کی مذمت کی یہ تو یہ کی اور اللہ تعالیٰ کی طریت
راجع ہو اور اچھو کام کیسے اور یاد کیا اللہ تعالیٰ کو بہت مقابل میں بری باتوں کے کیونکہ نیکیان دور کرتی ہیں
برائیوں کو اور مدح کی انہوں نے اسلام اور اہل اسلام کے مقابل میں کہ مذمت کرتے تھے اسلام کی جیسے کہا
عبداللہ بن جری نے جب سلمان ہوا

يَا رَسُولَ الْمَلِكِ لَنْ لِسَانِي دَاتِقٌ مَا تَقْتُ اِذَا اَنَا بُوْتُ

اِذَا جَارَى الشَّيْطَانُ فِي سُنَنِ الْعَيِّ وَمَنْ مَالٌ مِثْلَهُ مَتَّبِقٌ

یعنی اگر اللہ رسول میری زبان پر نہیں تو میری زبان پر نہیں ہو گیا اور سہی طرح ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب
بیرا ہی کے راہوں میں اور جو کہ جو کہ جو کہ وہ برباد ہو گیا اور سہی طرح ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب
حضرت صلعم کا سخت دشمن تھا اور بہت جو کرنے والا جب سلمان ہو گیا تو حضرت صلعم سے بڑھ کر اسکا کوئی
پیارا نہ تھا اور صبح کرتا تھا ابوسفیان حضرت صلعم کی اس بچہ کہ ایک بچہ کرتا تھا اور محبت کرتا ہے اس بچہ کہ ایک
دشمن تھا اور سیطرح سلم نے اپنے بچہ میں ابن عباس سے روایت کیا کہ ابوسفیان بن حارث جب سلمان ہوا تو بولا
یا رسول آتین باتوں میں میری موفقت کچھ فرمایا اچھا کہا معاویہ (میرے فرزند کو) اپنا منشی بنا کر فرمایا اچھا
کہا اور مجھے میرے بایے لو کہ کافروں سے اور جن جیسے میں مسلمانوں سے لڑتا تھا فرمایا اچھا اور بیان کیا تیسری
بات کو لہذا فرمایا اَلَا اِنَّ الْاِيْنَ اَمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا اَلَا يَتَذَكَّرُ اَلْبَعْضُ لَیْ اَلْبَعْضِ
ذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا کی تفسیر میں کہا کہ انہوں نے اپنی باتوں میں اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کیا اور بعض نے کہا
اشعار میں اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کیا اور دونو طرح اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا درست ہے شائے والا ہو اس گناہ کو جو
ہو چکا ابن عباس نے نہ و انتصر و ابن عبدالمطلب کی تفسیر میں روایت کیا کہ جواب دیتے ہیں ان کافروں
کو جو مسلمانوں کی جو کرتے ہیں یہی قول ہے مجھ اور قتادہ و زید بن اسلم وغیرہ کا اور یہ ویسا ہی جیسے صحیح بخاری میں
ثابت ہوا کہ حضرت صلعم علیہ السلام نے حسان کو فرمایا اَهْجُوهُمْ اَوْ قَالَ هَا جُوهُمْ وَجَبْرِيْلُ مَعَكَ
یعنی جو کفار قریش کی اور جبرائیل تیرے ساتھ ہے یعنی اسکی طرف سے مضمون کا فیضان ہو گا کہ ابن عباس

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ اللہ عزوجل نے سورہ شعراء میں اتارا جو اتارائے شعراء کی
 خدمت میں حضرت صلعم نے فرمایا اِنَّ الْمُؤْمِنَیْنَ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہِ وَکَانَ ذٰلِکَ فِیْ نَفْسِیْ بِیَسَدٍ ۝
 لِّکَا مَشَآءَ تَرَوْمُوْهُمُ نَقِیْہِ النَّبِیْلِ یعنی بیشک مومن کافروں سے لڑتا ہے اپنی جان کے ساتھ اور اپنی
 زبان کے ساتھ قسم ہے ان بات پاک کی جسکو ہاتھ میں میری جان ہو گویا تم انکو تیروں کی بوجھاڑ دیتے ہو
 یعنی شعراء میں جو کہے روآؤ اَلَا مَآءُ الْحَمْدِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ کَعْبٍ عَنْ مَالِکٍ عَنْ اَبِیْہِ اَوْہِ
 جو فرمایا وَسَمِعْتُ الدِّیْنَ ظَلَمُوْا اَیُّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ تَوَّیْتُہُ لَکُمْ اَلَا سَمِعْتُمْ اَنَّہُ یَنْقَلِبُ ہُوَ یَوْمَ لَا
 یَنْفَعُ الظَّالِمِیْنَ مَعٰذَ رَبِّہُمْ اَلَا یَتَذَكَّرُ عَبْدُہُ ابْنُ عَمْرٍو سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
 اِنَّا کُنَّا وَالظُّلْمَ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظَلَمْتُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یعنی دور ہو ظلم سے کیونکہ ظلم اور ستم سیاہیاں ہونگی
 قیامت کو دن روآؤ اَلْبَعَارِیُّ فِیْ حَصِیْہِ یعنی قیامت میں ظلم کے سبب سے ظالم کے انڈھیرے پر
 اندھیرا ہوگا قتادہ بن عامر نے اللہ تعالیٰ کے قول وَسَمِعْتُ الدِّیْنَ ظَلَمُوْا اَیُّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ کی
 تفسیر میں روایت کیا کہ اس آیت میں ظالموں سے براہ شاعر وغیرہ مراد ہیں ایسا بن ابی تمیمہ کہتے ہیں کہ
 میں حسن بصری کی مجلس میں حاضر ہوا تو آپ ایک عیسائی کا جنازہ گذرا پس انہوں نے یہ آیت پڑھی وَ
 سَمِعْتُ الدِّیْنَ ظَلَمُوْا اَیُّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ عَبْدُہُ ابْنُ اَبِیْہِ اَوْہِ اور صفوان بن یحزول کہا کہ حسن جب
 آیت پڑھتے وَسَمِعْتُ الدِّیْنَ ظَلَمُوْا اَیُّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ تو روتے یہاں تک کہ میں کہتا کہ
 اُن کے سینے کی ہڈی ٹوٹ گئی کہا وہ یہ ہے ہکو شمر اسکندانی نے خبر دی بعض اسادوں سے
 کہ وہ روم کی زمین میں تھے ایک وقت وہ ایک لاکھ جلاتے تھے سیکنے کے لیے کہتے میں کچھ سوار اُنکی طرف
 آئے اور لڑکھڑے ہو گئے دیکھا تو فضالہ بن عبدی بھی انہیں موجود تھے انہوں نے سکواتا رہا وہ اُنکے ساتھ
 بیٹھ گئے کہا ایک ہم میں سے تیر پڑھ یہاں تک کہ گذرا اس آیت پر وَسَمِعْتُ الدِّیْنَ ظَلَمُوْا اَیُّ
 مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ فضالہ بن عبدی نے کہا اس آیت میں ظالموں سے وہ لوگ مراد ہیں جو بیت اللہ کو حیران
 کرینگے بعض نے کہا اُن سے مراد وہ ہیں بعض نے کہا مشرک مراد ہیں اور تحقیق یہ بات ہے کہ یہ آیت عام
 ہر ظالم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرماتے ہیں کہ میرے بابا بوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وفات کو وقت دو سطرون
 میں وصیت کہنی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہٰذَا مَا اَوْصِیْ بِہٖ اَبُو بَکْرٍ اَبِیْہِ اَوْہِ فَتَرَعَنْدَ
 خَوْجِہِ مِنَ الدِّیْنِ اَحِیْنَ یَوْمُنِ الْکَاذِبِ وَکِیْنَتْہِی الْفَاجِرُ وَیَصْدُقُ الْکَاذِبُ اِنِّیْ اسْتَخْلَفْتُ

عَمَرُونَ الْخَطَايَا فَإِنْ لَمْ تَنْبُذْهُمْ يَتَخَلَّفُوا بِكُمْ وَيَنْفِقُوا فِيكُمْ وَيَتَّبِعُوا آلَاءَهُمْ فَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ
وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مَنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ یعنی اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
وہ وصیت ہو جو کی ہو بیکرا ہو قحاذ کے بیٹے نے (ابو قحاذ حضرت صدیق اکبرؓ کے باب کی کنیت ہو اور ان کا نام عثمان تھا
فتح مکہ میں سلمان ہو) دنیا سے رخصت ہونے کے وقت جب کہ کافر ایمان لے آتا ہو اور گنہگار گناہ سے کہ
جاتا ہے اور جہم ملاح بولتا ہے میری خلیفہ بنایا تم پر غر خطاب کے بیٹے کو اگر انصاف کریگا تو یہ میرا سپر خیال ہے
اور اس میں امید ہو اور اگر ظلم کیا اور بدلہ دیا تو میں غیب ان نہیں اور معلوم کر لینے کے ظالم کس کوٹ اٹھتے ہیں۔
دَوَاةُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ اخْرَجَتْ سُورَةَ الشُّعْرَاءِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ فتح کا بیان ہو کہ آیت هل
أُتَيْنَكُمُ الْآيَةَ مِنْ كُفَارِكُمْ مخاطب ہیں اور ان آیتوں میں حضرت صلعم پر شیطانوں کے اترنے کو محال قرار دیا
ہے آفک کہتے ہیں کثیر الافک کو اور اشیم کثیر الاشیم کو اور افک اشیم سے مراد کاہن ہیں کیونکہ شیطان غیب
کی باتیں چوری سے سنتا اور کاہنوں وغیرہ کے دلوں میں اُتتے اور یہی معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے قول
يُلْقُونَ السَّمْعَ أَعْرَاسًا وَأَكْبَسَ عَلَيْهِمْ فَلَمَّا أَنِ ابْتَهِمُ طَائِفًا مِّنَ الْكَافِرِينَ كَمَا يَكْفُرُ الْكَافِرُ
اے کھڑکھڑے لوگ اُنہیں کوئی چیز چاک لین و جاہول پر سیم سے مسوج مراد ہو گا اور وجہ ثانی پر نفس حاسہ
سمع یعنی یہ قوت پہر چونکہ کفار کہہ کا یہ خیال تھا کہ حضرت اشاعر میں تو اس لیے اللہ تعالیٰ نے شعر کا حال بیان کیا
اور حضرت مراد کے درمیان منافات ثابت کی اور فرمایا وَالشُّعْرَاءُ كَذِبٌ مُّذْمُومٌ الْغَاوُونَ غاویں سے وہ
لوگ مراد ہیں جو حق سے بیراہ ہیں اور شعرا جمع ہے شاعر کی اور غاویں جمع ہے غاوی کی ابن عباسؓ نے
غاویں کی ضلال جن انس کے ساتھ تفسیر کی بعض نے کہا غاویں سے وہ لوگ مراد ہیں جو حق سے ٹل گئے بعض نے
کہا مشرک مراد ہیں بعض نے کہا شیطان مراد ہیں بعض نے کہا وہ مراد ہیں جو ایسے شعر وایت کرتے ہیں جو
مسلمانوں کی بھڑپ شامل ہیں اور ناجائز شعر بعض نے کہا شعرا سے کفار مراد ہیں ان میں سے تھے عبد المنذر
زہریؓ اسی (یہ تو مسلمان ہو گئے تھے جیسے ابن کثیر کی تفسیر سے مذکور ہو چکا) اور ہیرہ بن ابی وہبؓ مخزومیؓ
اور ساف بن عبد المنافؓ اور ابو غرہ جمحیؓ اور اسید بن ابی اہصلت ثقفیؓ یہ سب کذب و باطل کے ستارے
کلام کرتے اور کہتے ہم بھی مسلمان ہیں جیسے محمدؐ کہتا ہے اور شعرا کہتے اور ان کی قوم کے بیراہ ان کے
پاس جمع ہو جاتے اور ان کے شعرا سن کر جب وہ حضرت صلعمؓ علیہ وسلم اور آپ کے صحاب کی بھڑپ کرتے پہر
ان کے لوگ انس پر شعرا نقل کرتے انہیں کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَالشُّعْرَاءُ كَذِبٌ مُّذْمُومٌ الْغَاوُونَ

زجاج نے کہا جب تک عری کی جھوٹی تعریف کرو یا جھوٹی مذمت کرو اور لوگ اسکی اس روش کو پسند کریں اور اگر
 اس عری کا تابع کریں تو وہ غاؤن ہیں اور معنی یہ ہے اور نہیں بلکہ عاری کرتے ان شاعروں کی انکے کذب و باطل میں
 اور غرتوں کے انکار نے اور نبیوں میں طعن کرنے اور حبسوں میں قدرح کرنے میں مگر غاؤن کہا ابن عباس نے
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں دو شخصوں نے آپ پر ایک دوسرے کی جو کالی بھاری تہا اور دوسرا
 اور لوگوں میں سے اور ہر ایک کے ساتھ سفہا کی ایک ایک جماعت کھڑی ہو گئی تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل
 وَالشُّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ پھر اللہ تعالیٰ نے جھوٹے شاعروں کی قباحتیں بیان فرمائیں اور فرمایا
 أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ اور معنی یہ ہیں تو نہیں دیکھتا کہ شاعر جھوٹ کھنڈتے ہیں سے
 ہر ایک فن میں خوض کرتے ہیں اور زور کے جنگلوں میں سے ہر ایک جنگل میں کلام کرتے ہیں ہر کبھی
 تو جھوٹ کے ساتھ لوگوں کے آبرو دین گرتے ہیں کبھی ایسی بات کی باتیں کرتے جیسا کہ ان کے لئے نہیں اور عقل کو قہقہہ
 اور کبھی سفہا سے اور قاحت کر دیا میں غوطہ لگاتے ہیں اور حق کی مذمت کرتے ہیں اور جھوٹ کی تعریف
 کرتے ہیں اور محرمات کا رنکاب کی ترغیب دیتے ہیں اور منکرات کا کرنے کی طرف لوگوں کو بلا تے ہیں جیسے
 تو سننا ہی انکے اشعار کہ شراب اور زنا اور لواطت اور ایسے ہی رذائل ملعونہ کی تعریفوں سے بہرہ ور ہوتے
 ہیں اور کما یہ حال کہ چونکہ بہت مقدمات خیالات ہیں بے حقیقت اور انکے اکثر کلمات میں
 حرام کی ترغیب ہے اور قدرح ہے انساب میں اور طعن ہے احباب میں اور بیان ہے وعدہ کاذب اور فحار
 بالباطل کا اور مدح ان لوگوں کی جو بدح کے لالچ نہیں میں قَاكِدُ الْبَيْضَاوِي اور یہ استعداد ملیغہ کے
 باب اور تمثیل رابع کے قبیل سے ہے تشبیہی اللہ تعالیٰ نے انکے جولان کو قول کے فنون میں مدح اور ذم
 اور تشبیہ اور انواع شعر کے طریق پر ہر دو جو ہر طریق میں حیران ہونے والی کھیرانگی کے ساتھ اور
 نام وہ شخص ہے جو اپنے راہ میں منجھوٹ ہو اور معین موضع کا قاصد و مرید نہ ہو اور نام عاشق کو بھی کہتے
 ہیں اور ہیمان بمعنی عطشان ہے اور ہیام وہ روگ ازار ہے جو اونٹ کو پیاس سے ہو جاتا ہے عرب
 کہتے ہیں جَمَلٌ أَهْيَمٌ وَكَافَّةٌ جَمَلٌ اور جمع دونوں کی ہییم ہے فرمایا اللہ تعالیٰ فَشَارِبُونَ شُرْبَكِ
 الْهَيْمِ یعنی ہر پیو گے جیسے پیوین اونٹ تو نے کہا ابن عباس نے فی کلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ کی تفسیر
 میں فی کلِّ لَعْوٍ يَخْوُضُونَ یعنی ہر بیکار کام میں خوض کرتے ہیں بعض نے کہا معنی یہ ہیں کہ مدح
 کرتے ہیں تو جھوٹ اور سچو کرتے ہیں تو جھوٹ بعض نے کہا ایک چیز کی تعریف کرتے ہر اوس کی مذمت

کرتے ہیں حق و صدق کے طالبین ہوتی تو وادی ایک سال ہے کلام کے فنون اور اسکے طریقوں کے لیے اور غوطہ لگاتا ہے معانی اور قوافی میں پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا **وَ أَكْفَهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ** یعنی کہتے ہیں یہ کیا یہ کیا حالانکہ وہ اس میں کاذب ہیں بقرار کرتا ہے انکو اس جھوٹ کی طرف وہ فن حسین اצל ہو گئی دیکھو اپنے شعراء میں ترغیب تو ہیں سخاوت اور خیر پر حالانکہ وہ سخاوت اور خیر کے نام سے وقف نہیں ہیں اور کبھی منسوب کرتے ہیں اپنی طرف جنگے کرنے پر وہ طاقت نہیں کہتے جیسے تو تو پاتا ہے اُنکے شعراء میں کہ وہ جھوٹے دعوے کرتے ہیں جو شامل ہوتے ہیں قذرت محضات پر اور یہ کہ اوہنوں نے کیا اُن کا پدہنوں کے ساتھ ایسا اور ایسا حالانکہ یہ کذب محض اور افتراء استحقاق ہوتا ہے پھر انہیں سے اللہ تعالیٰ نے یا نذر و نیک کردار شعراء کا استنساخ کیا جو اکثر اپنے احوال میں حق اور راستی کے متلاشی رہتے ہیں اور جواب دیتے ہیں شعراء کفار کو اور سچو کرتے ہیں انکی اور جواب دیتے ہیں حضرت صلوات اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی طرف سے اور فرمایا **لَا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَذِكْرٍ وَأَنْتَصِرُوا مِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمُوا** یہ جو فرمایا اور یاد کیا اللہ کو بہت یعنی اپنے شعروں میں اور نہیں غافل کرنا شاعر کہنا اللہ کی یاد سے جیسے ابن واحد اور حسان بن ثابت اور کعب بن مالک اور کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم عروہ م مروی ہے کہ جب آیت **وَالشُّعْرَاءُ جَاءُوا بِتَبِعِهِمُ الْعَاوَنَ مَا لَا يَفْعَلُونَ** نازل ہوئی تو عبد اللہ بن واحد نے عرض کی یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ میں بھی شاعر ہوں تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری **لَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْتَقَلِبُوكَ** اور اسی کی شکل بہت طرق سے مروی ہے اور دخل میں سین و لوگ بھی جو کسی عالم یا فاضل کی حمایت کریں جیسے حضرت مسکے شاعر کہ وہ سچو کرتے ہیں انکی جو سچو کرتا آپ کی اور حمایت کرتے آپ کی اور دفع کرتے انکو آپ کی آبروریزی سے اور مقابلہ کرتے شعراء مشرکین کا اور اس میں وہ شاعر بھی دخل میں جنہوں نے بدل لیا اپنے شعروں میں اہل بدعت سے اور مقابلہ اہل بدعت اور انکے شعراء کی بڑی ثابت کی کیونکہ شعروں میں حق کے لیے بدل لیا اور باطل کا بطلان ثابت کرنا مجاہدہ عظیمہ ہے اور ایسا مجاہدان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا اور اللہ تعالیٰ کے دین کے لیے بدل لیا اور شعر فی نفسہ کئی قسم ہے تو کبھی وہ شعراء جن میں کچھ پہلائی نہیں ہے حرام کے قسم شہیر جاتے ہیں اور وہ شعراء جن میں پہلائی کا مضمون ہے و جب کی قسم شہیر تے ہیں اور شعر گوئی کی مذمت اور اس سے استنکار کی قباحات میں حادثہ وارد ہوئی ہیں اور انکے علاوہ اور حدیثیں انکی اباحت اور تجویز

میں اور وہی ہیں اور اس مسئلہ کی تحقیق میں گفتگو طویل ہے کعب بن مالک نے حضرت صلعم سے عرض کیا کہ
یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ نے سورہ شعرا میں اشعاروں کی مذمت میں اتارا جو اتارا تو اب شعر گوئی میں
آجیا حکم دیتے ہیں آپ نے فرمایا ایماندار جہاں دکر تا ہے نفس سے اپنی تنوار اور زبان کے ساتھ قسم سلی
جسکے ہاتھ میں میری جان ہے گویا تم کا فروں کو پوچھا دیتے ہو تیروں کی رجب انکی اشعار میں بھیج
کرتے ہیں آخر حرجہ اکحلہ والبخاری فی تاریخہ و ابو یعلیٰ و ابن ہرکۃ و یتر عن کعب بن مالک
ابو سعید مروی ہے کہ ایک وقت حضرت ص کے ساتھ ہم (عج) امین جاہر تھی کہ اتنے میں شاعر سامنے
آیا شعر گوئی کرتا حضرت صلعم اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کان یکتلی جوف احدکم فیما حاد لہ من ان
یکتلی شیئاً یعنی تم میں سے کسی کا پیٹ پیسے پر جانا رہ پڑے تک) بہتر ہے اسکو لیے شعرون کے
بہرے سر آخر حرجہ ابن ابی شیبہ و اکحلہ عن ابی سعید ابن مسعود و مرفوعاً مروی ہے جو شاعر
اسلام میں مہر جاتے ہیں انکو اللہ تعالیٰ ارشاد فرما دے گا کہ شعر کہیں تاکہ حور عین کے ساتھ سرود کریں اپنے
خاوندوں کے وسط پر بہشت میں اور جو شاعر شرک میں مر گئے وہ دوزخ میں دیل اور شور کے ساتھ
پکارینگے آخر حرجہ الدیلمی ابو ہریرہ رض سے مروی ہے کہ حضرت صلعم اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لا
من الشیخ لحکمتہ یعنی مقرر شعر میں حکمت ہو پھر وہی حدیث بیان کیں جو ابن کثیر سے مذکور ہو کر
پہر کہا نکالا احمد اور ابن سعد نے ابو ہریرہ سے کہ حضرت عمر ترسان کے پاس سے گزرے اور وہ مسجد میں
شعر پڑھ رہے تھے حضرت عمر رض نے حسان کی طرف دیکھا حسان بوسے میں تو اس مسجد میں شعر پڑھتا
تھا حالانکہ اس میں وہ غصص موجود ہوتے جو آپ سے بہت بہتر تھے (یعنی حضرت صلعم اللہ علیہ وآلہ وسلم)
پہر چپ سے حضرت فاروق نے ابو ہریرہ رض کی طرف التفات کیا اور کہا میں تجھے قسم دیتا
ہوں اللہ کی کیا تو نے سنا حضرت صلعم اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے اَجِبْ عَنی اَللّٰهُمَّ اَیَّدْکَ
یَرْفُوحُ الْفُؤَادُ یعنی جواب دے میرے پیر سے احو حسان الہی اسکی جبرائیل سے مدد کر کہا ابو ہریرہ رض
نے ان اور ابن ابی شیبہ نے بریدہ سے نکالا کہ انہوں نے کہا حضرت صلعم نے فرمایا مقرر شعر میں حکمتیں
میں اور ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے مرفوعاً نکالا کہ حضرت صلعم نے فرمایا مقرر شعر میں حکمتیں اور بعض
باطل تقریریں میں جاو کا اثر ہے اور سلم نے ابو ہریرہ سے نکالا کہ حضرت صلعم اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا تم میں سے کسی کا پیٹ پیسے پر جانا بہتر ہے اسکو دوسرے شعرون کے بہرے سر اور ابو ہریرہ سے

مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا عمدہ شعر مثل عمدہ کلام کے ہو اور بڑا شعر بری کلام کی طرح ہو کہا قرطبی نے اس حدیث کو اسماعیل نے عبداللہ بن عوف شامی سے نقل کیا اور اسماعیل کی حدیث اہل شام سے درست ہو مجاہد بن یوسف نے اس کے قول کے مطابق اور مسلم نے عمرو بن شریک کی حدیث سے نکالا کہ میں نے ایک روز حضرت کے پاس پہنچا سو اس نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا امیہ کا شعر یاد ہے میں نے کہا ہاں یاد ہے میں نے ایک شعر پڑھا حضرت نے فرمایا اور پڑھ میں نے دوسرا شعر پڑھا فرمایا اور پڑھ میں نے تیسرا شعر پڑھا اسی طرح سو شعر پڑھے معلوم کیا چاہیے کہ امیہ نہ کفر میں ایک شاعر تھا اس کے شعر میں حمد الہی اور مذمت دنیا کا مضمون تھا اس واسطے حضرت نے انکو سنایا پھر فرمایا کہ اس کی زبان بیان لائی اور دل کفر کا اور زبان کو مضمون تو اچھے نکلتے لیکن دل سے کفر اور جب دنیا نہ گئی اور یہی حال ہے اکثر شاعروں کا کہ اشعار میں بعض مضمون تو نہایت خوب اور بہت زبان سے نکلتے ہیں لیکن دل سیاہ ہے

گو زبان تیری در افشان ہوئی ہائے پردل کی سیاہی گئی

کہا شعبی نے ابو بکر بن عبد اللہ بھی شعر کہتے تھے اور عمر فاروق بھی شعر کہتے اور حضرت عثمان بھی کہتے اور حضرت علی ان تینوں سے زیادہ شعر گو بہتے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ خود بھی شعر پڑھتے اور لوگوں سے یہی مسجد میں شعر پڑھتے مروی ہے کہ ابن عباس نے عمرو بن ابی ربیعہ مخزومی کو بلوایا اور اسے ایک قصیدہ پڑھوایا پھر اس نے وہ قصیدہ پڑھا اور فرمایا تو نے شعر تھے پہلے ابن عباس نے وہ سارا قصیدہ عمرو بن ابی ربیعہ کو لوٹا کر سنایا اور کیا یہی سنکر یاد کر لیا اور آزاد بگرامی رحمہ اللہ نے شعر کے حکم میں ایک عمدہ تقریر اپنی کتاب تسلیۃ القوادین لکھی ہے لا نشئت فادعہم الا بمرادہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس سورۃ کو ایسی آیت پر ختم کیا جو کل وعید کو شامل ہے اور فرمایا و سيعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ بعض نے اس آیت کو شاعروں کو خاص کیا ہے لیکن اس پر کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ اعتبار الفاظ کے عموم کا ہوتا ہے اور پڑھا اس آیت کو صدیق اکبر عمر فاروق کے یہی جب اسکو خلیفہ بنایا اپنی فرض موت میں اور اسی منقلب میں منقلب سے جہنم وارد ہے اولفظ اے کو مقدم کیا گیا اس لیے کہ اسی استفہام کے معنی کو مضمون ہے کہا ابو البقاء نے اسی منقلب میں سبیل عامل نہیں ہے کیونکہ استفہام میں اسکا قبل عمل نہیں کرتا بلکہ وہ اس میں عمل کرنے سے سبیل ہو اور یہ قول ابو البقاء کا مردود ہے اس طرح کہ لفظ اے صفت واقعہ ہو وہ استفہام میں نہیں ہوتا اور جو استفہام یہ ہو وہ صفت نہیں ہوتا بلکہ ہر ایک کی علیحدہ قسم ہے اور لفظ اے کو بہت قسم میں کہا خاص نے اور

تحقیق بات مقام میں یہ کہ اسی معنی میں استقامت ہے اور اس کے مقابل کے معنی اور بہن تو اگر اس میں قبل
عالم ہوگا تو بعض معانی بعض میں داخل ہو جاوینگے واللہ اعلم اور کہا قرطبی نے معنی اسی منقلب و متقلبوں کے
یہ ہیں اسی مصیر بصیروں اور اسی مرج و رجوں یعنی اب ظالم جان لین گے کہ کس بازگشت کی طرف مصیر
کرینگے اور کس مرج کی طرف رجوع کرینگے کیونکہ انکی مصیر اور بازگشت دو رخ ہے اور ان کا مرج عذاب اور وہ
بہت برا مصیر ہے اور اشر مرج اور منقلب اور مرج میں فرق یہ ہے کہ منقلب کہتے ہیں انتقال کرنے کو طرف
خلاف پھرنے کے کہ وہ اس میں ہر اور مرج نوسنا ہے اس حال سے حسین اب ہے اس حال کی طرف حسین وہ پہلے
تھا تو ہر مرج منقلب ہے اور نہیں ہے ہر منقلب مرج اسکو ماوردی نے بیان کیا اور حسن اور ابن عباس فرم
نے یہ معنی بیان کیے کہ ظالم حرص کرینگے اللہ کے عذاب سے انقلاب کی اور اس سے نکل جانے کی اور نہ سکین
گے اور فضالہ بن عبید اس آیت کی تفسیر میں کہا ان سہوہ لوگ مراد ہیں جو بیت اللہ کو ویران کرینگے
انتہی ما قال ابو اطلب فی تفسیر فتح البیان

سُورَةُ النَّمْلِ

اس سورت کی تین یا چار یا پانچ اور پڑھنے تین ہیں کہا قرطبی نے یہ ساری سورت جمیع مفسرین کے
قول پر مبنی ہے یہی قول ہے ابن عباس کا اور ابن زبیر سے بھی ایسا ہی مروی ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

طَسَّ قَفْرُكَ اَيْتُ الْقُرْآنِ وَكُتِبَ مُبِينٍ هُدًى وَبُشْرَى لِلْمُؤْمِنِينَ اَلَّذِينَ

يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا

يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ سَرِيعَا لَهْمْ اَعْمَالُهُمْ فَهُمْ فِيهَا يَكْمَهُونَ اُولَٰئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوءُ

الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمْ الْآخَسَرُونَ وَلَٰئِكَ كُنَّا لَنَلَكُمُ الْقُرْآنَ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ

عَلَيْهِمْ يَٰ أَيُّهَا الَّذِيْنَ هُنَّ اَوَّلُ الْآيَاتِ اَلَّذِيْنَ هُنَّ اَوَّلُ الْآيَاتِ اَلَّذِيْنَ هُنَّ اَوَّلُ الْآيَاتِ

نماز اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ پہلا گھر یقین جانتے ہیں جو لوگ نہیں جانتے آخرت کو انکو پہلے

دکھائے ہیں جنے انکے کام سہوہ بنے پھر ہیں انکی جبکو بری طرح کی مار ہے اور آخرت میں وہی ہیں

خراب اور جبکو قرآن ملتا ہو ایک حکمت الخ زوار سے ف کہا حافظ ابن کثیر نے سورتوں کے

اول من جو حرف مقطعات میں ان پر سورہ بقرہ میں گفتگو گذر چکی اور تک سنی میں مذہ کے ہوا و میں
 بعض میں اور واضح ہے اور آیت ثانیہ کا یہ مطلب ہے کہ قرآن سے ہدایت اور بشارت اس شخص کو حاصل ہوتی
 ہے جسے یہکا یقین کیا اور سکی چال چلایا اور سوسچا جانا اور جو کچھ اس میں مذکور ہے اس پر عمل کیا اور فرض نماز کو
 کھڑا کیا اور فرض زکوٰۃ کو ادا کیا اور سچے گھر (دار آخرت کو) یقین جانا اور مرے کو بعد پر مچی اٹھنے اور برے
 پہلے عملوں پر خیر انرا سنے کو مانا اور بہشت اور دوزخ کو بالتحقیق جانا اور آیت ویسی ہی ہے جسے اللہ تعالیٰ
 نے قرآن مجید کے حق میں سری جگہ ارشاد فرمایا **قُلْ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ هَذِهِ وَاشْفَاءُ وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ وَقُرْءَانُهُمْ عَلَيْهِمْ عَمًى أُولَٰئِكَ يَمْنَادُونَ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيدٍ** یعنی تو
 کہہ ہے محمد یہ قرآن ایمان والوں کو سوجھ رہا اور روگ کا دفع اور جو یقین نہیں لاتے انکو کانوں میں بوجھ ہے
 اور یہ نکلوانا ان لوگوں کی دے لوگوں کی سی مثال ہے جنکو دور سے بلایا جاوے اور فرمایا **لَنَبْشُرَنَّ**
بِهِ الْمُتَّقِينَ وَنُنْزِلُ بِهِ قَوْلًا لِّدَالِئِهِمْ نَسَاكِيہ قرآن تیری زبان میں اسی دھڑکے خوشی سناوے تو در
 والوں کو اور دروے جھگڑا لوگوں کو و ہذا یہاں فرمایا **لَا يَوْمُ مَحْضُونَ** بِالْآخِرَةِ یعنی جو آخرت
 کو جھٹلاتے ہیں اور اسکے واقع ہونے کو عقل سے بعد جانتے ہیں **ذَيْتًا لَهُمْ أَعْمَالُهُمْ بِهِمْ** یعنی
 یعنی اچھا کر دکھایا ہئے انکے لیے ان نعمتوں کو جن میں وہ ہیں اور مہلت دی ہئے انکو انکی سیرا میں تو وہ گمراہ
 ہیں اپنی ضلالت میں اور یہ خبر ہے انکے لیے دار آخرت کی تکذیب کی کما قال تعالیٰ **وَنَقُوبُ أَعْيُنَهُمْ**
وَكَتَبْنَا لَهُمْ كِتَابًا كَذِبًا اَوَّلَ حَسْرَةٍ وَكَتَبْنَا لَهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ یعنی اور ہم
 الٹ دینگے انکے دل اور بھینجیں جس پر منکر ہوئے ہیں اس سے پہلی بار اور چھوڑ رکھیں گے انکو اپنے جوش میں
 بہکتے اور یہ جو فرمایا **وَأَنَّكَ لَمِنَ الْفَرَّانِينَ** لَدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ تو اسکا مطلب یہ ہے کہ بالتحقیق تو
 اے محمد لیتا ہے اس قرآن کو اس شخص کے پاس سے جو اپنی اموال میں حکیم ہے اور جمیع امور جلیل و حقیر
 خبردار ہے تو اسکی خبر صدق محض ہے اور اسکا حکم وہ پورا عدل ہے کما قال تعالیٰ **وَمَنْتَ كَلِمَةً ذِيكَ**
صِدْقًا وَقَعْدًا اور تیرے رب کی بات پوری سچ ہے انصاف کی ختم ہوا کلام حافظ این کثیر کران آیات
 کی تفسیر میں فتح کا بیان یہ ہے کہ فوالتح سور میں فصل گفتگو گذر چکی اور یہ حرف اگر اس سورہ کا نام ہے
 تو یہ محلام فروع میں ابتداء پر اور انکا مابعد انکی خبر ہے اور ممکن ہے کہ یہ مبتداء مخدوف کی خبر ہوں اور منہ
 یہ ہوں اس سورت کا نام طس ہے اور اگر شمار کرنے کے نظر پر انکو چلایا گیا ہے تو انکے اعراب کا کوئی محل نہیں

ہے اور انکی مراد سے امتناع خوب اکتفا ہو اور تک میں اشارہ ہے نفس سورت کی طرف کیونکہ وہ مذکور ہے
 جملہ آیات القرآن وکتب مبیین میں عطف ہو ساتھ زیادت صفت کی معطوف علیہ کے مفہوم پر اور وہ
 اس اعتبار سے سفید ہو اور کتاب سے مراد یا تو نفس قرآن ہو یا لوح محفوظ یا یہ خاص سورت اور آیات کو موصوف
 کیا ہے دو وصفوں کے ساتھ ایک تو قرآنیت کے ساتھ جو دلالت کرتی ہے آیات کی مقرر ہونے پر اور دوسرے
 اشارہ ہو انکی طرف کہ وہ آیات قرآن عربی بجز ہیں دوسری صفت کتابیت ہے جو دلالت کرتی ہے کہ یہ مکتوب
 ہے اور اس میں نشاد ہے ہر طرف کہ یہ آیات کتب منزلہ کی صفت کی ساتھ ہو موصوف ہیں پہلے انکے ساتھ
 ایک تیسری اور صفت لکادی ہے اور وہ ظاہر ہونا ہے اس معانی کا اس شخص کے واسطے جو اسکو پڑھے
 اور کتاب میں کے یہ معنی ہیں کہ اسکا اعجاز واضح ہے اسلئے کہ شامل ہے بلاغت پر یا ظاہر کرنے والی
 ہے حکم اور حکام اور احوال آخرت کو جن میں سے ہو ثواب اور عذاب یا ظاہر کرنے والی ہے ہدایت اور
 ضلالت کرنا کہ کو یا فارق ہے حق اور باطل حق اور حلال اور حرام میں اور اس سورت میں قرآن کی وصف
 کو مقدم کیا بخلاف سورہ حجر کے کہ اس میں قرآنیت کی صفت کو مؤخر کیا ہے تو یہ اسلئے کہ بیان پر غلط
 کیا ہے کہ قرآنیت کا حال مقدم ہے کتاب کی حال پر اور وہ ان بیول الیہ کا لحاظ کیا ہے کیونکہ وہ مکتوب
 ہے اور کتابت سبب ہے قرات کا والہ اعلم اور یہ امر کہ اس سورہ میں قرآن معرف اور کتاب کو منکر کیا
 ہے بخلاف حجر کے اس میں کتاب معرف ہے اور قرآن منکر تو یہ اسلئے کہ ان میں سے ہر ایک تعریف اور
 تشکیہ دونو کا صالح ہے کیونکہ قرآن اور کتاب دونو علم ہیں اس کتاب کی جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ و
 سلم پر اتری ہے اور دونو وصفین ہیں اس حیثیت سے کہ پڑھی جاتی ہے اور لکھی جاتی ہے جہاں انکو
 معرف کیا ہے وہاں اسکے علم ہونیکا اعتبار کیا ہے اور جہاں منکر بیان کیا ہے وہاں انکی وصفیت
 کا لحاظ کیا ہے آقامت صلوٰۃ سے پانچون نمازون کا برپا رکھنا اور انکے فروض اور سنن پر مداومت
 کرنا اور شریعت کے مطابق انکا ادا کرنا مراد ہے اور اتیانہ زکوٰۃ سے مالون کی زکوٰۃ کا حق کی خوشی کے ساتھ
 ادا کرنا مراد ہے جب فرض ہو جاوے اور آخرت پر یقین کرنے سے مراد ہے کہ ہند لال کے ساتھ اسکو
 جانتے ہیں اور طلب ہے کہ آخرت پر حبیب یقین لانا چاہیے نہیں لاتے مگر وہی لوگ جو ایمان اور عمل
 صالح کے جامع ہیں کیونکہ انجام کا خوف تکلیفون کی برداشت پر انکو ابھارتا ہے اور یہی لوگ یگانہ ہیں
 پر حبیب اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اہل سعادت کا مذکور فرمایا تو انکے پیچھے اہل شقاوت کو بھی بیان فرمایا اور

فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْآیَةِ الْاٰخِرَةِ کَاسَآءٍ یَّمِیْنٍ اِیْمَانٌ خُلَاسَہُ یہ مراد ہے کہ وہ مرئی کے بعد زندہ ہونے کی تصدیق نہیں کرتے اور یہ کافر ہیں اور ان کے لیے اعمال کے مزین کرنے سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے برے عملوں کو ان کے لیے مزین کر دیا ہے سطح کہ برائیوں کے ارتکاب کی خواہش انکی طبیعتوں میں قرار گیر ہو گئی ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ اچھ کام کرنے میں بعض نے کہا مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عمدہ اعمال کی ان کے لیے عمدگی ظاہر کر دی ہے اور جو کچھ اعمال صالحہ میں دنیا اور آخرت کی بہلائیاں ہیں انکو ان کے لیے بیان فرمایا ہے لیکن انہوں نے نہ مانا نہ جاج نے کہا آیت کا معنی یہ ہے ہمنے انکی کفر کی جزا یہ ہمارے ہو کہ جس چیز میں وہ سرگردان ہیں انکو ان کے لیے مزین کر دیا ہے سطح کہ اس چیز کو انکی طبیعتوں کا شہتی اور ان کے نقصوں کا محبوب بنا دیا ہے پر وہ ہمیں ہمیشہ متروک اور تخریر ہے ہیں نہیں یہ پاتے ان کے طریق کی طرف اور سمجھتے ہیں انکی حقیقت کو نہ فہم میں قہر کو نہیں بوجہ بعض کہا کہ کسلی پر قہر قائم ہی میں جنکو بری طرح کی برائیوں کا شہتی ہے مراد دنیا کا عذاب ہے جیسے قتل اور قید اور دلیل سپر یہ ہے کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور آخرت میں وہی خراب ہیں یعنی سب لوگوں سے بڑھ کر وہ ٹوٹے میں پڑے اور سب سے بڑھ کر وہ نامراد رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے ایک مفید مقدمہ کو ان عجبہ اخبار کے لیے بیان فرمایا جنکو اُس نے اس کے بعد بیان کیا ہے اور حضرت ۴ کو مخاطب کر کے فرمایا وَلَئِنَّكَ لَمِّنَ الَّذِیْنَ اَلْفَرَّانَ مِنْ لَدُنْ حَكِیْمٍ عَلَیْهِمْ یَعْنِیْ تِلْكَ حَكْمَتِیْ اور علم یعنی کثیر العلم ہے اور ان دونوں میں جمع کی صورت باوجود اس کے کہ علم حکمت میں داخل ہے یہ ہے کہ جو علم حکمت میں داخل ہے وہ علم عملی ہے اور علم عملی وہ ہے جو متعلق ہو ساتھ کیفیت عمل کے اور جس علم کا بیان مذکور ہے وہ علم عملی سے عام ہے گویا یہ کہا گیا ہے حکمت الہی صیب ہے اپنے فعال میں کوئی کام نہیں کرتا اگر اپنے علم کے مطابق خبردار ہے ہر چیز سے اور یہ آیت بساط اور تمہید ہے ان اقا صیص کے لیے جنکو اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں بیان کیا ہے اور توطیہ ہے ان لطیف حکمتوں کا اور دقیق علموں کا جو ان نقصوں میں موجود ہیں اور یہ سورت پانچ قصوں پر مشتمل ہے اول سورہ ۴ کا قصہ مذکور ہے اور اس کے بعد سملہ کا قصہ مذکور ہے اور اس کے بعد یس کا اور اس کے بعد صالح کا اور اس کے بعد لوط علیہ السلام کا اِذْ قَالَ مُوسٰی لَہٗ اِنِّیْۤ اَنْتَ نَارٌ اَسَاتِیْمُکُمْ مِّنْہَا یَخْبَرُ اَوْ اَتِیْکُمْ بِبَیِّنٰتٍ مِّنْ رَبِّکُمْ لَعَلَّکُمْ تَنْصَطِرُوْنَ فَلَمَّا جَاءَہَا نُورٌ یَّسَۤ اَنْ بُورِکَ مِنْ فِی الْبَارِ وَمِنْ حَوْلِہَا وَسَجَّی اللّٰہُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ یٰمُوسٰی اِنَّہٗ اَنَا اللّٰہُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ وَاِلٰی عَصَاکَ فَلَمَّا رَاہَا تَهْتَزُّ کَاَنھَا جَاثِلٌ یُّسَبِّحُ بِرَاوِلَہٗ

يَعْقِبُ يُوسُفَ يَحْفَافُ كَيْفَ لَدَيْكَ الْمُرْسَلُونَ ۚ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلْ حِسَابًا بَدَلًا سَوَاءٌ قَاتِي
 عَقُودَ رَحِيمٍ ۚ وَأَدْخَلَ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخَرُّجَ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سَوَاءٍ فِي سَعَةِ الْبَيْتِ إِلَى فِرْعَوْنَ
 وَقَوْمِهِ إِنَّهُمْ كَانُوا هَوَمًا فَيَسْقُونَهُ ۚ فَلَمَّا جَاءَهُمْ إِيَّاكَ ابْتِغَاءَ مَبْعُودَةٍ قَالُوا هَذَا إِسْحَرُ مُبِينٌ ۚ
 وَكَحَدِّ وَارِبَعًا وَاسْتَوَقَفْتَهُمْ أَنْفُسُهُمْ ظُلُمًا وَعُلُوًّا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ۚ

جب کہا موسیٰ نے اپنے گھر والوں کو میری دیکھی ہے ایک لگا ب ل ا تا ہوں تمہارے پاس میں کسی کچھ خبر ملتا
 ہوں تمہارا سلکا کر شاید تم تا پو پہر جب پہنچا اوس پاس آواز ہوئی کہ برکت رکھتا ہے جو کوئی آگ میں ہو اور جو
 اسکے آس پاس ہے اور پاک ہوتا اس کی جو صاحب ہے ساری جہان کا ف ا گ کر اندر اور اس پاس فرشتے
 مغرب تہرا گ نہ تھی اُن کا نور تھا اور آواز دی غیب سے اللہ تعالیٰ نے ت ا سے موسیٰ وہ میں اسد ہوں زبردست
 مکتوبن والا اور ڈال دی لاشی اپنی پہر جب دیکھا اسکو پہن پہنائی جسے سانپ کی شک پہر مٹھے دیکر اوچھو
 نہ دیکھا جس نے فرمایا اے موسیٰ غم نہ کہا میں جو ہوں یہ کون نہیں ڈرتے رسول ف اول شک سی بن گئی تھی جب
 فرعون کے اکو ڈالی تو ناگ ہو گئی بڑ بڑکرت مگر جس نے زبانی کی پہر بدل کی نیکی کی برائی کے پیچھے تو میں بخشنے والا ہوں
 ہوں ف موسیٰ علیہ السلام کی چونکہ ایک کا فر کا خون ہو گیا تھا اسکا ڈرہنا اگلے دل میں انکو وہ معاف کر
 ات اور ڈال دے مانتہ اپنا اپنی گریبان میں کہ نکلے چٹا نہ کچھ برائی سے یہ ملکر نو نشانیاں فرعون اور اس کے
 قوم کی طرف بیشک ۚ تھے لوگ بے حکم ف سورہ اعراف میں وہ سات نشانیاں ہو چکیں ت
 پہر جب پہنچیں اُن پہر نو نشانیاں سمجھانے کو بولے جادو ہے صریح اور نہ منکر ہو گئے اور انکو یقین جان
 سکے تہرا پہنچے ہیں بے نصافی اور غرور سے سو دیکھ کر کیا ہوا آخر بگاڑنے والوں کا ف حافظ ابن کثیر اپنی
 تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو موسیٰ ؑ کا قصہ یاد دلانا
 کہ کس طرح اسکو اللہ تعالیٰ نے جن لیا اور اس کے کلام کی اور اس سے سرگوشی کی اور دین اسکو آیات عظیمہ باہر
 اور ولین قاہرہ اور بیجا اسکو فرعون اور اسکی جماعت کی طرف تو وہ اُسے منکر ہو گئے اور انہوں نے کفر کیا
 اور تکیہ کیا اسکی تاجدار اور فرمانبرداری سے پس فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِذَا قَالَ الْآيَةُ يُعْنِي يَدُكَ جِبِ مَوْسَىٰ ۚ
 بے چلنے کے گھر والوں کو اور راہ بھول گئے اور یہ وقت سخت اندھیری ات کا تھا تو انہوں نے دیکھی طور پہاڑ
 پاس لگ جو بڑک ہی ہتی اور فرمایا اپنے گھر والوں کو سینے دیکھی ہے ایک لگا ب ل ا تا ہوں تمہارے پاس
 زمانہ کو کچھ خبر راہ کی یا لانا ہوں اس لگا ہوا سلکا کر شاید تم تا پو اور اس گرمی حاصل کر دو اور مر دیا ہی ہوا

جیسا انہوں نے فرمایا کیونکہ وہ لوٹے آگ سے ایک عظیم خبر لیکر اور حاصل کیا اس سے ایک نور عظیم و بڑا فرمایا
 اللہ تعالیٰ فرمایا اَجَاءَ هَا الْاَلَاہِ یعنی جب آگ پاس پہنچا اور دیکھا اُس نے اسکو سخت ہولناک اور وہ آگ کتنی
 ہی بڑی تھی کہ یہ روشن ہوئی تھی اور رزق کی سبزی پتی جاتی تھی پہرہ اٹھایا سو سے فرمایا اس کو کیا دیکھتے ہیں کہ اسکا نور بادلوں
 تک پہنچا ہوا ہے کہا ابن عباس وغیرہ نے وہ آگ نہ تھی بلکہ ایک نہا جو چمکاتا تھا اور ایک روایت میں ابن عباس رضی
 سے مروی ہے کہ وہ رب العالمین کا نور تھا تو موسیٰ ؑ تعجب ہو کر بڑھ گئے اور آواز ہوئی کہ برکت رکھتا ہے جو آگ
 میں ہے کہا ابن عباس رضی عنہ یعنی وہ پاک ہے اور سن جو کہا سے فرشتے مراد ہیں قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَعَمْرُوهُ
 وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَالْحَسَنُ وَقَدَادَةُ ابُو سُوَيْبٍ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا حضرت صلوات اللہ علیہ آہ
 وسلم فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا یَنَامُ وَلَا یَنْبَغِیْ لَهٗ اَنْ یَّنَامَ یَخْفَضُ الْقَسْطَ وَیَرْفَعُ الْکَیْرَ عَمَلُ
 الْبَیْکِلِ قَبْلَ النَّهَارِ وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ الْبَیْکِلِ رَادُّ الْمَسْعُوْدِیِّ وَجَابَةُ الْمَوْتِ لَوْ کَشَفْنَا عَنْکُمْ
 سُبْحَاتُ وَجْهِهِ کُلِّ شَیْءٍ اَدْرَکَتْ بَصَرَهُ اَشْفَقَا ابُو عَبْدَةَ اَنْ یُّوَدَّکَ مَنْ فِی النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا
 یعنی بے شبہ نہ نہیں تو تھا اور اسکے شان کو مناسب نہیں سونا جو کہاتا ہے ترازو کو اور اٹھاتا ہے یعنی بندہ کو
 عمل تو کتا ہے بعضی قبول کرتا ہے بعضی روکتا ہے یا روزی کم زیادہ کرتا ہے اٹھاتا ہے جاتے ہیں اسکی طرف بہت
 کے کام دن سے پہلے اور دن کے کامات سے پہلے خدا کا پردہ نور ہے اگر اس کو دیکھو
 اٹھتا ہے تو اسکی رات پاک کی روشنیان جلا دیوں ساری خلق کو جہانک خدا کی نظر کام کرے یعنی
 تمام عالم پر ابو عبیدہ نے جو حدیث کا ایک راوی ہے آیت پڑھی اَنْ یُّوَدَّکَ مَنْ فِی النَّارِ وَمَنْ
 حَوْلَهَا اور حدیث کو امام مسلم نے نکالا عمر بن مرہ سے پہر فرمایا اور پاک ذات ہے اللہ کی جو صاحب ہے ساری
 جہان کا یعنی وہ پاک ذات ہے جو جاہ ہے کڈالتا ہے اور مخلوقات میں سے کوئی چیز اسکی مثل نہیں ہے
 اور صنوعات میں سے کوئی اسکو نہیں گہیر سکتی اور وہ بلند ہے بڑا جو اپنی ساری مخلوقات سے سبائی علیہ
 ہے اور نہیں سما سکتے اسکو آسمان و زمین وہ اکیلا ہے بلکہ نیاز پاک ہے محدثات کی ممانکت ہے اور یہ جو فرمایا وہ
 میں ہوں التذکرہ دست حکمتوں الاتوا میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بتایا کہ جو تیرے ساتھ بات
 کرتا ہے اور تجھ سے اپنا راز کہہ رہا ہے وہ تیرا رب ہے جو موصوف ہے تمام صفات کا ایک تھا اور وہ غالب ہے جسکے
 سامنے ہر چیز مغلوب اور مقہور ہے حکیم ہے اپنی اقوال و افعال میں پہر اسکو ارشاد فرمایا کہ اپنے ماتھے سے
 لامعی ڈال دیوے تو کہ اسکے پر ایک روشن دلیل ہو جاوے کہ وہی فاعل مختار ہر چیز پر قادر ہے

جب موسیٰ نے اس مٹی کو ہاتھ سے ڈالا تو وہ بلا درنگ ایک بہت بڑا ڈالونی شکل کا سانپ بن گیا اور
 سمندر اس کی طرح تیز رفتار و بلند فرمایا۔ فَلَمَّا رَأَاهَا كَثُرُوا كَافًا جَانِبَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْفُلِ
 سانپ کی شک جَان سانپ کی قسم ہے جو سانپ کے تمام قسموں کی تیز رفتار اور کثیر الاضطراب ہوتی ہے
 حدیث میں ہے کہ حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھر کے پہرے والے سانپوں کو مارنے سے منع فرمایا اسلئے کہ یہ
 بیٹنیں سیکھنے کے لیے کچھ جتن کر رہی تھیں۔ تھو سانپوں کی شکلوں میں تو اپنے آپ کو فرمایا گھر کے پہرے والے سانپوں کے
 مارنے سے اسلئے کہ شاید وہ جن پہ بعض نے کہا یہ مانعت منیخ ہے اور بعض نے کہا ابھی اگر کوئی گھر میں
 سانپ بچے تو اسکو تین بار خیر ارکے کہ اگر تو جن ہے تو چلا جا اگر تیسری بار کے بعد پہرے والے تو وہ سانپ ہی ہے
 اسکو مار ڈالنا چاہیے جب موسیٰ نے یہ دیکھا تو پہرے والے کو دیکر اور ڈر کے لڑی چھپے نہ دیکھا اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا اے موسیٰ ڈرت میری پاس نہیں ڈرتے رسول یعنی تو اس سانپ سے ڈرت کیونکہ ہم تجھ کو رسول بنا یا تھا
 میں اور پیغمبر مرتبہ والا اور یہ جو فرمایا مگر جسے زیادتی کی پہرے والے کی برائی کے چھپے تو میں بخشنے والا
 مہربان ہوں تو یہ تشنار منقطع ہو اور ہمیں انسان کے لیے ایک بڑی بشارت ہو اور وہ یہ ہے کہ جو شخص
 عمل پر ہو پہرے اسکو چھوڑ دیوے اور اس سے رجوع کرے اور توبہ کرے اور منیب ہو تو اسکو معاف کرنا ہے
 کَمَا قَالَ تَعَالَى وَرَافِقُ لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ اور میری بڑی بخشش ہے پہرے
 جو توبہ کرے اور کئے بہلا کا مہر پر رہے وَقَالَ تَعَالَى وَمَن يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ
 اللَّهُ يَغْفِرِ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا یعنی جو کوئی کرے گناہ یا پاپا کرے پہرے سے بخشنے والے پاوے کو بخشتا
 مہربان اور آیات ہمارے میں بہت ہیں اور یہ فرمایا اور ڈال دے ہاتھ اپنا گریبان میں کہ کھلے چٹان کچھ برائی سے
 توبہ دوسرے سجزہ ہے اور دلیل ظاہر ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت پر جو فاعل مختار ہے اور اس شخص کی سچائی پر جسکے
 واسطے اللہ تعالیٰ نے یہ سجزہ تیار فرمایا اور یہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو ارشاد فرمایا کہ اپنا ہاتھ اپنے کمرے کو گریبان
 میں ڈال جب ہاتھ کو گریبان میں ڈالا تو رہا نہ نکالا تو وہ چاند کے ٹکڑے کی طرح چمکتا نکلا اسکی شعاعیں
 بجلی کی طرح آنکھوں کو اچکتی تھیں اور یہ جو فرمایا یہ ملکر نوشتا نیان تو اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ نوشتا نیان
 نوشتا نیون میں سے ہیں جسکے سہ پیر تیری مدد فرمگا اور انکو تیری سند بناؤ لگا فرعون اور اس کے سرداروں
 کے لیے بیشک وہ قوم فاسق ہیں اور یہ نوشتا نیان میں جسکی بابت اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَكَفَتْنَا
 أَيْدِيَنَا مَوْسَىٰ لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَنَشَبَحْ لَكَ بِنِعْمَتِكَ رَبَّنَا بِمَا أَفْرَدْتَ إِلَيْنَا هَٰذِهِ السُّورَةَ وَأَنَّا نَمُنُّ بِكَ وَنَعُوذُ بِكَ

لا کذلک یسئلونی مَنحُوکاً یعنی اور پہلے دین موسیٰ کو نشانیاں صاف پہر پوچھ بنی اسرائیل سے جب وہ
 آیا انکی پاس تو کہا اسکو فرعون نے میری انکل میں موسیٰ سے تجھ پر جادو لڑا ست نشانیاں کا بیان سورہ اعراف
 میں ہو چکا آیات مبصرہ مراد ظاہر دلیلین ہیں اور جو فرمایا اور اسنے منکر ہو گئے اور یقین جان چکے تھے
 اپنے جی میں تو اسکی یہ سنی ہیں کہ انہوں نے زبان سے تو انکار کیا اور اپنے جی میں جانا کہ یہ راست ہر اللہ تعالیٰ
 کی جانب سے اور انکار جو کیا تو تکبر اور غور کی راہ سے کیا ولہذا فرمایا فَاَنْظُرْ کَیْفَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِینَ یعنی
 دیکھ لے محمدؐ انکا انجام کیسا ہوا کہ انکو اللہ تعالیٰ نے کہیا دیا اور سب کو ڈیوایا ایک وقت میں اور غرض یہ
 ہے کہ اے محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جہلمانے والو اور پیچھے کا انکار کرنے والو جو کہ اپنے رب کا پاس
 سے لائے ڈرو اس سے کہ پہنچ جاوے شکوہ دیا عذاب جو پہنچا انکو گوئی کہ حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو
 سے شرف اور عظم ہیں اور انکی دلیل اول اور قویٰ ہے موسیٰؑ کی دلیل سے اس طرح کہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
 ایسے دلائل عنایت کی گئی جو آپ کی ذات اور صفات میں موجود ہیں اور یہ کہ انبیاء آپ کی نسبت بشارات بیان
 کر چکے اور اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے عہد لیا محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایمان لانے پر اگر وہ انکے وقت میں آجا تو
 اتنے ماقال ابن کثیر نے تفسیر فتح البیان کا بیان فتح یہ ہے کہ اہل سے مراد موسیٰؑ کی بی بی ہے
 اور یہ سفر مدین سے صحر کحیرت تھا سخت اندھیری سردرات میں اور آپؐ پہل گئے تھو اور آپؐ کی بی بی کو زچگی کا در
 شروع ہو گیا اور باعث اس سفر کا یہ تھا کہ آپؐ نے مصر میں پہنچ کر اپنی مان اور بجائی کے پاس پہنچ کر ارادہ
 کیا اور اس سفر میں آپؐ کے ساتھ صرف ایک بی بی تھی شعیبؑ کی بیٹی اور طلاق اہل کے لفظ کا اس پر جو کثرت فرماتا
 کرتا ہے تعظیم کے لیے ہر اور بعض نے کہا آپؐ کے ساتھ ایک بیٹا اور خادم بھی تھا اور یہی تاویل ہے آپؐ کی قول
 امکثوا میں زجاج نے کہا جو سفید چیز صاحب زبہ ہو وہ شہاب ہے اور ابو عبیدہ نے کہا شہاب الگ کو کہتے ہیں
 اور ثعلب نے کہا اصل میں شہاب کہتے ہیں اس کٹری کو جسکی ایک طرف لگلی ہو اور دوسری طرف لگ نہ ہو اور
 اس شعاع کو بھی شہاب کہتے ہیں جو روشنی کرے اور ستارے کو بھی شہاب کہتے ہیں سدی نے کہا لگ میں فرشتہ
 ہے اور آگ اس جگہ محض نور تھا مگر موسیٰؑ نے اسکو آگ خیال کیا جب اسے پاس پہنچا تو اسکو نور پایا اور حسن
 اور سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا وہ سبحانہ تعالیٰ کا نور تھا یا اسکی قدرت اور غلبہ بعض نے
 کہا من کا لفظ طے سنی میں ہے یعنی اللہ کا امر مبارک ہے جسکو اس طرح بنا دیا کہ واحدی نے اور مفسرین
 کا مذہب یہ ہے کہ اس جگہ نار بجھنے نور ہے اور ابن عباسؓ نے کہا من فی النار سے خود اللہ سبحانہ و تعالیٰ

کی ذات مراد پر درخت میں لکھنا اور تعالیٰ کا نور تھا اور اسکے آس پاس فرشتے تھے اور یہی انہیں سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا نور میں اللہ تعالیٰ تھا اور اس نور کے آس پاس فرشتے تھے اور انہیں سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا آواز دی سو سے کہو اللہ تعالیٰ اور وہ نور میں تھا پھر ابو موسیٰ نے یہی حدیث بیان کی جو اس کثیر سے بیان ہوئی تورات میں ہے جَاءَ اللَّهُ مِنْ سَيِّدَاكَ وَكَفَرَتْ مِنْ سَاعِدَيْكَ وَاسْتَعْلَىٰ مِنْ جِبَالِ تَارَانَ لَعْنَةُ اللَّهِ تَعَالَىٰ أَيْ سِنَار سے اور ساعین سے جہانکا اور فاران کے پہاڑ و نپرنہ ہوا تو سینار سے آئیے یہ مراد ہے کہ موسیٰ کو سینار پہاڑ سے بھیجا اور ساعین پر جہانکے سے یہ مراد ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ساعین بھیجا اور فاران پر نپرنہ ہونے سے یہ مراد ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فاران سے بھیجا اور فاران کو کا نام ہے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو نذر فرمایا برای سے اور فرمایا وَاسْتَعْلَىٰ اللَّهُ رُبَّ الْعَالَمِينَ اور اس مقام میں اپنا نذر ہونا سو اس طرح بیان فرمایا کہ کہیں موسیٰ علیہ السلام طبع بشری کے مظاہر جو جاری ہے عادت خلق پر غلطی میں پڑیں اس طرح کہ سمجھ لیں کہ جس کلام کو وہ سنتے ہیں حرف و راوا کے ساتھ وہ مخلوق کے کلام کی طرح حادث ہو یا یہ سمجھ لیں جو کلام کرتا ہے وہ کھٹکی میں ہے یا کسی طرح کے قائلہ اَلْخَفَاوِیُّ بعض نے کہا موسیٰ نے عرض کی ہے میرے رب مجھ کو کسے آواز دی تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا اِنَّهُ اَنَا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ اور یہ تہید ہے اُن معجزات کی جنکے ظاہر کرنے کا سو سے ۲ کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا پھر ارشاد فرمایا کہ لاھٹی ڈال دے اور یہ سیلے فرمایا تو کہ جان لے موسیٰ ان معجزات خارق عادت کو جنکو اللہ تعالیٰ نے انکو ہاتھ پر جاری کرنا ہے پہر نہ گہرا ورنے اور فرمایا وَ اَتَى الْاَیْتِیَہُ حَاجَہُ نے کہا وہ لاھٹی بھر لگی جیسے شک ورجان کہتے ہیں سفید سانپ کو اور شک کے ساتھ مشابہت ہی اسکو تیز رفتاری میں ورنہ اسکا جثہ بہت بڑا تھا اور قرآن کے دوسرے مقام میں اِیْتِیَہُ اسکو ثعبان کی ساتھ مشابہت ہی ہے کیونکہ عظیم الجثہ تھا اور جان کی جمع خبان ہے اور جان ہ سانپ ہے جبکہ جسم بہت ہلکا ہو کبھی نے کہا جان وہ سانپ ہے جو نہ بڑا ہونہ چھوٹا اور یہ جو فرمایا اے موسیٰ مت ڈر میرے پاس سول نہیں ڈرتے تو اسکے یہ معنی ہیں کہ میرے سوا کسی اور چیز سے مت ڈر یعنی سانپ اور اسکے ضرر سے مت ڈر مجھ پر ہر وساکر کے یا مطلقاً مت ڈر جبکو میں سول بنا کر پہنچتا ہوں وہ میری رسالت کی برکت سے سانپ وغیرہ سے نہیں ڈرتا تو تو بھی مت ڈر بعض نے کہا رسولوں کا نہ ڈرنا جمیع اوقات میں نہیں ہے بلکہ ہر وقت وہ نہیں ڈرتے جب انکو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خطاب ہوتا ہے

اور سبکی طرف سے پیغام آتا ہے کیونکہ وہ اس وقت اللہ عزوجل کے شانوں میں مستغرق ہو تو ہمیں انکے دلوں پر کسی چیز سے ڈرنے کا خیال نہیں آتا اور سہ حالت کہ سوا اس رسول سب لوگوں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے ہیں یا آیت کا معنی یہ ہے کہ رسولوں کا انجام میرے نزدیک بڑا ہو گا تو کہ وہ اس سے خوف کریں پھر فرمایا لَا تَنْفَعُ الظَّالِمُ الْاٰیٰتُ اور یہ استثناء منقطع ہے یعنی لیکن جو شخص گناہ کرے اپنی جان پر بے انصافی کر کہہ رہا ہو مگر کرے نیکی برائی کے سچے تو میں معاف کر دوں الا یہ ان ہوں اسکی توبہ قبول کرنا ہوں اور اسکی برائی معاف کر دیتا ہوں بعض نے کہا استثناء متصل ہے اور استثنیٰ منہ مقدر ہے اور تقدیر عبارت اسطرح ہے اِنِّیْ کَاٰیٰتٍ لِّدٰبِّ الْمُرْسَلُوْنَ وَ اِنَّا یٰۤاٰیٰتٍ غٰیظٌ لِّمَنْ یَّهْتَفِیْ اِلَیْہِمْ مِّنْ ظُلْمٍ اَکْثَرُ اَلَا ظَلَمَ الْاِنْسَیْطُ لَیْطُ یعنی میرے پاس نہیں ڈرتے رسول اور ڈرتے وہ لوگ ہیں جو رسولوں کے سوا ہیں ان لوگوں میں سے جنہوں نے ظلم کیا مگر جس نے ظلم کیا پھر بدل کر نیکی کی آخر تک لَکِنْ اَقَالُ الْفَسَادَ اور کہا نحاس نے استثناء مستثنیٰ منہ محذوف ہے محال ہے کیونکہ اس صورت میں اس چیز سے استثناء ہو گا جس کا قرآن مجید میں ذکر نہیں ہے اور فرار کا ایک یہ قول ہے کہ حرف الا اس مقام میں بمعنی واو ہے بعض نے کہا استثناء متصل ہے مذکور سے نہ محذوف ہے اور معنی یہ ہیں مگر جس نے ظلم کیا رسولوں میں سے صغیرے گناہوں کے ارتکاب کو ساتھ حبسہ کوئی فرد بشر نہ بچ نہیں سکتا اور نحاس نے اس قول کو پست کیا اور کہا اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا جس نے عصیان کیا مریضین میں سے پھر انکو مستثنیٰ کیا اور فرمایا اَلَا اَنْتُمْ لِمَنْ یَّهْتَفِیْ اِلَیْہِمْ مِّنْ ظُلْمٍ اَکْثَرُ خائف ہے اگرچہ اس نے اسکو معاف کر دیا جیسے حضرت آدمؑ اور داؤدؑ اور یوسفؑ کے یہاں اور موسیٰ علیہ السلام سیلے کہ انہوں نے ایک قبلی کو مار ڈالا اور مغفرت کے بعد خوف سے کوئی چیز مانع نہیں ہے کیونکہ ہمارے پیغمبر جنکے پہلے قصور اللہ تعالیٰ نے معاف دیے فرمایا کرتے ہو وِدِدْتُ اَنْتِیْ فَبَخَرْتِیْ عُصْدَیْہِ یعنی مجھ کو یہ بات پسند ہے کہ میں ایک سخت ہوتا ہوں لوگوں کی ٹیٹے اور جیب سے کرنے کا گریبان مراد ہے اور جیب اسکو اسلیم کہتے ہیں کہ اسکو کاٹا جاتا ہے تو کہ وہ آخر سر داخل ہو جاوے اور سورہ قصص میں دیکھا اَسْلَمْتُ بِکَ فِیْ حَبِیْثٍ اور اَدْخَلْ فِیْہِ اَسْلَمْتُ سے بڑھ کر مبالغہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپکو کرتے کی آیتیں میں ہاتھ ڈالنے کا حکم نہ دیا کیونکہ آپ پر ایک چھوٹی سی آؤن کی کڑی تھی جسکی آیتیں نہ تھیں بعض نے کہا اسکی آیتیں تو تھیں مگر چھوٹی کہا ابن عباسؓ نے موسیٰؑ کا چہرہ اون کا تھا جسکی آیتیں کہیں تک ہی نہیں تھیں ولہذا فرمایا اور داخل کر تو اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں تو اوہوں نے اسکو گریبان میں داخل کیا مفسرین نے کہا ہر موسیٰ کے

بدن پر ایک چھوٹی سی اون کی لڑتی تھی جسکی آستینیں نہ تھیں اور نہ گھنڈیاں تھیں انہوں نے اپنا ماتہ پہنے گریبان میں
 دخل کیا اور اسکو نکالا تو وہ چمکتا تھا بجلی کی طرح چمک کر سے ڈھانکتے تھے نظر کو کہا ابوالبقار نے فی سبع آیات
 بینات نصب کے محل میں ہر حالت پر تخرج کے قائل سے لیکر لیسیں بعد ہے بعض نے کہا یہ جار مجرور
 محذوف کر متعلق ہے اور معنی یہ ہیں جا تو نشانیاں میں بعض نے کہا فی بعض مع ہو اور معنی یہ ہو کہ یہ دو
 نشانیاں میں نو نشانیاں کے ساتھ توکل گیارہ نشانیاں میں ہیں دو تو یہی یعنی لاشیٰ اور ماتہ تھیں
 دریا کا پھٹنا چوتھی طوفان با پنجوین ٹڈی چھٹی حجر میان ساتوین سینڈک آٹھوین خون نون طمس دسویں
 قحط گیارہوین کہیوں میں نقصان سحاس نے کہا اسباب میں عمدہ قوائے ہے کہ ماتہ کی نشانی ہی ان نو
 نشانیاں میں دخل ہے کذا قال المحدثون وَالْقَشِيرِيُّ زجاج اور قشیری نے کہا عرب کہتے ہیں حُجْرٌ
 فِي عَشْرَةِ نَفَرٍ اس قسم پر بولتے ہیں کہ جب کہنے والا ہی ان میں کا ایک ہو اس صورت میں فی بعض
 میں ہو گا جیسے کہ ہیں خُذْ لِي عَشْرًا مِنْ الْأَيْلِ فِيهَا نَحْلَانِ تو اس محاورے میں مہیا بعض مہیا جو
 کیونکہ اسکے معنی یہ ہیں میرے واسطے دس مہیا راتوں کے جن سے دو زہوں بعض نے کہا فی بعض مع ہے
 اور ماتہ اور عصا یہ دونو نشانیاں کے علاوہ ہیں کذا افعل ابن عطية طرف فرعون اور اس کے مراد
 کے یعنی تو سبعوت ہوا ہے فرعون اور اسکی قوم کی طرف کذا قال الزجاجُ اَوْ قَسَمَ سے مراد حد و نہ نکلیا نا
 کفر اور عدوان کے ساتھ اور یہ جملہ علت ہو بعت مقدر کی یعنی اہلہ ترکوا انکی طرف پیغمبر کے بھیجا ہے کہ وہ بے
 حکم لوگ ہیں اور آیات میں آیات سے وہ آیات مراد ہیں جو موسیٰؑ کو دی گئیں حال یہ کہ وہ آیات مبصرہ تھیں
 یعنی مضیدہ وضوح اور مبصرہ اسم فاعل ہے معنی میں مفعول کے جیسے کہ یہ بار دا فوج میں دافع بعض مدقوق
 ہے اور اس میں اشارہ کیا ہے کہ وہ آیات سبب تھے روشن اور واضح ہونیکے خود بخود راہ دکھاتی ہیں جیسے
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاتَّيْنَا مُوسَىٰ الثَّاقَةَ مَبْصُورَةً اور بعض نے مبصرہ پر مابے میم اور صا کی زبر کے ساتھ
 لیکن دل اولیٰ ہے اور بصار کو منسوب کیا آیات کی طرف مجازاً کیونکہ انہیں کے ساتھ راہ پاتے ہیں اور
 مراد بصارت سے سبب تو ہیں انصارت معنوی ہے یا بعض میں انصارت حسی مراد ہے اور وہ ماتہ
 ہے اور یہ جو فرمایا کہ انہوں نے آیات کا انکار کیا ظلم اور غرور سے تو اس سے یہ غرض ہے کہ انہوں نے
 سخت ظلم کیا جو انکو انکے رتبہ عالیہ سے گرا دیا اور انکا نام سحر رکھا اور یہ آیت ویسی ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ
 نے دوسری مقام میں فرمایا وَالَّذِينَ كَذَّبُوا يَأْتِيَنَّهُمُ الْكَافُورُ ظُلْمًا وَّعِلْوًا وَهُمْ لَا يَنْصُوبُ

اہل بیت پر یعنی فرعون اور اس کی قوم کو اس انکار پر ظلم اور غلو باعث ہوا یا منصوب ہین حالت پر مجدداً
 کے فاعل سے کہا ابو عبیدہ نے اور بار و مجد و ابہا میں زندہ ہے اور نظر سے مراد فاعل نظر میں فکر اور غور کرنا
 ہے یعنی سوچا ہے محمد اس ماجرے میں ناسیے کہ امین عبرت ہی معتبرین کے لیے اور انکا انجام کار یہ ہوا کہ وہ اس
 دریا میں ڈوب گئے اور غرق کا ذکر نہیں کیا اس لیے کہ وہ نشان ہی ہر بیندہ کا اور شہور ہے سب لوگوں میں
 اور جب اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے موسیٰ کے قصہ سے فرغت پائی تو داؤد اور انکے بیٹے سلیمان کا قصہ شروع
 فرمایا اور یہ قصہ اور موسیٰ کا قصہ جو پہلے گذرا اور وہ قصے جو مذکور ہونگے یہ گویا تقریر اور بیان ہیں اللہ
 تعالیٰ کے قول وانک ملقی القرآن من لدن حکیم علیم کے اور فرمایا وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوُدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا
 وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلَیْ کَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ وَوَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوُدَ
 قَالَ یٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عَلِمْنَا مَنَطِقَ الطَّیْرِ وَاَوْعَيْنَا مِّنْ کُلِّ شَیْءٍ اِنَّ هٰذَا لَهَوُ الْفَضْلِ الْمُبِیْنُ ۝ وَ
 حُسْرَ لِّسُلَیْمٰنَ جُوْدُهُ مِّنَ الْجِنَّ وَالْاِنْسِ وَالطَّیْرِ فَهُمْ یُوزَعُوْنَ ۝ حَتّٰی اِذَا اَوَّلُوْا عَلَیْ وَاِذَا الْعَمَلُ
 تَالَتْ فَمَلَّکُمْ یٰۤاَيُّهَا النَّملُ اَدْخُلُوْا مَسٰکِنَکُمْ لَا یُخْطِمْکُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُوْدُهُ وَهُمْ لَا
 یَشْعُرُوْنَ ۝ فَتَبَسَّمَ ضَاحِکًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ
 وَعَلَیْ وَاٰلِیِّیْ وَاَنْ اَعْتَصِلَ صَالِحًا مَّا رَزَقْتُهُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِکَ فِیْ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ اور
 ہمنے دیا داؤد اور سلیمان کو ایک علم اور بولے شکر اللہ کا جس نے ہم کو بڑا یا اپنی بہت بندوں ایمان والوں پر اور در
 ہوا سلیمان در بولا لوگوں کو ہم کو سکھائی ہے بولی اڑتے جانوروں کی اور دیا ہم کو ہر چیز میں سے بیشک یہی ہر
 بڑا ہی صریح اور جمع کیے سلیمان کے پاس اس کی لشکر جن اور انسان اور اڑتے جانور پر نگہ شیر نبشیں یہاں تک
 کہ جب پہنچی حیونیوں کے میدان پر کہا ایک حیونٹی نے ای حیونیو گیس جاؤ اپنے گھروں میں یہ پس اے
 ہم کو سلیمان اور اسکے لشکر اور انکو خبر نہ ہو پہر مسکرا کر اسکی بات سنی اور بولائے رب میری قسمت میں ہے
 کہ شکر کروں تیرے احسان کا جو تو نے کیا مجھ پر اور میرے مانیاب پر اور یہ کہ کروں کام نیک جو تو پسند کرے
 اور ملازم ہم کو اپنی دہر سے اپنی نیک بندوں میں ف وارث ہو سلیمان یعنی بنی ہوا اور بادشاہ ہو
 باب کی جگہ اور بیشی تھے وہ اس مقام پر اور ہر چیز میں سے دیا لغیر جو چیزیں دنیا میں درکار ہیں حیونٹی کی
 وفاز کوئی نہیں ستا انکو معلوم ہو گئی سلیمان کے کراچی تو ہزاروں احسان تہر اور مان پر ہی کچھ ہونگے ایک
 تو مشہور ہر کڑی پارسا تہین کہتے ہیں وہی تہین جکا ذکر ہے سودہ صادقین اس حیونٹی کی بات سمجھ کر

زجاج نے کہا جب شاعر کسی کی جھوٹی تعریف کرے یا جھوٹی مذمت کرے اور لوگ اس کی اس روش کو پسند کریں اور اس کی
 اشعار کی اتباع کریں تو وہ غاڈن ہیں اور معنی یہ ہے اور نہیں تا بعد اری کرتے ان شاعروں کی انکے کذب و باطل میں
 اور غرتوں کے آثار نے اور نبیوں میں طعن کرنے اور حبیبوں میں قدح کرنے میں مگر غاڈن کہا ابن عباس نے
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں دو شخصوں نے یہی لکھ کر دیکھا کہ جو ایک ایضاً ساری تھا اور دوسرا
 اور لوگوں میں سے اور ہر ایک کے ساتھ سمعنا کی ایک ایک جماعت کبھی ہو گئی تباہی لکھنے نے یہ آیت تبارک
 وَالشُّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ پھر اللہ تعالیٰ نے جھوٹے شاعروں کی قباحتیں بیان فرمائیں اور فرمایا
 أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَكْفُيْمُونَ اور معنی یہ ہیں تو نہیں دیکھتا کہ شاعر جھوٹ و فنون میں سے
 ہر ایک فن میں خوض کرتے ہیں اور زور کے جنگلوں میں سے ہر ایک جنگل میں کلام کرتے ہیں کہ کبھی
 تو بھوکے ساتھ لوگوں کے آبرو میں گراتے ہیں کہ کبھی ایسی باتوں کی باتیں کرتے جو کہانوں میں سے ہیں اور عقل کو قہقہہ
 اور کبھی سفاہت اور وقاحت کو دریا میں غوطہ لگاتے ہیں اور حق کی مذمت کرتے ہیں اور جھوٹ کی تعریف
 کرتے ہیں اور محرمات کا ارتکاب کی تعریف دیتے ہیں اور منکرات کو کرنے کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں جیسے
 موتسنا ہے انکے اشعار کہ شراب اور زنا اور لواطت اور ایسی ہی رذائل ملعونہ کی تعریفوں سے بہرہ ور ہوتے
 ہیں اور ان کا یہ حال کیونکر نہ ہو اور انکے بہت مقدمات خیالات ہیں بے حقیقت اور انکے اکثر کلمات میں
 حرام کی تعریف ہے اور قدح ہے انساب میں اور طعن ہے احصاب میں اور بیان ہے وعدہ کاذب اور افتخار
 بالباطل کا اور مدح ان لوگوں کی جو مدح کے لائق نہیں ہیں فَالَّذِينَ كَفَرُوا أَكْثَرُ الظَّالِمِينَ اور یہ استعداد بیعت کے
 باب اور تمثیل رائج کے قبیل سے ہے تشبیہ و تمثیل نے انکے جولان کو قول کے فنون میں مدح اور ذم
 اور تشبیہ اور النوع شعر کے طریق پر ہر وجہ اور ہر طریق میں حیران ہونے والی کھیر انگلی کے ساتھ اور
 ہائے وہ شخص ہے جو اپنے راہ میں مضبوط ہو اور معین موضع کا قاصد و مرید نہ ہو اور ہائے عاشق کو بھی کہتے
 ہیں اور یہ بیان مجھے غطشان ہو اور میام وہ روگ ہزار ہے جو اونٹ کو یہاں سے ہو جاتا ہے عرب
 کہتے ہیں جَمَلٌ أَهْيَمٌ وَكَانَتْ هَيْمًا اور جمع دونوں کی ہییم ہے فرمایا اللہ تعالیٰ فَشَارِبُونَ شُرْبَكِ
 الْيَهُيمِ یعنی بہرہ یو کے جیسے بیون اونٹ تو نے کہا ابن عباس نے فی کلِّ وَادٍ يَكْفُيْمُونَ کی تفسیر
 میں فی کلِّ وَادٍ يَكْفُيْمُونَ یعنی ہر یکا رکام میں خوض کرتے ہیں بعض نے کہا معنی یہ ہیں کہ مدح
 کرتے ہیں تو جھوٹ اور سچو کرتے ہیں تو جھوٹ بعض نے کہا ایک چیز کی تعریف کرتے ہیں اور اسی کی مذمت

کرتے ہیں حق و صدق کے طالب بنیں ہوتی تو وادی ایک مثال ہے کلام کے فنون اور اسکے طریقوں کے لیے اور غوطہ لگاتا ہے معانی اور قوافی میں پھر لکھ بجانہ و تعالیٰ نے فرمایا **وَ أَنتُمْ یَقُولُونَ مَا لَا یَفْعَلُونَ** یعنی کہتے ہیں یہ کیا یہ کیا حالانکہ وہ اس میں کاذب ہیں بقرار کرتا ہے انکو اس جھوٹ کی طرف وہ فن حسین اعلیٰ ہو گئی دیکھو اپنے شعاریں ترغیب ترہیں سخاوت اور خیر بر حالانکہ وہ سخاوت اور خیر کے نام سے وقت نہیں ہیں اور کبھی منسوب کرتے ہیں اپنی طرف جھکے کرنے پر وہ طاقت نہیں کہتے جیسے تو تو پاتا ہے اُنکے شعاریں کہ وہ جھوٹے دعوے کرتے ہیں جو شامل ہوتے ہیں قذرت محضات پر اور یہ کہ وہ انہوں نے کیا اُن کا پکڑ ہنوں کے ساتھ ایسا اور ایسا حالانکہ یہ کذب محض اور افتراء است جو تا ہی پیر نہیں سے اللہ تعالیٰ نے پا نذر و نیک کردار شعراء کا استنار کیا جو اکثر اپنے احوال میں حق اور راستی کے متلاشی رہتے ہیں اور جواب دیتے ہیں شعراء کفار کو اور سچو کرتے ہیں انکی اور جواب دیتے ہیں حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کی طرف سے اور فرمایا **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانْتَصَرُوا مِنْ بَعْدِهِ مَا ظَلَمُوا** یہ جو فرمایا اور یاد کیا اللہ کو بہت یعنی اپنے شعروں میں اور نہیں غافل کرتا شعر کہنا اللہ کی یاد سے جیسے ابن واحد اور حسان بن ثابت اور کعب بن مالک اور کعب بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم عروہ سے مروی ہے کہ جب آیت **وَالشُّعْرَاءُ يَلْعَنُهُمُ الْعَاوَنَ مَا لَا یَفْعَلُونَ** تک نازل ہوئی تو عبد اللہ بن واحد نے عرض کی یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ میں بھی شاعر ہوں تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا يَتَّقِلُونَ** تاکہ وہی کی شکل بہت طرق سے مروی ہے اور دخل میں آئیں دو لوگ بھی جو کسی عالم یا فاضل کی حمایت کریں جیسے حضرت مہ کے شاعر کہ وہ سچو کرتے ہیں انکی جو سچو کرتا آپکی اور حمایت کرتے آپکی اور دفع کرتے انکو آپکی آبروریزی سے اور مقابلہ کرتے شعراء مشرکین کا اور اس میں وہ شاعر بھی دخل میں جنہوں نے بدل لیا اپنے شعروں میں اہل بدعت سے اور مقابلہ کیا اہل بدعت کے اشعار کی برائی ثابت کی کیونکہ شعر و سخن حق کے لیے بدل لینا اور باطل کا بطلان ثابت کرنا مجاہدہ عظیمہ ہے اور ایسا مجاہدان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا اور اللہ تعالیٰ کے دین کے لیے بدل لیا اور شعر فی نفسہ کئی قسم ہے تو کبھی وہ اشعار جن میں کچھ پہلائی نہیں ہے حرام کے قسم نہیں جاتے ہیں اور وہ اشعار جن میں پہلائی کا مضمون ہے واجب کی قسم نہیں جاتے ہیں اور شعر گوئی کی مذمت اور اس سے استنکار کی قباحت میں حادثہ وارد ہوئی ہیں اور انکے علاوہ اور حدیثیں انکی اباحت اور تجویز

میں اور وہی ہیں اور اس مسئلہ کی تحقیق میں گفتگو طویل ہے کہ بن لاک نے حضرت صلعم سے عرض کیا کہ
یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ نے سورہ شعر امین رشاعون کی ندرت میں انا را جو اتارا انوار شعر گوئی میں
آجیا حکم دیتے ہیں آپ نے فرمایا ایسا نذر جہاد کرتا ہے نفس سے اپنی تلوار اور زبان کے ساتھ قسم سلی
جسکے ہاتھ میں ہیری جان ہے گویا تم کا فزون کو بوجھا دیتے ہو تیرون کی رجب انکی اشعار میں سجو
کرتے ہو اخرجہ احمد والبخاری فی تارخہ و ابو یوسف و ابن مکرہ و یوسف عن کعب بن مالک
ابو سعید مروی ہے کہ ایک وقت حضرت ص کے ساتھ ہم (رجع) میں جا رہی تھی کہ اتنے میں شاعر سامنے
آیا شعر گوئی کرتا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کان یمتلیٰ یخوف احل کفر فیکما خیر لہ من ان
یمتلیٰ شعر الخ یعنی تم میں سے کسی کا پیٹ پیسے پہر جانا (پہرے تک) بہتر ہے اس کے لیے شعرون کے
بہرنے سے اخرجہ ابن ابی شیبہ و احمد و عن ابی سعید ابن مسعود مرفوعاً مروی ہے جو شاعر
اسلام میں مہجرتے ہیں انکو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمادے گا کہ شعر کہیں تاکہ جو عین کے ساتھ سرود کر رہے
خاندون کے و اطہر بہشت میں اور جو شاعر شرک میں مرگے وہ دوزخ میں ویل اور شور کے ساتھ
پکارینگے اخرجہ الدیلمی ابو ہریرہ رض سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان
من الشعر لحکمة یعنی مقرر شعر میں حکمت ہے پہر وہی حدیث میں بیان کیں جو ابن کثیر سے مذکور ہو کر
پہر کہا نکالا احمد اور ابن سعد نے ابو ہریرہ رض سے کہ حضرت عمر رض کے پاس سے گزرے اور وہ مسجد میں
شعر پڑھ رہے تھے حضرت عمر رض نے حسان کی طرف دیکھا حسان بولے میں تو اس مسجد میں شعر پڑھتا
تھا حالانکہ میں وہ شخص موجود ہوتے جو آپ سے بہت بہتر ہے (یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
پہر چپ سے حضرت فاروقؓ نے ابو ہریرہ رض کی طرف التفات کیا اور کہا میں سچے قسم دیتا
ہوں اللہ کی کیا تو نے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے اَجِبْ عَنِّي اَللّٰهُمَّ اَرَيْتَ لَكَ
يَرْفُحُ الْقُدْسُ یعنی جواب دے میری طرف سے اے حسان الہی اسکی جبرائیل سے مدد کر کہا ابو ہریرہ رض
نے ان اور ابن ابی شیبہ نے بریدہ رض سے نکالا کہ انہوں نے کہا حضرت ص نے فرمایا مقرر شعر میں حکمتیں
ہیں اور ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود مرفوعاً نکالا کہ حضرت صلعم نے فرمایا مقرر شعر میں حکمتیں اور حضرت
باطل تقریب میں جادو کا اثر ہے اور سلم نے ابو ہریرہ رض سے نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا تم میں سے کسی کا پیٹ پیسے پہر نہ بہتر ہے اسکو دہر شعر میں کہ بہرنے سے اور ابو ہریرہ رض

مروی ہے کہ حضرت ۷ نے فرمایا عمدہ شعر مثل عمدہ کلام کے ہو اور بڑا شعر بڑی کلام کی طرح ہو کہا قرطبی نے اس حدیث کو اسماعیل نے عبداللہ بن عوف شامی کو نقل کیا اور اسماعیل کی حدیث اہل شام سے درست ہو کچھ بن معین وغیرہ کے قول کے مطابق اور مسلم نے عمرو بن شمر کی حدیث کو نکالا کہ میں نے ایک روز حضرت ۷ کے پیچھے سوار تھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں کو امیہ کا شعر یاد ہے میں نے کہا ہاں یاد ہے میں نے ایک شعر پڑھا حضرت ۷ نے فرمایا اور پڑھ میں نے دو شعر پڑھے ۱ فرمایا اور پڑھ میں نے تیسرا شعر پڑھا اسی طرح سو شعر پڑھے معلوم کیا چاہیے کہ امیہ نہ کہ کفر میں ایک شعر تھا اس کے شعر میں حمد الہی اور مذمت دنیا کا مضمون تھا اس واسطے حضرت ۷ نے انکو سنا پھر فرمایا کہ اس کی زبان ایمان لائی اور دل کفر کا اور زبان کو مضمون تو اچھے نکلے لیکن دل سے کفر اور جب نہ نیا لگئی اور یہی حال ہے اکثر شاعروں کا کہ اشعار میں بعض مضمون تو نہایت خوب اور بہت زبان سے نکلے ہیں لیکن دل سیاہ ۷

گو زبان تیری در افشان ہوئی مائے پر دل کی سیاہی گئی

کہا شعبی نے ابو بکر بن بھی شعر کہتے تھے اور عمر فاروق بھی شعر کہتے اور حضرت عثمان بھی کہتے اور حضرت علی ان تینوں سے زیادہ شعر گو کہتے اور ابن عباس سے مروی ہے کہ وہ خود بھی شعر پڑھتے اور لوگوں سے پی مسجد میں شعر پڑھتے مروی ہے کہ ابن عباس نے عمرو بن ابی ربیعہ مخزومی کو بلایا اور اُن سے ایک قصیدہ پڑھوایا پھر اُن سے وہ قصیدہ پڑھا اور فرمایا تو نے شعر کہے ہیں ابن عباس نے وہ سارا قصیدہ عمرو بن ابی ربیعہ کو لوٹا کر سنا دیا اور ایک بار ہی سنکر یاد کر لیا اور آواز دہکرائی رہم نے شعر کے حکم میں ایک عمدہ تقریر اپنی کتاب تسلیۃ القلوب میں لکھی ہے لا تَنْتَبِهَنَّ فَادِجُہُ الْبَیْہِ بِرَسَدِ سَجَانِہُ وَلَقَالِیْ اَنِّیْ ہِیَ سُوْرَۃٌ کَوْسِیْ اَیْتِیْ بِرِخْمِہِمْ کَیْوَکُلِّ وَعِیْدِہِمْ کَوْشَالِہِ ہے اور فرمایا وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیُّ مِّنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ بعض نے اس آیت کو شاعروں کو خاص کیا ہے لیکن اس پر کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ اعتبار الفاظ کے عموم کا ہوتا ہے اور پڑھا اس آیت کو صدیق اکبر عمر فاروق کے لیے جو جب اسکو خلیفہ بنایا اپنی مرض موت میں اور اُسی مِّنْقَلَبٍ مِّنْ مِّنْقَلَبٍ سے جنم مراد ہے اور لفظ اسے کو مقدم کیا گیا اس لیے کہ اُسی استفہام کے معنی کو مضمون ہے کہا ابو البقاء نے اُسی مِّنْقَلَبٍ مِّنْ مِّنْقَلَبٍ سے کہتا ہے کہ اُسی استفہام میں ہکا ما قبل عمل نہیں کرتا بلکہ وہ اس میں عمل کرنے سے سہل ہو اور یہ قول ابو البقاء کا مردود ہے اس طرح کہ لفظ اِیْ حَبَّتْ واقعہ ہو وہ استفہام میں نہیں ہوتا اور جو استفہامیہ ہو وہ صفت نہیں ہوتا بلکہ ہر ایک کی علیحدہ قسم ہے اور لفظ اِیْ کو بہت قسم میں کہا خاص نے اور

تحقیق بات ہر مقام میں یہ ہے کہ اسی معنی میں استقہام کچھ ہے اور اس کے ماقبل کے معنی اور پہن تو اگر اس میں قبل
عامل ہوگا تو بعض معانی بعض میں داخل ہو جاوینگے والد علم اور کہا قرطبی نے معنی اسی منقلب بنقلیوں کے
یہ ہیں اسی مصیر مصیرون اور اسی مرج یرجعون یعنی اب ظلم جان لین گے کہ کس بازگشت کی طرف مصیروت
کرینگے اور کس مرج کی طرف رجوع کرینگے کیونکہ انکی مصیر اور بازگشت دوزخ ہے اور انکا مرج عذاب اور وہ
بہت برا مصیر ہے اور اشر مرج اور منقلب اور مرج میں فرق یہ ہو کہ منقلب کہتے ہیں انتقال کرنے کو طرف
خلاف پھر نیز کہ وہ اس میں ہو اور مرج ٹوٹنا ہے اس حال سے حسین وہ اب ہے اس حال کی طرف حسین وہ پہلے
تہا تو ہر مرج منقلب ہے اور نہیں ہے ہر منقلب مرج اسکو مادی نے بیان کیا اور حسن اور ابن عباس رضی
نے یہ معنی بیان کیے کہ ظالم حرص کرینگے اس کے عذاب سے انقلاب کی اور اس سے نکل جانے کی اور نہ سکین
گے اور فضالہ بن عبید اللہ اس آیت کی تفسیر میں کہا ان سو وہ لوگ مراد ہیں جو بیت اللہ کو ویران کرینگے
انتہی ماقال ابو الطیب فی تفسیر فتح البیان

سُورَةُ النَّمْلِ

اس سورت کی تین یا چار یا پانچ اور نوے تہین مین کہا قرطبی نے یہ ساری سورت جمیع مفسرین کے قول پر لکھی ہے یہی قول ہے ابن عباس کا اور ابن زبیر سے بھی ایسا ہی مروی ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

طَسَّ فَتِلْكَ الْفُرَاتِ وَكِتَبَ مُبِينٍ هُدًى وَبُشْرَى الْمُؤْمِنِينَ ۝ الَّذِينَ

يُحِبُّونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ إِنَّ الَّذِينَ لَا

يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ ۖ هَؤُلَاءِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَهُمْ سُوْرٌ

الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْآخَسِرُونَ . وَلَئِكَ لَسُئْلَى الْقُرْآنِ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ

عَلَيْهِمُ السَّلَامُ یہ ایتین ہیں قرآن اور کہلی کتاب کی سوجہ اور خوشخبری ایمان والوں کو جو کھڑی رکھتے ہیں

سماز اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ کچھ لاکھ یقین جانتے ہیں جو لوگ نہیں جانتے آخرت کو انکو پہلے

دو لہائے ہین جھٹے انے کام سوہ بے پھرین ہی جگہ بری طرح کی مار ہے اور آخرت میں وہی ہین

مُزِیْب اور عَیْلُو وِزَانِ عَلَیْہِ اَیْکِ حَکْمَتِ اَلْمُجِیْبِ رَاسَہُ فِی کَہَا حَافِظِ ابْنِ کَیْثِ رَاسَہُ سُوْرَتِ قُلُوبِ

ہے اور انکی مراد سے اللہ تعالیٰ خوب واقف ہے اور تمکین میں اشارہ ہے نفس سورت کی طرف کیونکہ وہ مذکور ہے
 بجملاً آیات القرآن وکتب متبینین عطف ہے ساتھ زیادت صفت کے معطوف علیہ کے مفہوم پر اور وہ
 اس اعتبار سے مفید ہے اور کتاب سے مراد یا تو نفس قرآن ہے یا لوح محفوظ یا یہ خاص سورت اور آیات کو موصوف
 کیا ہے دو وصفوں کے ساتھ ایک تو قرآنیت کے ساتھ جو دلالت کرتی ہے آیات کے محفوظ ہونے پر اور دوسرے
 اشارہ ہے اسکی طرف کہ وہ آیات قرآن عربی معجز ہیں دوسری صفت کتابیت ہے جو دلالت کرتی ہے کہ یہ مکتوب
 ہے اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ یہ آیات کتب منزلہ کی صفت کے ساتھ موصوف ہیں پہلے اس کے ساتھ
 ایک تیسری اور صفت لگا دی ہے اور وہ ظاہر ہونا ہے اس معانی کا اس شخص کے واسطے جو اسکو پڑھے
 اور کتاب بسین کے یہ معنی ہیں کہ اسکا اعجاز واضح ہے اسلئے کہ شامل ہے بلاغت پر یا ظاہر کرنے والی
 ہے حکم اور حکام اور احوال آخرت کو جن میں سے ہر ثواب اور عذاب یا ظاہر کرنے والی ہے ہر ہمت اور
 ضلالت کو راہ کو یا فرق ہے حق اور باطل میں اور حلال اور حرام میں اور اس سورت میں قرآن کی صفت
 کو مقدم کیا بخلاف سورہ حجر کے کہ اس میں قرآنیت کی صفت کو مؤخر کیا ہے تو یہ اسلئے کہ یہاں یہ لحاظ
 کیا ہے کہ قرآنیت کا حال مقدم ہے کتاب کے حال پر اور وہاں ٹیول الیہ کا لحاظ کیا ہے کیونکہ وہ مکتوب
 ہے اور کتابت سبب ہے قراءت کا والد علم اور یہ امر کہ اس سورہ میں قرآن کو معرفت اور کتاب کو منکر کیا
 ہے بخلاف حجر کے اس میں کتاب معرفت ہے اور قرآن منکر تو یہ اسلئے کہ انہیں سے ہر ایک تعریف اور
 تنکیر دونوں کا صالح ہے کیونکہ قرآن اور کتاب دونوں علم ہیں اس کتاب کو جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم پر اتری ہے اور دونوں وصفین ہیں اس حیثیت سے کہ پڑھی جاتی ہے اور لکھی جاتی ہے جہاں انکو
 معرفت کیا ہے وہاں اسکے علم ہونیکا اعتبار کیا ہے اور جہاں منکر بیان کیا ہے وہاں اسکی وصفیت
 کا لحاظ کیا ہے قیامت صلوٰۃ سے پانچون نمازون کا برابر کہنا اور اُن کے فروض اور سنن پر مداومت
 کرنا اور شریعت کے مطابق انکا اکرنا مراد ہے اور اتنا ذکر کوۃ سے مالون کی ذکر کوۃ کا جی کی خوشی کے ساتھ
 اکرنا مراد ہے جب فرض ہو جاوے اور آخرت پر یقین کرنے سے یہ مراد ہے کہ ہند لال کے ساتھ اسکو
 جانتے ہیں اور طلب ہے کہ آخرت پر جیسا یقین لانا چاہیے نہیں لاتے مگر وہی لوگ جو ایمان اور عمل
 صالح کے جامع ہیں کیونکہ انجام کا خوف تکلیفوں کی برداشت پر انکو ابھارتا ہے اور یہی لوگ یگانہ ہیں
 یہ حبیب اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اہل سعادت کا مذکور فرمایا تو ان کے پیچھے اہل شقاوت کو بھی بیان فرمایا اور

فرمایا اِنَّ الدِّينَ لَا يَوْمُنُوْنَ الْآيَةِ آخِرَتِ كُ سَاہِتَہٗ یٰمَانِ لِّلنَّسْرِ یہ مراد ہے کہ وہ مرنیکے بعد زندہ ہو
کی تصدیق نہیں کرتے اور یہ کافرین اور انکے لیو اعمال کے مزین کرنے سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
انکے برے عملوں کو انکے لیے مزین کر دیا ہے اس طرح کہ برائیوں کے ارتکاب کی خواہش انکی طبیعتوں میں قرار
گیر ہو گئی ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ اچھے کام کرتے ہیں بعض نے کہا مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عمدہ اعمال
کی انکے لیے عمدگی ظاہر کر دی ہے اور جو کچھ اعمال صالحہ میں دنیا اور آخرت کی بہلایاں ہیں انکو انکے لیے بیان
فرما دیا ہے لیکن انہوں نے نہ مانا نہ جاج نے کہا آیت کا معنی یہ ہے تنہا نکر لکھی جزا یہ بھڑائی ہو کہ جس چیز
میں سرگردان ہیں انکو انکے لیے مزین کر دیا ہے اس طرح کہ اسپر کو انکی طبیعتوں کا شہتی اور انکے لغتوں کا
محبوب بنا دیا ہے پر وہ ہمیں ہمیشہ متروک اور تحیر رہتے ہیں انہیں اہ پاتے انکے طریق کی طرف اور نہ سمجھتے
ہیں اسکی حقیقت کیونکہ قرآن مجید میں قیامت ہر اکو نہیں بوجہ بعض نے کہا اور وہ تیری قالہ قتادہ ہی میں حکویری طرح کی بار بعض نے کہا اسکو
مراد دنیا کا عذاب ہو جیسے قتل اور قید اور دلیل سپر یہ ہے کہ اسکے بعد اللہ تعالیٰ فرمایا اور آخرت میں
وہی خراب ہیں یعنی سب لوگوں سے بڑا کرو ٹوٹے زمین پڑے اور سب سے چڑھ کر وہ نامرد رہے پر اللہ تعالیٰ
نے ایک مفید مقدمہ کو ان عجیبہ اخبار کے لیے بیان فرمایا جنکو اننے اسکے بعد بیان کیا ہے اور حضرت ۳
کو مخاطب کر کے فرمایا وَلَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ الْفَرَسَانَ مِنْ دُونِ الْحَيَّةِ عَلَيْنَا حَكِيمٌ كَثِيرٌ عَلَمَاتٍ اَوْ عَلِيمٌ بِغَضِ
كثير العلم ہے اور ان دونوں میں جمع کی صورت یا وجود اسکے کہ علم حکمت میں داخل ہے یہ ہے کہ جو علم حکمت میں
داخل ہے وہ علم علی ہے اور علم علی وہ ہے جو متعلق ہو ساتھ کیفیت عمل کے اور جس علم کا بیان مذکور ہے وہ
علم علی سے عام ہے گویا یہ کہا گیا ہے حکمت الہی صیب ہے اپنے فعال میں کوئی کام نہیں کرتا اگر اپنے علم
کے مطابق خبردار ہے ہر چیز سے اور یہ آیت بساط اور تمہید ہے ان اقاصيص کے لیے جنکو اللہ تعالیٰ نے
اس سورت میں بیان کیا ہے اور توضیح ہے ان لطیف حکمتوں کا اور دقیق علموں کا جو ان قصوں میں
موجود ہیں اور یہ سورت پانچ قصوں پر مشتمل ہے اول سورہ ۴ کا قصہ مذکور ہے اور اسکے بعد سلم کا قصہ مذکور
ہے اور اسکے بعد طیس کا اور اسکے بعد صلح ۵ کا اور اسکے بعد لوط علیہ السلام کا اذ قال مؤمنی لا حولہ
اِنِّیْ اَنْتَ نَادَا سَاتِکُمْ فَمَا یَحْبُرُ اَوَلَمْ یُنَبِّئْکُمْ لَیْسَ بِالْقِسْلِ لَعَلَّکُمْ تَصْطَلُونَ فَلَمَّا
جَاءَ هَآؤُدَیْ اَن بُورِکَ مَنْ فِی الثَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ہِمْوٰی
اِنَّہٗ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ وَاِلٰی عَصَاکَ فَلَمَّا رَاہَا نَهْتَزُّ کَانَهَا جَاوِیْعًا لِّمُعَذِّبِ الرَّاٰلِ

انہوں نے کہا اے اللہ! ہم تو فی الواقع حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ان آیات میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان نعم خیر علیہ
 اور مہربان جلیلہ اور صفات جمیلہ کی خبر دیتا ہے جو اسے اپنے بند سے داؤد اور سلیمان علیہما السلام کیسے اودھا
 آخرت کی اس سعادت کو بیان فرماتا ہے جو ان کے دہڑے پر جمع کی دنیا میں پورے اور کامل طور پر بادشاہت
 دی اور دین میں پیغمبر اور رسول کیا و لہذا فرمایا وَلَقَدْ اَتَيْنَا دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ عَلَمًا وَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي
 فَضَّلَنَا عَلٰی كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ عمر بن عبد العزیز نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ بند پر کوئی احسان نہیں کرتا
 پہر وہ بندہ کا شکر ادا کرے مگر اس بندہ کا شکر اس کی نعمتوں سے بہتر ہوتا ہے اور یہ بات اللہ تعالیٰ کی کتاب
 میں موجود ہے فرمایا اللہ نے وَلَقَدْ اَتَيْنَا دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ عَلَمًا وَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي فَضَّلَنَا
 عَلٰی كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ پہر وہ کون نعمت بڑھ کر ہے اس نعمت پر جو حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام
 کو دی گئی اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور وارث ہو سلیمان داؤد کا تو یہ وارث ہونا ملک اور نبوت میں مراد ہر
 مال وارث ہونا مراد نہیں ہے کیونکہ اگر اس سے وارثت مالی مراد ہوتی تو حضرت داؤد کی باقی اولاد میں سے
 انکو خاص کیا جاتا بلکہ مال کے سب وارث تھے اور داؤد کی سوبلی بیان تہیں اس لیے اولاد ہی بہت تھی و لکن
 وارثت ہر ایک میں ملک اور نبوت کی وارثت مراد ہے کیونکہ پیغمبروں کے مالوں کو بھی وارث نہیں ہوتا جیسے
 اسکی ہمارے حضرت صلوات اللہ علیہ اکر وسلم نے خبر دی ہے حَتّٰی مَعَاشِرُ الْاَنْبِيَاءِ لَا تُوْرَثُ مَا تَرَكَتْهُ فُتْوَ
 صَدَقَہ یعنی ہم پیغمبر لوگ میراث نہیں چھوڑتے ہمارے مال کو کوئی وارث نہیں جو ہمنے چھوڑا وہ خدا کی راہ
 میں صدقہ ہے (احديث کوصرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی وارثت نہیں کیا جو کوئی عتقا لکھ لکھ لکھ علی رضی اللہ عنہ اور
 حضرت عباس رضی اللہ عنہ اسکے راوی ہیں) پہر سلیمان ہمنے اللہ تعالیٰ کے ان احسانات کو بیان کیا جو اللہ تعالیٰ
 نے اُن پر کر رکھی اپنے اس قول بَايَعْنَاهَا النَّاسُ عَلَمًا اَلَا يَرٰ مِیْن اللّٰهِ تَعَالٰی نے انکو پوری سلطنت اور تکیں عظیم
 عنایت فرمائی تو کہ انسانوں اور جنوں اور اڑتے جانوروں کو انکا تابع بنا کر دیا اور سلیمان پرندوں اور
 جانوروں کی بولی سے وقف تھے اور یہ مرتبہ انسانوں میں کسی کو نہیں ملا جہاں تک پہلو معلوم ہے اللہ اور
 اسکے رسول کے خبر دینے کے ساتھ اور جو شخص جانوروں میں سے اس بات کا دعوے کرے کہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام
 سے پہلو سب حیوان آدمیوں طرح باتیں کرتے تھے جیسے بہت لوگ کہتے ہیں تو یہ قول بلا دلیل ہے اور اگر یہ
 بات درست ہوتی تو سلیمان اس کے اس تہ کے ساتھ خاص کرنے میں انکی کوئی فضیلت نہ ہتی کیونکہ ہر
 وقت کہ سب لوگ پرندوں اور جانوروں کی باتیں سنتے سمجھتے تھے حالانکہ امرایا نہیں ہے جیسے انہوں نے خیال

کیا اور نہ جیسے انہوں نے کہا بلکہ ہمیشہ سے سب چیزیں کیا جانور اور کیا پرندے اور کیا انجھو ق راسے
 شکل اور طرز پر چلے آتے ہیں جب ہی اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان کو پیدا کیا ہے لیکن اللہ سبحانہ نے سلیمان علیہ
 اسلام کو فضیلت میں رکھی وہ چیز سکھا دی جس کے ساتھ وہ پرندوں سے مخاطب ہوئے اور سچیز کی تعلیم
 دیدی جس کے ساتھ وہ حیوانات ہی باوجود ان کے ہزار ہا اقسام کی بات چیت کریں ولہذا فرمایا سلیمان ؑ کی
 طرف سے وَعَلَّمْنَا مَطْوً الطَّيْرَ وَأَوْتَيْنَاهُم كُلَّ شَيْءٍ الْآيَةِ ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً موی ہے کہ داؤد علیہ
 السلام کی (طبع میں) سخت غیرت تھی اور جب آپ (رگہر سے) باہر جاتے تو دروازے بند کر دیتے اور آپ کے واپس
 آنے تک کوئی اندر نہ جاسکتا حضرت صل اللہ علیہ آکر وسلم نے فرمایا تو ایک دن آپ پر آمد ہوئے اور دروازہ
 کو بند کیا گیا آپ کی بی بی گہر کے (انگن میں) جو جھانکا تو ایک مرد صحن کے سچ کھڑا تھا گہر میں جو نوکر چاکر موجود
 تھے کسی کو بچھا یہ شخص کو نوکر اور دروازہ تو بند ہے اللہ کی قسم ہکو داؤد ؑ کی طرف سے فضیحت ہو گئی اتنے میں
 داؤد ؑ بھی آگئے اور وہ شخص (جو کانون) انگن میں کھڑا ہوا تھا داؤد ؑ نے فرمایا آپ کون ہیں وہ بولا
 میں وہ ہوں جو بادشاہوں سے نہیں ڈرتا اور نہ پر دون کی سکوروک ہے داؤد ؑ نے فرمایا بخدا پر تو
 آپ ملک الموت ہیں آئیے خوشی سے اللہ کا حکم لائیے پھر داؤد ؑ اپنے مکان میں آئے اور ملک الموت
 نے آپ کو روح کو قبض کیا اور فرغ ہوا اپنے کام سے اور داؤد ؑ پر دہوپ آگئی تو سلیمان ؑ نے پرندوں کو حکم
 کیا کہ دو دو پر سایہ کریں پس پرندوں نے داؤد علیہ السلام پر ایسا سایہ کیا کہ اندھیرا ہو گیا تب سلیمان
 نے فرمایا ایک ایک بازو بند کر لو ابو ہریرہؓ نے کہہ دیا رسول اللہ پرندوں نے کس طرح ایک ایک بازو
 بند کیا تب حضرت م نے اپنا ماتھہ بند کر کے دکھایا اور سرخ رنگ کی چیلین اسدن بخت تھیں روحا کا
 آجندہ آدمیوں کا لشکر سلیمان ؑ کے متصل رہتا تھا ان کے پیچہ جنوں کا لشکر اور آپ کو سر پرندوں کا لشکر اگر
 گرمی ہوتی تو سایہ کر دیتے آپ پر اپنے پروں سے جب یہ لشکر سلیمان ؑ کے واپس اکٹھے کیے جانے
 تو ان سب کو روک دیا جاتا تاکہ کوئی اپنے مرتبہ سے پیشدستی نہ کرے کہا مجاہد نے سلیمان ؑ نے ہر ایک
 لشکر پر کچھ تقیب اور جبار مقرر کیے تھے جو وہ ایک جماعت کو دوسری جماعت میں ملنے اور ایک کو دوسرے
 پر پیشدستی کرنے سے روکتے فہذہ قولہ تعالیٰ وَحِشْرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودَهُ مِنَ الْإِنِّ وَالْأَنْثِ وَالطَّيْرِ
 فَضَحَّ يَوْمَ عَوْنٌ يَهَاتِكُ جب گندمی حضرت سلیمان ؑ اپنے جنود اور جیوش کے سمیت چیونٹیوں کے
 میدان پر تو ایک چیونٹی بولی ہے چیونٹیو گھس جاؤ اپنے مکانوں میں نہ پیدے تم کو سلیمان اور ہر لشکر

اور انکو خبر نہ ہو قتادہ نے حسن بصری سے روایت کیا کہ اس چوٹی کا نام حرس تھا اور اسکے قبیلہ کا نام بنو شیمان تھا اور یہ لنگڑی تھی اور بیہوشی کے برابر تھی تو اوسے چوٹیوں پر خوف کیا کہ شاید سلیمان کے لشکر کے گھوڑے اپنی پاؤں سے انکو پیس ڈالیں تو انکو حکم کیا کہ اپنی اپنی سوراخوں میں گہس جاویں سلیمان نے یہ سنکر سمجھ لیا اور سکر اگر بنس پڑے اسکی بات سہ اور فرمایا اسے پروردگار میرے مجھکو توفیق دے کہ میں شکر کن تیرے احسان کا جو کیا تو نے مجھ پر اور میرے بانی پر اور لیکر کن میں کام نیک جبکو تو پس کرے سلیمان پر جو اللہ تعالیٰ نے احسان کیا تو اسے انتظام ملے انکو جاووزوں کی بولیاں سکھا نامرد ہو اور ان پر پرہیز احسان کہ وہ ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور ہر اچھے عمل کیے اور عباد صالحین میں داخل کرنے سے یہ مراد ہے کہ جب تو مجھکو فوت کر دے تو مجھکو ان لوگوں کو ساتھ ملا دے جو تیرے نیک بندے ہیں اور انکا ساتھ قسمت میں کر جو تیرے دوستوں میں سے ہوں جو تیرے ساتھ ہیں اور مفسدین میں سے جس نے کہا کہ یہ میدان جس میں ریچوٹی عقیق شام کی زمین میں تھا یا کہیں اور اور اس چوٹی کے دو پر تھے کہی کیطرح اور سوا اسکے اور اس قسم کی باتیں تو ان میں کچھ فائدہ نہیں ہو حاصل ہے کہ حضرت سلیمان نے اسکی بات سمجھ لی اور سکر اگر بنس پڑے اور یہ عظیم ہے بڑا ابو صدیق ناجی کہتے ہیں کہ سلیمان بانی مانگنے کر لیے نکلے تھی دیکھا تو ایک چوٹی چٹ لیٹی ہے اور اپنے پاؤں آسمان کی طرف ٹھامی ہو اور وہ کہہ ہی ہے اَللّٰهُمَّ اِنَّا خَلَقْنَا مِنْ خَلْقِكَ وَكَأَغْنٰ بِنَاعِنِ سَفْيَاكَ وَكَأَلَا نَسْقِنَا فَضْلَكَ اَعْنِ يَا اللّٰهُ سَمِیْکَ مَخْلُوْقَہِیْنِ تِیْرَیْ مَخْلُوْقَاتِہِیْ اور ہم تیرے بانی پلانے سے بے پرواہ نہیں ہیں اور اگر تو ہسکو بانی نہ پلا دے تو ہم ہلاک ہو جاویں گے سلیمان نے فرمایا ہر جگہ تم پلاے گئے اپنے غیر کی دعا سے دَعَاہُ ابْنِ اَبْنِیْ حَاتِیْہِ اور ابو بکر سے مرفوعاً مروی ہے کہ ایک چوٹی نے کسی پیغمبر کو کاٹا تو اُس نے حکم کیا چوٹیوں کے مکان جلائیگا سو چوٹیوں کا مکان جلا دیا گیا تو خدا نے اس پیغمبر سے فرمایا تجھکو ایک چوٹی نے کاٹا تو نے مخلوق کے ایک گروہ کو جلا دیا جو تبسم کرتا تھا حضرت موسیٰ نے جناب الہی میں عرض کی کہ الہی تو گنہگاروں کی بستیوں کو ہلاک کرتا ہے حالانکہ ان میں نیک لوگ بھی ہوتے ہیں خدا نے حضرت موسیٰ کی تفہیم چاہی تو حضرت موسیٰ کو گرمی بہت معلوم ہوئی ایک درخت کو ساؤ میں جا کر لیٹے وہاں ایک چوٹی نے انکو کاٹا حضرت موسیٰ نے انکا مکان جلا دیا تب خدا نے فرمایا تو نے ایک چوٹی کو قصور میں سپرد چوٹیوں کو جو یاد خدا کرتی تھیں کیوں جلا دیا سنتے مانی تفسیر ابن کثیر بزیادۃ من التحفۃ

فتح کا بیان ہے کہ سلیمان داؤد کے بیٹے تھے اور علما میں تنوین یا نوع کے لیے ہر اور معنی یہ ہیں کہ ہمنو داؤد اور سلیمان علیہما السلام کو علم کا ایک حصہ یا تعظیم کے لیے یعنی ہمنو انکو بہت علم دیا بعض نے کہا علم سے دین کا علم مراد ہے اور حکم بعض نے کہا فیصلوں کا علم اور سیاست کا بعض نے کہا داؤد کو پرندوں کی تسبیح سبھنے کا علم دیا اور سلیمان کو پرندوں کی بولی سبھنے کا اور داؤد کے انیس بیٹے تھو ان میں ایک سلیمان بھی تھے اور داؤد سو سال زندہ ہوئے انکے اور موسیٰ کے درمیان پانچ سو اتر سال کا فاصلہ ہے اور سلیمان کچھ اور پچاس سال جیتے رہے اور سلیمان اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان ایک ہزار سات سو سال کا فاصلہ ہے ذکر کذا فی التَّجْوِیْدِ وَقَالَ امین واعطف کر لیے ہو اور معطوف علیہ محذوف ہے کیونکہ یہ مقام فار کا مقام ہے اور معنی یہ ہیں اور البتہ ہم نے دیا ان دونوں کو علم ہر انہوں نے عمل کیا اس پر اور اللہ کا شکر یہ ادا کر نیکے لیے بولے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَکَیْہِ اور اسکا توحید ہے یہ کہ زبان کا شکر اس وقت عمدہ ہوتا ہے جب عمل قلب کا اس پر سبقت کر چکا ہو اور عمل قلب ہی کہ طاعت کے سجالانے اور معصیت کے ترک کا قصد کرے اور فضیلت کو علم اور نبوت کی فضیلت اور تنخیر طیر اور جنوں اور آدمیوں اور شیطانوں کی فضیلت مراد ہے بظاہر قرآن مجید کے سیاق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تنخیر ہر ایک کر لیے تھی داؤد اور سلیمان علیہما السلام دونوں کے واسطے وَمِثْلُہٗ فِی الْخَازِنِ وَالْخَطِیْبِ اور اس آیت میں دلیل ہے کہ علم ایک بزرگ چیز ہے اور اسکا مرتبہ بلند ہے اور اسکا اُٹھانے والا سب کے پیشرو ہیں اور معلوم ہوا کہ علم کی نعمت ان نعمتوں میں سے ایک اجل نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ بند پر کرتا ہے اور جس شخص کو علم دیا گیا اسکو بہت بند و پر بزرگی ملی اور اسکو شرف جلیل عنایت ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علم والوں کا اسلیو درۃ انبیاء نام رکھا ہے کہ وہ شرف اور منزلت میں انبیاء کے قریب ہوتے ہیں کیونکہ جیسے کہ یہ رسولوں کو سبوحث کیا گیا ہے اسکو قوام اور تہا منے والو ہی علماء لوگ ہیں اور معلوم ہوا کہ علم والوں کو اس نعمت کا فائدہ غیر مترقبہ پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا فرض ہے اور معلوم ہوا کہ علم کو عقائد کرنا چاہیے کہ اگر مجھ کو بہتوں پر فضیلت دی گئی ہے تو بہتوں کو مجھ پر بھی فضیلت دی گئی ہے اور کیا اچھا فرمایا امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ عمر سے سب لوگ سمجھ لے ہیں اور عمر بن عبد العزیز نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے پر کوئی نعمت نہیں کرتا پر بندہ اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے مگر بندہ کی تعریف اللہ تعالیٰ کی نعمت سے افضل ہوتی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ

کی کتاب میں موجود ہے اللہ عزوجل نے فرمایا وَلَقَدْ اَتَيْنَا دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ عَلِمَا الْاَيَةَ اور نعمت سے کوئی نعمت بڑھ کر ہے جو داؤد اور سلیمان علیہما السلام کو دی گئی تھی کہ تم ہوں گے میں وہ بات موجود نہیں ہے جو عمر بن عبد العزیز نے سچی اللہ تعالیٰ کی رحمتیں سپر ہوں اور جس چیز پر آیت دلالت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ ان دونوں نے اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں پر تعریف بیان کی جو اللہ تعالیٰ نے انہیں پہنچا کر کہا ہے معلوم ہوا کہ بندہ کا حمد خدا کی نعمت سے افضل ہے اور وراثت سے علم اور نبوت کی میراث مراد ہی یا کتاب کی میراث دوسری اولاد کے سوا کہا قتاہ اور کلبی نے داؤد کے انیس بیٹے ہوتے تو ان سب میں سے ایک سلیمان ہی چن لیا ہوئے اور اگر وراثت سے مراد وراثت ہوتی تو سلیمان کو کیوں خاص کر دیا جاتا کیونکہ وراثت میں لوگوں کی سب اولاد برابر تھی جبہ و مفسرین کا یہی قول ہے تو یہ وراثت مراد مجازی ہے جسطرح حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَلْعِلْمُ اَوْ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ قتاہ رہنے کے اس آیت کی تفسیر میں کہ وراثت ہوا سلیمان کو داؤد کی نبوت اور پادشاہت اور علم کا اور سکون ملا جو داؤد کو دیا گیا اور زیادہ دی گئی تھی ہوا اور جنوں اور شیطانوں کی اور انکی سلطنت داؤد کی سلطنت سے زیادہ تھی اور فیصلجات کی طے کرنے میں سلیمان کو اپنے باپ داؤد سے زیادہ دستگاہ تھی اور داؤد اپنے بیٹے سلیمان علیہ السلام سے زیادہ عابد تھے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے شکر کرنے والا اور علمنا میں ضمیر دونوں میں سے ہر ایک کی طرف راجع ہے اور معنی یہ ہیں کہ داؤد علیہ السلام سے جو ہم کو علم اور نبوت اور خلافت کا ورثہ ملا ہے تو اس پر ہم کو یہ زیادہ دیا گیا ہے کہ ہم جانوروں کی بولی ہی سمجھتے ہیں قَالَهُ الْقَرَطُ طِبِي یعنی ہم کو اس چیز کی سمجھ نہایت کی گئی جبکہ پرند ارادہ کرین جسوقت وہ بولیں اور طیر کے صوت کو منطبق فرمایا اسلئے کہ طیر کی آواز سے سلیمان کو وہ معنی سمجھ لیتے جو طیر کے نفوس میں مرکوز ہوتے تھے جس کو لوگوں کی باتوں سے سمجھا جاتا ہے اور منطبق طیر کو مقدم کیا گیا کیونکہ یہ نعمت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ خاص ہے ہمیں انکا کوئی شریک نہیں ہے کہ ہاں انہوں نے منطبق طیر سے طیر کا کلام ملے ہے پس کلام طیر کو بھی لیا جیسے آدمی کا بولنا اور آیت کے معنی یہ ہیں اے لوگو ہم سمجھتے ہیں جو پرندے کہتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ داؤد اور سلیمان علیہما السلام دونوں طیر کے آوازوں سے واقف اور انکی مراد سے خبردار تھے کہا خطیب علمنا کی تفسیر میں کہ سکھایا گیا میں اور میرا باپ بڑی آسانی کے ساتھ اور نطق اور منطبق عرف میں ہر وہ لفظ ہے جسکو ساتھ فی ضمیر کو بیان کیا جاوے وہ لفظ مفرد ہو یا مرکب مفید ہو یا غیر مفید قَالَهُ الْبَيْضُ

اور کسی بولا جاتا ہے لفظ نطق کا ہر سچیز پر جس کے ساتھ آواز کیجاوے تشبیہ یا طبعاً جیسے عرب کہتے ہیں
 نَطَقَتْ الْحَمَامَةُ اسی لیے حیوان کو ناطق کہتے ہیں اور جاد کو صامت کیونکہ صوات حیوانیہ ہر حیثیت
 سے کہ وہ تخیلات کو تابع ہیں عبارات کو قائم مقام ہو جاتے ہیں اور وہ متفاوت ہوتے ہیں ساتھ مختلف
 غراض کے سطح کے سمجھ لیتا ہے ان غراض کو جو صوات کی جنس سے ہوتا ہے اور شاید سلیمان علیہ السلام
 جب کسی حیوان کا آواز سنتے تو اپنی قوت قدسیہ سے اس غرض کو جان لیتے جس کے واسطے وہ حیوان آواز
 کرتا سنتے مافی البیضا وہی ایک جماعت مفسرین کا یہ قول ہے کہ سلیمان علیہ السلام کو جمیع حیوانات کی بولی
 سکھائی گئی اور طیر کو اس لیے ذکر فرمایا کہ یہ ایک جند تھا جنود میں سے جو اسکے ساتھ چلتا سایہ کر نیکے
 لیے بعض نے کہا صرف جانوروں کی بولی ان کو سکھائی گئی اور چوٹی کی بات کا سمجھنا اسکے قول کے مخالف
 نہیں ہے کیونکہ چوٹی بھی منجملہ طیور میں سے ہے اور بہت بار چوٹی کے پر باندھتے ہیں پہاڑی ہے اور
 یہ چوٹی جسکی سلیمان نے بات سنی پروں الی تھی پہر وہی ابو صدیق ناجی کا اثر بیان کیا جسکو فظ
 ابن کثیر نے بیان کیا کہ سلیمان بن داؤد استعار کے واسطے لوگوں کو لیکر نکلتے پہر گزرے ایک چوٹی
 پر جو چٹ لیٹ کر باؤں آسمان کی طرف اٹھا کھڑی تھی اور کہتی تھی اہی ہم بھی تیری پیدائش میں تیری پیداوار
 سے ہکو تیری روزی سے لڑ پڑائی نہیں ہے یا ہکو پانی پلا دیا ہکو ہلاک کر دے سلیمان علیہ السلام نے
 لوگوں سے فرمایا لوٹ چلو تم پلائے گئے اپنے غیر کی دعا سے اور خازن اور صاحب ہلاک نے اپنی اپنی
 تفسیر میں بعض جانوروں کی بولی بیان کی ہے اور یہ کہ قمری کیا کہتی ہے اور ہیا ہی بیان کیا ہے
 انکو قرطبی نے بغیر سند صحیح متصل کے جسپر کوئی اعتماد نہیں بننے لگا اس لیے بیان نہیں کیا کہ سمین چند
 قائلہ نہیں اور ہر چیز کے لڑ جانے سے یہ مراد ہے کہ ہکو وہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمائیں
 جسکے ہم محتاج ہیں جیسے علم اور نبوت اور حکمت اور مال و جہن اور مسانوں اور جانوروں کا اسکے لیے مسخر کرنا
 اور ہواؤں اور وحشیوں اور دواب کا اسکے لیے فرمانبردار کرنا اور فرمانبردار کرنا ہر سچیز کا جو آسمان زمین کے
 درمیان ہے جعفر بن محمد قرطبی نے کہا سلیمان کو زمین کے مشرقوں اور مغربوں کی حکومت دی گئی اور
 سات سو سال اور چہرہ مہینے سلیمان نے کل دنیا کی حکومت کی اور ہر ایک چیز انکو دی گئی اور انکے زمانے
 میں عمر صدیقین نکلیں جب اللہ تعالیٰ نے انکار روح قبض کرنا چاہا تو انکی طرف وحی بھیجی کہ سوئے دیوین
 اللہ تعالیٰ کا علم اور اسکی حکمت اپنے بھائی داؤد کے بیڑ کو اور وہ چار سو اسی آدمی تھے پیغمبر بغیر رسالت کے

کہا ذہبی نے یا اثر باطل ہے اور سلیمان کے عظم ملک میں قرطی نے بہت حکایتیں بیان کیں ہیں کہ ان میں سے کسی چیز کے بیان کرنے سے دل خوش نہیں ہوتا تو ان کا بیان کرنا بہتر ہے اور بعض مفسرین نے سلیمان کے لشکر کی مقدار کے ذکر میں ہتھکڑیاں لگائی ہیں کہ انکو عقلیں بعید خیال کرتی ہیں اور ان میں سے کوئی چیز نقل کے رو سے صحیح نہیں ہے اور اگر وہ قصے صحیح ہوں تو قدرت ربانہ کے سامنے کوئی بعید نہیں ہیں کہا ابن عباس نے ہر ایک صف کو دس سو گنا کہہ لوگ مقرر کیے تھے جو اس صف کے لوگوں کو اپنی اپنی جگہ میں کھڑا کرتے تو کہ کوئی کسی سے چلنے میں نہ بڑھے جیسے بادشاہوں کا دستور ہے اور اس بات میں دلیل ہے کہ امام اور حاکم ایسے لوگوں کو مقرر کریں جو لوگوں کو روکا کریں اور بعض کے بعض سے بڑھ جانے سے منع کریں کیونکہ حکام یہ کام خود نہیں کر سکتے کہا حسن بصری نے لوگوں کے لیے وازع (سلطان) کا ہونا ضروری ہے جو انکو روکے (انہیں ایک دوسرے کی ضرر رسانی سے) کوہ حبار نے کہا یہ چیونٹیوں کا میدان جیسے سلیمانؑ اور آپ کا لشکر گذرے طائف میں تھا اور قتادہ اور مقاتل نے شام میں بتایا اور نمل ایک مشہور جانور ہے یعنی چیونٹی جو شدید الاحساس اور شدید الشرم ہوتا ہے یہاں تک کہ بہت دور سے چیز کا بو پاتا ہے اور جمع کر رہتا ہے اپنی روزی اور ہتھکڑیاں رکھتا ہے کہ دائہ کو دو پہاں لگا کر دیتا ہے اس ڈر سے کہ اگیگا اور کشمیر کے رانہ کی چار پہاں لگا کر یا ہو کیونکہ اسکی اگر دو پہاں لگیں گی تو وہ اگل آتا ہے اور پندرہ سال میں کہا لیتا ہے نصف سمندر کا جو اکٹھا کرتا ہے اور باقی کو آئندہ کے لیے چھوڑ دیتا ہے اور جس چیونٹی نے بات کی وہ سب چیونٹیوں کی سردار تھی اور تھی انگری دو پروں والی اور یہ ان جانوروں میں سے ہے جو جنت میں جاوینگے قَالَ مُسْلِمًا الْجَمَلُ مَعْصُومٌ لَمْ يَكُنْ يَكْفُرُ بِمَا دَعَا تَقِي اور دلیل یہ ہے کہ جو فعل اسکی طرف منسوب ہے وہ مؤنث ہے ابو خلیفہ کا یہی قول ہے اور ابو حیان نے اسکا رد کیا اس طرح کہ ماہ کا لاحق ہونا قالت میں دلالت نہیں کرتا اس پر کہ وہ چیونٹی مادہ تھی بلکہ نر کے حق میں ہی قالت کہنا درست ہے کیونکہ نملہ کے لفظ میں اگرچہ تانیث لفظی ہے پر یہ ایسا جانور ہے جسکا ذکر مؤنث ہونا فعل کی تذکیر اور تانیث سے معلوم نہیں ہو سکتا بلکہ یہ اخبار کے متعلق ہے اور ان باتوں میں کوئی فائدہ نہیں ہے ایسا ہی نملہ کے نام معلوم کرنے اور قصص موضوعہ اور احادیث کذبہ کے بیان کرنے میں کوئی نفع نہیں ہے کہا بعض نے اس میدان کے چوٹے چھوٹے چھوٹے تہو یعنی خلیے چیونٹی ہیں جو شہور میں اور بعض نے کہا اس میدان کی بڑی چیونٹی تھی اور مٹوں کی طرح

یابہر یون کی طرح لیکن اول قول مشہور ہے اور یہ جملہ قائلت ثلثۃ الاۃ اذ کا جواب ہے اور معنی یہ ہیں کہ جب اس
 چیونٹی نے سلیمانؑ کو سمیت لشکروں کے دیکھا کہ وہ انکے میدان کی طرف آرہے ہیں بہاگ لگی اور سب چیونٹیاں
 کو یہ کہہ کر خبردار کر دیا اور چیونٹی کا یہ قول بلاغت کر لیا کہ وہ نوع پر شامل ہے وچ اول انکا آواز دی یا کے حرف
 کے ساتھ دوسرے انکو گتایا کیا ائی کے لفظ کے ساتھ تیسرے انکو ستر خبردار کیا تا تنبیہ کے ساتھ چوتھے
 اسنے نمل کہہ کر انکا نام لیا یا چونان اسکو علم کیا یہ کہہ کر اوخلو اسکا کلم چھپا اسکو صرحت کی اپنی قول ساکن کلم کے ساتھ
 نمل کے مخاطب کرنے کو عقلاء کے خطاب کی طرح اسکو قرار دیا کیونکہ وہ چیونٹیاں اسکے اس خطاب کو سمجھتی تھیں اور
 ساکن سے وہ سوار خ مراد ہیں جنہیں چیونٹیاں سہی ہیں ساتوان انکو ڈرایا یہ کہہ کر نہ پیدیں تکو آہوان ان
 تخصیص کی سلیمانؑ کا نام لیکر نواں اسکو تقسیم کی وجہ وہ کہہ کر دسواں اسکو اشارہ کیا اپنے قول پنم کے ساتھ
 اور گیارہواں اسکو عذر بیان کیا سلیمانؑ علیہ السلام اور اسکے جنود کی طرف سے اپنے قول لایشعرون کے ساتھ
 یعنی وہ پیدیں گے نکو اور انکو تمہارا بیان ہنا معلوم نہیں ہے اور مطلب یہ ہے اگر وہ جانیں تمہارا بیان
 رہتا تو شکوتہ پیدیں میں اپنے حضرت سلیمانؑ علیہ السلام اور انکے جنود کی عدالت کی صفت بیان کی اور اسکو جانا
 کہ نبی موصوم ہے اور اسکے لشکر محفوظ ہیں اور انکے ایسا کام وقوع عین نہیں آتا مگر سہوہ اور سہین تنبیہ
 عظیم ہے سپر انبیاء کی عصمت کا یقین کرنا اور انکے صحاب کا محفوظ سمجھنا واجب ہے اور معلوم کہ رفضی لوگ
 جو حضرات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحاب کی طرف ظلم کی نسبت کرتے ہیں اہلبیت کو بارے ہیں وہ کمتر ہیں
 عقل میں اور ضعیف ہیں فکر میں اس چیونٹی سے کیونکہ اسکو سلیمانؑ اور انکے لشکروں میں عدالت کا
 اعتقاد کیا اور یہ ظالم رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں ظلم کا عقار کہتے ہیں وَشَكَانَ بَيْنَهُمَا
 بین تفاوت راہ از کجاست تا کجاست بعض نے کہا جملہ وہم لایشعرون میں مبتدا کی ضمیر نمل کی طرف اجم
 ہے اور مطلب یہ ہے کہ چیونٹی نہیں جانتی کہ سلیمانؑ انکی بات کو سمجھتے ہیں لیکن یہ قول بہت بعید ہے
 اور سلیمانؑ علیہ السلام کا ہنسنا اسلئے تھا کہ انہوں نے تعجب کیا اسکی بات اور اسکی سمجھ پر اور سپر کہ اسکو
 چیونٹیوں کے ڈرانے کی طرف راہ پائی یا خوش ہوئے اپنی عدل کے ظاہر ہونے پر کہا واحدی نے اور دیگر
 کے معنی ہیں انہیں اور یہی قول ہے قتادہ کا اور یہاں ہی مروی ہے حسن سے کہا قرطبی نے ایزاع کا مجر
 وزع ہے اور مطلب یہ ہے کہ مجبور وک یا لسان باتوں سے جو تھکے غصے کریں اور زجاج نے کہا بھکو
 منع کر اس سے کہ میں تیری نعمت کی ناشکری کروں اور ان انعاموں کے شکر کی توفیق ہی طلب کی جو

اُنکے والدین پر ہوئی جیسے ان احسانات کو شکر کی توفیق طلب کی جو اللہ تعالیٰ نے ان پر کیے اس لیے کہ جو حسن
 مان باپ پر ہوتا ہے وہ ولاد پر بھی ہوتا ہے اور اس احسان کا اولاد پر بھی شکر کرنا واجب ہوتا ہے اہل کتاب کا
 یہ قول ہے کہ سلیمانؑ کی والدہ وہی اوریا کی بی بی ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے داؤدؑ کو آزمایا قَالَ
 اَلْقُرْطُیُّ اور اللہ تعالیٰ اس کی صحت کا حال جانتا ہے پھر سلیمانؑ نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ وہ
 سجادہ نعم سابقہ کے ساتھ نعم لاحقہ کو بھی ملا دے تو فرمایا وَ اِنْ اَعْمَلْ صَالِحًا غَیْرَ ذَٰلِکَ فَیَمُوتْ عَمْرَیْنِ مِثْلَ
 اِحْصَیْ کَ اَمْرٍ کَرُوْنَ جُلُی وَجہ سے تو مجھ پر خوش ہو دو پھر دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو آخرت میں نیکیوں کی جہت
 میں داخل کرے پس بھی نہایت ہے جس کے ساتھ طلب تعلیم ہے اور کہا وَ اَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِکَ فِیْ
 عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ اور صالحین سے انبیاء اور صلحاء عباد مراد ہیں اور مطلب یہ ہے کہ مجھ کو بھی انکے
 جملہ میں داخل کر اور میرا نام بھی انکے ناموں میں درج کر اور انکے زمرہ میں داخل کر اور انہیں کے ساتھ جنت میں
 داخل کر یا حرف فی بعض مع ہے اور صالح کامل شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے اور نہ معصیت
 کا مرتکب ہو اور نہ معصیت کا ارادہ کرے اور یہ درجہ عالیہ ہے یا اللہ میں بھی تجھ کو پکارتا ہوں اچیز کے
 ساتھ جس کے ساتھ اس نبی کریمؐ نے تمہ کو پکارتا تو تو اس دعا کو مجھ سے قبول کر اور اس کے ساتھ مجھ پر اپنا فضل
 کر اگرچہ میں علم میں قاصر ہوں پر تیرا فراخ فضل وہی خیر کے ساتھ مراد یا ہے کہ سبب ہے اور تیری رحمت کی
 مجھ کو اپنے عمل زیادہ سید ہے اور یہ آیت بلند آواز سے ندا کر رہی ہے اور وضاحت و بیان کر رہی ہے
 کہ جنت جو وہ پرہیزگاروں کا گھر ہے میں داخل ہونا صرف تیرے فضل سے ہو گا نہ ہمارے اعمال کی وجہ سے
 جیسے تیرے صادق مصدق رسول علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا سید ہو چلو اور مسیانی چال چلو اور
 جان لو کہ کوئی شخص اپنے عمل کی وجہ سے بہشت میں نہ جاوے گا لوگوں نے عرض کی اور آپ بھی اپنے اعمال
 کی وجہ سے بہشت میں نہ جاؤ گے فرمایا نہیں میں بھی عملوں کی وجہ سے بہشت میں نہیں جائیگا مگر یہ کہ مجھ کو
 اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں ڈالنا لیتے تو جب جنت میں داخل ہونا صرف تیرے فضل ہی سے ہو تو تجھ
 سے اس کا طلب کرنا حماقت ہو اور ہمسال علیٰ المطلوب کو توسل میں کوتاہی کرنا عمر کو برباد دینا ہے انتہی ماقال
 ابو الطیب فی تفسیرہ پھر اللہ تعالیٰ نے بتفسیر کا قصہ بیان کیا اور جو روانہ دہا بلقیس اور سلیمانؑ کے درمیان
 میں واقع ہوئی اس کا مذکور فرمایا اور فرمایا وَ تَقَعَّدَ الظَّالِمَیْنَ فَاَلَمَّا لَمَّ الْفُتُوْدُ اَمَّ کَانَ مِنْ
 الْعَاقِبِیْنَ ؕ لَا عُدَّةَ لَبَنَیْہٖ عَدَا بَاشِدٍ اَوْ لَا اَذْبَاجَہٗ اَوْ لَیَّا یَعْبِیْ یَسْلُطَانِ مَبِیْنِہٖ

اور خبر لی اور اڑتے جانوروں کی ٹوکھا کھائے جو میں نہیں دیکھتا ہمد کو یا ہور ماوہ غائب اسکو مانو گے زور کی مار
یا فوج کرڈالو گا یا لاوے میرے پاس کوئی سند صبح **ف** مجاہد اور سعید بن جبیر وغیرہا نے اس آیت کی
تفسیر میں عبداللہ بن عباس سے روایت کیا ہے کہ یہ ہمد علم طبعی سے واقف تھا اور سلیمان علیہ السلام کو
پانی کا پتہ بتاتا تھا جب آپ کسی میدان میں اڑتے تو اسکو طلب فرماتا اور وہ آپ کو وسط پانی زمین کی تہ
سے دیکھ لیتا جیسے انسان سمیر کو دیکھ لیتا ہے جو روئی زمین پر پڑی ہوئی اور فاصلہ بتاتا جو روئی زمین اور
پانی تک ہوتا جب ہمد پانی کی اطلاع انگلیوں کی حالت سے دیتا اور وہ اسکا کہہ کر پانی نکال
لیتے سلیمان ایک دن ایک میدان میں اڑے زمین کو اور ہمد کو دیکھنے کے لیے اڑتے جانوروں کی
خبر لی تو اسکو نہ پایا اور فرمایا کیلئے جو میں نہیں دیکھتا ہمد کو یا ہور ماوہ غائب عبداللہ بن عباس نے ایک دن
یہ حدیث بیان کی اور لوگوں میں ایک خارجی نافع بن ارق نام موجود تھا اور عبداللہ بن عباس پر بہت غم
کیا کرتا تھا وہ بولا نہیں اے ابن عباس نفع تو مغلوب ہوا حضرت ابن عباس نے فرمایا اور یہ کیونکر وہ بولا تو ہمد
کی نسبت کہتا ہے کہ وہ زمین کی شہابی دیکھ لیتا ہوا چھوٹا لڑکا اسکے لیے دوام میں دانہ کہتا ہے اور مٹی کی ایک
لپ بہر کر دوام پر دل دیتا ہے ہمد ہمد اس دانہ کو دیکھ کر اتا ہے تو کہ اسکو کہا وے اور وہ اس دام میں پس جاتا
ہے ہمد چھوٹا لڑکا اسکا شکار کرتا ہے تو ابن عباس نے فرمایا اگر یہ خیال نہ ہو تا کہ یہ شخص جاکر لوگوں
میں مشہور کر دیا کہ سینے ابن عباس کی بات کو رد کیا تو میں اسکو جواب نہ دیتا ہمد فرمایا او کجخت جب تقدیر وار ہوتی
ہے تو انکھیں اندھی ہو جاتی ہیں اور ڈھل جاتا ہے ہمد نافع نے کہا بخدا میں تیرے ساتھ قرآن کی کسی
چیز میں جو بکڑا نہ کر دے گا اور حافظ ابن عساکر نے عبداللہ بزی کے ترجمہ میں بیان کیا اور عبداللہ بزی
شکجخت لوگوں میں سے تھا اور پیادہ جمعرات کو دن کا روزہ رکھا کرتا تھا اور تھا کا اسی برس کی عمر کا تو آپ
عساکر نے اپنی سند کو ساتھ ابو سلیمان بن ید تک روایت کیا کہ اُسے اسکے کانے ہونیکا سبب یہاں
تو اُسے نہ بتایا ہمد ابو سلیمان نے کئی ماہ تک اسکا پیچھا کیا آخر اُسے بتلایا کہ خراسان کے دو آدمی
میرے پاس جمع کئے ہوں موضع بزرہ میں مہمان ہے اور مجھ سے اوہوں نے بزرہ کا میدان پوچھا تو
میں نے انکو بتا دیا تب اوہوں انگلیشیاں نکالیں اور ان میں بہت خوشنود لگا ئی یہاں تک کہ وہ میدان
دھون ہوا ان ہو گیا اور وہ دونوں تر پڑے تھے لگے اور ہر طرف ہر سانپ کل نخل کو انکے پاس آئے لگے وہ
دونوں کسی سانپ کے طرف التفات نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ ماہہ کے برابر ایک سانپ نکلا جسکی آنکھیں

وینا کر کی طرح جلتی تھیں اسکو دیکھ کر وہ بڑے خوش ہو کر اور بوسے الحمد للہ نے ہماری ایک سال کے سفر کو ختم
 نہیں کیا اور توڑ دیا انہوں نے انگلیٹھیوں کو اور پکڑ لیا اس سانپ کو اور دہلین انہوں کی آنکھ میں سلا لیا
 پھر دونوں نے اپنی آنکھوں میں وہ سلا لیاں لگا لیں مینو ان دونوں سے سوال کیا کہ میری آنکھوں میں بھی
 یہ سلا لیاں لگاؤ تو انہوں نے انکار کیا جب سیر انکو بہت ستایا اور سیر نہ کیا تو ضروریہ کام کرنا پڑے گا
 اور سیر انکو پادشاہ سے ڈرایا تو انہوں نے میری صرف دہائی آنکھ میں وہ سلائی لگا لی جب وہ سلائی
 میری آنکھ میں لگی تو سینے زمین کی تہ سطح دیکھ لی جیسے شیشہ نظر آتا ہے مینو میں کی تو کو اسی طرح دیکھتا
 تھا جیسے شیشہ کو دیکھتے ہیں پھر انہوں نے کہا تو تھوڑا سا ہمارے ساتھ چل میں انکو ساتھ چلا اور وہ دونوں
 کچھ باتیں کرتے جاتے تھے تو کہ جب میں گانوں سے دور ہو گیا تو انہوں نے مجھ کو پکڑ کر میرے ماتہ
 پاؤں باندھ دیے اور ایک نے ان دونوں میں سے ماتہ مار کر میری اس آنکھ کو نکال دیا اور اسکو پھینک دیا
 اور چلا گیا اور میں اسی طرح ماتہ پاؤں باندھا پڑا مابین شک کہ ایک شخص میرے پاس سے گذرا اور اسکو میری
 ماتہ پاؤں کو کہو تو یہ میری آنکھ کا قصہ ہے حسن بصری نے کہا سلیمان علیہ السلام کے ہمد کا نام شہر تھا
 اور کہا محمد بن سحر نے جب سلیمان اپنی کچہری میں تشریف لائے تو اوڑتے جانوروں کی خبر لیتے اور لوگ کہتے
 ہیں کہ ہر دن جانوروں میں سے ایک نذانی خدمت میں حاضر ہوتا ایک دن جو دیکھا تو پرند کے سب قسم موجود
 ہیں مگر ہر پرند نہیں ہے تب انہوں نے کہا مالی کا آئے اَلْقَدْ هَدَا اَمَّ كَاتَمٍ مِنَ الْغَائِبِينَ اور
 اسکو سخت مار دینے سے مراد ہے کہ میں اس کے پراوکھاڑ دوں گا قال ابن عباس اور عبد اللہ بن شداد نے
 کہا اس کے پر نکال کر اسکو دھوپ میں ڈال دوں گا اور بہت سلف کا اسکی تفسیر میں یہی قول ہے کہ سخت
 مار دینے سے اس کے پروں کا نکالنا مراد ہے اور اسکو پھینک دینا کہ اسکو کھا دیں حیونثیان اور کبیر
 اور ذبح سے مراد قتل ہے اور سلطان حسین سے صاف صاف عذر مراد ہے اور کہا سفیان بن عیینہ
 اور عبد اللہ بن شداد نے کہ جب ہمد آیا تو اسکو پرندوں نے کہا تو کیوں پیچھے رہا اور سلیمان نے
 تو ترے خون کی نذر مانی ہے وہ بولا پہلا ہتھنار بھی کیا ہے وہ بولا ہاں ہتھنار کیا ہے یوں کہہ کر
 میں اسکو مار دوں گا سخت مار یا ذبح کر ڈالوں گا یا لاوے میرے پاس کوئی دیل کہلی ہمد بولا اب میں
 نجات پائی کہا مجاہد نے اور اس سے اللہ تعالیٰ نے سخت مار کو دور کر دیا اس لیے کہ وہ مان کے ساتھ نیکی
 کرنے والا تھا انتہے اقال الحافظ ابن کثیر کہا علامہ ابو الطیب نے فتح البیان میں تعقد کہتے ہیں غائب

کے حال معلوم کرنے کو اور طیر اسم جنس ہے واسطی ہر ڈرنے والو جانور کے اور غرض یہ ہے کہ ان پرندوں کا حال دریافت کیا جو سوقت موجود نہ تھے اور پرندے انکو ساتھ ساتھ بہتے سفر میں اور سایہ کرتے آپ پرانی پروں سے کہا کلبی نے سلیمان کے اس سفر میں صرف ایک ہمدرد ہی تھا اور ہمدرد ایک جانور مشہور ہے ابن عباس سے پوچھا گیا کہ سلیمان کے کس طرح ہمدرد کی خبر لی پرندوں میں ہے یا انہوں نے کہا سلیمان ایک حکیمہ اترے اور آپ کو یہ معلوم نہ ہوا کہ پانی کس قدر زمین کے نیچے ہے اور ہمدرد کا یہ کام تھا کہ وہ پانی کی سلیمان کو اطلاع دیتا سلیمان نے اس سے پانی پر چھنے کا ارادہ کیا تو اسکو نہ پایا کہا سعید بن جبیر نے کہ جب حضرت ابن عباس نے ہمدرد کا یہ حال بیان کیا تو کسی نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ ہمدرد کے لیے دوام لگایا جاتا ہے اور ہر سہری ڈالی جاتی ہے اور چھوٹا بچہ اسمین تانت کو چھپا دیتا ہے تو وہ اسکو ٹھکار کر لیتا ہے انہوں نے فرمایا جب قصداً آجاتی ہے اور تقدیر نازل ہوتی ہے تو عقل جاتی رہتی ہے اور بتائی نا بنیائی ہو جاتی ہے اور جب سلیمان علیہ السلام کے لیے ثابت ہوا کہ وہ کہیں غائب ہے تو فرمایا لا عین بینکما عین ابداً مشکنداً عذاب شدید میں اختلاف ہے کہ اس سے کیا مراد ہے تو ابن عباس اور مجاہد اور ابن جریر کا یہ قول ہے کہ عذاب شدید سے اسکو سارے پروں کا اکھاڑا مراد ہے اور ایسا ہی مروی ہے تابعین کی ایک جماعت سے اور کہا زید بن ومان نے کہ عذاب شدید صرف اسکے دونوں بازوؤں کے پر نکالا اکھاڑا مراد ہے بعض نے کہا اسکا بند کرنا اسکے اعضاء کے ساتھ بعض نے کہا عذاب شدید سے اسکا اپنی خدمت سے روک دیا مراد ہے بعض نے کہا عذاب شدید سے اسکا وہو پائین ڈال دینا مراد ہے اور بعض نے کہا اسکے اور اسکے دوستوں کے درمیان جدائی کرنا بعض نے کہا اسپر اسکے اقران کی خدمت کا لازم کر دینا بعض نے کہا اسکا نفس میں ڈال دینا بعض نے کہا اسکا چیونٹوں کے آگے ڈال دینا تو کہ اسکو کہالین اور سین دلیل ہے کہ سزا جرم کے مطابق چاہیے نہ جسم کے مطابق اور اسکو ہمدرد کا سزا دینا حلال ہوا اس مصلحت کو واسطی جو اسے سین دیکھی جیسے بہائم اور طیور کا کہانے کے اور اور فائدوں کے واسطی ذبح کرنا درست ہے اور جبکہ اللہ تعالیٰ نے پرندوں کو اسکے تابع کر دیا تو یہ تیغ بغیر تادیبا و سبائست کے کامل اور پوری نہیں ہو سکتی تھی ایسے سیاست کو انکے لیے درست کر دیا اور حسن بصری سے مروی ہے کہ سلیمان کے ہمدرد کا نام غبر تھا کہا شوکانی نے میں نہیں جانتا کہ حسن کو یہ بات کہاں سے معلوم ہوئی اور یہی حال ہے حسن کی اس روایت کا حسین ہے کہ نملہ کا نام

جسے حضرت سلیمان کے لشکر کو دیکھ کر حیوٹیوں سے مخاطبت کی حیرت اور وہ نہ قبیلہ بنو شیمان سے
 تھا اور یہ کہ وہ لشکر اٹھا اور جسم میں بیٹری کے برابر تھا حالانکہ حسن جھوٹ کو نقل کرنے میں سب سے زیادہ
 محتاط ہے اور ہم جانتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسباب میں کوئی چیز ثابت نہیں ہوئی
 اور بھی جانتے ہیں کہ حسن کے پاس کوئی سند متصل نہیں ہے جو سلیمان تک پہنچ جاوے اور نہ
 اسباب سلیمان تک تو یہ اوہوں نے اہل کتاب سے نقل کیا ہے اور حکم ہول ہے کہ نہ ہم اہل تصدیق
 کریں نہ تکذیب کریں اگر کوئی شخص اس سے روایت کرنے کی رخصت دیوے اس حدیث کو روئے کہ حضرت
 نے فرمایا بنی اسرائیل سے نقل کرو اور کوئی گناہ نہیں ہے تو بے شبہ اس سے یہ غرض نہیں کہ کتاب
 کی تفسیر کے متعلق اس نقل کو رد بلکہ مجھوں نے ان قصوں پر جو ان کے لیے واقع ہوئی اور سمجھ کر سر کر اس
 کو بیان کیا ہے جہاں کہیں تفاسیر غریبہ کا ذکر ہوا اور سلطان سے محبت مبنیہ مراد ہے کہا اس عباد سلطان
 سے خرق صدق میں مراد ہے اور جہاں کہیں قرآن مجید میں سلطان کا لفظ وارد ہے اس سے محبت
 اسی مراد ہے نہ وہ سلطان جو بادشاہ کے معنی میں ہے اور حلف (قسم) حقیقت میں یا عذاب شدید
 پر محمول ہے یا ذبح پر اور او کا عذاب شدید اور ذبح کے درمیان تو تمیز کے واسطے ہے اور تردید کے لیے
 درمیان اولین اور ثالث کے کہا علامہ مخشہ نے اگر تو اعتراض کرے کہ سلیمان نے تین چیزوں میں سے
 ایک چیز پر قسم کھائی پس ان کا قسم کھانا اپنے فعل پر تو اس میں کوئی گفتگو نہیں ہے و لکن ہدیہ کے فعل
 پر آپ کو قسم کھانا کیونکر صحیح ہوا اور انہوں نے کیونکر معلوم کیا کہ وہ سلطان حسین لاوے گا تو ہم کہیں گے
 کہ جب تین چیزوں کو کلام کے ساتھ منظوم کیا قسم میں تو اس کی کلام کا حاصل یہ ہوا کہ ان امور میں
 سے ایک تو ضرور ہوگا اگر وہ اپنے غائب ہونے کی دلیل لایا تو نہ معذب ہوگا اور مقتول اور جو دلیل نہ لایا
 تو یا سخت لڑو یا جاوے گا یا بالکل جان سے مار دیا جاوے گا اور اس میں کوئی دعوے درایت کا نہیں ہے

اِنَّتُمْ فَمَكْتُ غَوْرِيْعِيْل فَقَالَ اَحَطْتُ بِمَا لَمْ يَحْطُ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَا بِنَاثِقِيْنَ
 اِنِّيْ وَجَدْتُ اَقْرَءَ مَمْلِكِهِمْ وَاَوْثَقَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَكَيْفَا عَرْشُ عَظِيْمَةٍ وَجَدْتُهَا
 وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَرَبِّنَا لَهُمُ الشَّيْطَانُ اَعْمَا لَهُمْ
 فَصَدَّ عَنْ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ اَلَا يَسْجُدُوْنَ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَرَجَ الْخَبْرُ
 فِي السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ دُبُّ الْعَرْشِ

العظیم پس بہت دیر کی کہ اگر کہا میں نے آیا خبر ایک چیز کی کہ تجھ کو اسکی خبر نہ تھی اور آیا ہوں تیری پاس سبا
 سے ایک خبر لیکر تحقیق میں نے پائی ایک عورت انکے راج پر اور ہسکو سب چیز ملی ہے اور اس کا ایک تخت ہے
 بڑا میں نے پایا کہ وہ اور اسکی قوم سجدہ کرتے ہیں سوچ کو اللہ کے سوا کچھ اور پہلے دکھائے ہیں انکو شیطان نے
 انکے کام پر روکا ہے انکو راہ سے سو وہ راہ نہیں پاتے کیونکہ سجدہ کو بن اللہ کو جو نکالتا ہے جیسی چیز
 آسمانوں میں اور زمین میں اور جاتا ہے جو چہ پاتے ہو اور جو کہہ دیتے ہو اللہ ہے کسی کی بندگی نہیں اسکو سوا
 وہ صاحب تخت بڑے کا ہے حضرت سلیمان کو اس ملک کا حال مفصل نہ پہنچا تھا اب پہنچا سبا ایک قوم
 کا نام ہے انکا وطن عرب میں تھا میں نے کثرت اسکو سب چیز ملی ہے اور سب چیز میں مال اسباب اور حسن و جمال
 بھی لگیا اور اسکے بیٹے کا تخت ایسا تکلف کا تھا کہ سوقت کسی پادشاہ کا نہ تھا اور ہر ہر کی روزی ہو ریت
 میں سو کھڑے نکال کر کہا تا ہے نہ دانا کہا وے نہ میوہ اسکو اللہ کی قدرت سو کام ہے **ف** کہا حافظ
 ابن کثیر نے اللہ تعالیٰ ان آیات میں فرماتا ہے کہ ہر ہر نے بہت دیر نہ کی کہ وہ لگیا اور حضرت سلیمان سے
 کہا میں نے مطلع ہوا ہوں آپ پر جیسا آپ مطلع نہیں ہو گا اور نہ آپ کے لشکر اور شہر سبا سے ایک سچی خبر لیکر آیا ہوں
 اور قوم سبا وہ حمیر تھی اور میں نے پادشاہت انہیں کے پاس تھی بہر بولالین نے پائی ایک عورت جو اپنے
 حکومت کرتی ہے کہا حسن بھری نے یہ عورت بلقیس تھی شراحیل کی بیٹی شہر سبا کی حاکم کہا قادم نے
 اسکی ماں جنی تھی اور اسکے اڑیاں گھوڑے اور گدھے کی طرح تھیں اور کہا زبیر بن محمد نے یہ عورت
 بلقیس بیٹی شراحیل بن مالک بن یان کی تھی اور اسکی ماں کا نام فارعہ تھا اور وہ جنون میں سے تھی
 اور ابن جریر نے کہا بلقیس فی سرخ کی بیٹی تھی اور اسکی ماں کا نام بلبعہ تھا ابن عباس نے سے مروی ہے کہ صائب
 سلیمان علیہ السلام (بلقیس) کے ساتھ ایک لاکھ جرنیل تھے جن میں سے ہر ایک جرنیل ایک ایک لاکھ
 فوج پر حاکم تھا واکہ ابن ابی حاتمہ اور مجاہد نے کہا کہ سبا کی شہزادی کے پاس بارہ ہزار جرنیل تھے جن
 میں سے ہر ایک کی پاس بعض نے کہا ایک ایک لاکھ جو ان لڑنے والو تھے اور قادم نے اللہ تعالیٰ کو قول فرمایا
 وَجَدْتُ اَمْرًا كَمْ كُفُّمِینَ کہا کہ وہ عورت پادشاہت کو گھر میں سے تھی اور تین سو بارہ آدمی کے
 وزیر تھے جو ہر ایک دس دس ہزار آدمی پر حاکم تھا اور وہ رہتے تھے مارب میں جو صنعا سے تین میل کے فاصلے
 پر ایک میں تھی اور یہ قول بہت درست قول ہے اور یہ جو فرمایا اسکو ہر ایک چیز ملی ہے یعنی دنیا کے سب
 میں سے جس چیز کی پادشاہ محتاج ہوتے ہیں وہ سب اسکے پاس موجود ہیں اور عرش عظیم سے تخت بڑا امر ہے

جس پر وہ اجلاس کیا کرتی تھی وٹسونے اور قسم قسم کے موتیوں اور پتھروں سے جڑا ہوا کہا زبیر بن محمد نے کہ وہ تخت
سونیکا تھا اور اسکے دونوں سروں میں یا قوت اور جبر کو کچھ طرح لگا تھا وہ تخت اس کی گز لیا اور چالیس گز چڑھا
تھا اور کہا محمد بن اسحق نے کہ وہ تخت سونیکا تھا یا قوت اور بر جبر اور موتیوں سے جڑا ہوا سنقش کیا ہوا
اور چھ سو عورت اس کی خدمت کے واسطے تھیں علماء و تاریخ نے کہا ہے کہ یہ تخت ایک بڑی چٹان پر بنایا گیا
محکم محل میں رکھا ہوا تھا اس محل کی شرقی دیوار میں تین سو ساٹھ روشندان تھے ایسا ہی غربی دیوار میں
اس کی بنیاد اس طور پر رکھی تھی کہ ہر دن آفتاب اسکے ایک روشندان کے مقابل نکلتا اور اسکے سامنے کے
شرقی روشندان کے مقابل ڈوبا اور وہ صبح شام آفتاب کو سجدہ کرتے وہند فرمایا و جَدَّ تَهَا وَ قَوْمُهَا
يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَ زَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ اَعْمَا لَهُمْ فَصَدَّ هُمْ عَنِ السَّبِيلِ
فَهُمْ كَالْبَهْمِ اَعْمَى اُور سبیل سے طریق حق مراد ہے اور خالص یہ ہے سجدہ کا واسطہ اللہ کے نہ ان کو کب
وغیرہ کو سجدہ کرنا جنگو بنایا کیا قال تعالیٰ وَمِنْ اٰيَاتِهِ الْكُلُّ وَالنَّهَارُ وَاللَّيْلُ وَالْقَمَرُ لَا
يَسْجُدُ وَاللَّشَّمْسُ لَا تَسْجُدُ وَالْقَمَرُ وَاللَّهُ الَّذِي خَلَقَهُمْ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُونَ
یعنی اس کی قدرت کو نہ منہ میں رات اور دن اور سورج اور چاند سجدہ نہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو اور سجدہ
اللہ کو جسے وہ بنا ئے اگر تم اسی کو پوجتے ہو اور بعض قرآن نے الایسجد و اللہ کو الایسجد و اللہ کو الایسجد و اللہ کو الایسجد
اور الایسجد تاجید قرار دیا ہے اور یا کوندا کے لیے اور سجادے مخدوف ہیں اور تقدیر عبارت یوں ہے
اَلَا يَأْتِيكُمْ السَّجْدُ عَلٰی ابْنِ اَبِي طَلْحَةَ نَصْرًا مِنْ اَبْنِ عَبَّاسٍ نَصْرًا مِنْ اَبْنِ عَبَّاسٍ نَصْرًا مِنْ اَبْنِ عَبَّاسٍ
وَاَلَا رَحْمَتُ الْيَوْمِ الْقِيَمَةِ ایت کیا ہے کہ وہ ہر نویشیدہ چیز کو جو آسمان اور زمین میں ہے جانتا ہے
اور عکرا اور مجاہد اور سعید بن جبیر اور قتادہ اور غیر واحد کا یہی قول ہے اور سعید بن المسیب نے کہا جانا
سے بانی مراد ہے اور عبد الرحمن بن زید بن اسلم کا یہی قول ہے کہ جنہا سموات والارض سے وہ
ارزاق مراد ہیں جن کو اللہ نے آسمان میں رکھا ہے بارش آسمان میں اور انگوری زمین میں اور یہ قول
ہر ہر کے کلام کے مناسب ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ خاصیت رکھی ہے کہ زمین کی تر اور نہر
سے بانی دیکھ لیتا ہے اور یہ جو فرمایا يَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ یعنی وہ جانتا ہے جب کو عباد
مخفی رکھتے ہیں اور جن اقوال اور افعال کو ظاہر کرتے ہیں وَهَذَا كَمَا قَالَ تَعَالٰی سَوَاءٌ قَوْلُكُمْ
مَنْ اَسْرَأَ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ یعنی برابر ہے

تم میں جو چکی بابت کہو اور جو کہے پکار کر اور جو چپ ڈا ہے بات میں اور گلیوں میں بہر تہا ہے دن کو یعنی جو اپنا کار
رات کو چھپا دے یا دن کو ظاہر کرے اللہ کے نزدیک برابر ہے اور یہ جو فرمایا اللہ لا الہ الا ہو رب
العرش العظیم تو اس کے یہ معجزہ ہیں کہ اصل لائق پکارنے اور عبادت کرنے کو اللہ ہی اور وہ جامع جمیع صفات
کمال وہ ذات ہے جو جسے سوا کوئی عبادت کر لائق نہیں ہے اور عرش بڑے کا صاحب ہے اور بڑا اسکو ایسے فرمایا کہ
مخلوقات میں اس سے کوئی چیز بڑی نہیں ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے منع فرمایا چار جانوروں یعنی چوٹی اور شہد کی مکھی اور بدھ اور کنجشک کے مارنے سے اور اسکی سند
صحیح ہے انتہی قال ابن کثیر فی تفسیرہ فتح کا بیان یہ ہے کہ ملک میں ضمیر یا تو راجع ہے بدھ کی طرف
اور معنی یہ ہیں کہ بدھ حضرت سلیمان کے تقدیر کے بعد تہوڑا سا زمانہ غائب ہوا اور بعض نے کہا ضمیر حضرت
سلیمان علیہ السلام کی طرف راجع ہے اس صورت میں معنی یہ ہونگے کہ حضرت سلیمان تقدیر اور توحید کے بعد ایک
تہوڑا سا زمانہ ٹھہرے لیکن نسخے اول ابن حاطہ جانتا ہے کسی چیز کا اسکی تمام جہتوں سے تو کہ سپر کوئی
معلوم نہ ہو اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ بدھ تہوڑا سا زمانہ غائب ہوا پھر آیا اور اپنے غائب ہونے پر عتاب کیا گیا تو غائب
رہنے کا عذر بیان کیا یہ کہ اس کا خطبہ کہا تو اس نے اٹھ پڑھتا ہی جائز ہے ساتھ ادغام کرنے کے
ظاہر کو تا میں اور معنی یہ ہیں کہ معنی وہ مرنے والا جو تو نے نہ جانا اور میں وہاں پہنچا جہاں نہ آپ پہنچے اور
آپ کے لشکر اور کہا ابن عباس نے میں نے مطلع ہوا سپر جس پر مطلع نہیں ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے
بدھ کے دل میں اس کلام کا الفا کیا تو اس نے سلیمان کے اس کے ساتھ مقابلہ کیا یا وجود اسکے کہ وہ پیغمبر ہے
اور علوم جلیل پر مطلع ہو گیا ہے اس سے افضل تھی انکو آ زمانے میں انکو علم میں اور اس امر پر خبردار کر نیکی لیے کہ
اس کے لشکروں میں سے ایک چھوٹے سے جانور نے سپر کا احاطہ کیا جبکہ اس نے احاطہ نہیں کیا تو کہ وہ
اپنے معلومات پر فخر نہ کریں اور اللہ تعالیٰ نے سلیمان پر سب کو مخفی رکھا یا وجود اسکے کہ سلیمان کے شہر
اور سبار کو درمیان تہوڑا سا فاصلہ تھا واسطہ ایک مصلحت کے کہ اسکو دیکھا جیسے مخفی رکھا یوسف کا مکان
میتوب پر اور اس سے رافضیہ کے اس قول کا رد ہوتا ہے جو کہتے ہیں کہ امام پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہوتی
اور امام کے زمانے میں امام سے بڑھ کر کوئی زیادہ عالم نہیں ہوتا سب ایک شخص کا نام ہے اور اسکی طرف اسکی
اولاد منسوب ہے اس صورت میں یہ منصرف ہو گا اور اسکو غیر منصرف ہی پڑنا گیا ہے اس صورت میں یہ
شہر کا نام ہو گا اور زجاج نے انکار کیا ہے سب کو ایک شخص کا نام ہونے سے اور کہا سب ایک شہر کا

نام ہے جو مارب الدین کے نام سے مشہور ہے بعض نے کہا سب عورت کا نام اسکے نام پر شہر کا نام کہا ہے
 قوطبی نے کہا اور صحیح قول ہے کہ سب ایک شخص کا نام ہے جیسے ترمذی میں فروہ بن سبک مرادی کجیث
 سے ثابت ہے کہ ابن عطیہ نے یہ حدیث زجاج پر پوشیدہ رہی اس لیے اس کو انکار کیا اور فرانسے نے زعم کیا
 کہ مروی نے ابو عمر بن عمار سے سبکی تفسیر پوچھی تو اس نے کہا میں نہیں جانتا سب کیا ہے کہا خاص نے
 اور ابو عمر کا جواب اس سے بڑھ کر ہے کہ وہ ایسا جواب دیوے کہا اور سبکی تفسیر میں ہی قول درست جس کو
 معلوم ہوتا ہے کہ یہ اصل میں ایک شخص کا نام ہے اور سبکا متصرف پڑتا اور غیر متصرف پڑتا اور نو دست
 ہیں لیکن سیبویہ نے سبکا متصرف ہونا پسند کیا ہے اور میں کہتا ہوں اس میں شک نہیں سبامین کے ایک
 شہر کا نام ہے جس میں بلقیس رہتی تھی اور قحطان کے ایک شخص کا نام ہے اور وہ سب ابن شیبہ بن لعل بن
 قحطان بن ہود تھا و لکن اس کا یہ غرض ہے کہ ہمدانی نے اس کے پاس وہ خبر لایا جس کو شہر سبامین کہتے ہیں
 سے دیکھا اور ہم ایک نربیان کرینکے جس سے یہ صاف صاف معلوم ہو گیا انشا اللہ تعالیٰ اور ابن عباس
 سے مروی ہے کہ سبامین کی زمین میں ہے جو مارب کے نام سے مشہور ہے اسکے اور صنعا کے درمیان تین
 رات کا راہ ہے اور سمنہ میں کہ ہمدانی نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس اس شہر کی خبر لایا تھا وہ خبر
 عظیم الشان جب ہمدانی سے بیان کیا جو بیان کیا تو سلیمان نے اسے فرمایا اور وہ خبر کیا ہے بولوا
 انی وجأت الایۃ اور وہ عورت بلقیس تھی شراحیل کی بیٹی مروی ہے جس اور قادیہ اور زمیر بن محمد سے اور
 ابن جریج نے کہا وہ ذی شرج کی بیٹی تھی انکو ہمدانی نے سبکی کو گون پر حکومت کرتے دیکھا اور سبکا بابیز
 کے ملک بادشاہ تھا اور اسکے سوا اسکی اولاد نہ تھی تو وہی بابیز کے پیچھے ولیعہد ہوئی اور وہ اسکی
 قوم مجوسی تھی آفتاب کے پوجارے کہا ابن عباس نے اس عورت کا نام بلقیس تھا اور وہ ذی شیر کی
 بیٹی تھی اور اسکے جسم پر بال تھے بعض نے کہا وہ یارب بن قحطان کی نسل میں سے تھی اور ابو ہریرہ
 سے مرفوع مروی ہے کہ بلقیس کے مان بابیز سے ایک جن تھا اَحْوَجَةُ ابْنُ عَسَاكَرٍ وَ ابْنُ
 هَرْدَوِيَّةٍ وَ ابْنُ جَرِيرٍ اور اللہ تعالیٰ کے قول وادیت من کل شیء میں مبالغہ ہے اور
 مراد یہ ہے کہ اسکے وہ سبکات اور سامان موجود ہیں جنکی بادشاہوں کو ضرورت ہوتی ہے عرش عظیم
 سے بہت بڑا تخت مراد ہے بعض نے کہا عرش سے آجگہ ملک مراد ہے لیکن معنی اول اولیٰ اور سب
 ہیں کیونکہ سلیمان نے فرمایا کون اسکا تخت میرے پاس لاؤ اور اسکو عظیم کہا دنیا کے بادشاہوں کے

تختوں کے بنیت کیونکہ مشہور ہے کہ دنیا میں کسی بادشاہ کے پاس ویسا تخت نہ تھا اسی گزلمنیا اور چلیس گز چوڑا اور چالیس گز بلند اور یا قوت احمد اور زبرجد انضر اور مرد کے ساتھ بڑا دیکھا ہوا اور ٹانہ ہاتھ کے عرش کا عظیم کے ساتھ موصوف ہونا تو وہ بنیت جمیع مخلوقات کہ ہے اور ان دونوں کے درمیان قرتر مین ہے۔ بین تفاوت اہ از کجا ست تا کجا آید کہا ابن عطیہ نے اور اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ عورت یمن کے شہر یمن پر حاکم تھی اور ہکا ملک بہت بڑا تھا اور اجلاس کی جگہ بہ نسبت دوسرے بادشاہ کے اجلاس کی جگہ عمدہ تھی اور وہ کا فہ تھی قوم کفار سے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ہکا تخت سونیکا تھا اور اسکے پاؤں جو اہر ت گران یہاں کے عمدہ طور پر بنائے ہوئے تھے اس تخت کو ارد گرد سات گہر تھے اور ہر ایک گہر کا دروازہ بند تھا بعض نے کہا یہ لوگ مجوسی تھے اور بعض نے کہا بنی نین تھے اور یہ جو فرمایا کہ شیطان نے انکے لیے اُنکے کام کو مزین کر دیا تو اعمال سے مراد سوچ کی پوجا اور کفر کے تمام اعمال ہیں اور بیل سے قصد ہم عن السبیل میں طریق واضح مراد ہے اور وہ اللہ کے ساتھ ایمان لانا اور اسکی توحید ہو۔ اور خیال سے وہ چیز مراد ہے جو آسمان میں پوشیدہ ہے اور عبادت کو لائق وہ ہی ذات پاک ہے جو ان چیزوں پر قادر ہے جو آسمان و زمین موجود ہیں اور جمیع معلومات کا وہ عالم ہے اور پوشیدہ کے نجانے میں قدرت پر دلیل ہے کہ اس حاج نے خیال سے مراد اس آیت میں یانی اور انگور کی مراد ہے بعض نے کہا یمن کی پوشیدہ چیزیں اُسکے خزانہ اور انگور یان میں کہا قنادہ نے خیال سے مطلق پوشیدہ چیز مراد ہے اور معنی آیت کہ یہ ہیں اللہ تعالیٰ اس عالم انسانی سے پوشیدہ چیزیں کالتا ہے جیسے ان چیزوں کو نکالتا ہے جو آسمان زمین میں پوشیدہ ہیں اور اس آیت میں دلیل ہے علم کے اثبات پر اور اعلان کا ذکر آیت و معلوم ماتخفون ماتعلون میں اسلئے کیا ہو کہ اسکے علم کا دائرہ وسیع ہے اور یہ دونوں اللہ کے علم میں برابر ہیں جب ہر دہائی کلام سے مراد ہو چکا تو سلیمان علیہ السلام نے فرمایا

قَالَ سَنَنْظُرُ أَصَدُّكُمْ أَمْ كُنْتُمْ مِنَ الْكَافِرِينَ أَذْهَبَ يَكْتَابِي هَذَا أَفَأَقْبَلُ إِلَيْهِمْ ثُمَّ نَوَّلَهُمْ فَاَنْظُرُوا مَاذَا يَرْجِعُونَ ۝ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ إِنَّ إِلَيْنَا لِكَبْرِتُمْ إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِبَيْنِ اللَّهِ الْبَازِخِينَ الرَّحِيمِ ۝ أَفَأَتَعْلَمُونَ عَجَلًا وَأَنْتُمْ مُسْلِمِينَ ۝ کہا ہم دیکھیں گے تو نے سچ کہا ہے یا جھوٹا ہے اور چامیر یہ خط اور اللہ کے انکی طرف پہر ان پاس سے ہٹا اور دیکھو کیا جواب دیتے ہیں کہہنگی لے دربارہ الو میرے پاس دیا ہے عزت کا وہ خط ہے سلیمان کی طرف

اور وہ ہے شروع اللہ کے نام سے جو براہِ مہربان نہایت رحم والا کہ زورِ نکر و میرے مقابل اور چلے آؤ حکمِ برادر
 ہو کر فہم آ رہا دیکھو وہ کیا جواب دیتے ہیں نیٹے آپکو مصیبت لیکن وہاں کا ماجرا دیکھو آہدہ
 کیا بلقیس جان کیسی ہوتی تھی روزِ مین سے جا کر اسکی چھاتی پر کہہ دیا ایک خطِ عزت کا کہتو مین نہری
 نکاح نہ کر لکھا تھا چلے آؤ حکمِ برادر ہو کر آؤ نکودین حق سکھانا منظور تھا انتہے مانی موضع القرآن حافظ اس شہر
 ان آیات کی تفسیر مین فرماتے ہیں کہ ان آیتوں مین اللہ تعالیٰ سلیمان کی اس کلام کو بیان فرماتا ہے جو انہوں
 نے بدکردار مانی جبکہ اسے اچھا اہل سیار اور انکی شہزادی کی خبر مری اور فرمایا سنظر اصدقت کم کنت من الکذبت
 یعنی اب ہم دیکھیں گے کہ تو اپنی اس خبر دینے مین سچا ہے یا اپنی اس مقالہ مین جھوٹا تو کہ تو اس عید سے
 جھوٹ جاوے جس سے ہم نے تمکو ڈرایا ہے جا میرا یہ خط اور ڈال دے انکی طرف پہر ہٹ آؤ اسے دیکھو
 کیا جواب دیتے ہیں اور یہ اسلئے کہ سلیمان نے بلقیس اور اسکی قوم کی طرف خط لکھا اور وہ خط بدکردار
 دیا اور اسے اسکو اٹھالیا بعض نے کہا اپنے پر دین میں بیٹھو پر ندون کی عادت ہو بعض نے کہا اپنی چوچ
 مین اور کیا انکے بلاد مین اور بلقیس کے محلہ مین آیا جہاں وہ تہا رہتی تھی روزِ مین سے جا کر
 اسکی چھاتی پر کہہ دیا میرا ایک طرف ادب سے ہٹ کر بیٹھ گیا اور وہ یہ ماجرا دیکھ کر حیران رہ گئی اور ڈری سر کر
 پہر اس نے خط کو لیا اور اسکی مہر کو کھولا اور اسکو پڑھا تو اس مین یہ لکھا تھا یہ خط سلیمان علیہ السلام سے ہے
 اور اہم مضمون یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم زورِ نکر و میرے مقابل اور چلے آؤ حکمِ برادر ہو کر اب اسکو اپنے ہمراہ
 اور وزیر و ن اور اپنے دولت اور مملکت کو کرا کر کو جمع کیا اور بولی اے سردار و میرے پاس ڈال دیا ہے ایک
 عزت کا اور اس خط کا عزیز ہونا بلقیس نے اسلئے سمجھا کہ اسنے ایک عجیب امر کا ملاحظہ کیا وہ یہ کہ ایک پرندہ کو
 لایا اور اسکی طرف ڈال کر ادب سے ہٹ کر بیٹھ گیا اور ایسے کام پر کوئی پادشاہ قادر نہیں ہے اور نہ انکے لیے
 اس کام کی طرف کوئی سبیل ہے پہر اسنے اُنپر پڑا نہ مین سلیمان و نہ بسم اللہ الرحمن الرحیم الا تعلوا علی و اتونی
 مسلمین اور انہوں نے پہچانا کہ ایدہ کے نبی سلیمان کی طرف سے ہے اور انکا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اور اس خط
 مین نہایت بلاغت اور فصاحت اور وجاہت ہو کہ آسان ہی عبارت مین اپنے مضمون کو حسن طور پر بیان
 کر دیا ہے علمائے کہا کہ سلیمان سے پہلے کسی شخص نے بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں کہی اور ابن ابی حاتم
 نے اپنی تفسیر مین اس بارے مین ایک حدیث بیان کی ہے کہ بریدہ نے کہا کہ مین حضرت صلے اللہ علیہ
 آکھ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا کہ آپ نے فرمایا اِنِّیْ لَا اَعْلَمُ اِلَّا بِرَاقٍ لَمْ یَنْزِلْ عَلَیَّ فَبَدَّلْتُ بِسْمِ اللّٰہِ

ابن دآؤد یعنی میں ایک ایسی آیت کو جانتا ہوں کہ وہ کسی نبی پر مجھ سے پہلے نہیں اتری سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے بعد منور عرض کیا یا حضرت وہ کونسی آیت ہے فرمایا میں مکہ مسجد سے مکنہ سے پہلے بتاؤں گا بریدہ نے کہا آپ باہر جانے کیواسطیٰ مسجد کے دروازے تک پہنچ گئے اور آپ نے اپنا ایک پاؤں باہر نکالا اور سینے سمجھا کہ آپ ہول گئے آپ نے یہی طرف توجہ کی اور فرمایا لَئِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ دَاؤُدُ بْنُ كَالَيْمَ حَاكَمَ اس حدیث کا ہمارا ضعیف ہے کہا سیمون بن مہران نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے نجات کا سرنامہ یہ لکھا کرتے تھے یا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ تمہارا نکتہ یہ آیت اتری ہے کہ کہنے لگو بسم اللہ الرحمن الرحیم ابن عباسؓ نے مسلمان کی موصدین کے ساتھ تفسیر بیان کی یعنی میرے پاس موصد بن کر چلے آؤ اور کہا اسکے غیر نے مسلمان مخلصین اور کہا سفیان بن عیینہ نے مسلمان طالعین فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ نظر کہتے ہیں تامل اور تصنیع کو اور اس آیت میں ارشاد ہے کہ خبروں کی تحقیق کرنی چاہیے اور انکا سچ ہونا انکے جھوٹ ہونے سے معلوم کرنا چاہیے اور لوگوں کی خبروں کو بے تحقیق نہیں مان لینا چاہیے انکی تقلید کر کے اور اپنا اعتماد کر کے جب تحقیق کرنے کی بوجہ من الوجوہ طاقت ہو پھر سلیمان علیہ السلام نے اس نظر کو بیان کیا جسکا ہر دم سے وعدہ کیا اور فرمایا لَئِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اور ہر دم کو خاص کیا خطا دیکر بھیجنے کے ساتھ کہ اس نے اس قصہ کی خبر دی اور سلیمان نے اسکی کلام سے اسکا وہ فہم اور علم معلوم کیا جس سے اسکی سمجھا کہ یہی خطا لیجانے کو لائق ہے اور اسکو ارشاد فرمایا اسکی طرف نظر ڈال کر پیچھے ہٹ کر بیٹھنے کا کیونکہ نامہ دیکر پیچھے ہو کر بیٹھ جانا ایک عمدہ ادب ہے جسکے ساتھ بادشاہوں کے ایٹمی متادب ہوتے ہیں اور غرض یہ تھی کہ اسی جگہ بیٹھ کر وہ انکی باتیں سنے اور مجھ کو اگر خبر دیو اور عبداللہ بن عباسؓ نے فتول عنہم کی تفسیر میں کہا کہ تو اسے نزدیک ہو اور دیکھ اس خط کا کیا جواب دیتے ہیں پھر ہر دم دیکھا اور خط انکی طرف ڈالا اور اسے بقیس سے سننا کہ وہ کہتی تھی اے دربار والو میری طرف ایک عزت والا خط آیا ہے اور الفتی میں فاعل مخدوف ہے بعض نے کہا بقیس نے ڈالنے والی کا نام نہیں لیا کیونکہ وہ ڈالنے والی سے جا مل تھی یہ اس صورت میں ہے کہ اس نے ہر دم کو نہ دیکھا ہو بعض نے کہا اس نے اسکو دیکھا ہے اسکو صغیر سمجھا کہ اسکی طرف ڈالنے کو منسوب نہیں کیا اور کتابا کریم سے کتابا کریم اور معظم مراد ہے اور کتاب کو موصوف کیا کریم کے ساتھ لیسے کہ وہ ایک عظمت والے کے پاس سے آیا تو اسکو کریم کہا گیا اور اس کے جلال کے لیے اور بعض نے کہا کریم کہا اس لیے کہ وہ شامل تھا کلام حسن پر اور بعض نے کہا اس لیے کہ اس کے

ابتداء میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی تھی اور بعض نے کہا اسیلے کہ اسے اس خط کی عجیب حالت دیکھی اور بعض نے کہا اس لیے کہ وہ اس کو پاس سر پہر پہنچا یعنی سلیمان کی سپر مہ لگی تھی اور کتاب کی کہت سپر مہ لگانا ہے جیسے ہر فرقہ مروی ہے کہا بن مقفع نے جو شخص اپنے بہائی کیطرف خط لکھو تو سپر مہ نہ لگا دے تو اس کو سبکسار کیا سپر بلقیس نے اس خط کے مضمون بیان کیا اور بولی رَاٰهُ مِنْ سُلَيْمَانَ الْاَيَةَ يَعْنِي وَهَ ظَالِمٌ كَبِيْرٌ
 سلیمان بن داؤد علیہ السلام کیطرف سے ہو بلقیس باکو ولعیہدہ کیطرف اور جس کلام پر وہ کتاب شامل ہے اور جس قول کی وہ متضمن ہے وہ شروع کی گئی ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم سے اور اس میں کتاب کج کرم کے ساتھ موصوف ہونے کے سبب کیطرف اشارہ ہو کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما اس خط کو لیکھا یہاں تک کہ جب اس کے عشر کے درمیان پہنچا تو سپر اس کو ڈال دیا پر وہ بڑھا گیا تو اس میں لکھا تھا اِنَّكَ مِنْ سُلَيْمَانَ الْاَيَةَ اور ابن ابی حاتم نے میمون بن مہران کو نقل کیا کہ انہوں نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماجات کے پہلے لکھا یا کوثر یا سماء اللہم یہاں تک کہ آیت نازل ہوئی تَبَسُّمُ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَكُنَّ لَمْ يَكُنْ اَوْ رَسُوْلُكَ بَعْدَ السَّلَامِ عَلٰی مَنْ اَتٰ بِعِ الْهَدٰی بَعْدَ اَنْ لَّكُنَّ اَلَا تَقْلُوْا عَلٰی وَاَنْتَوْنِیْ مُسْلِمٰیْنِ یعنی اب بعد پس زور کرو مجھ پر جیسے سرکش بادشاہ کیا کرتے ہیں اور او میرے پاس سلام کے بعد رہو کہ اور اسچیز کو مان کر جس کو میں لایا بعض نے کہا سلیمان علیہ السلام نے بس اتنا ہی لکھا بقدر اللہ عزوجل نے بیان کیا اور ایسے ہی سبب بنایا مختصر طور پر نماجات کہتے ہیں اطالت کرتے اور انکار فرماتے بعض نے کہا سلیمان نے بے بجائے ہوم کے مشک کے ساتھ سپر مہ لگائی یہ سپر بڑی نگوشتی جامدی قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتَوْنِيْ فِيْ أَفْرِيْ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّى تَشْهَدُوْهُ قَالُوا نَحْنُ أَوْلُوْا أَمْرًا بِسِ شِدْدٍ وَلَا أَمْرٌ إِلَيْكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَأْمُرُنَّ قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعْنَاقَهُمْ آذَانَهُ وَكَذَلِكَ يَفْعَلُونَ قَالَتِ ابْنُ مَرْسَلَةَ إِلَهُهُمْ يَعِدُنِيْ قَنْظَرْتُ يَوْمَ رَجَعْتُ الْمَرْسَلُونَ کہنے لگی اے دربار والو مشورہ دو مجھ کو میرے کاظمین مقرر نہیں کرتی کوئی کام جب تک تم حاضر نہ ہو وہ بولے ہم لوگ زور آور ہیں اور سخت لڑائی دے اور کام تیرے اختیار ہے سو تو دیکھ لے جو حکم کرے کہنی لگی یا بادشاہ جب پیشین کسی بستی میں اس کو خراب کریں اور کڑالین وہاں کے سردار دن کو بے غرت اوپر ہی کچھ کرینگے یعنی یہ بادشاہ ہی ایسا ہی کرینگے اور میں سمجھتی ہوں انکی طرف کچھ حقہ پہر دیکھتی ہوں کیا جواب لیکر پہرتے ہیں یہی ہجرت ہوئے چاہا کہ ان بادشاہ کا حقوق دینا کہ کس چیز پر ہے مال پر یا خوبصورت آدمی یا اور سبب پر سبب قسم کی

چیزیں بھیجیں تہیں انتہے مافی الموضع کہا حافظ ابن کثیر نے جب بقیس نے اپنی دربار والوں پر سلیمانؑ کا خط پڑھا تو اس نے اپنی کام میں مشورہ لیا اور اس وقت سے مخلصی کا طریق پوچھا جو سپر تر و لہذا کہا یا کفھا الملک افقونی فی فیما فیہ ما کنت قاطعہ امرًا حتی تشہدونی اور شہادت سے حاضر ہو کر مشورہ دینا مراد ہے وہ بولے ہم کثیر العدد کثیر العدد ہیں اور زور دے پہراؤ نہوں نے سوچا اس کام کو اسکی طرف اور بولے اور کام میرے ہاتھ میں ہے سو تو دیکھ لے جو حکم کرے ہم نا فرمائی کرنے الیہین اور ہم سے ساتھ کوئی تکلیف ہے اگر تیرا ارادہ اس کے مقابلہ کا ہو تو ہم اس کے مقابلہ کے لیے تیار ہیں اور پہر تیرا اختیار تو رائے دیوے ہم اسکی تابعداری کرینگے کہا حسن بصریؒ نے انہوں نے اپنا امر ایک بوہی عورت کی طرف سوچ دیا کی جھاتی مضطرب ہوتی ہی جیسا نہوں نے کہا اسکو جو کہا تو وہ ان سے صائب الفکر تھی اور ام سلیمانؑ کے ساتھ اعلم تھی اور جانتی تھی کہ سلیمانؑ کے جنود اور حیوش اور جنوں اور دیسوں اور پرندوں کا میں مقابلہ نہ کر سکتی جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے مسخر کر دیے اور وہ ہر ہر کے خط لانے میں ایک عجیب اور بدیع امر کا حوالہ کر چکی تھی کہنے لگی اپنی قوم کے واکو میں فی ہوں کہ اگر ہم اسکا مقابلہ کریں اور اس کے پاس نہ جاویں تو وہ اپنی لشکروں کے ساتھ ہمارا ارادہ کرینگے اور وہ ہم کو خراب کر دینگے اور ہم ہی خوار و ذلیل ہونگے نہ کوئی اور ولہذا کہنے لگی اِنَّ الْمُلُوكَ اِذَا خَلَوْا فَوَيْتَ اَهْلًا وَهًا کہا ابن عباسؓ نے اس آیت کی تفسیر میں کہ پادشا جب کسی شہر میں عنوة (لڑائی کے ساتھ) داخل ہوتے ہیں تو شہر والوں کو خراب کر دیتے ہیں اور سرداروں کو بے عزت کر دیتے ہیں یعنی امیروں اور وزیروں کو سخت قتل و زنجیریں باقیں کر دیتے ہیں اور غلام بنا لیتے ہیں ابن عباسؓ نے کہا وَجَعَلُوا اَهْلًا اِذْ لَکُمْ بَقِیْسُ کی کلام ہے وَکَانَ لَکَ یَفْعَلُونَ اللہ عزوجل کا مقولہ ہے پہر بقیس نے مصالہ اور مہادہ اور سالمہ اور مخادعہ اور مصالہ کی طرف عدل کیا اور بولی وَ اِنِّیْ مُرْسِلٌ اِلَیْہِم بِحَدِیْتِیْ فَتَظُنُّوْا بِہُمْ یَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ یعنی اب میں سلیمانؑ کے لالوں انکی طرف تحفہ بھیجی ہوں اور دیکھتی ہوں کیا جواب دیتے ہیں شاید تحفہ یا لگاوٹ لیکر ہم سے رک جاویں یا ہم پر کچھ خرچ مقرر کریں جسکو ہر سال ان کے پاس پہنچا دیں اور ہمارے ساتھ وہ لڑنا چھوڑ دیں کہا قتادہؒ نے یہ عورت کس قدر عقلمند تھی اپنے اسلام کی حالت میں اور شرک کی حالت میں اسے جان لیا کہ تحفہ ایسے مقام میں سفید ہوتا ہے بقیس نے کہا اگر اس نے تحفہ لے لیا تو وہ پادشاہ ہے اس سے لڑائی کرو اور اگر تحفہ قبول نہ کرے تو پیغمبرؐ ہے اسکی تابعداری کرو قالہ ابن عباسؓ وَاِیَّہُ عِبَادِیْ اِنِّیْ کَثِیْرٌ فِی تَفْسِیْرِہٖ

فتح کا بیان فاتح یہ ہے کہ بلقیس نے کہا مجھ کو مشورہ وادریان کرو ٹھیک ٹھیک اسے اس امر میں اور مجھ کو ہدایت
جو اپنے وجود عقل کے مخالف نہ ہو اور کلام میں حذوف ہے اور تقدیر عبارت ہے کہ بلقیس نے خط پڑھا تو اس نے
اپنی قوم کے سرداروں کو جمع کیا اور وہ تین سو بارہ آدمی تھے اور ہر ایک کے ان میں بہت بہت
تالعات رہتے اور بولی امرد بارہ والو میر لطیف ڈالنا گیا ہے خط عزت والا اسے دربار والو مجھ کو مشورہ دو
میرے کام میں اور دوبارہ انکو مخاطب کیا تو کہ وہ اسکے مشورہ سے مین زیادہ اہتمام کریں پہلے انکا زیادہ
کیا اور انکے دنوں کو اچھا کیا تو کہ وہ اسکی خیر خواہی میں دریغ نہ کریں اور درست بات پر اسکو اشارہ کریں اور
نبولی صاکنٹ قاطعہ افسر حتیٰ شہدوں یعنی میری عادت تمہاری ساتھ یہی ہے کہ مین کوئی سر
انجام نہیں دیتی اور کسی امر میں فیصلہ نہیں کرتی بس تک تم حاضر ہو کر مشورہ نہ دو اور انہوں نے جواب
دیا ہم عدد اور عدد میں روز اور مین اور ہم اٹلے مین جو دشمن کی ملاقات کو وقت پیچھے نہیں دیتے
اور ہم مین وہ شجاعت اور جلدات ہو جس سے ہم اپنے نفسوں اور شہر اور مملکت کو اپنے بچالین گے حال
یہ کہ انہوں نے اسکو راہنی کی طرف اشارہ کیا پہلے اسکو اسی پر ڈال دیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ وہ صحیحہ الراہی قوی
العتل ہے اور بولے وَالْأَخْزِلَ الْيَاك فَانْظُرِي مَاذَا أَنَا فَرِيضٌ یعنی امر تیرے اختیار ہے پر تو غور کر
جو حکم کرے مجھ کو ہم امر کو سنیں گے اور اسکی اطاعت کریں گے جب اسکا حکم کو انہوں نے میرے پاس دیا تو راہنی
پر خوش ہوئی اور صلح کی طرف جہکی یہ صلح کرنے کا سبب بیان کیا یہ کہ لَرَّانَ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً
الْأَيُّرَ یعنی بادشاہ جب بیٹوں میں کسی بستی میں پہنچتے ہیں تو اسکی عمارتوں کو دیران اور اسکے رہنما والوں کو
خرابہ اور اسکے مالوں کو برباد اور اسکے اہل کی جماعت کو جلا کر دیتے ہیں کہا ابن عباس نے اسکی تفسیر میں کہ
جب بادشاہ کسی شہر کو غزوہ اور قہر لیتے ہیں تو اسکو خراب کر دیتے ہیں اور زجاج سے بھی ایسا ہی مروی
ہے وَجَعَلُوا أَعْرَافَهُمْ أَهْلِيًا أَذْكُرُ یعنی اور اسکے شہر افون کو خوار کر دیتے ہیں اور انکو مراتب سے اتار
دیتے ہیں تو وہ ذلیل ہو جاتے ہیں اور کرتے ہیں یہ کام تو کہ انکی حکومت قرار گیر ہو اور انکا عجب لوگوں
کے دنوں میں جاگنہ ہو اور بلقیس کی غرض اس کلام سے اپنی قوم کو ڈرانا تھا اس سے کہ سلیمان علیہ السلام
انہیں چڑھائی کر کے آدین اور انکے شہروں میں داخل ہو جا دین اور یہ جو فرمایا وَاذْكُرْ لَكُمْ تَفْعِلُونَ تو اس کلام
سے بلقیس کی یہ غرض ہے کہ یہ بادشاہوں کی قدیمی عادت ہے جسکی پیروی نہ لانا نہیں کیونکہ اسکے خاندان میں
قدیم سے بادشاہت چلی آتی تھی تو اسنے ایسا ہی سنا اور ایسا ہی دیکھا کہا ابن عباس نے بلقیس کے

قول اولہ پر وقت نام اور وکند لک فاعلون اللہ تعالیٰ کی کلام ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں یقین کے قول کا حق اور سچ ہونا
 بیان فرمایا اور بعض نے کہا اسی کی کلام کا تمہ ہے جس سے آؤ اپنی کلام کی تاکید کی اور ابن ابیاری کے قول
 پر یہ جملہ مستانفہ ہے علامہ مفتی نے اپنی تفسیر میں لکھا کہ اس آیت ہوا اس شخص نے دلیل لی جو زمین میں
 بگاڑ کرنے کی کوشش کرتا ہے اور جس نے حرام کو مباح سمجھا وہ کافر ہے اور جس نے حرام کو حرام کے مباح کرنے پر
 قرآن مجید سے علی وجہ التحریف دلیل نکالی تو اسے دو کفر دن کو جہم کیا آیت پر جب اس کے لیے یہ مقدمہ کیا
 کیا اور کیا کیا اس کو جو بادشاہوں کے شہروں میں داخل ہونے سے منع ہوتا ہے تو اسے ان کے لیے وہ رائی
 بیان کی جس کو وہ درست و صواب سمجھتی تھی اور بولی اِنِّیْ حُرٌّ سَلَمٌ اَلَا یَہْدِیْہِمْ اِلٰی حُرِّیَّتِہُمْ اِلَّا طَرَفٌ مِّنْ رَّسْلِ
 بہرہ جگر ہر کہ ساتھ تجربہ کرتی ہوں اگر بادشاہ ہوگا تو تحفہ تحائف کے ساتھ خوش ہو جاوے گا اور ہم اسکی
 آفت سے جھوٹ جاوینگے اور اگر مغیر ہوگا تو ہمارے ان نفس مالوں سے خوش نہیں ہوگا کیونکہ اسکا
 مطلب دین کی طرف بلانا ہے تو ہم اس سے نہیں جھوٹ سکتے جب تک ہم اسکے دین کی پیروی نہ کریں اور
 اسکے دین سے متدین نہ ہوں اور اسکے طریق پر نہ چلیں اسی واسطے کہنے لگی فَخَطَرُکُمْ بِحَدِّ رَجَعِ الْمُسْلِمُونَ
 یعنی یہ دین دیکھو نگلی کہ بھیجے ہوئے کیا جواب لاتے ہیں آیا اُسے ہدیہ قبول کیا ہے یا نہیں پہر جیسے
 جواب لاوینگے اُسکے مطابق کارروائی کروں گی اور یہ اسلئے کہ یقین بعیدہ عاقلہ تجربہ کار تھی اور مفسرین
 نے اس ہدیہ کے ذکر میں طول کیا ہے ابن عباسؓ نے کہا یقین نے سونکی ایک ایٹ بھیجی جیسا کہ بھیج
 ہوئے سلیمانؑ کے پاس پہر تو وہ ان کے مکان سب سونیکے پہر پس یہی معنی ہے سلیمانؑ کے کہ فَخَطَرُکُمْ بِحَدِّ رَجَعِ الْمُسْلِمُونَ
 یہاں آیت کا اور ثابت بنانی نے کہا اُسے سونکی تختی دیاج کے کپڑوں میں لپیٹ کر تحفہ بھیجی اور
 اور مجاہد نے کہا اُسے غلام اور لونڈیاں تحفہ بھیجیں اور لونڈیوں کو غلاموں کا لباس پہنایا اور
 غلاموں کو لونڈوں کا اور عکرم نے کہا اُسے دو سو گھوڑے تحفہ بھیجے جن میں سے ہر ایک گھوڑے پر
 ایک غلام تھا اور ایک لونڈی اور ہر گھوڑے پر وہ رنگ تھا جو دوسرے پر تھا اور کہا سعید بن جبیر نے
 جو اہل رات تھے اور بعض نے کہا یہ روکھا جسکے بیان کرنے میں کچھ فائدہ نہیں فَلَمَّا احْبَاہُ سُلَيْمَانُ قَالَ
 اَمْدُؤْنِ بِمَالٍ فَمَا اٰتٰنِیْہِ اللّٰہُ خَیْرٌ مِّمَّا اٰتٰکُمْ بَلْ اَنْتُمْ بِہِدَیَّتِکُمْ تَفْرَحُوْنَ اَرَجِعْ
 اِلَیْہِمْ فَلَمَّا اٰتٰیہُمْ بِجُنُودٍ لَا فِیْکَ لَہُمْ وَلَکِنْ خَرَجَہُمْ مِّنْہَا اَذَلَّ وَہُمْ صَاغِرُوْنَ
 پہر جب پہنچا سلیمانؑ پاس بولا کیا تم میری رفاقت کرتے ہو ماں سے سو جو اللہ نے ہم کو دیا ہے

بہتر ہے اس کو جو شکوہ دیا ہے بلکہ تم ہی اپنے تحفہ سے خوش ہو پھر جانکے پاس ایہم پہنچتے ہیں انہیں ساتھ
 لشکر دین کر جب تک سامنا نہ ہو سکے اُن سے اور نکال دینگے ہم انکو وہاں سے بے عزت کر کر اور وہ خوار ہونگے
 اور کسی سفیر نے اس طرح کی بات نہیں فرمائی انکو حق تعالیٰ کی سلطنت کا نور تھا جو یہ فرمایا اُنتے مافی اللعجم
 سفیر و خلف کے بہت مشورے نے ذکر کیا ہے کہ بلقیس نے سلیمان کی طرف ہدیہ عظیمہ بھیجا سونے اور جواہر
 اور موتیوں وغیرہ سے اور بعض نے کہا سونکی ایٹیں بھیجیں اور کچھ بچے بچے بھیجے کہ انکو لیں اور لڑکوں
 کا لباس پہنا کر اور لڑکوں کو لوندیوں کا لباس پہنا کر بھیجا اور بولی اگر ان لوندیوں کو لڑکوں سے تمیز
 کر گیا تو وہ بنی ہے جب وہ سلیمان کے پاس پہنچ تو سلیمان نے انکو وضو کرنے کا حکم کیا تو لوندی ان اپنے
 ماتھوں پر اٹھا کر پانی ڈالنے لگیں اور لڑکے جنو سے پانی لینے لگیں اس سے انکو پہچان لیا بعض نے
 کہا بلکہ لوندیاں پہلے اپنی ہتھیلیاں پر ہونے لگیں ماتھوں کی پشتوں سے اور لڑکے ماتھوں کی
 پشتوں کو ہتھیلیوں پر پہلے بعض نے کہا بلکہ لوندیاں اپنی ماتھوں سے کہنیوں تک دھونے لگیں
 اور لڑکے کہنیوں سے ماتھوں تک بعض نے ذکر کیا اسے ایک پیالہ بھیجا تو سلیمان اسکو ایسے پانی سے بہر
 دین جو وہ نہ آسمان کا پانی ہو اور نہ زمین کا تو سلیمان اسے گھوڑوں کو دوڑایا تاکہ انکو پسینہ آئے اور انکے
 پسینے سرد ہو پیالہ بہر دیا اور سو ایک تنکا بھیجا اور ایک شوثہ تو سلیمان اس تنکو کو شیشیوں سے ڈیوے تو انہوں نے
 اسکو پرو دیا والد علم یہ امر وقع میں ہے ہمیں یا نہیں اور اکثر ایسے قصہ بنی اسرائیل سے ماخوذ ہیں اور
 ظاہر یہ ہے کہ سلیمان نے انکو تحفہ کی طرف بالکل التفات نہیں کیا بلکہ اس سے عراض کیا اور فرمایا پیر
 انکار کے طور پر اُتد و نین بکال فکما ائنین اللہ خیر و متا ائش کھڈالا یتد یعنی تمہکو جو خدا تعالیٰ
 نے ملک اور مال اور جنود دیا ہے اس ملک اور مال وغیرہ سے بہت بڑھ کر ہے جو تمہاری پاس ہے اور تم
 ہی لوگ ایسے ہو کہ ہدیوں اور تحفوں کے ساتھ خوش ہو جاتے ہو اور میرا تو یہ حال ہے کہ میں تم سے سلام
 کے سوا اور بات قبول نہیں کر دنگا اگر مسلمان ہو گے تو ماری جاؤ گے سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی
 سے روایت کیا کہ سلیمان نے جنوں کو ارشاد فرمایا تو انہوں نے انکو یہ ہنر اُچھل سونے اور چاندی
 کے آرائش کر دیے جب بلقیس کے ایچی نے یہ امر دیکھا تو وہ بولا یہ ہمارے تحفہ کو کیا کرینگے اس اثر سے
 معلوم ہوا کہ بادشاہوں کو اپنی زینت کا ظاہر کرنا ایچیوں اور فاصدون کے لیے جائز ہے جب بلقیس کا
 قاصد حضرت سلیمان کا پیغام لیکر اور سکا ہدیہ واپس لیکر بلقیس پاس پہنچا تو بلقیس اور اسکی قوم نے

کہ پیغمبر کو سنا اور اطاعت اختیار کی اور بقیس اپنے لشکر کو ساتھ لیکر ذلت اور عاجزی اور کھسکا
 کے ساتھ سلیمان کی طرف روانہ ہوئی اور جب سلیمان کے یہاں آنا معلوم ہوا تو بہت خوش ہوئے۔
 فتح کا بیان یہ ہے کہ بقیس کے قاصد کا نام منذر بن ثمر تھا اور اس خیمہ سے مراد جنس قاصد جو پس انکا جنت
 ہوا اسکے منافی نہیں ہے جیسے بقیس کا قول **بِحَدِّ رَجْعِ الْمُرْسَلُونَ** قاصد کو جمع ہونے پر دلالت
 کرتا ہے اور ایک قرأت میں **فلما جاءوا** ہے اور ہمزہ تدریج اللہ میں انکار کے یہ ہے اور مطلب ہے
 کہ انکے ہدیہ لانے پر سلیمان نے انکار کیا اور فرمایا جو کچھ مجھ کو خدا تعالیٰ نے دیا ہے یعنی نبوت اور علم اور بڑی
 سلطنت اور اموال کثیرہ بہتر ہے اس تمام مال سے جو یہ ہدیہ آئیں گا ایک حصہ ہے اور دنیا کی مجھ کو ضرورت
 نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو دنیا کی وہ چیزیں عنایت کی ہیں جو جہان کے لوگوں میں سے کسی
 کو عنایت نہیں کیں اور اسکے ساتھ مجھ کو نبوت کر ساتھ شرف بخشا ہے پر سلیمان نے قاصد سے فرمایا
 کہ تو بقیس کے پاس اسکا تحفہ واپس لیجا بخدا اگر وہ مسلمان ہو کر ہمارے پاس آوے تو ہم اُن پر ایسے شکر
 لاؤ گے جتنکا وہ سامانہ کر سکیں گے اور انکو ہم سیاسی ذلیل کر کے نکال دینگے بعض نے کہا صغار سے اور
 انکا قید کر لینا اور انکو غلام بنالینا ہے اور بعض نے کہا صغار سے امانت مراد ہے جو ذلت و کراہت ہو
 اور جب بقیس کا قاصد ہدیہ واپس لیکر آیا تو اُس نے سلیمان کی طرف روانہ ہونے کی تیاری کی اور جب سُر
 نے سلیمان کو اسکی روانگی کی خبر پہنچا دی **قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعِزَّتِهِمَا قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي**
مُسْلِمِينَ **وَقَالَ عِفْرِيتُ بْنُ الْحِجَّتِ أَنَا أُنْشِئُكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقْعُمَ مِنْ مَقَامِكَ وَإِنِّي حَكِيمٌ لِقَوِّ**
أَصِيهِ **وَقَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا**
رَآهُ مُسْتَقَرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي أَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ وَمَنْ شَكَرَ فَآمَنَّا
يُشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ **وَقَالَ عِفْرِيتُ بْنُ الْحِجَّتِ** **وَمَنْ شَكَرَ فَآمَنَّا**
 لے آوے میرے پاس اسکا تخت پہلے اس سے کہ وہ آوے میرے پاس حکم بردار ہو کر بولا ایک رکھیں جنوین
 سے میں لا دیتا ہوں وہ تجھ کو پہلے اس سے کہ تو اُسے اپنی جگہ سے اور میں اس پر زور کا ہوں معتبر بولا وہ
 شخص جسکے پاس تھا ایک علم کتاب کا میں لا دیتا ہوں تجھ کو وہ پہلے اس سے کہ پہلے آوے تیرے طرف تیری
 آنکھ یہ چرب دیکھا وہ دہرا اپنے پاس کہا تیرے رب کو فضل سے میرے جانچنے کو کہ میں شکر کرتا ہوں
 یا ناشکر نہیں اور جو کوئی شکر کرے تو شکر کرے اپنی واسطی اور جو کوئی ناشکری کرے تو میرا رب بے پرواہ ہے

نبیؐ کی وفات یہ جو فرمایا کہ اے آدمی میری پاس نہ سکا تخت پہلے اس کو کہ وہ آوین میری پاس حکم بڑا ہو گا یہ
 اس طرح کہ کافر جو اپنے ایمان میں نہیں اس کا مال زبردستی کو حلال ہے جب وہ مسلمان ہو اور یہ جو کہتا
 کہ پہلے اس سے کہ تو اٹھ اپنی جگہ سے یعنی دربار سے اس کو ایک ہر کا عرصہ لگتا اور معیت ہو سہل کہ اس میں جو اچھے
 تھے بیش قیمت اور یہ بچہ کہ یہ میرے ربا کو فضل سے ہو تو یہ سلیبی کہ یہ ظاہر کے سہا ب سے نہیں آیا اللہ کا فضل
 ہے کہ میرے رفیق اس کو جو پہونچے جن کو راست ہوئی لگی پہلے اس کو کہ یہ آوے نہ کہ میرے کی طرف پہونچے
 سے پہلے اپنی طرف دیکھ تو اس کے پاس ایک علم تھا کتاب کا یعنی اللہ کے ہمارا کلام کی تاثیر کا وہ شخص آصف
 تھا انکا وزیر انتہی مافی الموضع محمد بن سحی نے زید بن ومان کو روایت کیا کہ انہوں نے کہا جب بلتیس پاس
 اس کے قاصد سلیمان کا پیغام لیکر پہونچے تو وہ بولی خدا کی قسم میں نے پہچان لیا کہ وہ پادشاہ نہیں ہے اور بلکہ
 اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں اور ہم اس سے مقابلہ کر کے کیا حاصل کریں گے اور اپنے روانہ ہونے سے پہلے
 اس کو سلیمان کی طرف اپنا قاصد پیغام دیکر بھیجا کہ میں آپ کے پاس اپنی قوم کے سردار لیکر حاضر ہوتی ہوں تو
 کہ میں دیکھوں آپ کا کیا حکم ہے اور وہ کیا دین ہے جسکی طرف آپ کہو بلاتے ہیں یہ جس تخت پر وہ اجلاس لگایا
 کرتی تھی اور وہ یا قوت زبرد اور موتیوں سے بڑا ہوا تھا اس کو آخر سات کو ہر یون کے اندر رکھوایا اور ہر ایک
 مکان کا دروازہ بند کروایا یہ جس شخص کو سلطنت پر خلیفہ مقرر کیا اس کو حکم دیا کہ ہتھیار رہاں اشیاء سے جو
 تیرے پاس ہیں اور بیدار رہ میرے تخت سے پہلے اللہ کے بندوں میں کو دھان تک کوئی نہ جاسکے اور نہ اس کو کوئی
 دیکھے جب تک میں آؤں پہلے بارہ ہزار میں کے سردار ساتھ لے سلیمان کی طرف روانہ ہوئی اور سلیمان علیہ السلام
 ہر روز جنوں کو بھیجے جو آپ کے پاس نہ آئے اسکی روانہ ہونے اور پھیرنے کی خبر پڑتی تھی کہ ہر فلان مقام سے
 روانہ ہو کر فلان مکان پر آئی اور آج فلان سے روانہ ہو کر فلان مقام پر پہنچا کہ نزدیک پہونچ گئی تو اپنے
 جنوں اور آدمیوں کو اکٹھا کیا اور فرمایا لَیْسَ الْمَلَأُ اَیُّكُمْ یَا تَبِیْیُ یَعْرِضُهَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ
 اور قاصد کا اس آیت کی تفسیر یہ قول ہے کہ جب سلیمان کو یہ خبر پہونچی کہ بلقیس نے والی ہے اور اس کے تخت کا
 مقصد تو جس جگہ ہے تو اس کو بند کیا اور وہ سونے کا تھا اور اس کے پاؤں تھے لالی اور جو اہر کے اور دیساج
 اور ریشمی کپڑوں کا غلاف سپر ڈلے رکھتی اور نو قفلوں میں اس کو بند کیا ہوا تھا تو سلیمان نے اسے بڑا
 کہ انکے مسلمان ہونیکے بعد اس تخت کو ان سے لین اور سلیمان جانے تھے کہ جب انہوں نے اسلام قبول کر لیا
 تو ان کے مال اور خون ہم پر حرام ہو جاوینگے ولہذا فرمایا لَیْسَ الْمَلَأُ اَیُّكُمْ یَا تَبِیْیُ یَعْرِضُهَا قَبْلَ اَنْ

يَا نُوَيْي مُسْلِمِينَ اور یہی قول ہے عطاء خراسانی اور سدی وز میر بن محمد کا قَبْلَ أَنْ يَأْتُوْنِي مُسْلِمِينَ
کی تفسیر میں کہ انکی سلام لانے پر انکو سوال میں حرام ہو جائیگے عفریت سے سرکش جن مراد ہے فالکہ حجاج
اور نام اسکا گوزن تھا فالکہ اشعيب الجبائي وَكَذَلِكَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ لَاحِقٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُوْمَانَ وَكَذَلِكَ
كَانَ وَهْبُ بْنُ مُنْبِهٍ يَعْنِي نَحْمَدُ سَمِعْتُهُ يَزِيدَ بْنَ رُوْمَانَ سَمِعَ بِيَا بَنِي قُلُوبِ كَيْسَ اِهْ اِهْ اور یہی قول ہے وہ بن
منبہ کا اس لفظ کی تفسیر میں اور وہ جن ہمارے کی طرح عظیم الجثہ تھا فالکہ ابوصاریہ اور مقام سے مراد میں تھا پاک میں جا
اجلاس ہے فالکہ ابْنُ عَبَّاسٍ اور مجاہد نے کہا مطلق بیٹھا مراد ہے ابجد اردن سے سورج ڈھلنے تک فضیلت
وغیرہ کے لیے پھری کیا کرتے تھے قَالَ الشَّيْخُ دَعْوَةُ قَوِي سے مراد ہو کہ میں اُسکے اٹھالانے
پر طاقت کہتا ہوں اور امین سے مراد ہے کہ میں ان جوابدہت پر امین ہوں جو اس پر لگے ہیں فالکہ ابْنُ
عَبَّاسٍ سلیمان نے فرمایا کہ میں اس سے جلدی جا ہوتا ہوں کہا حافظ نے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سلیمان
نے اس سخت کمرنگو نے سے پہچانی عظمت کا اظہار چاہا جو اس نے فرما دیا کو عنایت فرمایا ملک سے اور خود
وہ جو اللہ تعالیٰ نے نہ ان سے پہلے کسی کو دیا اور نہ اُنکے بعد کسی کے لیے لائق ہے اور اس پر کہ یہ دلیل ہو جاوے
آپ کے نبی ہونے پر یطقیں اور اسکی قوم کے اگر کیونکہ سخت کا ہو ہو یطقیں کے شہر سے سلیمان کے پاس انکو پہنچو
سے پہلے آنا ایک بڑی راستہ ہو حالانکہ وہ سکو اخلاق اور افعال میں بند کر چکی تھی اور اس پر وہ مقرر کر چکی تھی
اور جسکے پاس علم تھا کتاب کا وہ آصف تھا کتاب سلیمان کا فالکہ ابْنُ عَبَّاسٍ اور سیاسی موی سے زید
بن رومان سے کہ اسکا نام صَف تھا برخیا کا بیٹا اور وہ لی تھا اور ہم غلم سے واقف تھا دَوَّالُ مُحَمَّدُ بْنُ
لَاحِقٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُوْمَانَ اور کہا قتادہ نے وہ آدمیوں سے ایما نذر تھا اور نام اسکا آصف تھا اور یہی
قول ہے ابوصاریہ اور ضحاک اور قتادہ کا کہ وہ آدمی تھا قتادہ نے زیادہ کیا کہ وہ بنی اسرائیل میں سے کہا مجاہد نے
نام اسکا اسطوم تھا اور قتادہ نے مجاہد سے روایت کیا کہ اسکا نام بلینا تھا اور زہیر بن محمد نے کہا وہ آدمیوں
میں سے ایک مرد تھا جسکو ذوالنور کہا کرتے تھے اور عبد اللہ بن ابیہ نے کہا وہ خضر تھا وَهْوَ عَمْرٍ
جِدَّ اُورِیہ جو فرمایا پہلے اس سے کہ نہ آوے تیرے طرف تیری آنکھ تو اسکے یہ معنی ہیں کہ اٹھا اپنی آنکھ اور
دیکھ تو جہان تک تو پہنچ سکتا ہے پہ تیری نظر نہ تھکے گی مگر کہ وہ تیرے پاس موجود ہو گا کہا وہ بن منبہ نے
تو پھیل اپنی آنکھ کو پہر نہ پہنچے گی اپنی انتہا تک مگر کہ میں اسکو تیرے پاس لاؤ گا مفسرین نے ذکر کیا
کہ صف نے سلیمان کو یمن کی طرف حسین وہ سخت تھا دیکھنے کا اشد فرمایا پہر اٹھا اور وضو کیا اور اللہ تعالیٰ

سے دعا کی مجاہدہ نہ کہا کہ اُسے یا اِذَا الْجَحَادِلُ وَاَوْ كَرَامَ کہا اور کہا نہ ہری نے کہ اُنہو کہا یا اِلٰهِنَا وَ اِلٰه
 كُلِّ شَيْءٍ اِلٰهًا وَاَحَدٌ اِلٰهٌ اِلَّا اَنْتَ اَنْتَ اِلٰهِنَا بِعِزِّ شَهَادَتِنَا بِعِزِّ شَهَادَتِنَا بِعِزِّ شَهَادَتِنَا
 جو معبود ایک ہے نہیں کوئی معبود سوا تیرے تو اُمیر سے پاس تخت بلقیس کل کہا نہ ہری نے کہا یہ کہنا ہوتا
 کہ تخت وہاں موجود ہوا مجاہد اور سعید بن جبیر اور محمد بن اسحق اور زہیر بن محمد وغیرہ کا یہ قول ہے کہ جب
 ہفت نے اُس سے دعا کی اور سوال کیا کہ یا اِلٰہ تو بلقیس کا عرش لانا تو بلقیس کا وہ تخت یثرب تھا اور سلیمان
 بیت المقدس میں تھے تو تخت نے غوطہ لگایا زمین میں اور سلیمان کے سامنے آنکلا اور عبدالرحمن بن یزید
 بن ہلم نے کہا کہ سلیمان کو خبر ہی نہیں ہوئی کہ اسکا تخت کچھ سامنے آگیا ہوا کہا اور جو شخص سکولایا وہ دیکھا
 بندہ تھا اور جو فرمایا میرے رب کا فضل ہے یعنی یہ بہت سو نہیں ہے بلکہ ہجرہ ہے کہ غرت دی اِلٰہ سے
 نے اس سے مجھ کو اور یہ جو فرمایا وَاَنْتَ شَکْرُ الْاَلٰیہ تو یہ ایسا ہے جیسے اِلٰہ تعالیٰ نے فرمایا مَنْ عَمِلَ صَالًا فَلْيَنْفَسِرْ
 مَنْ اَسَاءَ فَعَلَيْکُمْ لَیْسَ جَوْشَخُصْ کر دینیک کام تو اسکا فائدہ اسی کے لیے ہے اور جو کرے کلام کا وبال اسی پر اور جیسے اِلٰہ
 نے فرمایا وَمَنْ عَمِلَ صَالًا فَلَا نَفْسٍ مِنْہُمْ یُعْذِرُہُمْ لَیْسَ جَوْشَخُصْ کر دینیک کام تو اسکا فائدہ اسی کے لیے ہے اور جو کرے کلام کا وبال اسی پر اور جیسے اِلٰہ
 اور یہ جو فرمایا اور جو کفر کرے تو میرا رب بے پرواہ ہو نیک ذات تو اس کے یہ بخوبی کہ وہ بے پرواہ ہو عبادت عبا
 سے عزیز ہے اپنی ذات میں اگرچہ اسکی کوئی عبادت نہ کرے کیونکہ اسکی عظمت کسی کی طرف متقرر نہیں ہے اور سلیمان
 کا یہ قول دیکھا ہے جیسے سوئے اپنی قوم سے فرمایا اِنْ تَکْفُرُوْا اَنْتُمْ وَاَنْتُمْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا اِنَّ اِلٰہَ
 لَعَنَیْ جَمِیْعًا لَیْسَ جَوْشَخُصْ کر دینیک کام تو اسکا فائدہ اسی کے لیے ہے اور جو کرے کلام کا وبال اسی پر اور جیسے اِلٰہ
 سب خوبوں سربراہ صحیح مسلم بن ابیہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باری تعالیٰ سے روایت کیا کہ باری
 تعالیٰ فرماتا ہے یا عِبَادِیْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَکُمْ وَاٰخِرَکُمْ وَاَنْتُمْ کَاَنْتُمْ اَعْلٰی اَنْفُسِکُمْ
 رَجُلٌ مِنْکُمْ مَا زَادَ ذٰلِکَ فِیْ مُلْکِیْ شَیْئًا یا عِبَادِیْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَکُمْ وَاٰخِرَکُمْ وَاَنْتُمْ کَاَنْتُمْ اَعْلٰی اَنْفُسِکُمْ
 کَاَنْتُمْ اَعْلٰی اَنْفُسِکُمْ لَیْسَ جَوْشَخُصْ کر دینیک کام تو اسکا فائدہ اسی کے لیے ہے اور جو کرے کلام کا وبال اسی پر اور جیسے اِلٰہ
 اَحْصِیْہَا لَکُمْ لَمْ اَوْفِیْکُمْ اِیَّاهَا نَسَنَ وَجَدَ خَیْرًا فَلَیْجِدِ اللّٰہُ وَمَنْ وَجَدَ غَیْرَ ذٰلِکَ
 فَلَا یَلُوْمنَ اِلَّا نَفْسَہُ لَیْسَ جَوْشَخُصْ کر دینیک کام تو اسکا فائدہ اسی کے لیے ہے اور جو کرے کلام کا وبال اسی پر اور جیسے اِلٰہ
 ایک مرد کے بڑے متقی پر بزرگارد کے برابر ہو جاوین تو یہ سب کا قصوے اور پرہیزگاری میری سلطنت میں
 کچھ نہ بڑاؤے اُمیر سے بند اگر تمہارے اکل اور پچھل اور تمہارے آدمی اور جن تم میں سے ایک مرد کے

نہایت بڑے گنہگار دیکھے برابر ہو جاوین تو یہ سب کا فسق اور گنہگاری میری پادشاہت میں کچھ نہ گنہگار
 اسکے سیر نہ دیر تو تمہارے ہی اعمال میں جکومتہارے لیو شمار کرتا رہتا ہوں پھر تم کو ان اعمال کا پورا بدلہ دے گا
 سو جو شخص بہتر بدلہ پاوے تو چاہیے کہ خدا کا شکر کرے کہ اسکی کمائی کو ضائع نہ کیا اور جو اسکے سوا برابر بدلہ
 پاوے تو وہ اپنی جان کے سوا کسی کو اولاد نہ دے کہ اُسکو جیسا کیا ویسا ہی پایا اس حدیث میں تمام
 بندہ فکری محتاجی اور عاجزی اور خدا کی شوکت اور شاہنشاہی اور سبے پر واہی اور کرمی اور عدالت کا بیان
 ہے یعنی بدوین میری التجا کہ تمہارا کوئی کام نہیں حل سکتا نہ دنیا میں راہ یا بی اور طعام اور لباس تکمیل سکتا
 ہے نہ آخرت میں گناہوں کی بخشش بدوین میرے ہو سکتی ہے تو تمکو میرے اگر گناہ گرانہ اور دعا کرنا چل
 میں لازم ہو اور میری بے پرواہی کا یہ حال ہے کہ اگر تم سب کے سب پیغمبر کے برابر متقی ہو جاؤ تو اسیر میری سلطنت
 کی کچھ رونق ہو قوت نہیں اور اگر تمام جہان ابو جہل اور فرعون کے برابر ہو جاوے تو میرا کچھ نقصان
 نہیں پہنچتی عدالت بیان فرمائی کہ آخرت کو ثواب اور عذاب کا سبب تمہاری اعمال میں ہمارے طرف سے
 کچھ ظلم نہیں فتح کا بیان یہ ہے کہ جو قوت سلیمان ؑ نے بلقیس کا عرش منگوانا چاہا سو قوت آپ سبت المقدس
 میں ہو اور بلقیس کا عرش سبا میں تھا جو میں میں ایک شہنہر ہے اور سبا اور بیت المقدس کے درمیان دو
 مہینے کا رستہ تھا اور یہ جو فرمایا ہے اس سے کہ وہ آوین میرے پاس حکم ہو کر تو اسکے یہ معجزہ ہیں کہ سلیمان
 علیہ السلام نے اسکا تخت لیٹو کا راہ کیا اس سے پہلے کہ وہ مسلمان ہو کر اُنکے پاس پہنچ جاوین کیونکہ وہ
 سو قوت حربی تھے اور سلام کے بعد انکا مال لینا انکی خوشی کے سوا حلال نہ تھا کہا ابن عطیہ نے اور روایات
 کے ظاہر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سلیمان ؑ نے عرش کے شکنگانے کی سو قوت درخواست کی جب بلقیس کا
 تحفہ آیا اور سکوا آپ آئی وہ اس کو دیا اور بدد کو آپ نے خط دیکر بھیجا بعض نے کہا سلیمان ؑ نے اسکا عرش
 بلقیس کے اپنر تک پہنچو سے پہلے طلب کیا تو کہہ سکوا اپنی قدرت دکھاوے جو انکو اللہ عزوجل کی طرف سے
 عنایت ہوئی اور ہیرا دے سکوا اپنی نبوت کی دلیل بعض نے کہا بلقیس کے عقل آزمائے کو لیے اس عرش کو
 منگوایا و لہذا فرمایا نگو قوا لھا عرشھا الایہ جیسے آویگا اور بعض نے کہا بدد کی سچائی معلوم کر کے
 لیے اس تخت کو منگوایا اس لیے کہ بدد اس کے عرش کی عظمت بیان کی تھی لیکن اکثر مفسرین کا قول یہی
 اول قول ہے اور عفریت وہ ارد غلیظ شدید قوی ہے کہا نحاس نے عفریت وہ شدید ہے جب اسکی
 طبیعت میں خباثت بھی ہو اور قنادہ نے کہا عفریت وہ داہیہ ہے بعض نے کہا عفریت وہ خون کا

رسید تہا کہا وہ سب کے اسکا نام کو بی تہا اور سب نے کہا اسکا نام ذکوان تہا بعض نے کہا وہ صخرہ رہتا تھا قالہ ابن عباس بعض نے کہا اسکا نام دعران تہا اور اسکا جسم پہاڑ کی طرح تہا وہ اپنا باکون ومان کہتا جہاں اسکی نظر پہنچتی اور وہ سلیمان ؑ کا فرمانبردار تہا اور یہ جو فرمایا اور کہا اس نے جسکے پاس علم تہا کتاب کا تو اس کتاب سے وہ کتاب مراد ہے جو سلیمان کے پہلو موسیٰ ؑ پر نازل ہوئی اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ اس شخص کا نام صف بن برخیا تہا اور یہ شخص بنی اسرائیل میں سے تہا اور سلیمان ؑ کا وزیر تہا اور انکا دوست بعض نے کہا انکا کتاب تہا بعض نے کہا یہ ولی تہا اور بہت کرا متین اسکا ماتھو نیز ظاہر ہوتی تہیں بعض نے کہا یہ اللہ کا اسم اعظم تھا تھے وہ اسم اعظم کہ جب اسکو وسیلہ سے اللہ کی کچھ نگو تو وہ دیوے اور جلا کے ساتھ اللہ عزوجل کو پکارے تو قبول کرے کہا ابن عطیہ نے ایک فرقہ کا یہ قول ہے کہ عرش کو پلک پہلک میں لانے والا خود سلیمان ؑ تھے انہوں نے حضرت کو مخاطب کیا جب اسکو لانے کی مدت کو دیر سمجھا اسکی حقارت کر لیے بعض نے کہا یہ حیرائیل ؑ تھے بعض نے کہا کوئی فرشتہ تہا بعض نے کہا خضر ؑ تھے اور بعض نے کچھ اور کہا جبکا کچھ اصل نہیں ہے اور قول اول اے ہے کہ کہا مجاہد نے عبد اللہ بن سعود رضی اللہ عنہ کی قرات انا آتیک یہ میں یون ہے انا انظر فی کتب رقی نکتہ ایتیک یہ اور طرف مراد پلکوں کا ہلانا ہوا اور انکا کھولنا دیکھنے کے لیے اور انکا پہننا یہ ہے کہ انکو بند کرے اور چڑھ کر یہ امر ایک طبعی امر ہے اور قصد کے متعلق نہیں ہے اسلیں ار تدا کو رد پر ترجیح دی قاتولر میں لکھا ہے کہ طرف کا اطلاق جیسے آنکھوں کے دیکھنے پر آتا ہے ایسا ہی آنکھوں پر آتا ہے بعض نے کہا طرف بمعنی مطروف ہے یعنی وہ چیز جسکو آنکھ دیکھتی ہے بعض نے کہا اس سے نفس جن مراد ہے اور عرض کر سے مبالغہ ہے اسکو جلدی لانے میں جیسے کہتے ہیں یہ کام ایک لحظہ میں کر لوں گا قالہ عجائذ اور کہا عبد بن جبر نے کہا اصف نے سلیمان ؑ کو دیکھ آسمان کی طرف پہنچنے کے آنکھ نہ جھپکی کہ وہ اس تخت کو لے آیا اور اسکو سلیمان ؑ کے سامنے رکھ دیا کہا ابن عباس ؓ نے صاحبہ سبا کا عرش درمیان آسمان اور زمین کے نہیں گذرا لیکن زمین کے لیے پھٹ گئی اور وہ زمین میں چلا اور سلیمان ؑ کے سامنے آنکھ لکھا مجاہد نے جب اس عالم سے وہ کلام کی تودہ تخت زمین کی ایک سوراخ میں داخل ہوا اور سلیمان ؑ کے آگے آنکھ لکھا سلیمان ؑ نے فرمایا ہذا لمن فضلی دینی لیکھ لو فیہ ءاشکر ءام اکفر ءالایہ یعنی عرش کا شکر اور تقلل کے سوا چلا آنا میرے بیکے احسان سے ہے تو کہ مجھ کو آزمادے کیا میں اللہ کا شکر کرتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ یہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے سو امیری حول اور قوت کی مین کفر کرتا ہوں کی شکر کرتا

یاد کرتا ہوں اس طرح کہ ثابت کروں میں ہمیں اپنے نفس کا فعل اور تصرف اور جو فرمایا اور جو شخص شکر کے تو
 شکر کرے بیچہ واسطیہ کے شکر کے ساتھ انسان نعمت کو پورا ہونے اور ہمیشہ سبے کا نذر ہونا جو جاتا ہے
 کیونکہ شکر نعمت موجودہ کے لیے قید ہر اور نعمت مقصودہ کے لیے صید اور معنی یہ ہیں کہ شکر کرنے کا ثواب
 نور فائدہ نہیں جو حق کرنا شکر کی طرف قَالَ نَكُونُوا لَهَا عَمَلًا شُكْرًا لِّمَا نَقُولُ لَكُمْ لَكُمْ مِنْ الْغَايِبِ
 لَا يَسْتَدْرِيهِمْ فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهَكَذَا عَمَلُكُمْ قَالَتْ كَذَبْتُمْ هُوَ الَّذِي عَلَّمَنَا الْقَوْلَ مِنْ رَبِّنَا
 وَلَكُنَّا مُسْلِمِينَ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كَافِرِينَ قِيلَ
 لَهَا اذْخُلِي الصُّورَ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَنْ سَاقِهَا قَالِ إِنَّهُ صَدْرٌ مُسَدَّدٌ
 مِنْ قَوَارِيرَ قَالَتْ رَبِّ انِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ کہاروپ
 بدل کر کہا وہ عورت اگر اس کے تخت کا ہم دیکھیں سو سمجھ پاتی ہے یا ان لوگوں میں ہوتی ہے جیسا کہ وہ
 نہیں پہچانے پہونچی کسی نے کہا کیا ایسا ہی ہے تیرا تخت بولی گویا یہ وہی ہے اور یہ کہ معلوم ہو چکا آگے
 سے اور ہم ہو چکے حکم بردار اور بند کیا سکوان چیزوں سے جو پوچھتے تھے اللہ کے سوا البتہ وہ بتے منکر
 لوگوں میں کسی نے کہا اس عورت کو اندر چل محل میں پہرب دیکھا اس کو خیال کیا کہ وہ پانی ہے گہرا اور کہوینز
 اپنی پنڈلیاں کہا یہ تو ایک محل ہے جڑے ہوئے آسمین شیشے بولی سے ربینہ بڑا کیا اپنی جان کا اور حکم
 بردار ہوئی ساتھ سلیمان کے اللہ کے اگر جو رہے ساری جہان کا وہ روپ بدل کر کہا کہاروپ بدلنا
 یہ کہ وہ جڑاؤ کا تھا اوسکا جڑاؤ کہار کر اور قرینے سے جڑا اور بقیس کی عقل آزمائی منظور تھی اور اپنا معجزہ
 دکھانا اور ہم ہو چکے حکم بردار یعنی اس معجزہ کی حاجت نہ تھی یہ تو ایک محل ہے جڑی ہوئے آسمین شیشے
 دیوار خانہ میں بیٹھے تھے حضرت سلیمان آسمین بہرون کی جگہ شیشے کا فرش تھا دور سے لگتا پانی
 لہراتا اُسے پنڈلیاں کہوین بانی میں بیٹھے کو حضرت سلیمان نے پکارا کہ یہ شیشہ کا فرش ہے پانی
 نہیں اس کو اپنی عقل کا قصور اور اس کے عقل کا کمال معلوم ہوا کہ دین میں ابھی جو یہ سمجھے ہیں سو ہی صحیح ہے
 حضرت سلیمان نے ساتھ اس کی چڑیو نہر بال ہیں کبری کی طرح اس طرح معلوم کر لیا کہ یہ ہے اسکی دوا
 تجویز کی نذر کہتے ہیں وہ پری کے پیٹ سے پیدا ہوئی تھی یا اسکا تھا انتہے مافی موضع القرآن حافظ
 ابن کثیر ان آیات کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جب بقیس کا تخت حضرت سلیمان کے پاس بقیس کے بیٹے
 لایا گیا تو انہوں نے حکم کیا کہ اسکا روپ بدل دو آسمین بقیس کی عقل آزمائی منظور تھی اور یہ کہ وہ اس تخت کو دیکھ کر

اپنا تخت چھتی ہے یا کسی اور کا تو فرمایا نیکو ذالکھا عثرہا نَظَرُوا بَصْتَدِیْ اَمْ نَكُوْنُ مِنَ الدَّالِّیْنَ کَا
 یَقْنَدُوْنَ کہا ابن عباسؓ نے سلیمانؑ نے اس کے نگیںے کھلو اٹھائے اور مجاہدؒ نے کہا سلیمانؑ نے اس کے روپ
 بدسنے کا حکم کیا تو جس جگہ اس تخت میں سرخ رنگ تھا وہاں زرد رنگ لگایا اور جہاں زرد تھا وہاں
 سرخ لگایا اور جہاں سبز تھا وہاں بھی سرخ رنگ لگایا غرض اسکی ہر ایک چیز کو اسکی حالت پر نہ رکھا اور یہ جو
 فرمایا کہ کسی نے اسکو کہا کیا ایسا ہی تیرا تخت تو اس کے یہ معنی ہیں کہ سلیمانؑ نے وہ تخت اس کے سامنے رکھا
 حالانکہ اسکو بدل کے میں بھی بھیجی تھی تو وہ میری ہشیار اور عقل والی تھی کہ نہ اسکو اپنا تخت کہا کیونکہ
 وہ جانتی تھی کہ اسقدر دراز مسافت تو کون لا سکتا ہے اور نہ اس نے یہ کہا کہ یہ وہ نہیں ہے اسکو کہ
 اس نے اس تخت میں اپنے تخت کی علامتیں اور صفیں دیکھیں اگرچہ اسکا روپ بدل گیا اور بولی گویا یہ
 وہی ہے لیکن اس کے لگ بہا ہے اس سے اس عورت کی نہایت دکاوت اور دانائی معلوم ہوتی ہے
 اور یہ جو فرمایا اسکو معلوم ہو چکا آگے سو اور ہم ہو چکے حکم بردار تو کہا مجاہد اور سعید بن جبیرؓ نے کہ یہ سلیمانؑ
 کا مقولہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا قول وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ
 کُفْرًا ۚ مَجْهَدٌ کَلَامُ سُلَیْمَانَ ۖ کَہے اور اس جملہ کے معنی یہ ہیں کہ بقیس کو اللہ وحدہ کی عبادت سے روک دیا پھر
 نے جو پوجتی تھی سو اللہ کے مجاہد اور سعید بن حسن کا یہی قول ہے اور ابن جریرؓ نے بھی ایسا ہی کہا تھا ملاحظہ
 ابن جریرؓ نے اور حمالؓ ہے کہ صدائے منہ میرا جہ ہو سلیمانؑ کی طرف یا اللہ عزوجل کی طرف اس صورت میں
 معنی یہ ہونگے کہ سلیمانؑ نے اسکو دکا ان چیزوں سے جسکو وہ پوجتی تھی وہ تھی کافر لوگوں سے
 کہا حافظ ابن کثیرؒ نے میں کہتا ہوں اور مجاہدؒ کے قول کے ناسید کرتی ہے یہ بات کہ بقیس مجلس کے میں
 داخل ہو نیکی بعد سلمان ہوئی جیسے عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ آویگا اور یہ جو فرمایا کہ اسکو کہا گیا جل محل عز
 نوجب اسکو دیکھا تو اس نے اسکو خیال کیا یا پانی گہرا اور کہو لین اس پر اپنی پنڈلیاں تو اسکی تفسیر یہ ہے
 کہ سلیمانؑ نے جنوں کو شیشی کا پھل بنانے کا حکم کیا تو انہوں نے بلور کا ایک محل بنایا اور اس کے
 نیچے پانی بہایا تو جس شخص کو یہ بات معلوم نہ ہو وہ تو یہی سمجھتا ہے کہ وہ پانی بر رہا ہے اور اصل بات یہ
 ہے کہ کالج پر وہ تھا چلنے والے اور پانی کے دریاں اب کاج کے محل بنانے کے سبب میں مغلط
 نے اختلاف کیا ہے تو بعض نے کہا جب حضرت سلیمانؑ نے بقیس سے نکاح کا ارادہ کیا اور اسکو
 اپنے لیے چیدہ کرنے کا تو اس کے جمال کا بیان ہوا مگر یہ عیب ہی بیان کیا گیا کہ اسکی پنڈلیوں پر

بہت بال میں اور اسکے پاؤں چھپی کی طرف میں مڑے ہوئے جیسے چہار پائے کو تو ہاسٹے انکو رنج میں ڈالا اس امر کے دریافت کرنے کے واسطے سلیمان نے کاچ کا گوشک طیار کرایا محمد بن کعب قرظی وغیرہ کا یہی قول ہے جب گوشک میں داخل ہونے لگی اور اس پر پانی سمجھ کر پڑ لیون کو کہولا تو حضرت سلیمانؑ نے اسکی پنڈلیاں سب لوگوں سے بہتر اور اسکے پاؤں سب لوگوں سے خوشتر دیکھے لیکن اسکے پاؤں پر بال تھے تو سلیمانؑ نے جانکے کسی طرح وہ بال دور ہو جاویں کسی نے کہا استر سے سو یہ بال دور کیا کرے کہا بلقیس نے میں یہ کام نہیں کر سکتی اور سلیمانؑ نے بے ہی اس بات کو برا جانا اور آپ نے خون کو حکم دیا کہ استر کے سوا کوئی ایسی چیز تیار نہ جس سے یہ بال دور ہو جایا کریں تو انہوں نے سلیمانؑ کے لیے نورہ تیار کیا اور نورہ کہتے ہیں جو نہ قلعی کو لیکن یہاں نورہ سے وہ مراد ہے جو بالوں کو دور کرنے کے لیے مشہور ہے اور وہ جو نہ قلعی اور شہر تال سے بنتا ہے ان دونوں کو ہوزن پس لیتے ہیں پھر ضرورت کی وقت اسکو بالوں پر چپکا دیتے ہیں ذرا دیر کے بعد بال خود بخود تر جاتے ہیں (ابن عباسؓ اور مجاہد اور عکرمہ اور محمد بن کعب قرظی اور سدی اور ابن جریر وغیرہم کا یہی قول ہے اور محمد بن اسحق نے یزید بن رومان سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت کیا کہ سلیمانؑ نے وہ گوشک اس لیے تیار کیا کہ اسکو بادشاہت دکھا دے جو اسکی بادشاہت سے غالب تھی اور دکھا دے اسکو حکومت جو وہ اعظم تھی اسکی حکومت سب بلقیس نے اس محل کو دیکھا تو اسکو پانی سمجھ کر اپنی پنڈلیوں کو کھولا تو کسی نے کہا یہ تو ایک محل ہے جڑی ہین سہین شیشے جب سلیمانؑ علیہ السلام کے پاس گئی تو آپ نے اسکو اللہ حدہ لا شریک لہ کی عبادت کی طرف بولایا اور اللہ کے سوا آفتاب کی پوجا کرنے میں اسکو عتاب کیا اور کہا حسن بصری نے جب اس محل کو دیکھا تو اللہ کی قسم اسکو ہر چاہا سلطنت کو کہیں بڑھ کر ہے وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ سلیمانؑ نے محل بنانے کا حکم دیا تو جو لوگ نے وہ محل بلور کا بنایا اور وہ پانی کی طرح لہراتا معلوم ہوتا تھا اور اسکے فرش کو نیچے پانی بہایا اور فرش پر اپنا تخت کھوایا اور سپر بیٹی اور پردوں اور جنوں اور آدمیوں نے آچو گہر لیا گردا گرد بیٹھ کر اور آپ نے فرمایا داخل ہو تو اسے بلقیس محل میں اور یہ کام اس لیے کیا تو کہ اسکو دکھا دیں کہ ہمارے بادشاہت اور سلطنت اس سے زیادہ ہے جب اسکو دیکھا تو اسے حیا ل کیا کہ یہ پانی بہ رہا ہے اور اس پر اپنی پنڈلیاں کھول دیں تو کہ اگر میں بیٹھے کہا گیا یہ تو محل ہے شیشوں سے جڑا ہوا حبلیان کے سامنے کھڑی ہوئی تو آپ نے اللہ عزوجل کی عبادت کی طرف اسکو بولایا اور اللہ کے سوا آفتاب کی پرستش اسکو ڈانٹا تو اس نے زندیقوں کا سا

جواب دیا سوقت سلیمان سجدہ میں گر پڑے پہلی بات کو بڑا سمجھکر اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا یہ
 ابن سلیمان کا خیال دیکھا تو وہ شرمسار ہوئی جب سلیمان نے سجدہ کے سر اٹھایا تو وہ بولی منوس میں کیا کہا جواب
 نے یہ کام کیا آپ نے فرمایا میں بہول گیا جو تو نے کہا تب کہنگی دبت اونی ظلمت نفیجی واسلمت مع
 سلیمان للہ دبت العلیکین یعنی اور یہ سب بڑا کیا اپنی جان کا اور حکم بردار ہوئی ساتھ سلیمان کے اللہ کے
 آگے جو رب ہے سارے جہان کا اور مسلمان ہو گئی اور چھا ہوا اسلام و سکالہ اذہم فحل منہ لاسلحق عن
 بعض اھل العلم عن ذھب بن منبہ کہ ابن عباس نے سلیمان اپنے تخت پر بیٹھا کرتے اور آپ
 گردا گرد کرسیاں بچھائی جاتیں اور آپ کے متصل آدمی بیٹھتے تھے اور ان کے متصل جن پر سرکش جن پر
 ہوا آتی اور انکو اٹھا لیتی اور آپ پر بندے سایہ کرتے صبح کی منزل اس تخت کی ایک مہینہ کی راہ ہوتی اور
 شام کی منزل ایک مہینہ کی راہ ایک دن آپ ایک سفر میں تھے کہ آپ نے اڑتے جانوروں کی خبر لی اور بدکرد کو نہ
 پایا تو فرمایا کیا ہے کہ میں بدکرد نہیں دیکھتا یا وہ ہو نا غائب ہیں اسکو سخت مار دو نگا یا دہر کر ڈالو ن کلایا
 میرے پاس کوئی صریح دلیل لاوے ابن عباس نے کہا سلیمان پرندوں کو ان کے جرم پر یہ سزا دیا کرتے
 کہ ان کے بڑا کھیر کر انکو ڈال دیتے اور اسکو کیڑے مکوڑے زمین کو کہا جاتے عطار نے کہا اور سعید بن جبیر
 بھی ابن عباس سے ایسا ہی روایت کیا جیسے مجاہد نے ابن عباس سے روایت کیا کہا ابن عباس نے
 یہ سلیمان تھوڑا ہی ہے کہ بدکرد آیا اور بولا میں دمان کی خبر لایا جہان کی ایک خبر نہیں اور وہ یہ کہ میں
 سے ایک سختہ خبر لایا ہوں سلیمان نے فرمایا معلوم ہو جاوے گا تو سچا ہے یا جھوٹا ہے یہ لیجا میرا خط
 اور لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم خط ہر بلقیس کی طرف کہ نہ زور کرو مجھ پر اور چلے آؤ میرے پاس حکم بردار ہو
 جب بدکرد نے یہ خط دمان جا کر ڈالا تو اس کے دل میں ڈال گیا کہ یہ خط ہے عزت والا اور یہ سلیمان صاکی
 طرف سے ہے اس کے دربار والے بولے ہم بڑے زور آدمین بلقیس نے کہا یا بادشاہ جب کسی شہر میں شہنشاہ
 ہیں تو اسکو خراب کر ڈالتے ہیں اور میں انکی طرف تحفہ بھیجتی ہوں یہ دیکھتی ہوں کہ سیجے ہوئے
 کیا جواب لاتے ہیں وہ تحفہ سلیمان کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا تم میری رفاقت کرتے ہو اس مال
 کے ساتھ چلا جا انکی طرف جب ایچی بلقیس کے پاس پہنچا تو بلقیس دمان سے روانہ ہوئی جب سلیمان
 کے شہر کے قریب پہنچی تو سلیمان نے اسکو غبار کی طرف دیکھا اور سلیمان اور بلقیس کے درمیان آنافا
 تھا جتنا سرہ اور ارد کے درمیان فاصلہ ہے سلیمان نے فرمایا میرے پاس اسکا تخت کون لاتا ہے

اور سلیمانؑ اور اسکے تخت کو درمیان دینے کا فاصلہ تھا ایک کس بولامین آپ کے اس مقام سے اونٹوں سے پہلے
 او سکولادونگا کہا مجاہد نے اور حضرت سلیمانؑ کی ایک مجلس تھی حسین آپ لوگوں کے لیے اجلاس فرمایا
 کرتے تھے جیسے بادشاہوں کا دستور ہے سلیمانؑ نے فرمایا میں اس سے جلدی چاہتا ہوں تو کہا اس
 شخص جس کے علم تھا کتاب کا میں بھون گا اپنے رب کی کتاب میں پھر اسکولادونگا تیرے پاس اس سے
 پہلے کہ تیرے طرف تیری نظر پڑے کہا ابن عباسؓ نے تو نکلا تخت بقیس کا اس کرسی کو نیچے سے جس پر
 حضرت سلیمانؑ پاؤں رکھ کر اپنے تخت پر چڑھا کرتے تھے کہا ابن عباسؓ نے جب سلیمانؑ علیہ السلام نے
 اس تخت کو دیکھا تو فرمایا میرے رب کا فضل ہے آخرایت تک سلیمانؑ علیہ السلام نے فرمایا اب اس کا روپ
 بدل دو بقیس کی تو کسی کہا کیا یہ تخت ایسا ہی ہو وہ بولی گویا وہی ہے کہا ابن عباسؓ نے جب بقیس
 آئی تو اس کو سلیمانؑ سے دو درون کا سوال کیا ایک تہ یہ کہ وہ بولی میں ایسا پانی چاہتی ہوں جو نہ زمین سے ہو
 اور نہ آسمان سے اور سلیمانؑ علیہ السلام سے جب کوئی سوال کیا جاتا تو پہلے آدمیوں سے پوچھتے پھر جنوں سے
 پھر شیطانوں کے شیطانوں نے کہا یہ کو آسان ہو آپ گھوڑوں کو دوڑائیے اور انکا پسینہ جمع کیجیے اور اس سے
 ایک برتن بھر لیجیے تو سلیمانؑ نے گھوڑوں کے دوڑانے کا حکم دیا پھر انکا پسینہ لیا اور اس سے برتن بھر
 لیا اور دوسرا دوسری سوال کیا کہ اسد غرور جل کا رنگ کیا ہے تو سلیمانؑ علیہ السلام تخت کو کو در سجدے میں گر
 پڑے اور عرض کی میرے رب انکو مجھے ایسا سوال کیا جسکا زبان پر لانا مجھے ناگوار گذرتا ہے اسد تعالے
 نے فرمایا جاؤ میں نے انکو تنہا لیا تو سلیمانؑ اپنے تخت پر آئے اور فرمایا تو نے کیا سوال کیا تھا وہ بولی میں نے
 تو آپ کے پانی کے سو کوئی سوال نہیں کیا اپنے انوشکروں سے دریافت کیا کہ ان سے دوسرا کیا سوال کیا
 تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا کہ ان سے تو صرف پانی کا آپ سے سوال کیا کہا ابن عباسؓ نے اور سب بھول گئے کہا
 شیطانوں نے سلیمانؑ چاہتے ہیں کہ اسکو اپنے حرموں میں داخل کریں اگر اس میں سے حضرت سلیمانؑ کی
 اولاد پیدا ہوئی تو قلم اسکی غلامی سے نہیں چھوڑیں گے تو انہوں نے ایک محل بنایا شیثون سے جڑا ہوا
 اور اسکے نیچے پانی بہا کر اس میں چھپایا الدین اور بقیس کو کہا تو محل میں چل جب ان سے دیکھا تو ان سے
 گہرا پانی سمجھا کہ اپنی پٹلیوں کو کھولا دیکھتے ہیں کہ اسکی پٹلیوں پر پانی ہیال ہیں فرمایا سلیمانؑ علیہ السلام
 نے ہم تو برس معلوم ہوتے ہیں انکے دور کرنے کو لیے کوئی دوا تجویز کرو انہوں نے کہا استرے سے
 اتار لیا کرو سلیمانؑ علیہ السلام نے فرمایا استرے کا نشان بر اس معلوم ہوتا ہے تب جنوں نے نوزہ تیار کیا

تو پہلے نورہ سلیمان علیہ السلام کے تختیاں کیا گیا دروازہ اَبُو یَکْرُبُ بْنُ اَبُو شَيْبَةَ اور کہا یہ حدیث میری عجیب ہے حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں میں کہتا ہوں بلکہ یہ حدیث منکر اور سخت غریب ہے اور شاید یہ عطار بن ابی کے اوثاق سے ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور بہت درست قول ایسے سیاق و سباق کی نسبت یہ ہو کہ یہ مانوخذ میں ہل کتاب کی کتابوں سے جیسے کہ کعبہ جبار اور وہب بن منبہ کی روایتیں اللہ تعالیٰ اُن سے تجاوز کرے پھر میں جو انہوں نے نقل کی ہر بات کہ طریف بنی اسرائیل کے اوبد اور غرائب و عجائب و اہیون و جنین سے بعض جھوٹے اور بعض سچے اور بعض محرف اور بعض بدل اور بعض منسوخ ہیں اور حال ہے کہ اللہ عزوجل نے یہ کو بے نیاز کر دیا ہے کسی چیز سے اس چیز کے ساتھ جو وہ اُن سے اصح اور الفع اور اوضح اور الجع ہے واللہ الحمد والمنة اور عرب کی کلام میں صح کہتے ہیں محل کو اور ہر بلند عمارت کو اللہ تعالیٰ فرعون ملعون کی طرف سے خبر دی کہ اُس نے کہا اپنے وزیر ہامان کو یا ہامان ابن لی صرنا لعلک ابلغ الانسباب الا یتدیعنا ہامان بنامیرے واسطے ایک محل آخر آیت تک درمیں کی ایک لغت میں صح اس محل کو کہتے ہیں جبکی عمارت عظیم الشان ہو اور مرزوقہ عمارت جبکی عمارت محکم ہو اور شیشے کی طرح صاف ہو اور بنار کی تہذیب وہ اسکا صاف کرنا ہے اور ماردا ایک قلعہ ہے دومتہ الجمل میں اور غرض یہ ہے کہ سلیمان نے ایک بہت بڑا شیشہ کا محل اس شہزادی کے لیے تیار کر لیا تو کہ اسکو اپنی سلطنت کی عظمت اور اپنی شان و شوکت دکھائے پھر شہزادی نے ان اخلاص کو دیکھا جو اللہ عزوجل نے سلیمان کو عنایت فرمائے اور اس حالت کا ملاحظہ کیا جس میں وہ شادان تھی تو وہ اللہ کے امر کے لیے فرمانبردار ہو گئی اور اُس نے سمجھ لیا کہ یہ میری بہت غرت والا اور بادشاہ ہے عظمت والا اور فرمانبردار ہو گئی اللہ عزوجل کے لیے اور بولی رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَ اَسْلَمْتُ مِنْہُمْ سُلَیْمَانُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ یعنی امیر نے بینوہ کر لیا اپنی جان کو فرما کر اور اللہ کے سوا آفتاب کی عبادت کرنے کو ساتھ اور حکم بردار ہو گئی میں ساتھ سلیمان کے اگر اللہ کے جو صاحب ساری جہاں کا جو اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں جس نے بنائی ہر چیز پہ اندازہ کیا اسکا اندازہ کرنا انتہائی قال ابن کثیر فی تفسیرہ فتح کا بیان یہ ہے کہ اسکے تخت کا روپ یوں بدلا کہ اوپر کو نیچے کر لیا اور نیچے کو اوپر بعض نے کہا کمی بیشی کے ساتھ وہ بلا قال ابن عباسؓ کہا فرما وغیرہ نے سلیمان علیہ السلام نے اس تخت کا روپ سیلے بدل لیا کہ شیطانوں نے کہا بقیس کے عقل میں کچھ فتور ہے تو آپ نے جاہلہ اسکی عقل کا امتحان کرین بعض نے کہا جن ڈرے بہات ہو کہ مبادا حضرت سلیمانؑ اس کے ساتھ کالج کر لیں

اور اس سے اولاد پیدا ہو اور ہم ہمیشہ کو اس طرح حضرت سلیمان کے المیبت کو تابعدار رہیں اس لیے انہوں نے کہا کہ بلیقیس ہے و قوف ہے اور اسکے پاؤں گدھے کے پاؤں کی طرح ہیں بعض نے کہا سلیمان ؑ نے جانے جا کر بلیقیس کے کہ جن بھی اسکے تابعدار ہیں اور یہ جو فرمایا نظر تو ابن عباسؓ نے اسکی تفسیر بیان کیا تو کہ ہم اسکی عقل کو سمجھیں تو وہ ثابتہ العقل نکلی اور یہ جو فرمایا کیا راہ پاتی ہے تو سکر یہ معنی کہ آیا وہ اپنے تخت پہچان سکتی ہے یا یہ کہ آیا وہ اللہ کے ساتھ ایمان لاتی ہے یہ معجزہ دیکھ کر بعض نے کہا حضرت سلیمان نے خود اس سے دریافت کیا کہ ترا تخت ایسا ہی ہو جسکو تو نے اپنی مجلس کے میں کہا اور اسکے ارد گرد دروازے بند کیے اور سپر سیاہی مقرر کیا اور بعض نے کہا یہ سلیمان نے نہیں فرمایا بلکہ آپ نے ارشاد فرمایا کسی کو اور اُس پر چھا اور یوں نہیں فرمایا ہلدا عرشا شکت تو کلاس سے وہ سمجھ نہ جاوے اور اس فعل کے ساتھ اسکے عقل کی آزمائش پوری نہیں ہو سکتی تو اس نے بہت عمدہ جواب دیا نہ یوں کہا کہ یہ وہی ہے اور نہ یہ کہا کہ یہ وہ نہیں ہے اس سے اُس کے عقل کی سبب ثابت ہوئی اس لیے کہ اُس نے ایسا جواب دیا جس میں دو تو باتوں کا احتمال ہو کہا مجاہد نے وہ اسکو پہچان لگی اور اوپر سمجھنے لگی اور تعجب کرنے لگی کہ یہ کیونکر سلیمان ؑ کے پاس حاضر ہوا اور بولی کا کائنہ ہوا اور مقابلے کہا بلیقیس نے اسکو پہچان لیا لیکن اُس نے انکو سوال کے مطابق جواب دیا اور اگر اس سے یوں پوچھ کر کیا ہی تھا تخت ہو تو البتہ وہ کہتی مان میرا ہی تخت ہو اور عکسہ نے کہا وہ دانا نہیں سمجھ گئی کہ اگر سینے یہ کہا یہ وہی ہے تو شاید میری تکذیب کریں اور اگر میں نے کہا یہ وہ نہیں تو یہی خوف ہو انکے جھٹلانے کا ولہذا اُس نے کہا کائنہ ہوا اور یہ جو فرمایا وَ اَوْثِنَّا الْعِلْمَ حِينَ قُبِلُوا وَ كُنَّا مُسْلِمِينَ یعنی اور ہمکو معلوم ہو چکا اُنکے سے اور ہم ہو چکے حکم بردار تو بعض نے کہا یہ بلیقیس کی کلام ہے اور مخبر بیان کہ ہم تو اُنکو اس سے پہلے ہی پہچان سمجھ چکے ہیں اس معجزہ کے دکھانے کی کیا ضرورت تھی بعض نے کہا یہ سلیمان ؑ کی کلام میں سے ہے اور معنی یہ ہیں کہ ہم بلیقیس سے پہلے اللہ کی قدرت کو جانتے ہیں بعض نے کہا یہ معنی ہیں کہ ہم اسکو اسلام لانے اور فرمانہ دار ہو کر چلے آئے کو پہلے ہی جان چکر اور قول ثانی کو ترجیح ہے اور یہی قول ہے مجاہد کا اور زہیر بن محمد سے ایسا ہی مروی ہے اور یہ فرمایا وَ صَدَّ هَامًا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ الْاٰیۃِ تو اس میں بھی دونوں حتم ہیں کہ آیا یہ منجملہ کلام حضرت سلیمانؑ کی ہی یا منجملہ کلام بلیقیسؑ ہے اور ابو سعود نے ایک نثر احتمال بیان کیا اور وہ یہ کہ اللہ عزوجل کی کلام ہے اور معنی یہ ہیں کہ اظہار ایمان کے اسکو آفتاب کے عبادت سے روک دیا یا خاص نے کہا معنی یہ ہیں کہ اس کے شرک کرنے کو اسکو اسلام لانے سے روک رکھا تھا بعض نے کہا معنی یہ ہیں کہ اسکو روکا تھا

نے اسکو کتاب کی پیشکش سے بعض نے کہا سلیمانؑ نے سہو روکا اور قول اولیٰ اولیٰ بالقبول ہے کہا ابو عبیدہؓ نے
 صرح وہ قصر ہے اور جلج نے کہا صرح صحن ہے عرب کہتے ہیں ہلنہ صرحۃ الدار وقاعۃ یعنی یہ گھر کا
 صحن اور اسکا میدان ہے اور کہا ابن قتیبہ نے صرح وہ فرش ہے جو انہوں نے نیشیون کا بنایا اور اسکے نیچے
 پانی بہایا اور پانی میں مجیدیان بن الدین اور صرح ماخوذ ہے تھیرم سے جو مجنہ کشف ہر عرب کہتے ہیں کنہ
 صرحا یعنی ظاہر کہلا کہلا دروغ ہے اور کہتے ہیں لوم صرحا یعنی یہ کہلا کہلا اولامنا ہے اور ابو عبیدہؓ نے
 غریب میں حکایت کیا کہ صرح وہ ہر عمارت بن شان ہے تہ کہتے ہیں گہرے پانی کو اور ابن عباسؓ نے
 کہا لہجہ وہ دریا ہے قمر کہتے ہیں گچ کیے ہوئے مکان اور اسی قبیل سے لفظ امر کا بے ریش کے لیے اور کہ
 امر اسی لیے کہتے ہیں کہ اسکا چہرہ صاف ہوتا ہے عرب کہتے ہیں تَمَرَدَ الرَّجُلُ جباہلکی ڈاڑھی ہنوز
 نہ برآمد ہوئی ہو فارسی نے کہا اور اسی قبیل سے ہی محاورہ کہ جس درخت کو پتے نہ ہوں اسکو شجرہ مردا کہتے ہیں
 اور قمریہ عمارت میں اسکا صاف کرنا اور برابر کرنا ہے اور قمریہ معنی مطول بھی آیا ہے اور اسی جگہ سے حصہ
 کو مار دیتے ہیں اور قواریر جمع ہے قارورہ کی اور قارورہ کہتے ہیں شیشی کو اور قارورہ کا اطلاق عورت پر
 بھی آیا ہے کیونکہ کچھ یا منی اسکے رحم میں ٹہرتے جیسے برتن میں چیز قرار گیر جوتی ہے یا اسلیے کہ عورت
 شیشے کو برتن کی طرح ہے اپنی ضعف میں کہا ازہری نے اور عرب عورت سے کنایہ کرتے ہیں قارورہ کو
 ساتھ کہا آزاد بھرا می علیہ الرحمۃ نے ۵

يَا حَادِي الْعَيْنِ فَقَا يَا لِقَوَارِيرِ اُورِيَانِ قَوَارِيرِ
 كَمْ مِنْ قَلْبٍ رَقَاتٍ اَوْ عَيْنٍ
 مراد شیشے کا گھر جب بلقیس نے ناک شیشی کا گھر تو فرما ہزار ہو گئی اور بولی اے میرے ملک میں تو ظلم کیا اپنی جان پر
 تیرے غیر کی عبادت کے ساتھ بعض نے کہا ظلم سے مراد یہ ہے کہ بلقیس نے گمان کیا تھا کہ سلیمانؑ نے مجھ کو
 لہجہ میں غرق کرنے کا ارادہ کیا ہے اور قول اولیٰ اولیٰ ہے اور ابو موسیٰ شمری سے مرفوعا مروی ہے کہ سب
 پہلے حضرت سلیمانؑ کے لہجہ عام بنائی گئی اَخْرَجَهُ الْبُعَاثُ فِي تَارِيخِهِ وَالْعَقِيلِيُّ اُورِطُوقِ
 سے مرفوعا مروی ہے جسکو طبرانی نے روایت کیا اور ابن عدی نے کامل میں اور بیہقی نے شعب الایمان
 میں کہ حضرت سلیمانؑ علیہ السلام سب کو پہلے حمام میں داخل ہو کر سب گرمی معلوم ہوئی تو فرمایا اَوْفَا مِّنْ
 حَدَابِ اللَّهِ مَرُورِي ہے کہ حضرت سلیمانؑ پادشاہ ہوئے اور آپ کی عمر تیرہ سال کی تھی اور آپ فوت ہو گئے
 اور آپ تریزین سال کے تھے اور بلقیس کی سلطنت حضرت سلیمانؑ کی سلطنت کے ساتھ ختم ہو گئی فَبَلَّغْنَا مِّنْ

جیسے اللہ تعالیٰ نے انکی طرف سے خبر دی اور فرمایا قَدْ اَجَاءَ نَصُومُ الْحَسَنَةُ قَالُوا لَنَا هَذِهِ وَانْصَبْنَاهُمْ
سَيِّئَةً يَنْفَكُوا يَوْمَئِذٍ وَمَنْ مَعَهُمْ اِلَّا اِلْمَاطِلُ يُمْسِكُهُمْ وَعِنْدَ اللَّهِ وَاٰلَٰئِكَ اَشْرَٰكُھُمْ لَا يَفْکُوْنَ
یعنی ہر چیز پہنچ انکو پہلائی کہنے لگے یہ ہمارا ہی واسطہ اور اگر پہنچے برائی شومی بتاتے موسیٰ کی اور اسکے ساتھ
کی سن اور شومی انکی اللہ ہی پاس ہے پر اکثر لوگ نہیں جانتے اور جیسے فرمایا وَاِنْ تَصْبِرُوْهُمْ سَيَكُنْهُمْ كَقَوْمِ
هٰذِهِ مِنْ عِنْدِكَ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ اور اگر پہنچے لوگوں کو کچھ پہلائی کہیں یہ اللہ کی طرف سے اور اگر پہنچے
کچھ برائی کہیں یہ بڑی طرف سے تو کہ اللہ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ انکا کبیرہ والوں کی طرف سے خبر دیتا ہو
اور فرماتا ہے قَالُوا لَا اَنۡا نَطۡعُرُكَ نَاۤیۡكُ لَہِمْ لَکُمۡ تَنۡذِیۡرُھُۭۡۗۤا لَنۡرَکُمۡنَکُمۡ وَنَمۡسَکُمۡ مِّنۡ اَعۡدَابِ الْاَلَمِ
قَالُوا اَطۡعُرُکُمۡ مَّعَکُمۡ اِیۡنَ ذٰکِرُ مَعۡکُمۡ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ مُّسۡرِفُوۡنَ یعنی وہ انکا کبیرہ والوں کے پاس پہنچے
ہوئے پیغام پہنچے اور انہوں نے انکو اللہ کی عبادت کی طرف بلایا تو انہوں نے پیغمبرؐ کو جھٹلایا
اور بولے ہم نے تمہارا مبارک کچھا اٹھا اگر تم نہ جھوٹے ہو تم کو تم کو نگہار کرینگے اور تم کو نگے گی ہمارے ہاتھ
سے دکھ کی یا کہنے لگے تمہاری مبارکی ہمارے ساتھ ہے کیا اس سے کہ تم کو سمجھایا نہیں پر تم لوگ ہو کہ حد نہیں
رہتے اور یہ جو فرمایا تمہاری بدقسمت اللہ کی پاس ہم یعنی اللہ تعالیٰ تم کو کفر کی شامت میں پکڑ لیتا ہو
اور یہ جو فرمایا نہیں پر تم لوگ ہو جائے جاتے تو کہا قتادہ نے اسکی تفسیر میں کہ طاعت اور عصیت کے
ساتھ تمکو جانچنا منظور ہے اور ظاہر ہے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ جو تمکو بیا وجود کنا ہو کنا اس کثرت کی مہلت
دیتا ہے تو وہ تمکو بہم سہم پکڑتا ہے انتہی مافی تفسیر الحافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے کہ تھو اس قبیلہ کا
نام ہے حبیب سے صالح ؑ تھے تو تھو صالح ؑ کی جد بھتی اور یہاں مراد تھو سے نفس قبیلہ ہے اور تھو کی
قوم کو عاد ثانیہ بھی کہتے ہیں اور یہی عاد اولیٰ تھو ہو وہم کی قوم ہے اور گذر چکا کہ عاد ثانیہ اور عاد اولیٰ کے
درمیان سو سال کا فاصلہ ہے اور صالح ؑ دو سو اسی سال جیتے رہے اور دو جماعتوں سے مومنوں
اور کافروں کی دو جماعتیں مراد ہیں اور خصال کے یہ معنی ہیں کہ ہر ایک جماعت اپنی پر جھگڑتی ہے
جس پر وہ ہے اور وہ خیال کرتی ہے کہ حق میرے پاس ہے بعض نے کہا خصوصت انکی صالح ؑ میں تھا
کہ آیا وہ رسولؐ ہیں یا نہیں بعض نے کہا ایک فریق سے مراد صالح ؑ ہیں اور فریق دیگر سے انکی ساری
قوم مراد ہیں لیکن یہ قول ضعیف ہے اور ان دو جماعتوں کے جھگڑے کی حکایت سورہ اعراف میں اللہ
عزوجل کے قول قَالَ الْمَلٰٓئِکَةُ الَّذِیۡنَ اسۡتَکۡبَرُوۡۤا مِنْ قَوْمِہِۭۤا الَّذِیۡنَ اسۡتَضعِفُوۡۤا مِنْ اَمَنَ

اور رئیس تھے ابن عباسؓ نے کہا انہی نو آدمیوں کے راجہ اور مشورہ سوناقدہ کے پاؤں کاٹنے کو فتحہم اللہ و
لعنہم رواہ العقی فی عین ابن عباسؓ اور ابوالکاس نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ ان نو آدمیوں کے
نام یہ تھے رعنی رعیم ہرم ہریم داب صواب مطیع قدربن سلف (اور ہم کا ذکر نہیں کیا) اور یہی قدر نے نوٹنی
کے پاؤں کاٹنے کا قتل تعالے فتادوا صا حہم فتعاطی فحقو لغنیے پکارا انہوں نے اپنے رفیق کو پہر
یا تہہ چلایا اور پکارا کہا قال تعالیٰ لا تانبعت اشقہا الا یات یعنی نبیؐ کہہ اہوا ان میں بڑا بد بخت آخریات
بلکہ عطا دین ابی رباح نے اس آیت کی تفسیر میں کہا انکا فساد یہ تھا وہ جو ان میں کچھ حصہ کہلتے شایان کا
اعمال گنتی سے ہو گا جیسے عذرا کا معاملہ بھی گنتی سے تھا رواہ عبد الرحمن بن عوف عن یحییٰ بن سعید بن
المسیب کہ ہارویہ اور ہشرفی کا توڑنا منجملہ فساد فی الارض کے ہو رواہ مالک عن یحییٰ بن سعید بن
سعید بن المسیب عبد اللہ بن مسعود روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا مسلمانوں کا
سکہ توڑنے سے جو رائج ہو یعنی چل ا ہو مگر کسی ضرورت پر جیسے وہ کہو نا ہو تو توڑ ڈالنا چاہیے تاکہ کسی مسلمان کی
نقصان نہ ہو پہلے عذرا کا سکہ توڑنا یا مسلمانوں کا بھی جو چلتا نہ ہو درست ہو غرض یہ ہو کہ ان کے عدا و فساد کی
ایک یہ بھی صفت تھی کہ زمین میں جہا تک ہو سکتا بگاڑ کر تے منجملہ ان کے فسادوں کے ایک یہ بھی تھا جو ان
اماموں نے بیان کیا اور یہ جو اعدا عذرا جل نے فرمایا کہ بولے وہ کافر کہ اسپین متین کہا تو اسکی تفسیر میں کہا
سجاہد نے کہ انہوں نے قسین کہا تین صالح ء کے مار ڈالنے پر تو وہ ہمیں کا سیاب نہ ہوئے یہاں تک کہ نو
آدمی اور انکی قوم سب ہلاک ہو گئے اور کہا فتادہ نے کہ انہوں نے عہد لیا اسپین کی رات کو وقت صالح ء کو پکڑ کر
مار ڈالین اور ہمارے لیے مذکور ہوا ہے کہ وہ اسی طرح رات کو وقت صالح ء کے مارنے کے لیے جارہے تھے
کہ اللہ تعالے نے اپنے ایک پتر کو بھیج دیا اور اسکو سپید یا عوفی نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ یہ وہی نو نفر
ہیں جنہوں نے نوٹنی کے پاؤں کاٹے اور جب پاؤں کاٹ چکے تو بولے قسم کہا اللہ کی ہر رات کو پڑو صا
اور اسکے گہروالوں پر پہر انکو مار ڈالو یہ جو کوئی صالح ء کے مقتول ہونے کا دعوے کرے تو اسکو کہو ہیکلو اس
ماجر کی ہرگز اطلاع نہیں ہے اور نہ انکو اس بات کا کچھ علم ہے پس انکو ربا دیا اللہ عزوجل نے کہا مجاہد
اسم سے ان نو آدمیوں نے جب نوٹنی کے پاؤں کاٹ لیے تو بولے آو اب صالح ء کو مار ڈالیں اگر وہ
سجاہد ہے (وعدہ عذاب میں) تو ہم اسکو اپنے ہلاک ہونے سے پہلے مار دیں گے اور اگر جھوٹا ہو گا تو ہم اسکو نوٹنی
کے ساتھ ملا دیں گے پھر وہ رات کو وقت صالح ء کے پاس پہنچے کہ انکی شیخوئی کریں تو رشتہ توڑنے سے تہہ و تمکرم ساتھ انکو

کچل دیا جیسا انہوں نے دیکھی اپنے صحابہ پر تو وہ صلاح کے گہرائی اور انہوں نے انکو نہروں کو نیچے کچل رہی ہو دیکھا
 اور بولے حضرت صلاح کو مخاطب کر کے تو نے انکو مار ڈالا اور قصہ کیا حضرت صلاح ؑ کو مار ڈالنے کا مگر صلاح
 کا قبیلہ اس امر کی روک ہو گیا اور انہوں نے ہتھیار پھینک دیے اور بولے اللہ کی قسم صلاح ؑ کو ہرگز نہ مار سکو گے اور
 اللہ عزوجل نے تمہارے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ تین دن میں تم پر عذاب اترنے والا ہے اگر صلاح علیہ السلام سچا
 ہے تو اسکو مار کر اللہ عزوجل کو زیادہ غضبناک کر دو تو اس بات پر کھڑے ہو کر ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں کہا کہ جب دے انکو
 کے پاؤں کا ٹکڑا تو صلاح ؑ نے فرمایا اَتَتَّعَوْنِي ذَا ذِكْرِكُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ ذٰلِكَ وَعَدُّ عَدُوِّكُمْ وَبِ
 یعنی برت لو اپنے گھر وں تین دن یہ وعدہ ہے جھوٹا نہ ہوگا وہ بولے صلاح ؑ نے خیال کیا کہ وہ جسے تین دن تک
 فارغ ہو جاوے گا وہ تو فارغ ہو نہا ہی ہوگا تو ہم تو اس کے اور اس کے گھر والوں سے تین دن سے پہلے فارغ ہو چکے
 اور صلاح ؑ کی حجر کے ملک میں ایک مسجد تھی وہاں پہاڑ کے درمی کے پاس صلاح ؑ آسمین نماز پڑھا کرتے تھے
 تورات کی وقت وہ اس غار کی طرف نکلتے اور بولے جب صلاح ؑ آکر نماز پڑھنے لگو تو اسکو مار ڈالیں پھر اس سے فارغ
 ہو کر اس کے گھر والوں کو مار ڈالیں اور ان سے بھی فارغ ہو جاویں تب اللہ عزوجل نے ان پر ایک پتھر بھیجا ان کے
 پیادوں کے درمیان سے اور وہ ڈرے کہ ہلکیہ کچل ڈالے گا اور انہوں نے جلدی کی اور پتھر نے انکو ڈھاک لیا
 اور وہ ابھی غار ہی میں تھے پس انکی قوم نے جانا کہ وہ کہاں گئے اور نہ انہوں نے جانا کہ ہماری قوم کے پاس
 کیا معاملہ ہوا ان نوادہ میوں کو اللہ عزوجل نے اسی جگہ عذاب کیا اور باقی لوگوں کو ان کے مکانوں میں اور نجات
 دی اللہ عزوجل نے صلاح ؑ اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے پھر ان ابی حاتم نے یہ آیت پڑھی وَمَنْ كَفَرَ
 مَكَرًا اَوْ كَفَرَ اَوْ هَمَّ لَا يُشْعَرُوْنَ فَاَنْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مُكْرِهِمْ اَنَّا دَخَلْنَا هَا هُمْ وَقَوْمُهُمْ
 اَجْمَعِينَ فَنَالَتْهُمْ ذَاقُوا فِي ذٰلِكَ لَآيَةً لِّعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ وَاجْعَلْنَا لِلَّذِيْنَ
 اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ذَاوِيَةً سِوَا ذٰلِكَ خَالِيَةً سِوَا ذٰلِكَ خَالِيَةً سِوَا ذٰلِكَ خَالِيَةً سِوَا ذٰلِكَ خَالِيَةً
 کہا ہے کہ اس آیت میں دین سے وہ شہر مراد ہے جس میں صلاح ؑ رہتے تھے اور اس شہر کا نام حجر تھا اب جگہ
 تفسیر میں کا یہی قول ہے اور سورہ حجر میں گذر چکا کہ حجرا یک میلان ہی مدینہ اور شام کے درمیان اور حجر
 مژدہ کے ملک کا نام ہے اور یہ طرہ جماعت کا نام ہے تو گویا وہ سردار تھے جن میں سے ہر ایک کی ایک ایک
 جماعت تاجدار تھی بعض نے کہا یہ طرہ کہتے ہیں تین سے نو تک کی جماعت کو جس میں کوئی عورت نہ ہو
 یہ طرہ کا لفظ جمع ہے جس کو واحد اس کے لفظ سے نہیں ہے بعض نے کہا یہ طرہ کا اطلاق سات سو دس تک

آتا ہے اویسات کہ تم تین تک کو نفر کہتے ہیں کہا تعجب نہ رہا اور نفر اور قوم و مرعش اور عشیرون لفظوں کے
 معنی تو جمع کے ہیں اور انکا واحد انکے لفظوں سے نہیں ہے اور ان کا اطلاق مردوں پر آتا ہے
 عورتوں کے سوا اور کہا ابن سکیت نے مرعش اور عثرت کو ایک ہی معنی میں اور کہا اہمعی نے مرعش کا اطلاق
 دس سے چالیس تک پر آتا ہے سکوا بن فارس نے بھی نقل کیا اور اسکی جمع اربط اور اربطہ ہے اور یہ نو
 شخص قدر بد بخت اوٹنی کے کاٹنے والے کے یار تھے اور یہ صالح ؑ کی قوم سے سرکش آدمی تھے اور انکے
 اسماء میں بہت اختلاف ہے جسکے ذکر کرنے کو ساتھ تقریر کو لغبا کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہو یہ امد غرض
 انکی وصف بیان کی اپنے اس فعل کے ساتھ یُسِفِدُونَ فِی الْاَرْضِ وَلَا یُفْضِلُونَ یعنی ان نو کا شان اور
 عمل تمام ملک میں بگاڑ کر نہاتنا نہ صرف شہر ہی میں اور فساد بھی ایسا کہ اسین اصلاح کا نام و نشان بھی
 نہ کہا وہ لوگوں کی عیب چینیان کرتے اور انکی عورت پر پردہ نہ ڈالتے بعض نے کہا وہ خود ظالم تھے اور ظلم
 کرنے والوں کو ظلم سے نہیں کہتے تھے اور خادیم سے مراد یہ ہے کہ انکے گھر رہنے والوں سے خالی ٹرے
 میں جب قوم شہود ہلاک ہو چکی تو صالح ؑ اور وہ لوگ جو آپ کو ساتھ ایمان لائے تہو حجر سے نکل کر حضروت
 میں آئے جب حضروت میں داخل ہوئے تو صالح ؑ نے وفات پائی اس سے اس شہر کا نام حضروت مشہور
 ہوا صحابہ نے کہا یہ ان چار ہزار آدمیوں نے جو صالح ؑ کے ساتھ حضروت میں آئے تھے ایک شہر
 بنایا جسکو حاضر کہتے ہیں وَلَوْ ظَلَّادُ قَالَ لَقَوْمِهِ اَنَا نَوْتُ الْفَاحِشَةِ وَاَنْتُمْ تَبْعُرُونَ
 اَوَلَا تَكْفُرُونَ اَلَيْسَ اَلْجَحِشُ مِنْ دَوْنِ النِّسَاءِ بَلْ اَنْتُمْ تَجْهَلُونَ فَمَا كَانَ جَوَابَ
 قَوْمِهِ اِلَّا اَنْ قَالُوا اَخْرِجُوْا اَلْاَوْطَانِ فَرَكِبَتْ كَثَرَتُهُمْ اَنَاسٌ يَّهْتَطِرُونَ فَانْجَبَتْ
 وَاَهْلُهَا اِلَّا اَمْرًا اَنْهَ قَدْ رَزَّهَا مِنَ الْغَيْبِ وَامْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا فَنَسَاءَ مَطَرٍ لِّلَّذِينَ
 اور لوط ؑ کو جب کہا اپنی قوم کو کیا تم کہتے ہو حیا کی اور تم دیکھتے ہو کیا تم دوڑتے ہو مردوں پر لہجہ عورتوں
 چھوڑ کر کوئی نہیں تم لوگ بے سمجھ ہو یہ اور جواب تھا اسکی قوم کا مگر یہی کہ بولے نکالو لوط کے گھر کو اپنے
 شہر سے یہ لوگ ہیں ستم گرد چاہتے ہیں بچا دیا ہم نے سکوا اور اسکے گھر کو مگر اسکی عورت ہٹا دیا تھا ہم نے
 سکوا بچانے والوں میں اور برسیا سہنے انہر برساؤ یہ کیا برابر ساؤ تہا ان ڈرائے ہوؤں کا ف
 اور تم دیکھتے ہو یعنی کہ کیا برابر کام ہے یہ کیا برابر ساؤ تہا ان ڈرائے ہوؤں کا حضرت سلیمان ؑ کے
 قصے میں ہم لاؤ نیگے و شکر جبکسا مسانہ کر سکین گے وہی بات ہوئی رسول میں اور کے والوں میں اور

اور صلح عمر پر نو شخص متفق ہو گئے کہ رات کو پڑھیں امد عروجل نے انکو سچایا اور انکو کہہ دیا اور کہے کہ لوگ بھی یہی چاہ چکے لیکن بنا جرات حضرت ۲ نے ہجرت کی کمی کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گہر گہر بیٹھے تھے کہ صبح کو اندھیرے میں نکلیں تو سب ملکر مار لیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کل گئے اُن کو شوہا اور قوم لوط نے چاہا کہ شہر سے نکالیں یہ بھی چاہ چکے امد عروجل نے آپ نہ نکلتا بنا دیا اور اسی میں کام نہا اُن سے حفاظ صاحب فوتے ہیں کہ امد عروجل ان آیات میں خبر دیتا ہے اپنے بندے اور رسول حضرت لوط ؑ سے کہ انہوں نے دُرا یا اپنی قوم کو امد عروجل کے عذاب سے اس فاحشہ کے کتاب میں جسکو اُن سے پہلے بنی آدم میں سے کسی نے نہیں کیا اور انکا کام بھی لوط تھا یعنی مرد و نہر لٹکا کر دوڑنا عورتوں کو چھوڑ کر اور یہ سخت بیحیائی ہے کہ مرد مرد کے ساتھ مستمنی ہو جاویں اور عورتیں عورتوں کے ساتھ اور فرمایا اَنَا نَوْنُ الْفَاحِشَةِ وَاَنْتُمْ مُبْصِرُونَ یعنی تم بیحیائی کرتے ہو اور تمہارا بعض بعض کو دیکھتا ہے جس پر دُعا نَوْنُ فَنے نَادِیْکُمْ اَلْمُسْکَرُ یعنی تم اپنی مجلسوں میں اس بے کام کو کرتے ہو دوڑتے ہو مرد و نہر لٹکا کر عورتیں چھوڑ کر اور تم اسے لوگ کہ کسی چیز کی پہلائی اور برائی کو نشین چاہتے نہ طبعاً اور نہ شرعاً جیسے دوسری آیت میں فرمایا اَنَا نَوْنُ الْاَنَکَرَانِ مِنَ الْعٰلَمِیْنَ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَکُمْ رَبُّکُمْ مِنْ اَزْوَٰجِکُمْ بَلْ اَنْتُمْ مُّعَادُوْنَ یعنی کیا دوڑتے ہو جہان کے مرد و نہر اور چھوڑتے ہو جو کچھ اللہ تمہارے رب نے جو زمین تمہاری بلکہ تم لوگ ہو حد سے بڑھنے والی اور جواب نہ تھا اسکی قوم کا مگر یہی کہ بولے نکالو لوط ؑ کے گہر کو اپنے شہر سے یہ لوگ ستھرے رہا چاہتے ہیں یعنی تمہارے کام کو گناہ سمجھتے ہیں اور تمہارے اقرار کرنے کو اپنے فعل مجرم خیال کرتے ہیں انکو نکال دو اپنے درمیان سے تمہاری مجاورت میں رہنے کی صلاحیت نہیں رکھتے پس انہوں نے پختہ ارادہ کیا لوط ؑ کے نکالنے کا پس کہا مارا انکو اللہ نے اور مسکرون کو لٹکیا میں اسی چیز میں (یعنی عذاب) اور نجات دی لوط علیہ السلام کو فرمایا امد عروجل نے فَاجْتَنِبْہُ وَاَهْلَکَ لَا اَفْرَآئَہُ قَدْ زَاکَاہُمِ الْعٰلَمِیْنَ اور یہ جو فرمایا شہر دیا سمجھنے اسکی عورت کو رہ جانے والوں میں یعنی اسکو ہلاک کر دیا رہ جانے والوں کے ساتھ اس لیے کہ وہ انکی مددگار تھی اُن کے دین اور طریق پر اور اُن کے ناشائستہ کاموں پر خوش تھی اور اپنی قوم کو لوط ؑ کے مہمانوں کی خبر دیتی تو کہہ وہ اگر اُن سے برائی کریں نہ یہ کہ وہ خود فاحشہ تھی اور یہ جو فرمایا اور یہ سیایا سمجھنے اُن پر ساؤ تو برسواؤ سے کھنکھرا رہیں جیسے امد عروجل نے سورہ ہود میں فرمایا وَامْطَرْنَا عَلَیْکُمْ اَحْجَادًا مِّنْ سِجِّیْلِ

مَنْصُودٍ مَّسْومَةٍ عِنْدَ رَبِّكَ وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ یعنی اور بسائیں سننے اُن کی بستی پر تہرمان کھنکری تہتہ صاف بنائیں تیرے رب کے پاس اور نہیں وہ بستی ان ظالموں سے کچھ دور و بلند ایساں فرمایا فُتَاوْ مَطَرٍ لِّلنَّازِقِ یعنی یہ کھسکا بار ہوا برساؤ ڈٹے گیون کا سناڑین سے وہ لوگ مراویں جنبہ السعز و جل الزام قائم ہوا اور پیغام انکو پہنچا اور انہوں نے مخالفت کی رسول کی اور جھٹلایا اسکو اور ارادہ کیا اس کے نکلنے کا اپنے دریاں کراستے فتح میں کہا ہے کہ قوم لوط سے اہل سدوم مرد ہیں اور فاحشہ وہ کام جکی قباحت اور شاعت نہایت کو پہنچی ہو اور یہاں فاحشہ سے لواطت اور اعلا م مراد ہے اور یہ جو فرمایا اور تم دیکھتے ہو تو اس سے مراد ہے کہ تمکو عالم یقین ہے کہ فعل فاحشہ اور قبیحہ ہے اور یہ تمہارا ذنب عظیم ہے اور یہ معنی میں صورت میں ہونگے جیسے بصر سے بصیرت اور کہیں جو یمنی علم ہے اور جو بصر یعنی نظر میں ہو تو یہ معنی ہونگے کہ تم ایک دوسر کو برا کام کرتے دیکھتے ہو کیونکہ وہ لواطت کو وقت انکیر کی وجہ سے پردہ نہیں کرتے تھے اور اس قصہ کی تفسیر سورہ اعراف میں کامل طور پر گذر چکی اور یہ جو فرمایا کیا تم دوڑتے ہو مردو نہ لپکا کر آخرایت تک تو اس میں انکو دوبارہ توجیہ کی اور تصریح کی کہ فاحشہ سے مراد آیت اول میں جہاں اسکو ہم رکھا لواطت ہے اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ انکا یہ فعل ایسا فعل ہے جسکا بیان کرنا شرم اڑھانا ہے اور اسکی قباحت کی حقیقت کو نہیں پہنچ سکتے اور کوئی عقل مند اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ کوئی شخص یہ کام کرنا ہو نہ فرمایا شہوۃ تو اس میں السعز و جل نے یہاں کی طرح قرار دیا جو سنی کے گرانے میں نوالہ کا ارادہ نہیں کرتے اور نہ زنا سے بچو کا اور یہ مفعول ہے یعنی تم یہ کام کرتے ہو شہوت کے لیے یا مفعول مطلق ہے اور معنی یہ ہو کہ تم آتے ہو مردوں کے پاس اناشہوت کا یا بمعنی حال ہے اور مردوں کو چھوڑتے ہو جو وہ محل میں اس کام کا اور اس میں اشارہ ہو کہ وہ فعل اور ترک دونوں مردوں میں سہی تھے اور یہ جو فرمایا بلکہ تم جاہل لوگ ہو تو اس کے یہ معنی کہ تم اس فعل کی حرمت اور اسکی سزا سے ناواقف ہو بعض نے کہا جہالت سے وہ سفاہت مراد ہے جسپر وہ مصر تھے اور آل لوط سے مراد لوط علیہ السلام کی دونو بیٹیاں اور انکی بی بی مومنہ ہے قرآنم میں انصاف جنس کے لیے کہونکہ انکی پانچ بیٹیاں تھیں جنہیں سے بڑی بستی کا نام سدوم تھا اور یہ قصہ مفصل طور پر اعراف اور شعراء میں گذرا اِنَّا نَزَّلْنَا سُلَيْمٰنَ عَلٰی عِصْوِ الْاِلٰہِ لَصَلِّطَ اللّٰہُ حَبْرًا اَمَّا یُتْرَکُوْنَ ہ

۱۱ مَنْ خُلِقَ السَّمُوتُ وَآلُ ذَرِّیَّتِہٖ وَاَنْزَلَ لَکُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً فَاصْبَتْ اَنْفُسُکُمْ اِنَّکُمْ لَعَنِیْدٌ ۝۱۲ ذٰلَکَ یُخَوِّدُ لَکُمْ اَنْ تَقُولُوْا اِنَّا نَحْنُ اَنْزَلْنٰہُ وَہُمْ قَوْمٌ یَّعِدُوْنَ ۝۱۳ وَتُکَذِّبُوْنَ

ہے اللہ کو اور سلام ہے اس کو بند و نپر جن کو انہو پسند کیا پہلا اللہ بہتر ہے یا جن کو وہ شریک کرتے ہیں پہلا
کسے بناؤ آسمان اور زمین اور تار و پاز و تھکوا آسمان سے پانی پہر آگائے ہمیں اس سے باغ و رونق کے تہا را کام نہ تھا کہ
انگائے انکو درخت اب کوئی اور حاکم ہے اللہ کو ساتھ بلکہ وہ لوگ اس سے مڑتے ہیں **ف** اللہ تعالیٰ کی تعریف
بینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام پہنچا اگلی بات شروع کرنی لوگوں کو سکھا دی انتہی حافظ ابن کثیر نے کہا اللہ تعالیٰ
ان آیات میں ارشاد فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ان گنت نعمتوں پر اسکا حمد کرو اور حمد کرو اللہ تعالیٰ کی ان صفات اور
خُسن پر جن کو ساتھ وہ موصوف ہے اور سلام پہنچو اللہ عزوجل کے ان بند و نپر جن کو انہو پسند کر لیا اور وہ
اسکے رسول میں اور انبیاء کرام علیہم السلام افضل الصلوٰۃ و السلام عبد الرحمن بن یزید بن اسلم وغیرہ کا یہی قول ہے
کہ برگزیدہ بندوں سے انبیاء علیہم السلام مراد ہیں کہا اور یہ اللہ عزوجل کا قول ایسا ہی ہے جس پر سورہ صفات
کے آخر میں فرمایا **سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ**
رَبِّ الْعَالَمِينَ یعنی پاک فات ہو تیرے بکی وہ عزت کا صاحب پاک ہے ان باتوں سے جو کرتے ہیں اور سلام
ہے یہ لوگوں پر اور سب خوبی اللہ کو ہے جو یہ ہے ساری جہان کا اور ثوری اور سدی کا یہ قول ہے کہ برگزیدہ بندوں
سے حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ افضل التیم و التسلیم کے صحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین مراد ہیں اور ایسا ہی ابن
عباس سے مروی اور اندونو قول میں کوئی منافات نہیں ہے کیونکہ جب حضرت کے صحاب برگزیدہ عباد ہیں
تو انبیاء بطریق اولیٰ برگزیدہ عباد ہونگے غرض یہ ہے کہ جب اللہ عزوجل نے بیان فرمایا اس سخات اور نصرت
اور تائید کا جو انہو کا جو انہو کے لیے نازل کی اور مذکور فرمایا خزی و نکال اور قہر کا جو انہو کے لیے اعداء پر انکار
تو انہو کے لیے رسول اور تاجداروں کو ارشاد فرمایا کہ اسکے تمام افعال پر حمد کریں اور اسکے برگزیدہ بند و نپر سلام
پہنچیں ابن لاک نے ابن عباس سے آیت و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ کی تفسیر میں آیت کیا کہ برگزیدہ
عباد سے صحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں انکو چن لیا اللہ عزوجل نے اپنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی صحبت کو لیے **دَوَا الْاَلْبَزَادُ** اور یہ جو فرمایا **اللَّهُ خَيْرٌ اَمَّا يُخَيَّرُ كَوْنٌ** تو ہمیں اللہ عزوجل نے شیرین
پر انکار فرمایا ہے انکے اللہ عزوجل کے ساتھ اور ٹہا کروں کی پوجا کرنے میں پھر اللہ عزوجل نے اس امر کو
بیان کرنا شروع فرمایا کہ وہی خلق اور رزق اور تدبیر کے ساتھ متفرد ہے نہ اسکا غیر اور فرمایا **اَمَّا خَلْقُ**
الْمُتَمَوِّتِ آخر آیات تک یعنی کسے ان آسمان کو مقدر بلند اور صاف بنایا اور کسے ان میں کو اکب نیر اور
نجوم زاہرہ اور افلاک دائرہ رکھا ہے اور کسے زمین کو اس کثافت کے ساتھ بچھا دیا اور زمین پہاڑ بنائے اور

پہر زمین کو نرم بنایا اور سخت اور میدان بنائے اور کس پیدلین اس میں اعمیتیں اور درخت اور پہل اور دیار نگار گنگ
 اور یہ جو فرمایا اور اتارا تمہارے لیے آسمان سے پانی یعنی کس بنایا پانی روزی کا سبب بندہ دن کے لیے حلال سے
 بسا تین مراد ہیں اور ذاتِ سبحہ سے انکا خوبصورت اور عمدہ شکل ہونا مراد ہے اور یہ جو فرمایا مَآكَا نَ لَكُمْ اٰلَاٰتِہٖ
 یعنی تم کو ان شجرات کے اگانہ کی طاقت نہیں ہو اور یہ تو وہ پید کرنے والا قادر ہے جو اس خلق میں مستقل کے ساتھ
 متفرد ہے نہ وہ جو اسکے سوا ہیں اِصْنَامُ اور انداد جیسے یہ مشرک قرار کرتے ہیں کَمَا قَالُوْا اِلٰہُ الْاٰخِرِہٖ وَکَیْن
 سَاَلْتَهُمْ مِّنْ خَلْقِهِمْ لَیْقُوْلُنَّ اِلٰہُہٗ اَیْنِہٗ اَیْنِہٗ اور اگر تو ان مشرکوں سے دریافت کرے کہ انکو کس بنایا تو صرف
 کہیں اِصْنَامُ اور فرمایا وَکَیْن سَاَلْتَهُمْ مِّنْ نَّذْلٍ مِّنَ السَّمَآءِ مَاءً فَاَخْبَارَہٗہُ الْاَدْثُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِہَا
 لَیْقُوْلُنَّ اِلٰہُہٗ اَیْنِہٗ اور اگر تو ان سے دریافت کر کہنے آتا آسمان سے پانی پہر جلایا اس شخص کو مگر کئی پیچھے
 تو صرف کہیں اِصْنَامُ اور عرض یہ کہ مشرک قرار کرتے ہیں کہ فاعل مختار ان سب کا وہی ایک ہے جبکہ کوئی
 شریک نہیں ہے پہر وہ کہہ کے ساتھ ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جس کو یہ قرار کرتے ہیں کہ خالق
 اور رازق نہیں ہیں اور سزاوار یہ ہو کہ متفرد بالخلق والرزق ہو اسی کیلئے کی عبادت کیا وہ ہذا فرمایا
 فَاَلٰہُ مُعْتَمَدٌ اِلٰہُہٗ اَیْنِہٗ کیا ایسا کوئی حاکم ہے جسکی عبادت کرنا غر و جل کے ساتھ سزاوار ہے حالانکہ کہل چکا
 تمہارے وہ سطر اور غیر عقلند کے یہ کہ وہی خالق اور رازق ہے اور بعض مفسرین اس جملہ کی تفسیر یوں کی ہے
 کہ کیا کوئی حاکم ہے اللہ کے ساتھ جس نے یہ چیزیں بنائیں اور حاصل دونو تفسیر و نکاح ایک ہی ہے کیونکہ ان کے
 جواب کا حاصل ہے کہ وہ فاعل ہیں اس امر کے کہ کسی نے غر و جل کے ساتھ اس کام کو نہیں کیا بلکہ وہی متفرد
 بالخلق ہے تو انکو کہا جاوے تو تم کیوں اللہ غر و جل کے ساتھ اس کی عبادت کرتے ہو حالانکہ وہی متفرد
 ہے خلق اور رزق اور تدبیر میں کَمَا قَالُوْا اِلٰہُہٗ اَیْنِہٗ اَفْئِسْنَ لِخُلُقِہٖ لَکِنَّہٗ لَا یَخْلُقُ اَفْکَلَا تَنْکَرُوْنَ اِیْنِہٗ پہلا
 جو پیدا کرے برابر ہے اسکو جو ناپید کرے کیا تم سوچ نہیں کرتے اور حاصل ان آیات کا جو کلمہ اِسْمُ سے شروع
 ہوتے ہیں یہ ہے کہ پہلا جو یہ کام کرے برابر ہے اسکو جو یہ کام نہ کرے ان آیات کے سیاق سے یہی معلوم ہوتا
 ہے اگرچہ ان آیات میں مقابل مذکور نہیں ہے لیکن کلام کے سیاق سے یہی ظاہر ہے اور یہی کی مثل ہے
 اللہ غر و جل کا یہ قول اَمَّنْ هُوَ قَارِئُ اَنۡۢکَآءِ الَّیْلِ سَآجِدًا وَّ قَاۡمًا یَّحۡنَہٗ رُ الْاٰخِرَۃُ وَ یَزۡجُرُ اَۡحۡضَرُ
 دیکھ یعنی مشرک تیرے باوہ جو بندگی میں لگا ہے گھڑیوں ات کی سجدے کرتا اور کبرِ اخطارہ
 رکھتا ہے آخرت کا اور مسید رکھتا ہے اپنی رب کی مہر کی دلہندا اس سے اگر فرمایا قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیۡنَ

یعنی تفضیل کے معنی میں ہم یہ مقصود نہیں ہیں بلکہ لفظ خیر تفضیل سے مجرب ہے جیسے شاعر کے اس قول میں
 لے آنجھو نہ کہت نہ کہیو
 کھنڈر کھا لیت نہ کھا لیت

تو یہ بات کہ کفار کے ساتھ نہ کیونکہ کفار میں تو بالکل خیریت نہیں ہو اور سیویہ نے حکایت کیا کہ عربیہ
 میں سعادت تکوین و پیاری ہے یا شقاوت حالانکہ شقاوت میں بالکل خیریت نہیں ہو بعض نے کہا اسکے معنی
 یہ ہیں کیا اسد خرد کا خواب بہتر ہے یا بھار ہو شکر کہ خدا رب بعض نے کیا انکو عقاد کے مطابق فرمایا کیونکہ وہ عقید
 ہے کہ عبادت خدا میں خیر ہے بعض نے کہا استقامت میں خیر ہے ہو اور جو بہور نے تشرکون پڑا ہے خطا
 کے ساتھ اور یہ جو فرمایا اَمَّنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضَ لَوْ كُنتُمْ اَبْرَہَامَ کے معنی یہ ہیں کیا بھار کے جو
 بہترین یا جسے تھان اور زمین بنائے اور وہ جسے بنائے پر قادر ہے بعض نے کہا بھلا بھارے بتوں کی
 عبادت پر یا جسے عالم جسمانی کو بنایا اسکی عبادت بہتر ہے قرآن نے کہا حدیث سے وہ باغ مراد ہے جسکی چاروں
 طرف دیوار ہو اگر چار دیواری نہ ہو تو وہستان ہے حدیث نہیں ہے اور کہا قنادہ اور عمر نے حدائق سے
 کچھ زمین مراد ہیں اور ذات بھوسے مراد عمدہ اور خوبصورت اور بخت وہ حسن ہے جسکے ساتھ اسکا دیکھو

والا خوش ہو جاوے اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَجَعَلَ خَلْقَهَا اَنْهَارًا وَجَعَلَ الْهَارَ اَوَّاسِي فَجَعَلَ

بَيْنَ الْبَحْرِ نَدِيًّا اَمَّا اَللّٰهُ بَلَّ اَكْثَرُھُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ یہاں اس نے بنایا زمین کو ٹہرا اور بنائیں
 اسکے بیچ ندیاں اور کہے ہیں اور بھار اور کہا دو دریا میں اوشاب کوئی حاکم ہے اسد کے ساتھ کوئی نہیں
 ان بہتوں کو سمجھ نہیں ف کہنا ظن کثیر نے کہ اس آیت میں اسد عزوجل نے اپنا احسان بتایا اپنے بندوں
 پر اس طرح کہ اس نے زمین کی تہیے والی ساکنہ تہ بنایا جو نہیں بتی اور نہ متحرک ہوتی ہے اپنا اہل کے ساتھ کیونکہ
 اگر بتی رہتی تو تیش و حیا کا کچھ مزہ نہ ہوتا بلکہ اسد عزوجل نے اپنے فضل و رحمت کو اسکو بہاد و بساط ثابت بنایا نہ
 متزلزل ہوتی ہے اور نہ متحرک ہوتی ہے جیسے اسد عزوجل نے دوسری آیت میں فرمایا اَللّٰهُ الَّذِیْ
 جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَالتَّحْتِیْ سَاءَ اَنْظُرُ اِلَیْہِ اسد وہ جو جسے بنایا
 بھار و زمین ٹہرا اور آسمان عمارت اور بنائیں اسکے بیچ ندیاں اتھار سے شیریں ندیاں مراد ہیں لی
 اور بڑی جسکو اسنو پرب و کچھ اور اتر اور وہاں میں چلایا ہے اپنی بندوں کی مصلحتوں کو موافق اس کے
 اقلیموں اور قطروں میں جہاں انکو بسایا ہے زمین کے کناروں میں انکی حاجت کے موافق اس کے رزق
 مقرر کیا زمین اور رزق اسی سے پہاڑ مراد ہیں جنہوں نے زمین کو ٹہرا کہا ہے ہلنے جلنے کو اور کہا دو

دریا میں اوث دو دریاؤں سے سیاح عذیبہ اور مالکہ مراد ہیں یعنی میٹھا اور کھاری پانی اور معنی یہ ہیں کہ السعز وجل نے ان دونوں کے درمیان ایک پردہ کھدایا ہے جو انکو آپس میں ملنے سے روکتا ہے تو کہ کھاری میٹھے میں ملکر خراب نہ ہو سکے اور میٹھا کھاری میں ملکر نہ بکڑے کیونکہ السعز وجل کی حکمت کا مقتضایہ یہ ہے کہ انہیں سے ہر ایک اپنی صفت پر باقی رہے جس صفت کا اس سے ارادہ کیا گیا ہے کیونکہ میٹھا دریا وہ یہ اہنار سارہ جاریہ ہیں لوگوں کے درمیان اور مقصود ان سے یہ ہے کہ وہ شیریں ہوں تو کہ ان سے حیوان چوہیں اور نباتات اور شمار اس سے پیدا ہوں اور بجار مالکہ وہ بھی دریا ہیں جنہوں نے زمین کے راجا اور اقطار کو ہر طرف سے احاطہ کیا ہوا ہے اور انہی ہی مقصود ہے کہ انکا پانی کھاری اور کڑوا ہو تو کہ اسکی عفوت نہ ہو خراب نہ ہو جاوے جیسے اللہ تعالیٰ فرمایا وَهُوَ الَّذِي هَرَجَ الْيَمِينَ هَذَا عَذْبٌ فَرَاتٌ هَذَا مِلْحٌ اَجَابُهُ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَخِجْرًا مَحْجُورًا یعنی اور وہی ہے جس نے چلائے دو دریا یہ میٹھا پیاس بجاتا اور یہ کھاری ہے کڑوا اور رکھا ان دونوں کے بیچ پردہ اور اوث روکو ہوئے وَلَبَدًا فَرَايَانًا اِنَّهُ مَعَهُ اللّٰهُ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ہ یعنی کیا السعز وجل کے ساتھ کوئی اور حاکم ہے جس نے یہ کام کیسے کیا یہ سنے پہلا جس نے یہ کام کیسے برابر ہے اگر جس نے ان میں سے کوئی کام نہیں کیا کوئی نہیں پرستوں کو سمجھ نہیں اسی لیے غیر کی عبادت کرتے ہیں ان کے مافی ابن کثیر فتح کا بیان ہے کہ قرآن مجھے مستقر ہے اور معنی یہ ہیں پہلا کس نے زمین کو بچھایا اور برابر بنایا ایسا کہ اسپر بنی آدم اور دو اب کا استقرار ممکن ہے اور یہ سطح کہ السعز وجل نے زمین کو بعض حصوں کو پانی سے خالی رکھا جو عباد اور درباب کی حاجت روائی کے واسطے کافی ہیں اور خلال مجھے وسط ہو اور اس لفظ کی تحقیق اللہ عز وجل کے قول وَخِجْرًا خِلَافَهُمَا لَفْزًا میں گذر چکی اور رواری سے جبال ثواب مراد ہیں جنہوں نے زمین کو حرکت سے روکا ہوا ہے اور بحرین سے دو دریا میٹھا اور کھاری مراد ہیں اور حاجر سے مانع معنوی مراد ہے اور وہ منع اتنی ہے کیونکہ آجگاہ کوئی حاجر حسی موجود نہیں ہے جیسے اس امر کا مشاہدہ موجود ہے اور ایک در سر میں نہیں ملنا نہ میٹھا کھاری کو بدلنا اور نہ کھاری میٹھے کو بگاڑے اور اس کا بیان تفصیل سے سورہ فرقان میں گذر چکا اِنَّ اللّٰهَ مَعَهُ جِبَتْ ثَابِتٌ ہوا کہ ان امور پر کوئی قادر نہیں ہے کہ السعز وجل کے سوا تو پہلا خارج میں کوئی ایسا معبود موجود ہے جو اس جیسا کام کرے اور اسکی طرح پیدا کرے پر کیوں شریک نہیں ہوتے ہیں السعز وجل کے ساتھ انکو جو ضرر اور نفع کے مالک نہیں ہیں اَمَنْ يَخِيبُ اِذَا دَعَا وَاَوْكَيْفُ السَّوَاءِ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ اَلَا رَءِیْنَ اِنَّ اللّٰهَ مَعَهُ

قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ پہلا کون پہنچتا ہے پہنچنے کی پکار کو جب اسکو پکارتا ہے اور اٹھادیتا ہے برای او کرتا ہے تمکو نائب میں بآب کوئی حاکم ہے المدعو جل کے ساتھ تم سوچ کم کرتے ہو ف اس آیت میں المدعو جل نے خبر دی ہے کہ وہی شدائد میں مدعو ہے نوازل میں موجود ہے جیسے فرمایا اِذَا مَسَّكُمُ فِي الْبَحْرِ ضَلٌّ مِّنْ نَّدْحَوْتِ لَكُمْ اَيُّهَا مَعْنٰی اوجیب بہ تر تکلیف پڑے دریا میں بہوتے ہو جبکو پکارتے تھے اسکے سوا اور جیسے فرمایا لَئِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُم مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِ اللّٰهِ فَاصْبِرْٓ اِنَّ يَوْمَکُمْ يَوْمُ الْحِسَابِ اسی طرح یہاں فرمایا اَمِّنْ بِالْمُضْطَرِّ اِذَا دَعَاکَ یعنی وہ کون ہے جو مضطر نہیں بنا جو ہوتا مگر اسی کی طرف اور وہ جو نہیں کہوتا مضطر رسیدون کا اسکے سوا ابوتیمہ بھیجی نے عجم کے ایک شخص سے تو کہا کہ اُس نے کہا میں نے عرض کی کہ رسول آپ کسی چیز کی طرف دعوت کرتے ہیں فرمایا اَدْعُوْا اِلٰی اللّٰهِ وَحْدَهُ الَّذِیْ اِنْ مَسَّکَ ضَرْبٌ فَدَعَوْتُہٗ کَشَفَتْ عَنْکَ وَالَّذِیْ اِنْ اَضَلَّکَیْ اِنْ اَضَلَّکَ یَا رِضٌ فَدَعَوْتُہٗ رَدَّ عَلَیْکَ وَالَّذِیْ اِنْ اَصَابَکَ سَنَةٌ فَدَعَوْتُہٗ اَنْبَتَ لَکَ یعنی میں کہلا اے کہ طیف بلاتا ہوں جو اگر تجھکو تکلیف پہنچے اور تو اسکو پکارے تو تیری تکلیف کو دور کرے اور جو تو کسی شے میدان میں کوئی چیز پہنچے اور تو اسکو پکارے تو تیری کم شدہ چیز کو تیری طرف پہنچے اور جو تجھکو گرا لی چیز اور تو اسکو پکارے تو تیری لیے گا وہ بھیجی نے کہا میں نے عرض کی کہ یا حضرت مجھکو وصیت کیجیے فرمایا اَلْکَلْبُ اَحَدٌ اَوْ لَا تَرْهَدَنَّ فِی الْمَعْرُوْفِ وَلَوْ اَنَّ کُلَّکَ اَخَاکَ وَاَنْتَ مُنْبَسِطٌ اِلَیْہِمْ وَجْہُکَ وَلَوْ اَنَّ نَفَرًا مِّنْ دَلُوکَ فِیْ اِنَاءٍ الْمُسْتَقٰی وَارْتَدُّ اِلَیْہِمْ لَسَاقِیْنَ فَاِنَّ اَبْدِیَّتَ فَاِلَی الْکَعْبِیْنِ وَاِنَّا کَ وَایْسْبَالَ الْاِذَا رَ فَاِنَّ اِسْبَالَ الْاِذَا رَ مِنْ الْخِیْلَ وَلَئِنْ اللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْخِیْلَ یعنی کسی کو گھالی نہ دینا اور نیکی کے کام میں بخل نہ کرنا اگرچہ تو اپنے بہائی کو کشادہ پیشانی سے ملے اگرچہ تو اپنے دوئل سے مانگنے والے کی برتن میں بانی ڈال دیوے اور ازار کا مقام نصف ساق ہے اور جو تو نہ مانے تو شخصوں تک اگرچہ تہجد کے لشکانے سے کیونکہ تہجد کا لشکانا غرور کی علامت ہے اور المدعو جل کو غرور پسند نہیں آتا رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ جَابِر بن سلیم بھیجی نے کہا میں حضرت صلی اللہ علیہ السلام کے پاس آیا اور آپ چادر کے ساتھ گھوٹ مار کر بیٹھے تھے اور چادر کے کنارے آپ کے مبارک قدموں پر پڑے تھے میں نے کہا تم ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں تو اپنے اپنے ہاتھ سے اپنی طرف اشارہ کیا میں نے عرض کی اے رسول اللہ کے ہیں ایک گنوار آدمی ہوں اور مجھ میں بھی گنواروں کی سی سختی ہے تو آپ مجھے وصیت فرمائیے فرمایا

حافظ ابن عساکر نے ایک شخص کے حال میں ذکر کیا ہے کہ جس حال کو اس شخص سے ابو بکر محمد بن داؤد دینوری نے حکایت کیا ہو کہ یہ شخص دمشق سے زیدانی تک میرے خچر کا راہ کیا کرتا تھا تو ایک بار یہ شخص میرے ساتھ سوار ہوا اور ہم ایک ویرانہ پر سے گذرے تو وہ بولا اس راہ چلو یہ نزدیک راہ ہے میں نے کہا مجھے اس راہ کی دفعتی نہیں ہے وہ بولا نہیں یہ بہت نزدیک ہے خیر ہم اسی اتھن چلے تو ہم ایک سخت مکان اور وادی عمیق پر پہنچے اور اس میں بہت مقتول پڑے تھے تو وہ شخص بولا خچر روک میں اترتا ہوں اور وہ اترتا ہے اور تہ بند باندھا اور اپنے کپڑے تنہا لے کر اور چھری جو اسکے ساتھ تھی اسکو نکال کر میرے قتل کرنے کے لیے کہنچا تو میں اس کے آگے سے بھاگ گیا اور اس نے میرا پیچھا کیا میں نے اسکو عزوجل کا واسطہ ڈالا اور کہا خچر اور جو کچھ خچر پر اسباب ہر سب کچھ لے لے اور مجھ کو ایذا نہ دے وہ بولا یہ تو میں نے لیا لیکن میرا ارادہ تھا کہ قتل کر نیک ہے تب میں اسکو اسکو عزوجل اور اسکے عذاب سے ڈرایا پس کنجت نہ مانا اخیر میں اسکو اسکے لگو گردن رکھ دی اور میں نے کہا اگر تو مجھ کو چھوڑ دیوے اتنا کہ میں دور کھتا دو کروں تو یہ تیرا احسان ہے وہ بولا اچھا جلدی کرو میں کہتا ہوں امان نہ پڑھنے کو دیکھیں بارے شہادت کے مجھ کو قرآن کا ایک حرف بھی یاد نہیں آتا تھا اور میں حیران پریشان کھڑا تھا اور وہ کہتا تھا جلدی فارغ ہو کہ میری زبان پر اسکو عزوجل نے اپنا یہ قول جاری کر دیا اَمِنْ يَحْيٰى الْمُسْتَظَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْتُمُ الشَّوْكَ اسنے میں کیا اس راہ دی کے کنارے سے آیا نہ راہتہ میں لیے ہو ہو اور اسنے اس راہ دی کو وہ نیزہ مارا اور اسکے دل پر لگا اور وہ بیہوش ہو کر گر گیا اور میں سوار کے ساتھ چمٹ گیا اور پوچھنے لگا اے خدا کی قسم آپ بتاؤ آپ کون ہیں وہ بولا اسکا بھیجا ہوا ہوں جو پہننے کی کچا کر کو پہنچتا ہے جب وہ اسکو پوچھا کہ اسے کہا تھا ہے برائی ابو بکر نے کہا پہر میں نے اپنے خچر اور اسباب کو لے لیا اور صحیحہ وسلم اپنے گھر واپس آیا اور فاطمہ بنت حسن ام احمد عجبیہ کے ترجمہ میں مذکور ہے کہ اسنے کہا ایک ان کفار نے مسلمانوں کو ایک لڑائی میں نہر میت دی تو ایک عمدہ گھوڑا اپنے سوار کو لیکر کھڑا ہو گیا اور وہ سوار اسودہ آدمی اور نیکی نہ تھا وہ گھوڑے کے لیے بولا کہ کنجت تجھ کو کیا ہوا ایسے ہی وقتوں کے لیے تو میں تجھ کو تیار کرتا رہا گھوڑے نے جواب دیا کہ میں کیونکر قصورزد گردن اور تو میرا چارہ سالکیوں کی سپر کر دیتا ہے اور وہ مجھ پر ظلم کرتے ہیں اور مجھ کو سہین سے تھوڑا سا کہلاتے ہیں وہ سوار بولا میرا تیرا ساتھ آج سے اسکو کر لیے عہد ہے کہ میں تجھ کو اپنی گود میں چارہ کہلا یا کر ڈنگا تب وہ گھوڑا اسکو دھان سے لے نکلا اور اسے نجات پائی اور اسکا یہ امر لوگوں کے درمیان شہور ہوا اور لوگ اس کے پاس آئے جانے لگے تو کہ اس سو یہ ماجر اس میں اور ترکی کے

پادشاہ کو بھی یہ خبر ہوئی اور بولا اس شہر پر کبھی ظلم نہ ہوگا جس میں ایسا شخص موجود ہے اور ہنر اپنے شہر میں اس شخص کو طلب کرے نیکی پر ایک حیلہ بنایا سطح کر ایک قند آدمی کو اسکے پاس بھیج دیا اس نیکبخت نے اس نیکبخت کے پاس جا کر یہ ظاہر کیا کہ تیری نیت اسلام لانے میں درست ہو یہاں تک کہ اس نیکبخت نے اس بدبخت کو معتبر بنانا پھر وہ دونوں ایک دن دربار کے کنارے کھلے اور پادشاہ کی طرف سے ایک اور آدمی اس کام پر تعین تھا تو کہ یہ دونوں موقعہ پا کر اس نیکبخت کو قید کر لیں یہاں تک کہ وہ دوسرا بھی وہاں پہنچ گیا جب ان دونوں نے اس کو پکڑنے کا ارادہ کیا تو اس نیکبخت نے آسمان کی طرف دیکھا اور بولا **اللَّهُمَّ إِنَّكَ إِنَّمَا أَخَذْتَ عَنِّي بَيْتًا فَكَيْفَ يَمْلِكُنِي** شجاعت لینے یا اللہ اس شخص نے مجھ کو اسلام ظاہر کر کے ہو کا دیا اب تو ان دونوں کو سبھال جسطح چاہے تو وہ درندے کلمہ اور ہر ایک نے ہر ایک کو پکڑ لیا اور وہ شخص صحیح وسلاست چلا آیا اور یہ جو فرمایا **وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ** تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ عزوجل ایک قرن کے بعد دوسرا قرن پیدا کرتا ہے جیسے دوسری آیت میں فرمایا **إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ فَمَا يَشَاءُ لَكُمْ مِنْ بَعْدِكُمْ** مائیشاء لکم آئنا لکم من ذریرتہ قوم آخرین لینے اگر چاہتے ہو کہ لجاوے اور پھر تمہارے قلم کرے جس کو چاہے جیسا تم کو کھڑا کیا اور دن کی اول سے اور جیسے فرمایا **وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ** یعنی اور اسی نے کیا تم کو نائبین میں اور بلند کیے تم میں درجہ ایک کر ایک پر کہ آتماوے تم کو اپنی دیے حکم ترار بشتاب کرتا ہے عذاب اور وہ بخشنے والا مہربان ہے اور جیسے فرمایا **وَأَذَّكَ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً** یعنی اور جب کہا تیرے ربنا فرشتوں کو میں زمین میں ایک قوم پیدا کرنے والا ہوں جو نائب ہوگا بعض انکا بعض کے جیسے ہم یہ تقریر بیان کر چکے اور یہی معنی ہیں اس آیت کے **وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ** یعنی ایک است کو دوسری است اور ایک جیل کو دوسری جیل اور ایک قوم کو دوسری قوم کے بعد پیدا کرتا ہے اور اگر وہ چاہتا تو سب کے سب کو دفعۃً ایجاد کر دیتا اور بعض کو بعض کی اولاد سے نہ پیدا کرتا بلکہ اگر چاہتا تو ساری مخلوقات کو آدم کی طرح مٹی سے پیدا کر دیتا اور اگر چاہتا تو بعض کو بعض کی اولاد سے پیدا کرتا و لیکن سب کو کیا بارگی مارتا پھر ان پر زمین ہو جاتا اور تنگ ہو جاتی ان پر انکی معاش اور کسباب اور ضرر پاتا بعض انکا بعض سے لیکن اسکی حکمت اور قدرت کا مقصد یہی ہو کہ انکو نفس واحد سے پیدا کرے پھر انکو پہلا دے زمین میں اور ایک قرن کے بعد دوسرا قرن اور ایک است کو بعد دوسری است ظاہر کرے یہاں تک کہ مقرر وقت پورا ہو جاوے اور مخلوقات فارغ

ہو جاوے اللہ تبارک تعالیٰ نے مقدر کیا اس پاس انکا شمار ہے اور کن کہی، انکی گنتی بہر جیسا مقرر
 پوری ہو جاوے گی تو قائم کر لیا قیامت کو اور ہر حال کے لئے جزا پوری دیگا ولہذا فرمایا اَمَّا نَحْنُ بِمُحِيطٍ بِالْمَقْضٰ
 اِذَا دَعَاہُ وَیُکْشِفُ السُّقُوءَ وَیُجْعَلُ لَکُمْ خُلُقَاءَ اَلَا کَرِہٌ اِلَیْہِ فَمَعْرِضٌ اللہ یعنی بہلا کوئی قادر ہے
 اللہ عزوجل کے ساتھ ان کا سو نہ پایا یہ سنے بین کہ بہلا کوئی اور حاکم ہے اللہ عزوجل کے ساتھ جسکی عبادت
 کی بجاویں حالانکہ ثابت ہو چکا کہ اللہ عزوجل ہی تغذہ ہے ان کا سو نہیں وہی اکیلا ہے ہکا کوئی شریک
 نہیں ہے انکی سوچ بہت کم ہے جو انکو حق کی طرف مرشد ہو اور صراط مستقیم کی طرف ہادی ہوتا ہے مرنے
 تفسیر تحافظ ابن کثیر فتح مین کہا ہے کہ مضطر اسم مفعول ہے اضطرار کا جو فعال ہے ضرورت سے اور ضرورت
 وہ حاجت ہو جو انسان کو چھٹ کر کی طرف محتاج کرے عرب لوگ کہتے ہیں (اضطراراً الی کلّ) اور مضطر مکرراً
 مجہود ہے جسکو تکلیف پہنچی ہو اور اسکے پاس کوئی حول و قوت نہ ہو بعض نے کہا مضطر وہ مذہب
 ہے جو استغفار کرے بعض نے کہا مضطر وہ ظلوم ہے جو دعا کرے یا ماتمہ اوٹھاوے اور توحید کے سوا
 اسکے پاس کوئی حسد نہ ہو اور توحید سے بھی خطر نہ ہو بعض نے کہا مضطر وہ شخص ہے جسکو فقر یا مرض لگا
 ہو یا اسپر کوئی بلا اتری ہو جو حادث روزگار سے اور اپنے اسکو اللہ عزوجل کے اگر گڑاڑنے کی طرف بھرا کر
 دیا ہو اور لام مضطر میں جنس کے یہ تینہ متغراق کے واسطے کیونکہ بعض مضطر میں کی دعا قبول نہیں ہوتی
 بسبب کسی مانع کے جو وہ روکتا ہے دعا کی قبولیت کو ورنہ اللہ عزوجل نے مضطر کی دعا قبول کرنے
 کا ذمہ اوٹھایا ہے جب وہ اسکو پکارے اور اللہ عزوجل نے اپنی ذات پاک سے خبر دی ہے کہ میرے
 سوا مضطر کی دعا کون قبول کرتا ہے اور مضطر کی دعا قبول ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ مضطر جو اسکو
 لگا ہوتا ہے اسکی وجہ سے وہ دعائیں مخلص ہوتا ہے اور اسکی اسوی اللہ سے قطع نظر ہوتی ہے اور اللہ
 عزوجل نے خبر دی ہے کہ وہ ان لوگوں کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے جو خالص اسی سے مانگتے ہیں
 اگر وہ کافر ہوں فرمایا حتیٰ اِذَا کُنْتُمْ فِی الْفُلْکِ وَجِئْتُمْ بِیْہُمْ بِرِیْحٍ طَیِّبَةٍ وَفَرِحْتُمْ بِہَا جَاءَتْکُمْ
 رِیْحٌ عَاصِفٌ وَجَاءَتْہُمْ الْمَوْجُ مِنْ کُلِّ مَکَانٍ فَوَظَنُوا اَنَّهُمْ اُحْیِطُ بِہُمْ دَعَا اللہ تَحْلُو صَنِ
 لَہُ الدِّیْنِ لَیْنٌ اَنْجَیْتَنَا مِنْ ہٰذِہٖ لَنْ کُوْنَنَّ مِنَ الشَّکْرِیْنَ یعنی یہاں تک کہ جب تم ہو کر کشتی
 میں اور لیکر چلیاں لوگوں کو اچھی باؤ سے اور خوش ہوئے آئی انپر باؤ جو کہ کی اور آئی انپر لہر ہر
 جگہ سے اور اٹکلا انہوں نے کہ وہ گھر گئے پکارنے لگو اللہ کو زے ہو کر اسکی بندگی میں اگر تو بچاؤ

کہو اس سے تو بیشک ہم میں سے کون گناہ گار ہے سچا دیا اور کو اللہ تعالیٰ نے ہی وقت شرارت کرنے کے گز زمین میں ناحق
 کی اور جیسے فرمایا وَلَئِنْ سَأَلْتُمْ عَنِ النَّاسِ فَقَدْ عَمُوا أَدْبَهُمْ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِمْ لَئِنْ سَأَلْتُمْ عَنِ النَّاسِ فَقَدْ عَمُوا أَدْبَهُمْ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِمْ لَئِنْ سَأَلْتُمْ عَنِ النَّاسِ فَقَدْ عَمُوا أَدْبَهُمْ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِمْ لَئِنْ سَأَلْتُمْ عَنِ النَّاسِ فَقَدْ عَمُوا أَدْبَهُمْ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِمْ
 فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَرْجِعُونَ إِلَى كُفْرِهِمْ وَلَئِنْ سَأَلْتُمْ عَنِ النَّاسِ فَقَدْ عَمُوا أَدْبَهُمْ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِمْ لَئِنْ سَأَلْتُمْ عَنِ النَّاسِ فَقَدْ عَمُوا أَدْبَهُمْ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِمْ لَئِنْ سَأَلْتُمْ عَنِ النَّاسِ فَقَدْ عَمُوا أَدْبَهُمْ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِمْ
 کچھ سختی بیکارین اپنے رب کو اس کی طرف رجوع ہو کر پھر جہان چھپائی انکی اپنی طرف سے کچھ مہربانی کچھ لوگ ان میں
 اپنے رب کا شکر کیے بتانے کے منکر ہو جاویں ہمارے نزدیک سے سو کام چلاؤ اب اگر جان لو گے تو اللہ عزوجل
 کفار کی عا کو قبول فرمایا جب یہ بیکار ہوئے اس کی طرف اور قلم نظر کی انہوں نے اس کے سوا سے باوجود اس
 کہ اسکو معنوم ہے کہ یہ غفور شکر کی طرف عود کرینگے اور سوار وہ پیر ہے جو انسان کو غم میں ڈالے خواہ وہ
 کوئی چیز جو بعض نے کہا سوار سے ضرر دے بعض نے کہا جو مراد ہے اور یہ عطف عام کا ہے خاص کے
 اور زمین میں خلیفہ کرنے کو یہ مرد ہے کہ ایک قرن گزرنے کو بعد اس وقت اسکا قائم مقام کرتا ہے بعض نے کہا
 معنی یہ ہیں کہ تمہارے اولاد کو تمہارا نائب کرتا ہے بعض نے کہا معنی یہ ہیں کہ مگوز زمین میں جنوں کا
 جانشین بنایا ہے بعض نے کہا معنی یہ ہیں اور کرتا ہے مسلمانوں کو جانشین کافروں کے جو اترتے ہیں
 انکی زمینوں اور دیار میں کیا کوئی حاکم ہے جو مگو یہ جسم نعمتیں عطا کرتا ہے اللہ کے سوا تمہاری سوچ بہت
 کم ہے تو یہ کنایہ ہے بالکل سوچ نہ کرنے کی تو مراد یہ ہے کہ وہ بالکل سوچ نہیں کرتے کہا کرخی نے قلت
 کا لفظ نفی کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے اَمَّنْ يَقُولُ نَكْرَهُ فَيُطْلَقُ الْبَرُّ وَالْبِخْرُ وَمَنْ يُرْسَلُ
 الْبَيَاحُ بَشْرًا بَيْنَ يَدَيْهِ نَكْرَهُ فَيُطْلَقُ الْبَرُّ وَالْبِخْرُ وَمَنْ يُرْسَلُ الْبَيَاحُ بَشْرًا بَيْنَ يَدَيْهِ نَكْرَهُ فَيُطْلَقُ الْبَرُّ وَالْبِخْرُ وَمَنْ يُرْسَلُ
 تَمَكُّوْا اَنْذِرُوْا مِيْنَ خِجَلِ كَيْ اوردیا کے اور کون چلا تا ہے باوین خوشخبری لاتیان اسکی مہر سے آگے
 اب کوئی حاکم ہے اللہ کے ساتھ اللہ بہت اوپر ہے اس سے جو شرک یا بتاتے ہیں ف اللہ عزوجل
 اس آیت میں ارشاد فرماتا ہے کہ جب تکون اور دریاؤں کے اندھیروں میں تمہارے چلنے کے لیے
 جو دلائل سماویہ اور ارضیہ موجود ہیں یہ اللہ عزوجل کے سوا کسی اور نے بنائے ہیں نہیں انکو ہی نے تمہارا
 راہداری کے لیے پیدا کیا ہے جیسے فرمایا وَخَلَقْنَاكُمْ وَرَبَّالْبَنِي هُمْ يَقْتَدُونَ یعنی اور بنائے تیر
 اور تارے کو لوگ راہ پاتے ہیں لیکن راہ میں پتے رکھو کہ ہوں جاویں اور فرمایا وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ
 لَكُمْ النُّجُومَ لِتَهْتَدُوا بِهَا فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ قَدْ فَضَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ یعنی اور
 اسی نے بنا دیے تمکو تارے کہ ان سے راہ پاؤ اندھیروں میں جبکہ اور دریا کے تھنے کہوں سناؤ پتے اُن

لوگوں کو جو جانتے ہیں رحمت سے اس آیت میں وہ بادل مراد ہے جس میں مینہ ہو جسکو اللہ عزوجل ان لوگوں پر اتارتا ہے جو مخطوہ وہ ہوں اور اس پر ہو گئے ہوں فتح میں کہا ہے کہ بروجر کے ظلمات میں راہ دینے کو مراد یہ ہے کہ جب ہم بروجر کا سفر اپنے مقاصد کے لیے اختیار کرنے ہو تو انہیں سب سے راہوں میں وہ مکمل راہ دیتا ہے بعض نے کہا ظلمات برسے بگل کی اجاڑ میں مراد میں جن میں کوئی پتہ نہ ہو اور ظلمات بحر سے دریا کی لہیر مراد میں اور انکو تشبیہ کی ظلمات سے اس لیے کہ وہ ان کو ایسی چیز موجود نہیں ہوتی جو بدرقہ بنے بعض نے کہا معنی یہ ہیں کہ وہ نمکوات میں تاروں سے راہ دیتا ہے اور دن میں زمین کی علامات سے اور رحمت سے مضر مراد ہے اور معنی یہ ہیں کہ وہ مینہ کے اتارنے سے پہلے ہوا میں پھر نمک خوشی دلاتا ہے کیا کوئی حاکم ہے اللہ عزوجل کے ساتھ جو یہ کام کرے اور اسکا موجب ہو وہ متضرر اور مستحق ہے یہاں تک کہ وہ اسے جسکو یہ کفر رکھنے کے لیے ثابت کرے میں اَمِنْ يَبْدُو الْخَلْقِ ثُمَّ يُعِيدُهُمْ فِيْ ذِكْرِهِمْ مِنَ الشُّكْرِ فَذَلِكُمْ عَلٰى عِلْمِ اللّٰهِ قُلْ حَاقُوا بِرُوحِ الْكَوْثَرِ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ، بعد ازاں ہر کے بنانا ہے پھر اسکو دوہرا ہے اور کون روزی بنا ہے نمکوتان سے اور زمین کو اب کوئی حاکم ہے اللہ کے ساتھ تو کہہ لو اپنی مسخر اگر تم سچے ہو تو ایسے ہی ہو جاپنی قدرت اور سلطان کے ساتھ مخلوقات کو تم سے بنانا ہے پھر اسکو دوہرا ہے گے جیسے کہ دوسری آیت میں فرمایا اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ اِنَّهٗ هُوَ بَدِئُ الْوَحْيِ الْاَوَّلِ وَهُوَ بَدِئُ الْاٰخِرِ وَهُوَ بَدِئُ الْاَوَّلِ وَهُوَ بَدِئُ الْاٰخِرِ وَهُوَ بَدِئُ الْاَوَّلِ وَهُوَ بَدِئُ الْاٰخِرِ

یعنی اور وہی ہے جو پہلی بار بناتا ہے پھر اسکو دوہرا کرے اور وہ آسمان ہے اور پہلی کہاوت سے اوپر آسمان زمین میں اور وہ ہے زبردست حکمتوں والا اور آسمان زمین سے رزق دینے سے مراد یہ ہے کہ آسمان سے مینہ اتارتا ہے اور زمین سے کہانے کی چیزیں نکالتا ہے جیسے کہ اللہ عزوجل نے دوسری آیت میں فرمایا وَالسَّمَاءُ ذَاتُ الْاَرْنَجِمِ وَالْاَرْضُ ذَاتُ الْاَنْدَادِ یعنی قسم ہے آسمان مینہ والی کی اور زمین پہلنے والی کی یعنی زمین سے پھوٹ نکلتی ہے کہیتی اور درخت اور جیسے فرمایا يَعْلَمُ مَا يَكْسِبُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا جَانِبًا جَوَافًا

یہ آیت زمین اور جو اس سے نکلتا ہے اور جو اترتا ہے آسمان سے اور جو زمین سے اترتا ہے تو وہ تبارک تعالیٰ اتارتا ہے آسمان سے پانی پھر اسکو چلاتا ہے چشموں میں زمین کے پھر نکالتا ہے

اس کے کہیتی کہی کسی رنگ بدلتی اور جیسے فرمایا وَانْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَاصْبَأْ بِهٖ اَرْضًا فَاجْنَوْا فِيهَا
سَقٰی كُلُّوْا وَارْعَوْا اَنْفُسَكُمْ فَاِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِیْ النُّهٰی یعنی اُنکا راءد عزوجل نے آسمان سے
پانی پھر نکالے تھو اس سے بہات بہات کی سبزی اور پھنے فرمایا کہا واور چراؤ اپنے چوپایوں کو البتہ اس میں پنے نیز
عقل رکھنے والوں کو وہنڈا فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰدِقِ یعنی بھلا کوئی اور حاکم ہے امد عزوجل کے ساتھ جو یہ کام کرتا
ہے اور اگر یہ معنی کیے جاویں بھلا جو سرے سے بناتا ہے مخلوق کو پھر اسکو دہرانا ہے اور جو تھو آسمان زمین
سے روزی دیتا ہے برابر ہے یہ اور وہ جو یہ کام نہ کرے تو جحد الاربع اللہ کے یہ معنی ہو گئے بھلا کوئی حاکم ہے
امد عزوجل کے ساتھ اس ثبوت کے بعد لے آوا اپنی سند اور انہوں کی عبادت پر اگر تم اس میں سچے ہو اور یہ بات
معلوم ہے کہ ان کے پاس کوئی حجت نہیں اور نہ برہان جیسے امد عزوجل نے فرمایا وَمَنْ يَّكَذِّبْ عَمَّا لِلّٰهِ الْبَیِّنٰتِ
اٰخَرُ لَا يَرْجُوْا حِسَابًا عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يَقْبَلُ الْکٰفِرِیْنَ یعنی اور جو کوئی بکارے
امد کے ساتھ دوسرے حاکم جس کی بند نہیں اس کے پاس اس کا حساب ہو اس کے رب کا نزدیک بیشک بھلا نہ
پاویں گے منکر فتح کا بیان کا کشف یہ ہے کہ کفار مکہ ہات کی آزاری تھے کہ امد عزوجل ہی خالق ہے تو امد عزوجل
نے انکو لازمی طور پر فرمایا کہ جو شخص پہلے بد بنا نے پر قادر ہے وہ دوسری بار بنانے پر بھی قادر ہے اور فرمایا
تَمَّ کُوْی حِجَّتْ عَقْلِیْ بِاَنْتَی بِلَانِی اِنَّہٗ امد عزوجل کا کوئی شریک ہے یا یہ معنی کہ اپنی سند پیش کر دیا ہے کہ کوئی دوسرے
صانع ہے جو یہ کام کرتا ہے اگر تم سچے ہو اس میں کہ امد سچا نہ کے ساتھ اور حاکم ہے جس نے بنائی کوئی چیز
اشیاء مذکورہ سے اور اس آیت میں تنکیت ہو کفار کے لیے تہکم ہے انکو ساتھ اور کفار نے حضرت صلے امد
علیہ آرو سلم سے قیامت کو قائم ہونے کا وقت دریافت کیا تب یہ آیت اتری قُلْ لَا یَعْلَمُ مَنْ
فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا اللّٰهُ وَمَا یُنۢصِرُہٗوْنَ اِلَّا اَنْ اَیَّٰنَ یَّبْعَثُوْنَ۔ بَلِ اِنَّکَ عَلَیۡہُمْ فِی
اَلْاٰخِرَةِ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّقِیۡمٌ اَبَلْ ہُمْ مِنْہَا عَمُوۡنَ۔ تو کہہ خبر نہیں رکھتا ہے جو کوئی ہے
آسمان وزمین میں چھپی چیز کی مگر امد اور انکو خبر نہیں کہ بلبلے جاویں گے بلکہ ہار گئے انکی دریافت آخرت
میں بلکہ انکو دہو کا ہے اس میں بلکہ وہ اس سے اندر ہے میں ف یعنی عقل دوڑا کر نہک گئے آخرت
کی حقیقت نہ پایا کہی شک کے سہ میں کہی منکر ہوتے ہیں ف امد عزوجل ان آیات میں اپنے
پیغمبر کو حکم کرتا ہے کہ سب لوگوں کو یہ کہہ دے خبر نہیں کہتا جو کوئی ہے آسمان اور زمین چھپی چیز کی مگر
امد اور استثناء منقطع ہے کیونکہ وہی وحدہ لا شریک فیہ علم میں متفرد ہے جیسے اُنہی فرمایا

وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْفُطُ مِنْ دَرَكَةٍ لَا يَعْلَمُهَا
وَلَا حَافِيَةٌ فِي ظِلْمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا دَرْجٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ یعنی اور سی پاس کنجیان ہیں
غیب کی انکو کوئی نہیں جانتا اسکے سوا اور وہ جانتا ہے جو جھگل اور دریا میں اور نہیں جہنم کوئی بات
جو وہ نہیں جانتا اور نہ کوئی دانہ زمین کے اندھیروں میں اور نہ ہر نہ سو کہا جو نہیں کہلی کتاب میں یعنی نور
محفوظ میں اور جیسے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَنْحَامِ وَمَا
تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْتُمُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ اَرْضٍ مَّوْتٌ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ یعنی
اسے جو ہر اس پاس ہر قیامت کی خبر اور اتارنا ہے مینہ اور جانتا ہے جو ہر مان کے پیٹ میں اور کوئی
جی نہیں جانتا کیا کریگا کل اور کوئی جی نہیں جانتا کس میں مر گیا تحقیق اللہ سب جانتا ہے خبر دار اور
آیات اس باب میں بہت ہیں اور یہ جو فرمایا اور انکو خبر نہیں کب جلائے جاوینگے یعنی مخلوقات جو
اسماں اور زمینوں میں آباد ہے ساعت کے وقت سے یہ خبر ہے جیسے اُس نے دوسرے مقام میں فرمایا
نَفَعْتُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ لَأَنبِيَاءِكُمْ اَلَا بُعِثْتُ لَكُمْ نَذِيرًا كَذَلِكَ حَفِيفٌ عَلَيْنَا قُلْ اِنَّمَا
عِلْمُنَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ یعنی تجہ سے پوچھتے ہیں قیامت کس وقت ہر اس کل
بھیڑو تو کہہ سکی خبر تو ہے میری وہی پاس ہی کہول کہا دیکھا اسکو اپنے وقت پر بیماریات ہر آسمان
وزمین میں تیرے آوے گی تو بخیر آوے گی تجہ سے پوچھنے لگو میں گویا کہ تو اسکا تالاشی ہے تو کہہ سکی خبر ہے
خاص اللہ پاس لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے کہتے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روی ہے کہ انہوں نے کہا جو شخص
دعوے کرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کل کی بات جانتے ہیں تو اُسے اللہ عزوجل پر سخت جھوٹ
باندھا اسلئے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ
رَوَاہُ ابْنُ ابْنِ مَاجَہُ اور کہا قتادہ نے اللہ عزوجل نے تاروں کو تین کاموں کے لیے بنایا آسمان
کی زینت کو لیے اور راہوں کے پتے اور پہنیکار و سطح شیطانون کے پھر جسے تاروں کو ان تینوں ک
سوا کسی اور مطلب کے وہ طے سمجھا تو اُس نے اپنی راہ قائم کی اور وہ اپنا حصہ بھول گیا اور
اوس نے اپنا نصیب ضائع کیا اور تکلف کیا اسپر کے لیے جسکی اسکو خبر نہیں ہے اور اکثر لوگ
جو اللہ عزوجل کے حکم سے جاہل ہیں انہوں نے اُن تاروں سے کہانت نکالی ہے اور کہتے ہیں جو
شخص باہر کے حال دیکھ فلاں فلاں کہتا ہے اور جو سفر کرے حال دیکھ فلاں فلاں

فلان برج میں ہو تو وہ ایسا ہے اور جو پیدا ہو اور فلان تہارہ فلان برج میں ہو تو وہ ایسا ہے اور قسم ہے
 اللہ عزوجل کے بقا کہ کوئی تہارہ نہیں ہے مگر اس میں سرخ اور سیاہ اور سپت قد اور دراز قد اور حسن اور قبح سب
 خارج کے پیدا ہوتے ہیں اور امتحان سے اس میں یہ وہ اس طرح کو غیب کی بات کی کچھ خبر نہیں ہے اور اللہ
 عزوجل نے فیصلہ کر دیا ہے اس طرح کہ خبر نہیں کہتا آسمان و زمین میں کوئی مگر اللہ اور انکو خبر نہیں کب
 جنائے جاوینگے **وَاَنْ اَبْنٰی سَاخِوْہُ جِیْرٌ وَّجِیْرٌ** اور یہ کلام جلیل ستین صریح ہے اور یہ جو فرمایا بلکہ
 بارگاہی انکی دریافت آخرت کباب میں تو معنی یہ ہیں کہ بس ہو گیا ان کا علم اور تہک گیا اسکے وقت کی
 معرفت اور دوسروں کو ٹپا ہے بلکہ **اِنَّکُمْ عَلَیْہِمْ لَیْسَ بِاَنْکُمْ عَلَیْہِمْ لَیْسَ بِاَنْکُمْ عَلَیْہِمْ** یعنی براۓ علم کو کون کا قیامت کبارے میں جیسے صحیح
 مسلمین مروی ہو کہ جب حضرت جبریل نے حضرت سے قیامت کا وقت پوچھا تو آپ نے فرمایا **مَّا**
اَلَمْ تَعْلَمْ **فَیَحْشَاہَا عَلَیْہِمْ** **مِنَ السَّآئِلِ** یعنی سائل اور سؤل کا علم قیامت کا وقت دریافت کرنے سے عاجز ہونے
 میں برابر ہے اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ ادارک بمعنی غائب ہے یعنی قیامت کبار کو
 میں انکی دریافت غائب ہے اور قتادہ نے کہا قیامت کبارے میں انکا علم نافذ نہیں ہوا یہ ایک قول
 ہے اور عطاء خراسانی نے ابن عباسؓ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ نقل کیا کہ قیامت کو وہ اس وقت جانتر
 ہیں جب اسکا جانا سفید نہ ہو **وَاَنْ اَبْنٰی سَاخِوْہُ جِیْرٌ وَّجِیْرٌ** اور یہی قول ہے عطاء خراسانی اور سدی کا کہ انکا علم قیامت
 کے بارے میں قیامت کبار پورا ہو جاوے گا جہاں انکو یہ کچھ فائدہ نہ دیوے جیسے اللہ عزوجل نے
 دوسری آیت میں فرمایا **اَسْمِعْہُمْ وَابْصِرْہُمْ یَوْمَ یَا تُؤْتِنَا لَیْکِنَ الظَّالِمُوْنَ اَلْیَوْمَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ**
 یعنی کیا سنستے دیکھتے ہونگے جس دن آوینگے ہمارے پاس رہے ایضاً آج کے دن صریح بھیکتے ہیں
 اور حسن بصری اس آیت کو یوں پڑھتے تھے بلکہ **اِنَّکُمْ عَلَیْہِمْ لَیْسَ بِاَنْکُمْ عَلَیْہِمْ** یعنی جب وہ آخرت کو دیکھیں گے تو انکا
 دنیا کے باری میں جواب علم ہے بیکار ہو جاوے گا اور یہ جو فرمایا **اِنَّکُمْ عَلَیْہِمْ لَیْسَ بِاَنْکُمْ عَلَیْہِمْ**
 جس کفار کی طرف راجع ہے اور یہ اللہ عزوجل کا قول ایسا ہے جیسے اللہ عزوجل نے دوسرے مقام میں فرمایا
وَعَرَّضُوْا عَلٰی رَیْکَ لَعْنًا حِثُّوْنَا اَنَّا اَخْلَقْنَا کُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ بَلْ نَعْتَمُّ اَنْ کُنْ تَجْعَلْ لَّکُمْ
مَوْعِدًا اور سامنے آئی تیرے ریکے قطار کر کو آپہنچے تم ہمارے پاس جیسا کہ بنایا تھا تمکو پہلی بار نہیں
 تم بتاتے تھے کہ نہ ٹھہراؤ میں ہم تمہارا کوئی وعدہ اور سیاہی بھی فرمایا بلکہ وہ کافر شک میں ہیں قیامت سے بلکہ
 اندازے میں ہیں اور بڑی جہالت میں قیامت کبار اور ارشاد شان سے فتح کا بیان یہ ہے کہ استثنا

مستقطع ہوا دے سے یہ ہیں کہ آسمانوں و زمین میں جو ملائکہ اور انسان غیر موجود ہیں ان میں سے کوئی شخص اگرچہ
 کو نہیں جانتا جسکو اللہ عزوجل نے اپنے واسطے پسند کر لیا لیکن اللہ عزوجل اس کا عالم ہے اور الا کا بعد تقسیم کی لغت
 پر مرفوع ہے جیسے شاعر کے اس قول میں **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** بعض نے کہا آیت کے معنی یہ ہیں ہزار
 اربا تین ان کو گویا کہ پوشیدہ امور جو آسمان و زمین میں ہیں اور وہ ہر شیا جو آسمان و زمین میں ظاہر ہوتی ہیں
 انکو اللہ عزوجل بخوبی اور سہولت سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں نے میں جو شخص ان میں سے ایک بات بھی
 کرے تو اسکو اللہ عزوجل سخت جھوٹ بنا دے اور فرمایا حدیث کہ آخر میں اور جو شخص کہہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کو ان کو خبر دیتے تو اس امر کی جو کل کو ہو گا تو اسکو اللہ سخت افسر ابانتا اور اللہ عزوجل بتیوں فرما
 ہے **قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** اور ادارک اصل میں تدارک ہے باب تفاعل سے بعض نے پوچھا اور تشریح اور
 سے اسکو لام بل کی فتح اور تشدید وال شکلی پڑا گیا ہے اور درک کو استفہام کے طور پر بھی پڑا گیا ہے
 اور تدارک بھی پڑا گیا ہے تاکہ اثبات کو ساتھ اور آیت کو معنی یہ ہیں بلکہ کامل ہو گیا ہے انکا علم آخرت کے
 باب میں کیونکہ انہوں نے دیکھ لیا جو انکو وعدہ یا جاتا تھا اور اسکا معائنہ کر لیا بعض نے کہا ادارک بمعنی
 و تلاحق ہو یعنی ادارک ہے انکا علم قیامت کو دریافت میں اور قرات ثانیہ کی صورت میں یہ معنی ہونگے پورا
 ہو جاوے گا انکا علم معائنہ کے ساتھ و لیکن اسوقت یہ علم فائدہ بخش نہ ہو گا کیونکہ وہ دنیا میں جھٹلانے والوں کے
 سے کہ ادارک بزجل نے یہ انکار ہے اپنے اور سپر دلیل ہے کہ اسکے بعد اللہ عزوجل نے فرمایا ہے بلکہ وہ اس سے
 اندھے ہیں اور مطلب یہ کہ انکی دریافت آخرت کی دریافت کو نہیں پہنچتی بعض نے کہا معنی یہ ہیں کہ
 بلکہ کم ہو اور غائب ہو انکا علم آخرت کو بارے میں تو انکو آخرت کی کچھ خبر نہیں ہے اور تیسرے قرات
 کے وہی معنی ہیں جو قرات اولی کے ہیں کیونکہ باب تفاعل اور تفاعل کا کہی ایک ہی معنی ہوتا ہے اور اگر
 آیت میں اللہ عزوجل نے بیان کیا ہے کہ وہ آخرت کو اسکو حاصل میں کہ کسی ایسی چیز کو حاصل نہیں کرتے جو
 انکو قیامت پہنچا یقین دلاوین تو جسے بل ادارک علمہم کے یہ معنی کیے ہیں کہ انکا علم کامل ہو جاوے گا اور
 پورا ہو جائے گا قیامت کو دیکھ کر تو اسکو اللہ عزوجل کے قول بل ثم فی شک
 سنہا کے یہ معنی کرنے ہونگے بلکہ وہ شک میں ہونگے اسچیز سے جسپر وہ دنیا میں تھے اور جسکو کہا بل ادارک
 علمہم تہر ہے کفار کے ساتھ اور تکبیر ہوا انکے لیے وہ اللہ عزوجل کے قول **بَلْهُمْ فِي شَكٍّ مِنْهَا**
 کو دنیا کے ساتھ مقید کرنے کا معنی نہیں ہے اور جب اللہ عزوجل نے بیان فرمایا کہ مشرک قیامت سے

شک میں ہیں اور دلائل آخرت میں نظر کرنے میں وہ نابینا ہیں تو چاہا کہ انکا اصل شبہ بیان کرے اور وہ صرف انکا استبعاد ہے مردوں کے زندہ کرنے میں انکو سہی ہونے کے پیچھے تو فرمایا وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا اَئِنَّ اَكُنَّا تُرَابًا وَّ اَبَا وَاٰنَا اَبْنَا الْحُرُوجُ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا اَلْحَقُّ وَاَبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَا اِلَّا اَسَاطِيرُ الْاَوَّلِينَ فَاَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ وَلَا تَحْسَبَنَّ عَلَيْهِمْ ۝ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَلٰلٍ مِّمَّنْ يَكْفُرُوْنَ ۝ اور بولے وہ جو منکر ہیں کیا جب ہم ہو گئے مٹی اور ہمارے باپ دادا کیا ہم کو زمین سے نکالنا ہے وعدہ مل چکا ہے اسکا ہمو اور ہمارے باپ دادا کو آگے سر اور کچھ نہیں یہ نقلیں ہیں انگوٹن کی تو کہہ پھر ملک میں تو دیکھو کیسا ہوا آخر کام گنہگاروں کا اور عزم نہ کیا اُنہ پر اور نہ وہ خفگی میں اُنکے داؤ بنانے سے **سوف** السعد عزوجل ان آیات میں مشرکوں میں سے منکروں کو بعث کا شبہ بیان فرماتا ہے کہ وہ عباد کے دوبارہ پیدا ہونے کو بڈیان اور مٹی ہونے کے پیچھے عقل سے وہ سمجھتے ہیں پھر فرمایا کہ وہ کہتے ہیں وعدہ مل چکا ہے اسکا ہمو اور ہمارے باپ دادا کو آگے سے یعنی ہم ہمیشہ شنتے رہیں اور ہمارے باپ دادا کو اسکی حقیقت اور وقوع ہمو تاہنوز نظر نہیں آیا اعادہ بدلتا کہ یہ وعدہ تو انگوٹن کی نقلیں ہیں جسکو ایک دوسرے کی کتابوں سے لیتے چلے آئے ہیں یہ وعدہ سچ نہیں ہے السعد عزوجل نے انکو اس پر خیاں کھجا انہوں نے سعاد کرنے ہو نیکی نسبت کیا جواب دینا ہے اور فرماتا ہے تو کہہ ۱ محمدؐ ان کافروں کو پھر و ملک میں اور دیکھو کیونکہ آخر کام اور انجام ان لوگوں کا جہنوں نے اپنے پیغمبرؐ کو جھٹلایا اور تکذیب کی انہوں نے سچپن کی جھٹلو السعد عزوجل کی طرف سے لائی امرعات وغیرہ سے اور کیونکہ اُنہ السعد عزوجل کا عذاب اور نعمت اور نکال اتر اور نکال لیا اُنکے درمیان سے السعد عزوجل نے اپنے رسل کرام کو اور ان لوگوں کو جنہوں نے مسلمانوں سے انکی تابعداری کی اس سے اُنکو معلوم ہو جاوے گا کہ جس پیغمبر کرام السعد تعالیٰ کی طرف سے لائی تھے وہ حق وصدق تھا پر اپنے پیغمبر کو تسلی دینے کے لیے فرمایا اور نہ نہ کر اپنے جہنوں نے قرآن مجید کو جھٹلایا اور نہ پچھتا اُنہ اور نہ ہلاک کر اُنکے واسطہ اپنی جان پچھتا پچھتا کر اور نہ وہ خفگی میں اُنکے داؤ بنانے سے جو وہ تیری ہلاکت کے لیے بدگامی کرتے ہیں اور قرآن مجید کو رد کرتے ہیں کیونکہ السعد عزوجل تیرا مددگار اور ناصر ہے اور غائب کرنے والا ہو تیرے دین کو ان لوگوں پر جو مشاق و مغارب میں اُسکے مخالف معاند ہیں فتح کا بیان یہ ہے کہ کفار نے انکار کیا اور بعید جانا قبروں سے زندہ ہو کر نکلنے کو مٹی ہونے کے بعد پھر اس استبعاد کو کہ

سو کہ کیا سچیز کے ساتھ جودہ تکذیب ہے بعثت کی اور بولے ہو کہ وعدہ ملا منے کر بعد جی اٹھنے کا اور ہمارے پاس
 داؤدوں کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وعدہ تھوڑے سے پہلے اور اس وعدہ پر کئی زمانے گزر چکے پر تا دم حال کوئی چیز
 اس وعدہ کو قیام نہیں ہوئی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وعدہ کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور جملہ ابن ابی
 الایہ مستانفہ ہے جو چلا یا گیا ہے ان کا انکار ثابت کرنے کو لیے کہ وہ یہی کہتے ہیں اور اس جملہ کو مشرور
 کیا قسم سے زیادہ تقریر کے واسطے اور لفظ اساطیر کے معنی کی تحقیق سورہ مومنوں میں گزر چکی ہے اللہ عزوجل
 انکو ڈرایا اخبار بالبعث کہ نہ قبول کرنے پر جبکہ اللہ عزوجل کی طرف سے لایا اور انکو حکم کیا کہ اہم سابقہ کے
 احوال میں غور کریں جنہوں نے اپنے پیغمبر کو جھٹلایا اور نظر کریں سچیز میں جسکے ساتھ وہ عذاب لے گئے
 اور دیکھیں اوسکا آخر کام اور سر انجام کیا ہوا اور فرمایا قل نسیبہ فی الابرار فانظروا کیف کان
 عاقبتہم فی الآخرة اور نظر کے معنی یہ ہیں کہ انکے آثار کو انہوں سے دیکھیں اسلئے کہ انکو ہونے چاہیے
 میں زیادہ عبرت ہوتی ہے اور ولی الابصار کے لیے یہ دیکھنا کافی ہو جاتا ہے بعض نے کہا معنی یہ ہیں
 اپنے دلوں میں غور کریں کیونکہ ہوا انجام کار پیغمبروں کے جھٹلانے والوں کا لیکن معنی اول زیادہ
 ظاہر ہیں اسلئے کہ اللہ عزوجل نے انکو حکم دیا زمین میں بہرنے کا اور اس میں تہدید ہے انکو واسطے
 تکذیب پر اور انکو ڈرایا ہے اس پر کہ اترے گا اُنپر بھی ایسا ہی عذاب جو ان سے پہلے رسولوں کے جھٹلانے
 والوں پر اُترا حقن کا سبب یا تو فوت ہونا کسی امر کا ہوتا ہے زمانہ گذشتہ میں یا اسید ہوتی ہے کسی مکروہ
 کے واقع ہونے کا زمانہ آئندہ میں اور معنی یہ ہیں غم نہ کہا سپر کہ کفار زمانہ ماضی میں ایمان نہیں لائے
 اور نہ فکر انکے داؤ کا زمانہ آئندہ میں ضیق کہتے ہیں حرج کو اور حرج کے معنی ہیں تنگی کے اور
 بڑا گیا ہے لاکن ساتھ ثابت رکھنے نون کے مقام میں اصل پر اور اس مضارع سے قرآن مجید
 میں نون مخذوف ہے نو مقام تو اُنسے ایسی ہیں جن میں مضارع کا شروع تا سے ہو اور آئندہ میں یا
 سے اور دو میں نون تکلم سے اور ایک میں ہمزہ سے اور وہ اللہ عزوجل کا یہ قول ہے وَلَمْ أَكُ
 بَشَرًا اَوْ اٰیٰتِ وَلَا اٰیٰتِ فِیْ حَقِّقِ مِمَّا یُکْرِوْنَ کِی تفسیر سورہ نحل کے آخر میں گزر چکی وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی
 هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۔ قُلْ عَسٰی اَنْ یَّکُوْنَ رَدِیْفٌ لَّکُمْ مِمَّا بَعْضُ الَّذِیْ
 لَسْتُمْ یَعْمَلُوْنَ ۔ وَاِنْ رَکِبْتَ لَدُوْ فَضِّلْ عَلَی النَّاسِ وَلٰکِنْ اَکْثَرُهُمْ لَا یَشْكُرُوْنَ ۔ وَرَکِبَ
 رَکِبَ لَیَعْلَمَ مِمَّا تَکُنْ صُدُوْرُهُمْ وَمَا یَعْمَلُوْنَ ۔ وَمِمَّا مِنْ عَلٰی کِبٰرٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

جو لوگ رات اور دن میں عمل کرتے ہیں اور کتاب میں سے لوح محفوظ مراد ہے اور غائبہ وہ صفات غلبہ میں ہے اور تار سہنیں کے لیے ہے جیسے راویہ اور علامہ میں اور بعض نے کہا ہے وہ تار ہے جو مصادر پر داخل ہوتی ہے جیسو عاقبت اور عاقبت میں کہا رنخشری نے اور اسی کی مثل ہے ذبیحہ اور فطیخہ اور ریتہ اس امر میں کہ یہ اسرار میں صفات نہیں ہیں کہا حسن نے غائبہ سے یہاں قیامت مراد ہے اور کہا مقاتل نے جس عذاب کو یہ جلد طلب کرتے ہیں اسکا علم الصدع و جل کے پاس ظاہر ہے اگرچہ مخلوق پوشیدہ ہے اور کہا ابن شجرہ نے غائبہ سے اسجگہ تمام وہ چیزیں مراد ہیں جنکو الصدع و جل نے مخلوق سے پوشیدہ اور غائب رکھا ہے وہ درج ہیں لوح محفوظ میں کیونکہ اس پر ان میں کی کوئی چیز مخفی رہ سکتی ہے اور جملہ ان شخصیات کے عذاب ہے جسکو یہ طلب کرتے ہیں اور وہ وقت ہوا ایک مقرر وقت کو ساتھ اور اسکا علم الصدع و جل کے پاس ہے پھر سطح یہ سکی جل مضروب ہو قبل اسکو طلب کرتے ہیں اور کہا ابن عباس رضی نے آسمان و زمین میں کوئی چیز کہلی اور چھپی نہیں ہے مگر وہ اسکو جانتا ہے إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَقْصُّ عَلَى بَنِي إِسْرَءِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ . وَإِنَّهُ لَهْدَىٰ وَرَحْمَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ . إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهِ . هُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ . تَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ مَا لَكَ لَا تَسْمَعُ لِمَقُولِ وَلَا تَسْمَعُ الصَّخْرَ إِذَا دَعَا إِلَىٰ وَكُودًا مِّنْ دُونِ . وَمَا أَنْتَ بِطَائِفٍ لِّعَنِ ضَلَالَتِهِمْ إِنَّهُمْ لَأُولَٰئِئِمَّنْ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُونَ . یہ قرآن سناتا ہے بنی اسرائیل کو اکثر چیزیں جہیں وہ پہنچ رہے ہیں اور یہ سوجہ ہے اور مہر ہے ایمان والوں کو تیرا رب ان میں فیصلہ کرے اپنی حکومت سے اور وہی ہے زبردست سب جانتا سو تو بہر و سا کر الصد پر بیشک ہو چکے اور مہر تو نہیں سنا سکتا نہ وہ کو اور نہیں سنا سکتا نہ وہ کو جب یہ وہ مچھ دیکر اور نہ تو دکھا سکے اندھوں کو حیثہ سو چلین تو تو ستا تا ہی اسکو جو یقین کہتا ہو ہماری بات تو پھر سو وہ علم بردار ہیں ف اکثر وہ چیزیں جہیں پہنچ رہے ہیں تو بعضے قصو کی انکراہان کئی طرح روایت تھی اس میں اسی طرح فرمایا صحیح تھا اکثر عقیدہ اکثر مسئلے اس میں اطراف اشاری کر دے اپنے معلوم ہوا کہ صحیح ہی تھا کہا حافظ ابن کثیر نے الصدع و جل اپنی کتاب عزیز اور حسن ہدایت اور بیان اور فرقان پر وہ شامل ہے کی طرف سے خبر دیتا ہے کہ یہ قرآن حالین تورات و انجیل کو سناتا ہے اکثر وہ چیزیں جنہیں اختلاف کرتے ہیں جیسو وہ علیہ علیہ السلام کے بارے میں مختلف اقوال ہیں یہو و علیہ علیہ السلام کے بارے میں مقرر ہیں اور عیسائی حدیث سجاد ہیں اور قرآن مجید نے علیہ علیہ السلام کے مقدمہ میں قول وسط حق عدل

بیان کیا اور وہ کہ حضرت علیہ السلام ایک نئے ہیں اللہ عزوجل کے بندوں اور نبیوں اور اسکے رسول کام علیہم افضل الخیرہ وسلم میں جو جیسے کہ دوسری جگہ فرمایا ذلک عیسیٰ ابن مریم قول الحق الذی فیہ یمتروں یعنی یہ قصہ ہر جیسے مریم کے بیچ کا رجوع ہے بیان کیا ایسی بات حسین لوگ جبرائیل میں آوریہ جو فرمایا وَاِنَّ الْبُحْرَيْنِ لَمَلُومَيْنِ تَوَّاسُکَ یَمْنُوْهُنِ کہ یہ کتاب مومنوں کے دلون کو لیے ہریت ہو اور رحمت ہو انکے لیے عملیات میں بہ فرمایا اِنَّ ذٰلِكَ یَفْضِلُ بَیْنَهُمْ الْاٰیۃ یعنی تیرا پانین قیامت کے دن فیصلہ کرے گا اپنی حکومت سے وہ عزیز ہے تمام لینے میں اور علیم ہے اپنی بند و فکر افعال اور اقوال سے سو تو بہرہ و ساء اللہ عزوجل پر اپنے جمیع امور میں اور پیچا دے اپنے رب کا پیغام تو ہی کہہ راہ پر ہے اگرچہ تیری مخالفت کرے جو بہ سخت ازلی ہو اور ثابت ہو گیا ہے ہر کلمہ عذاب کا اور وہ ایمان لاوے گا و لہذا فرمایا اِنَّکَ لَا تُشْعِمُ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی تو مردوں کو نہیں سنا سکتا وہ چیز جو انکے لیے مفید ہے ایسی ہی ان لوگوں کے دل پر رہے ہیں اور انکے کانوں میں بوجہ ہے و لہذا فرمایا وَلَا تُشْعِمُ الضَّالِّیْنَ اِذَا وَلُّوْا مُدْرِیْنَ وَمَا اَنْتَ بِمُعَادِیَ الْعَصِیِّ عَنْ صَلَاحٍ اَلَمْ یَسْمَعُوْا اِنَّ شَرْحَ لَآ اَمَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ فقہ میں کہا ہے کہ آیت میں بنی اسرائیل سے وہ اہل کتاب برادر ہیں جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں موجود تھے قصیر اور تعصیب کے ساتھ اور سواطی خاص کیا اکثر کو ساتھ ذکر کے اور فرمایا اکثر الذی ہم فیہ یختلفون اور اہل کتاب مختلف ہیں تشبیہ و تنزیہ میں اور بہشت اور دوزخ کے احوال میں اور عزیر اور سیم علیہما السلام میں اور اسلئے کہ اہل کتاب مختلف فرق ہیں اور تعدد کردہ جن میں سے ایک دوسرے پر طاعن ہے اور بعض بعض سے تبری ہی ہیں اللہ عزوجل نے قرآن مجید کو اس حق کے ظاہر کرنے کے لیے اوتارا جس میں وہ مختلف ہیں پہلے اگر وہ قرآن مجید پر عمل کریں تو ضرور پادین آئیں وہ راہ جو انکے اختلاف کا رافع ہوتا اور انکے تفرق کا دفع اور یہ قرآن ضرور سچانے والا ہے سچنے سے اور سچا دے عذاب سے انکے لیے جنہوں سے مانا اللہ کو اور اتباع کی اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور اللہ عزوجل نے خاص کیا مومنوں کو کیونکہ وہی مستفید ہیں قرآن سے اور جنہوں نے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے بنی اسرائیل میں سے اور تیرا رب فیصلہ کرے گا انکے درمیان جیسے فیصلہ کرے گا انکے غیر میں قیامت کو دن پہرہ جزا و عذاب سبباز کو اور سزا دے گا مبطل کو پہرہ قدرت دیگا کسی شخص کو اپنی مخالفت کی جیسے کفار نے دنیا میں مخالفت کی ابیہار اور رسول کام علیہم افضل الصلوٰۃ والسلام کی بعض نے کہا معنی یہ ہیں کہ فیصلہ کرے گا انکے درمیان دنیا میں

اسطرح کہ ظاہر کر گیا ان باتوں کو جو انہوں نے بدل دین اور حق بمعنی عدل اور حق اور محکوم بہ کے ہو اور وہ عزوجل
ہے جو نہیں مغلوب ہوتا جانتا ہے جو وہ فیصلہ کر گیا یا علیم بمعنی کثیر العلم ہے پھر اللہ عزوجل نے حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کل اور کفار کی پرواہ نہ کرنے کا ارشاد فرمایا اور فرمایا فَمَنْ عَمِلْ عَمَلًا فَاتَّبِعْهُ يَكُنْ مِنْكُمْ
یہ یعنی امر مرتب ہے سپر حبیب کا ذکر ہو چکا کیونکہ یہ اوصاف ہر فرد پر یہ بات ثابت کرتی ہیں کہ ہر ایک اپنے جمیع
امور کو اسی کی سپر دکرے اور اس جملہ کے یہ معنی ہیں اور تو سو نہی اسی کو اپنا کام اور اسی پر اعتماد کر ایسے کہ وہ تیرا
ناصر ہے پھر اسکی دو علتیں بیان کیں پہلی تو یہ کہ تو کہنے لگا رہا ہے اور میں علی الحق امین میں بمعنی ظاہر
ہے بعض نے کہا بلکہ بمعنی ظہر ہے اور حق میں سے مراد دین واضح ہے جس میں کسی قسم کا شبہ نہ ہو اور اس
علت کو معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص صاحب حق ہو وہ اللہ عزوجل پر بہرہ و سارے اور اسکی نصرت اور اسکی تائید
اور حفاظت کا خواستگار ہے اور دوسری علت یہ ہے کہ تو نہیں سنا سکتا مردوں کو اور وہ کفار ہیں جبرہ
دل میں اور میں اللہ عزوجل نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طمع کو بالکل قطع کر دیا ہے انکی متابعت
اور معاونت سے اور اللہ عزوجل نے اس آیت میں کفار کو تشبیہی مردوں کے ساتھ جو بے حواس رہے
عقل ہوتے ہیں اور بہرون کے ساتھ جو غیظ نہیں سنتے اور نہ اللہ عزوجل کے طرف بلانے کو ماننے سے
اور یہ جو فرمایا اِذَا كُنَّا اَمْلُ مِنْهُمْ تَوَّاسُكُمُ یعنی ہمیں کہ بہر تو پکار نہیں سن سکتا جب متوجہ ہو اور وہ کہہ کر
سنے کا جب حق ہو معرض اور مدبر ہو کہا قاتلہ نے بہرہ جب پیشہ دیکر جاتا ہو اور تو اسکو پکارے تو وہ
تیرا بلانا نہیں سنتا اسی طرح کفار ایمان کی طرف دعوت کو نہیں سنتے اور سماع موتی کی نفی کے ظاہر سے تو عموم
معلوم ہوتا ہے تو اس عموم سے خاص نہ ہوگی مگر وہی صورت جو حدیث میں وارد ہے جیسے بخاری میں مذکور
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کافروں کو مخاطب فرمایا جو جنگ بدر میں مقتول ہو کر کنوئیں
میں پہنکے یہ تہو اور حضرت عمرؓ نے عرض کی ہے رسول اللہ کے آپا جسے جسموں سے بات کرتے ہیں جنہیں
روح نہیں ہو اور اسی طرح مخصوص ہوگی اس عموم سے وہ صورت جو وارد ہوئی ہے کہ مردمان لوگوں کی
جو تمہیں کما آواز سنتا ہے جو سکودفن کر کے وہیں ہوتے ہیں پھر اللہ عزوجل نے کفار کے لیے اندھونہ
کی مثال بیان فرمائی اور فرمایا وَمَا اَنْتَ بِطَلٰى الْعَمٰى عَنْ ضَلٰلٰتِہِمْ یعنی تو اس شخص کو جسکو اللہ
عزوجل نے حق سے اندھا کر دیا اسی راہ نہیں دے سکتا جو انکو مقصود تک پہنچا دیوے اور وہ ارشاد جو موصول
الی المطلوب ہے ایمان ہو اور یہ تیرا کام نہیں اور اسی کی مثل ہے اللہ عزوجل کا یہ قول اِنَّكَ لَا تَهْدِي

مَنْ أَحْبَبْتُ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ یعنی تو را ہر نہیں لانا جسکو چاہے پر
 اللہ پر لاوے جسکو چاہے اور وہی جو چاہے ہے جو راہ پر آونیکے جہود کی قرارت میں لفظ مادی کی طرف
 ہے اور مادی کو تنوین کے ساتھ ہی پڑھا گیا ہے اور ایک قرارت میں تہدی ہر فعل مضارع کے ساتھ اور
 عبد اللہ بن مسعود کی قرارت میں ہے وَمَا أَنْ يَهْدِيَهُ الْعَمَىٰ بِهٖ فَرَمَا إِنَّ تُنْكِمُ الْاَيْدِيَّ یعنی تو تو سنا تا ہر
 ان لوگوں کو جو اللہ عزوجل کے علم میں قرآن مجید کے صدق ہیں اور نہ انکو جو منکر ہیں ہر اللہ عزوجل نے شرط
 ساعت اور اسکے ہول کے کچھ حصہ بیان کر کے اپنی بندوں کو ڈرایا اور فرمایا وَلَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْكُمْ
 أَخْرَجْنَا آلَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ ہ اور
 جسوقت پر چکر لگی آیت بات نکالیں گے ہم ان کو آگے ایک جانور زمین سے اُسنی باتیں کرے گا ہر طرح کے لوگ
 ہماری نشانیاں یقین نہیں کرتے تھے قیامت سے پہلے صفا بیٹے کے کا پیٹے گا اس میں سے ایک
 جانور نکالے گا لوگوں سے باتیں کرے گا کہ اب قیامت نزدیک ہے اچھی ایمان والوں کو اور چہرے منکروں کو جلد جدا
 کر دے گا نشان دیکر کہا حاقظ ابن کثیر نے اخیر زمانے میں جب لوگوں میں فساد پھیل جاوے گا
 اور وہ اللہ عزوجل کے اوامر کو ترک کر دیں گے اور اسکے دین است کو بدل دینگے تو اس جانور کو اللہ عزوجل زمین
 سے نکالے گا بعض نے کہا یہ جانور کے سبز کلیک اور بعض نے کہا غیر کے سبز گھاس یا فی تفصیلہ اِنَّ
 شَاءَ اللَّهُ کَعَالِی پھر وہ لوگوں سے اس امر پر باتیں کرے گا ابن عباس در حسن اور قتادہ کا یہی قول ہے اور
 حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے کہ وہ جانور لوگوں سے بات کرے گا بات کرنا یعنی زبان
 قال ہے اور کہا عطار خراسانی نے کہ وہ جانور گوشت باتیں کرے گا اور کہے گا لوگ ہماری نشانیاں یقین نہیں
 رکھتے تھے اور یہی مروی ہے امیر المومنین حضرت علی اور اسی کو پسند کیا ہے ابن جریر نے اور اس میں نظر ہے
 جو مخفی نہیں ہے واللہ اعلم البتہ روایت میں ابن عباس سے یہ مروی ہے کہ وہ لوگوں کو زخمی کرے گا
 اور ایک روایت میں نہیں ہے مروی ہے کہ وہ جانور کہے گا یہ کام نکر اور یہ کام نکر کہا ابن کثیر نے اور یہ قول
 عمدہ ہے اور ان دونوں میں کوئی منافات نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے کہ وہ کلام کرے اور دل غیبی ہو
 اور ذاب الارض کے بیان میں بہت حدیثیں اور اثر دار و فہم اور ان میں سے جو ہمارے لیے مسیہ ہو کر
 ہم بیان کرتے ہیں اور المستعان ہو (اور اسی پر نکالان ہے) خلیفہ بن اسید غفاری سے مروی ہے
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برآمد ہوئے ہم پر اور ہم بائیں سے تھے قیامت کی بارے میں یہ منکر آیت

سَلَامًا عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَيُخَيِّمُ عَنْفًا لَكَافِرًا بِالْعَصَا وَتُجَلَّى وَجْهَ الْمُؤْمِنِ بِالْخَالِصَةِ حَتَّى
تَجْمَعُ النَّاسُ عَلَى الْخَوَانِ يُعَرِّفُ الْمُؤْمِنُ مِنَ الْكَافِرِ لَعْنَةُ الْبَرِّ (جانبور) زمین سے ٹھیکہ اسکے شہ
حضرت موسیٰ کی لاشی ہوگی اور سلیمان کی انگوٹھی ہوگی ٹوکا فر کے ناک پر نشان لگا دے گا عصا سحر اور مسلمان
کے منہ کو انگوٹھی سے روشن کر دے گا یہاں تک کہ ایک کہیرے (موضع) والے جگہ گھر سے جل رہے ہیں
جمع ہونگے اور مومن کافر سے بچا نا جاوے گا ورنہ مومن اور کافر نشان کی جس سے معلوم ہو جائیگا
تو ہر شخص مومن کو ایمان کا نشان دیکھ کر مومن کے لقب سے پکاریگا اور کافر کو کفر کا نشان دیکھ کر کافر کے
لقب سے پکاریگا غرض اس وقت ایمان اور کفر مخفی نہ رہے گا حقیقت میں اب الارض ایک فرشتہ ہوگا بصورت
جانبور جو صفہا پہاڑ سے نمودار ہوگا بعضوں نے کہا اسکی لمبائی ساٹھ ماہ کی ہوگی اور عجیب الخلق ہوگا ہر
ایک جانور کی کچھ کچھ مشابہت بہن ہوگی اور اسجل شان کی قدرت کو سامنے یہ امر بہت آسان ہی ہمارے زانہ
میں بہت انسان کے پھر آدمی کے پیٹ سے عجیب الخلق پیدا ہوتے ہیں تو فرشتے کا ایک عجیب صورت
ظاہر ہونا کیا مشکل ہے رَوَاهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ عَنْ بَعْضِ رِوَاةٍ وَبَزِيدُ هَرُودَ نَكَدَتْهُمْ عَنْ
حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ بِهِ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ ابْنِ شَيْبَةَ عَنْ يُونُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْمُوَدَّبِ عَنْ
حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ بِهِ بَرِيدَ سَ وَابِتِ ہر حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم مجھ کو ایک مقام میں لینگے جو کہ سے قریب
وہاں خشک مین تھی گرد اور دیتی تھی آپ نے فرمایا تَحْرِيْجُ الدَّابَّةِ مِنْ هَذَا الْمَوْجِئِ فَإِنَّ تَرْتِي فِيْهِ
قَالَ ابْنُ بَرِيْدَةَ فَفَجَّحْتُ بَعْدَ ذَلِكَ رِسْنَانِ كَارَانَا عَصَا لَهْ فَإِذَا هُوَ بِوَعْدِكَ هَذَا كَذَا وَكَذَا
یعنی دابہ الارض بیان سے نکلے کا مینے ابھی کہہ دیکھا وہ ایک جُحْشِی یا ایک بِلَسْت (جُحْشِی کہتے ہیں قرآن میں کہتے
ہیں کلمہ کی انگلی کے کنارے سے لیکر انگوٹھی کے کنارے تک کو ابن بریدہ نے کہا مینے کئی سال کے بعد جو کیا
تو بریدہ نے دابہ الارض کی عصا بتلائی وہ میرے اس عصا کے برابر تھی اتنی تنبی اتنی موٹی رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ
اس روایت کو ابن ماجہ نے روایت کیا یہ مَرْثَنی نے بیان کیا اطراف میں اور دوسری روایتوں میں مذکور ہے کہ
صفہا پہاڑ پیٹے گا اور اس میں دابہ الارض نکلے گا تو تطبیق ممکن ہے اس طرح کہ دابہ الارض مین بار بار
ہوگا جیسے ایک حدیث میں صراحت ہو گزرا پہلی بار تو جبل کے اس مقام سے خارج ہوگا جبکہ حضرت صلوات
اللہ علیہ وسلم نے بریدہ کو احادیث میں پتہ دیا ہے اور دوسری بار پراسی دیہ کے قریب سے نکلیگا اور تیسری
پہاڑ سے تو جن حدیثوں میں صفہا پہاڑ سے نکلنے کا بیان ہے ان میں اسکا آخری خروج مذکور ہے اللہ

اور انکے جیسے سو کی اور کن جیسے ماتی کے اور سینگ جیسے سپاڑی بکری کے اور دن جیسے شتر مرغ کی اور سنہ
جیسے شیر کا اور ننگ جیسے چیتا کا اور کوکھ جیسے بلی کی اور دم جیسے مینڈھے کی اور پیر جیسے اونٹ کا اسکے ہڈی
جوڑوں کے درمیان بارہ ماتھ کا فاصلہ ہوگا پھر حضرت موسیٰ ؑ کا عصا اور سلیمان ؑ کی انگوٹھی ہوگی تو
کوئی مومن چھوٹے گا مگر اسکے چہرہ پر موسیٰ ؑ کے عصا کو ساتھ ایک سفید نکتہ لگاوے گا پھر وہ نکتہ پہلے
گیا یہاں تک اسکے سارے منہ کو روشن کر دیگا اور کسی کا فکونہ چھوڑ گیا مگر اسکے منہ میں سلیمان کی انگوٹھی سے
سیاہ نکتہ لگاوے گا پھر وہ نکتہ پہلے جاوے گا یہاں تک کہ فر کا سارے منہ کالا ہو جاوے گا یہاں تک کہ لوگ بازار
میں خرید و فروخت کرینگے اور کافر کہیں گے کہ یہ یار مسلمان اور مسلمان کہیں گے کہ یہ یار کافر اور
یہاں تک کہ ایک گمراہ اپنے ماں بے پریشیں گے اور ان میں کو مسلمان کا فردن سے ممتاز ہونگے پھر انکو وہ
جانور کہیں گے اے فلاں خوش ہو تو ہمیشتی ہے اور ایو فلاں تو دوزخی ہے پھر یہی تفسیر ہے امد عزوجل کے
اس قول کی وَاِذَا دَقَرُ الْقَوْلُ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنْ اَرْضٍ تُكَلِّمُهُمْ اِنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا
لَا يُوقِنُوْنَ فتح البیان میں ہے کہ اس قول کی تفسیر میں اختلاف ہے تو قتادہ نے کہا جب ثابت ہوگا غضب
انپر اور کہا مجاہد نے ثابت ہوگا قول نہ کہ وہ ایمان نہیں لاتے بعض نے کہا قول کے ثابت ہوئے عذاب کا
انپر ثابت ہونا مراد ہے بعض نے کہا اللہ کا عصہ انپر ثابت ہو جاوے گا اور یہ سب فی مقاربتہ ہیں بعض نے
کہا قول سے قیامت کا آنا اور اسکے قسم قسم کے ہول مراد ہیں جنکے لیے یہ کفار جلدی کرتے تھے بعض نے کہا
قول کے وقوع سے علماء کا مر جانا اور علم کا اٹھ جانا اور قرآن مجید کا مرفوع ہونا مراد ہے اور یہ اس وقت ہوگا
جب لوگ امر معروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دیں گے قالہ ابن عمرؓ وادراہن مردویہ نے عبد اللہ بن عمرؓ فرمود
اسکو نکالا اور شرط کا جواب امد عزوجل یہ قول ہے اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنْ اَرْضٍ اب اس جانور کی تفصیل
میں اختلاف ہے تو بعض نے کہا دابة الارض سے حضرت صالح ؑ کی اونٹنی کا بچہ مراد ہے اور وہ قیامت
کے قریب نکلے گا اور وہ بھی قیامت کی علامت شمار کیا بعض نے کہا یہ ایک جانور زرد بالوں والا ہوگا
جسکے لیے لنبے پیر ہونگے اسکا نام جاسمہ شہور ہے ابن عمرؓ کا یہی قول ہے اور ہم جنس کے ساتھ سکوبیا
کرنے اور پیر اسکے ابہام کو توفیق تفسیری کے ساتھ سو کہ کرنے میں دلیل ہے اسکی عزابت شان پر اور یہ کہ اسکے
اوصاف جیٹ بیان کر باہر ہیں بعض نے کہا یہ ایک جانور ہوگا جیسے آدمی اسکا سر بالوں میں ہوگا اور
اسکے پاؤں زمین میں بعض نے کہا اسکا سر بیل کا ہوگا اور انکھیں خنزیر کی اور کان ماتی کے اور سینگ

پہاڑی بکرے کو اور گردن شتر مرغ کی اور سینہ شیر کا اور رنگ چیتہ کا اور کوئین بلی کی اور دم سینڈ ہے کی اور پیر اونٹ کے سکے ہر دو جوڑوں کے درمیان ابرہہ ہاتھ کا فاصلہ ہوگا اور شاید یہ وہی حساسہ دجال ہو بعض نے کہا دابۃ الارض سے وہ بڑا سانپ مراد ہو جو کعبہ کی دیوار پر ظاہر ہوا تھا جب اس دیوار کو عقاب نے اکھیر جب قریش کے کعبہ کے بنانے کا ارادہ کیا اور غرض یہ ہے کہ وہی سانپ آخر زمانہ میں خارج ہوگا بعض نے کہا دابۃ الارض ایک جانور ہوگا جسکی دم نہ ہوگی اور ڈاڑھی ہوگی اور بعض نے کچھ اور کہا جنکے ذکر سے طول دینا میں کچھ فائدہ نہیں ہے اور قول اول کو قطبی نے ترجیح دی ہے اپنی تفسیر میں اور کہا ہے کہ ایصہ الاقوال ہے اور دابۃ الارض کی تفسیر اور صفت میں بڑا اختلاف ہو جسکو سمجھنے کا باتذکرہ میں بیان کیا ہے اہل بیت اب اس میں اختلاف ہے کہ وہ کہاں سے نکلے گا تو بعض نے کہا مکہ شریف میں صفا پہاڑ سے نکلے گا قالہ ابن عمر و بعض نے کہا ابوقبیس پہاڑ سے برآمد ہوگا بعض نے کہا وہ قین یا ربہ ہوگا پہلی بیخیم جنگوں میں خارج ہوگا یہاں تک کہ لوگ اسے لڑ میں گے اور بہت خون ریزی ہوگی پہر پوشیدہ ہو جاوے گا پہر سستیوں میں نکلے گا پہر اعظم المساجد اور کرم المساجد اور شرف المساجد (مسجد الحرام) سے برآمد ہوگا بعض نے کہا کرکن اور قحام کے درمیان سے نکلے گا اور کہا ابن عباس نے ہمارے کعبہ کے بعض جنگلوں سے خارج ہوگا بعض نے کہا کوفہ کی مسجد سے برآمد ہوگا جہاں سے جوش مارا تھا تنور نے بعض نے کہا طائف کی زمین سے خارج ہوگا بعض نے کہا اجیاد کی گھاٹیوں کے بعض تہیرون سے قالہ ابن عمر بعض نے کہا کعبہ کے کسی شکاف سے بعض نے کہا بحر سدوم سے قالہ وہب بن منبہ اب اس کے کلام کرنے میں اختلاف ہے بعض نے کہا وہ کلام کر گیا ان لوگوں سے جو ہوقت موجود ہونگے کہ وہین اسلام کے سوا سب میں ظالم ہیں بعض نے کہا کلام کرے گا اُن سے وہ جو انکو پر نہیں ڈالے بعض نے کہا وہ یہی کہیگا اِنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اور یہ کلام نکلے ہی کرے گا کیونکہ اسکا نکلنا آیات سے ہے ابن عباس سے پوچھا گیا کہ کلمہ حکیم سے مشتق ہے جو سنے بیان کرنے کے ہے یا کلم سے جو یعنی جج ہے نوا و نہون نے کہا تم اسکی وہ دونو کام کر لیا مسلمانوں سے بان کر گیا اور کافروں کو زخمی کرے گا اور جہنم سے نکلے گا اور اُلی کی قرارت تکتہم اسکے مؤید ہے اور کلمہ ہم فتح فوقہ اور سکون کاف سے ہی پڑا گیا ہے کہا عکرمہ نے وہ انکو داغ دیگا داغ دینا بعض نے کہا جہور کی قرارت بخوذ ہے کلم سے جو یعنی جرات ہے اور قدیدہ کنشیر کے وہ طوطے قالہ ابو حاتم پیر دابۃ الارض کے بارے میں یہی حدیثیں بیان کیں جو حافظ ابن کثیر نے بیان کیں پہر کہا کہ دابۃ الارض کی صفت اور اسکے نکلنے کے

مکان میں اور اس کلام میں جو وہ کر گیا اور کب خارج ہوگا بہت حدیثیں وارد ہیں جن میں سے صحیحہ میں اور بعض حسن اور بعض ضعیف اور اسکا نکلنا اور یہ کہ اسکا برآمد ہونا قیامت کی علامات میں سے ہے تو اس بارے میں جب قدر حدیثیں وارد ہوئی ہیں وہ سب صحیحہ ہیں اور بعض ان میں سے صحیحہ میں موجود ہیں جیسے خدیفکی مرفوع حدیث قیامت قائم نہ ہوگی جب تک اس نشانیاں نہ دیکھے لو اور ان سون میں ایک دابۃ الارض کو ذکر کیا اور یہ حدیث صحیحہ مسلم اور سنن ابویہ میں بھی ہے اور جیسے فرمایا جلدی عمل کر لو اس سے پہلے کہ آفتاب مغرب سے نکلے اور وصال برآمد ہو اور دابۃ الارض خارج ہو تو یہ حدیث صحیحہ مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے اور جیسے ابن عمر کی مرفوع حدیث کہ قیامت کی (سماوی) نشانیوں میں سے پہلی نشانی سورج کا پچھم نکلنا ہے اور (ارضی) نشانیوں سے دابۃ الارض کا حاشت کر وقت لوگوں پر برآمد ہونا تو یہ حدیث بھی صحیحہ مسلم میں ہے پھر چھوڑنے ان الناس الایۃ میں ان کو نکسور پڑا ہے استیفاء پر اور غنیج بھی پڑا گیا ہے کہا شخص نے فتح کی حالت میں متعلق ہوگا حکم کے اور یہی قرأت ہے عبداللہ بن سعد کی اور کہا ابو عبیدہ نے سنے آیت کریمہ کہ خبر دیکھا انکو کہ لوگ ہمارے آیتوں کے ساتھ ایمان لاتے تھے تو جو وہ کلام کر گیا یہی ہے ان الناس الایۃ جیسے ہم نے اسکی طرف اشارہ کیا اور نکسور کی صورت میں جملہ ستارے ہوگا جیسے ہم نے بیان کیا اور یہ دابۃ الارض کی کلام نہ ہوگی اور ہفتہ میں کی ایک جماعت نے اسکی تفسیر کی ہے اور اسی کے ساتھ جزم کیا ہے کسائی اور قرا اور خفش نے کہا ان نکسور ہونا قول کی تقدیر پر ہے اور معنی یہ ہے کہ کہیں گا لوگوں کو ان الناس الایۃ اس صورت میں دونو قراتوں کا ایک معنی ہوگا اور اس سے مراد آیت میں ہے لوگ میں پس میں سب تکلف داخل ہو جاوینگے بعض نے کہا آیت میں ناس سے خاص کفار مراد ہیں اور کہا کفار مکہ مراد ہیں اور اول اولے ہر جیسے چھوڑنے میں نے کہا ہے اور معنی یہ ہے کہ کفار قرآن کے ساتھ جو بعثت و حساب عقاب پر شامل ہے ایمان نہیں لاتے اور جب دابۃ الارض خارج ہوگا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر منقطع ہو جاوے گا اور کوئی نائب اور نائب باقی نہ رہے گا اور نہ کوئی کافر ایمان لاوے گا اور وہی حال ہوگا جیسے اللہ عز وجل نے نوح علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اب تیری قوم سے کوئی ایمان لاوے گا اور وہی جو ایمان لے چکے پہلے اللہ عز وجل نے قیامت کو دن کے بعض احوال کا ایک جملہ بھلا بیان فرمایا اس کے بعد وہی کے بیان کرنے کے بعد اور فرمایا وَیَوْمَ کُفِّرُ عَنْ کُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّنْهُمْ یُکَذِّبُ یَا اٰیٰتِنَا نَحْنُمُ یَوْمَئِذٍ وَحْدًا اِجْمَاعًا قَالَ اَلْکَذٰبُ ثُمَّ یَاٰیٰتِنَا وَکُمْ یَحْطُوْنَ بِمَا عَمَلْنَا اَمَّا ذٰلَکُمْ

تَعْمَلُونَ ۚ وَذَقُوا الْقَوْلَ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ لَا يَتَذَكَّرُونَ ۚ أَلَمْ يَكُنْ لَهُمُ الْآيَاتُ لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِوا عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِحْيَاءِ الْحَيَاهِ الْمَيِّتَةِ لَنَبْلُوَنَّهُمْ بِظُلْمٍ مِّنَ اللَّيْلِ لَعَلَّهُمْ يُعْذِرُونَ ۚ وَذَقُوا الْقَوْلَ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ لَا يَتَذَكَّرُونَ ۚ أَلَمْ يَكُنْ لَهُمُ الْآيَاتُ لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِوا عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِحْيَاءِ الْحَيَاهِ الْمَيِّتَةِ لَنَبْلُوَنَّهُمْ بِظُلْمٍ مِّنَ اللَّيْلِ لَعَلَّهُمْ يُعْذِرُونَ ۚ وَذَقُوا الْقَوْلَ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ لَا يَتَذَكَّرُونَ ۚ

فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ مُبْصِرًا لِّلْغَيْبِ ۚ فِي ذَلِكَ لَا يَتَذَكَّرُونَ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۚ اور جسوقت گہیر بلا دیگے ہم ہر فرقے میں سے ایک آل جو جھٹلاتے ہو ہماری باتیں پہر انکی مثل بنے گی یہاں تک کہ جب پہنچی فرمایا گیا تم نے جھٹلا میں میری باتیں اور نہ جکی تھیں تمہاری سمجھ میں یا کہو کیا کرتے تھے اور پڑ چکی اپنی بات ہو اچھ کہ انہوں نے شرارت کی ہو وہ کہہ نہیں سکتے کیا نہیں دیکھتے تھے بنائی رات کہ اس میں چین بکڑیں اور دن بنایا دیکھنے کا البتہ اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کو جو یقین کرتے ہیں **ف** پہر انکی مثل بنے گی یعنی ہر گناہ والے ایک جتھا ہو چکے ان آیات میں اللہ عزوجل قیامت کی حالات کی خبر دیتا ہے اور اس امر کی کہ وہ تعالے شانہ ظالمون آیات اور رسل کے جھٹلانے والوں کو اپنے سلسلے گہیر بلا دیگا اور تقریبا اور تو بیجا اور تصغیر اور تحقیر ان سے سوال کرے گا کہ دار دنیا میں تم کیا کام کرتے ہو اور اسی آیت کی مثل ہے وہ جو فرمایا اُنْذِرُوا الْاٰلِیْنَ ظَلَمُوْا اَزْوَاجَهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ۚ یعنی مجھ کو گنہگاروں کو اور انکے جڑوں کو اور جو کچھ کہ پوجتے تھے اور وہ جو فرمایا وَاذْكُمُ النَّفْسَ الْفُتُوْرَ رُوْحَتْ یَعْنِیْ اَوْجِبْ حَیَوْنَ كَسْبُ جَدِّیْنِ اَوْ حَیْ فَرَمَیَا فَمِنْ یُزْعَوْنَ تُوْكَهَابِنْ عَبَّاسٍ یُزْعَوْنَ مَعْنِیْ یُذْعَوْنَ ہا اور کہا قادیانے انکی بعض کے بعض کو ملانے کے لیے بکڑا کیا جاویگا اور عبدالرحمن بن مدینہ سلم نے کہا چلائے جاویں گے اور یہ جو فرمایا یہاں تک کہ جب پہنچے یعنی اللہ عزوجل کے سامنے کہڑے ہوئے مسألت کے مقام میں تو اللہ عزوجل انکے عقائد اور اعمال سے سوال کر گیا تو جب کہ وہ اہل سقا بیکلین گے اور دیکھ لیں گے جیسے اللہ عزوجل نے فرمایا کہ نہ خیرات کی آئو اور نہ نماز پڑھی پڑھٹلایا اور اعراس کیا، تو انپر اللہ عزوجل کا الزام قائم ہو جاوے گا اور انکے لیے کوئی عذر نہ رہیگا جسکو پیش کریں کہا قال تعالے هٰذَا یَوْمٌ لَا یُطْفَؤْنَ وَلَا یُؤَدَّنْ لَهُمْ فِیْعَتِن رَدَّنْ وَیَلَّ یَوْمَیْنِ لِّلْمُكَدِّیْنِ هٰذَا یَوْمٌ الْفَضْلِ جَمْعُكُمْ وَاَلَا وَلَیْنٌ قَاتِ كَاتِ لَكُمْ كُیْدٌ فَلَیْمٌ یُّوْنِ وَیَلَّ یَوْمَیْنِ لِّلْمُكَدِّیْنِ یعنی یہ وہ دن ہے کہ نہ بولیں گے اور نہ انکو حکم ہوگا کہ توبہ کریں خرابی ہے ہمدن جھٹلانے والوں کی یہ ہے دن فیصلہ کا جمع کیا بنے ٹکوا اور اگلون کو پہر اگر کچھ اوہے تمہارا تو چلا لو مجھ پر خرابی ہے ہمدن جھٹلانے والوں کی سی طرح مقام میں فرمایا وَذَقُوا الْقَوْلَ عَلَیْكُمْ بِمَا ظَلَمْتُمْ اَنفُسَكُمْ لَا یَتَذَكَّرُونَ یعنی وہ دن حیران ہجا دیگے اور کوئی جواب نہ بن پڑے گا کیونکہ انہوں نے دار دنیا میں اپنی جانوں کے بے اضافی کی اور اب عالم الغیب الشہادت کے پاس ملے گئے جسپر کوئی خافیہ مخفی نہیں ہے پہر

سمجھ میں زیادہ مفید ہو تو جو شخص ان علموں میں کو کسی علم کی مذمت کر دے تو ظاہر کیا کہ وہ جاہل ہے مجاہدانہ بطور
طاعن علوم شرعیہ پر لائق ہے کہ اسکو ایسی سزا دی جاوے جو اسکو اسکی جہالت اور ضلالت سے روک دیوے اور
جس چیز کی کثرت کا وہ واقف نہیں ہو اسپر طعن کرنے سے اسکو ہٹا دے اور اسکو سزا دینا اور دن کے لیے عہدت
ہو جاوے اور اسی قسم کے اور لوگ جنکی عقلیں ضعیف ہیں اور دین میں بالکل ایسی باتوں پر جرات نہ کریں اور آیت
اولم یروا الایۃ میں فیلیل ہے بعد موت کے بعث کر صحیح ہونے پر کیونکہ وہ ذات ستودہ صفات جو ضیاء کرامت
بنانے اور ظلمت کو ضیاء دینے پر قادر ہے بعد موت کو دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے اور یہ بات کیونکہ
نہ ہو اور جو شخص اسات اور دنیکی آمد و رفت اور انکے اختلاف میں غور کرے جسکے سمجھنے میں عقلیں حیران ہو
جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا ان حکم کا کوئی محیط نہیں ہے اور آفاق میں ظلمت لیل جو موت کی مثل ہے
سیدل ہونیکو ضیاء و ہمار کے ساتھ جو حیات کی مثل ہے مشاہدہ کرے اور اپنے نفس میں نوم جو وہ موت
کی بہن ہے کہ سیدل ہونے کو بیداری کو ساتھ جو وہ حیات کی طرح ہے معائنہ کرے وہ حکم لگا دے گا کہ تو
لائی آئے والی ہے اور اسکے اندر میں کسی طرح کا شک ریب نہیں ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اٹھا کر اکرے گا تو
جو قبر و زمین میں اویقین جانے گا کہ اللہ عزوجل نے ان امور کو انموزج اور دلیل ٹھہرایا ہے جن پر معلوم ہو
کتا ہے کہ سائر آیات حق ہیں اور اللہ عزوجل کی طرف سے نازل ہیں قال ابو سعید وہ اللہ عزوجل نے قیامت
کی علامت بیان فرمائی اور فرمایا وَ یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّورِ فَفَزِعَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِی الْاَرْضِ
لَا اَمِّنُ شَاۤءَ اللّٰهُ وَ کُلُّ اَنْفُوۡةٍ دَاخِرٰتِہٖ وَ نَزَلَ اِلَیْہَا جَآئِدٌ وَّ کُلُّ مَرۡءٍ مِّنَ النَّحٰثِ
صُنِعَ اللّٰہِ الَّذِیۡ اَنْفَنَ کُلُّ شَیْءٍ اِلَیْہِ خَیۡرٌ لِّمَا یَفْعَلُوْنَ ۚ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَہٗ خَیۡرٌ
مِّنۡہَا وَہُمْ مِّنۡ فَرَجٍ یُّوۡمَیۡنِ اٰمِنُوْنَ ۚ وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَةِ فَکَذِبَتْ وُجُوہُہُمْ فِی النَّارِ ۚ هَلْ
اٰمَنُوْنَ لَّا مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۚ اور جس دن ہوگا جاوے گا نہ سنگا تو گہرا جاوے جو کوئی ہے آسمان
دار میں مگر جسکو امچر ہے اور سچے اور اس کے اگر عاجزی سے اور تو دیکھتا ہے بہار جانتا ہے وہ
جم ہو ہیں اور وہ چلین گے جیسے چل بدل کی کاری گری اللہ کی جسے سامہی ہے ہر چیز اسکو خبر ہے جو
تم کرتے ہو جو کوئی لایا پہلائی تو اسکو سزا ہے بہتر اور ان کو گہرا ہٹ سے ہٹ چن ہو اور جو کوئی لایا
بڑائی ساوند ہو وہ ہے میں انکے موتہ گم میں وہی بدل پاؤ گے جو کچھ کرتے تھے تو فیکبار صورت کچھ
جس سے سب خلقت مر جاوے گا و سر پٹیکے گا تو جی اٹھیں گے اسکو بعد جو پٹیکے گا تو گہرا جاوے گا اور

پہلے کا تو ہشیار ہونگے صور پہنکنا بہت بار ہے اور بہار کا بدلی کی طرح چلنا ہی قیامت کے دن ہوگا پھر سورہ طہ میں فرمایا ہے قُلْ نَسْفَعُ مَا نَارِي نَسْفَا كَمَا كُنَّا خَافِظِينَ لِبَنِي إِسْرَءِيلَ مَا يَنْصُرُهُمْ رَبُّهُمْ يَغْلِبُ الظَّالِمِينَ اس کے معنی میں ہے جہنم میں ہوگا اور صور وہ ایک شاخ ہے جس میں پہنکنا جاوے گا حدیث میں ایسا ہی حکم ہوتا ہے اور صور کی حدیث میں ہے کہ ہر فیصل علیہ السلام اس میں پہنکیں گے اور عزوجل کے حکم کو ساتھ تو پہلے اس میں فرج کا نقشہ پہنکیں گے اور یہ جب نیا ختم ہوگی جب قیامت قائم ہوگی احیاء میں سے بدترین لوگوں پر تو گہرا جاوے گی جو لوگ آسمان میں ہیں اور زمین میں مگر جس کو اسطرح ہے اور یہ شہید ہیں جو زندہ ہیں اپنے مالک کے پاس روزی فیہ جالتہین یعقوب بن عاصم بن عروہ بن مسعود ثقفی سے روایت ہے عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا یہ حدیث کیا ہو جو تم بیان کرتے ہو کہ قیامت اتنی مدت میں ہوگی انہوں نے کہا (تجسس) سبحان اللہ لا الہ الا اللہ یا اور کوئی کلمہ مانند ان کے پہر کہا یہ قصد ہے کہ اب کسی سے کوئی حدیث بیان کروں کہ چونکہ لوگوں کی کچھ کہتے ہیں اور کچھ کہتے ہیں کہ تم کہتے ہو کہ قیامت تھوڑے دنوں کے بعد ایک بڑا حادثہ دیکھو گے جو کہ کو جلا دیگا اور وہ ہوگا اور ضرور ہوگا پہر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کُنْ حَرِّ النَّبَالِ فِي أُمِّي فَيَكُونُ أَرْبَعِينَ لَآ أَدْرِي أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِينَ شَهْرًا أَوْ أَرْبَعِينَ عَامًا فَيَبْعَثُ اللَّهُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ كَانَتْ عُرْوَةٌ بَيْنَ مَسْعُودٍ فَيُطْبِقُ فَيُهْلِكُهُ ثُمَّ يَكُونُ النَّاسُ سَبْعَ مِائَتِينَ لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عَدَاوَةٌ ثُمَّ يَرْسِلُ اللَّهُ يُمَيَّا بَارِدَةً مِنْ قَبْلِ النَّسْلِ فَلَا يَبْقَى عَلَى وَجْهِهَا رِضٌ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ أَوْ إِيمَانٍ إِلَّا بَقِضَتْ حَتَّى لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ دَخَلَ فِي كَيْدِ جَبَلٍ لَدَخَلَتْهُ عَلَيْهِ حَتَّى تَقْبِضَهُ قَالَ سَمِعْتُهُمَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَبَعَثَ نَارُ النَّاسِ فِي خِفَةِ الطَّيْرِ وَأَحْلَامِ السَّبَاعِ لَا يَعْرِفُونَ مَعْرُوفًا وَلَا يُنْكِرُونَ مُشْكِرًا فَيَمُوتُ لَهُمُ الشَّيْطَانُ يَقُولُ أَلَا تَسْكَحُونَ فَيَقُولُونَ فَمَا نَأْمُرُ نَأْمُرُهُمْ بِعِبَادَةِ الْأَوْثَانِ وَهُمْ فِي ذَلِكَ دَاوِرُونَ فَهُمْ حَسَنٌ عَيْشُهُمْ ثُمَّ يَفْخَرُ فِي الصُّورِ فَلَا يَمَعُهُ أَحَدٌ إِلَّا أَصْنَعِي لِيْنَا وَرَفَعِي لِيْنَا قَالَ وَأَوَّلُ مَنْ يَكْمَعُهُ رَجُلٌ يَكُوْطُ حَوْضَ بَابِلَ قَالَ تَصْعَقُ وَتَصْعَقُ النَّاسُ ثُمَّ يَرْسِلُ اللَّهُ أَوَّلَ الْظَّلِّ أَوَّلَ الظِّلِّ لَعْنَانُ الشَّامِكُ فَتَنْبِتُ مِنْهُ أَجْسَادُ النَّاسِ ثُمَّ يَفْخَرُ فِيهِ أُخْرَى فَذَاهُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ ثُمَّ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ هَلُمُّوا إِلَيَّ بِكُمْ وَفَوْهُمُ لَأَنَّهُمْ مَسْئُولُونَ ثُمَّ يَقَالُ أَخْرِجُوا بَعَثَ النَّارَ فَيَقَالُ مَنْ كَفَرَ فَيَقَالُ مَنْ

مِنْ كُلِّ الْفِتْيَةِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ قَالَ ذَلِكَ يَوْمَ يَحْمِلُ الْوَلَدَانِ شَيْئًا وَذَلِكَ يَوْمَ
 يَكْتَفُ عَنْ سَاقٍ بَيْنَهُ دَجَالٌ مِثْرَى امْتِنِ نَحْلُكَ گاہ اور چالیں تک یکساں میں نہیں جانتا کہ چالیں میں فرمایا یا چار
 بیس یا چالیس میں اس پر بعد عزوجل حضرت عیسیٰ بن مریم کو بھیجے گا انکی شکل عروہ بن سعود کی سی ہو وہ دجال کو
 دھوڑیں گے اور سکھو مارینگے پہرے سے تیس تک لوگ ایسے رہیں گے کہ دشمنوں میں کوئی دشمنی نہ ہوگی پہرے
 تعالیٰ ایک سنڈی ہوا بھیجے گا شام کی طرف سے تو زمین پر کوئی ایسا شخص نہ رہیگا جسکے دل میں تی برابر ایمان
 یا بدعتی ہو گریہ ہو اسکی جان نکال لیگی یہاں تک کہ اگر کوئی تم سے پہاڑ کے کھجور میں گھس جاوے تو وہ ان
 بھی ہوا پھنکار اسکی جان نکال دے گی عبداللہ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے
 پہرے لوگ دنیا میں ہجرا و نیکی جلد باز چڑیوں کی طرح یا بے عقل اور زندوں کی طرح انکے اخلاق ہونگے
 نہ وہ اچھی بات کو اچھا سمجھیں گے نہ بری بات کو برا پہرے شیطان ایک صورت بنا کر انکے پاس آویگا اور انکی کام شرم
 نہیں کرتے وہ کہیں گے پہرے تو کیا حکم دیتا ہے کہو شیطان کہیگا بت پرستی کرو وہ بت پوجیں گے اور باوجود
 اسکے انکی روزی کشادہ ہوگی خوشی سے زندگی بسر کریں گے یہ صورت پونا جاوے گا اسکو کوئی نہ سے گا مگر ایک طرف
 سے گردن جھکا دے گا اور دوسری طرف سے اٹھائے گا یعنی بیہوش ہو کر گر پڑے گا اور سب سے پہلے صورت کو دھونیکا
 جو اپنے اونٹوں کے حوض پر گلا دہ کرنا ہوگا وہ بیہوش ہو جاوے گا اور دوسرے لوگ بھی بیہوش ہو جاویں گے
 پہرے تعالیٰ پانی برساوے گا جو نطفہ کی طرح ہوگا اس سے لوگوں کے بدن آگ آئیں گے یہ صورت پونا
 جاوے گا تو سب لوگ کھڑے دیکھ رہے ہونگے پہرے پکارا جاوے گا ای لوگو اپنے رب کا پاس آؤ اور کھڑا کرو ان کو
 اُسے سوال ہوگا پہرے کہا جاوے گا ایک کرنا لو دوزخ کے لیے پوچھا جاوے گا کہ کتنے لوگ حکم ہوگا ہر ہزار
 میں سے نو سو تانہ نوے نکالو دوزخ کے لیے (اور ہزار سے ایک جنت میں جاوے گا) اپنے فرمایا یہی وہ دن
 ہے جو پھون کو بھڑکانے کا (امیت اور مصیبت سی یاد رازی سے) اور یہی وہ دن ہے جب پندلی
 کہلی کی قوت نفعہ فزع کا ہے اسکے بعد نفعہ صعق ہوگا اور وہ موت کا نفعہ ہوگا اسکے بعد اللہ عزوجل کے
 سامنے کھڑا ہونے کا نفعہ ہوگا اور وہ تمام مخلوق کا قبروں سے نکلتا ہے ولہذا فرمایا وَكُلُّ الْاَوْفَّةِ اَخِرٌ
 اور دوسری آیت میں فرمایا يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِ وَتَقُولُونَ اِنْ لَدُنْكُمْ اِلٰهٌ فَلْيَا
 یعنی جس دن تم کو پکارے گا پہرے چلے آؤ گے سر تہے سکوا اور کھلو گے کہ دیر نہیں لگی تم کو مگر تھوڑی اور
 جیسے فرمایا ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ اِذَا اَنْتُمْ تَخْرُجُونَ یعنی پہرے جب پکار لیا تم کو ایک ہی

میں سب ہی تم نکل پڑو گے اور صور کی دھن میں ہم کہ نفعی تاشہ میں امن و محکم دیکھا ہو وہ صور کی سورت
 میں کہی جاوے گی پھر اس میں علیہ السلام آسین ہوں گے دیکھا جب ہم قبروں اور اپنے مکانوں میں آگ آونگے جب
 ہر فصل زسنگ میں ہوں گے میں کہ لو اور احاطا و نیگے اور اندرون کے روح چھٹے ہوں گے اور کافروں
 کے زندہ رہیں ہوں پھر اس عروصل فرماوے گا دَعْرَتِیْ وَجَلَدْنِیْ لَتَرْجَسَنَّ عَلَیْ رُوحِیْ اِنِّیْ جَسَدٌ مَّا فُتِحِیْ
 لَہَا دُورُہِمُ اِلَیَّ اَجْسَادُہَا فَتَقْدَرُ عَلَیْہَا کَمَا یَدْبُ التَّمُّ فِی الدِّیْنِ ثُمَّ یَقُوْمُوْنَ یَنْقُضُوْنَ
 التُّرَابُ مِنْ قُبُوْرِہِمُ یُسَبِّحُوْنَ سُبْحَانَ عِزَّتِیْ اَوْ بَرِّکَیْ لَیْ اَبْرَکَیْ حِجْرُہِمُ کَطِیْرٍ رَّجَعُ کَرِّیْ پھر وہ
 اپنے اپنے اجساد کی طرف ونگہ پڑن میں داخل ہو جاوے گے جس سے نہ ہر لایع میں سرایت کرتی ہے پھر ان میں
 جھارتے ہو جوشی اپنی قبروں سے فرمایا اللہ عروصل نے یَوْمَ یَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاجًا کَا ثَقَمِ
 اِلَیْ نَصْبِ یَوْمَ یُفْضَوْنَ یعنی جسد نکل پڑینگے قبروں سے دوڑتے جیسے کسی نشانے پر دوڑتے جاتے
 ہیں اور فرمایا اللہ نے وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُہَا جَاوِدَۃً فَتَجَ مَرُّ حَرِّ السَّکَابِ صُنْعَ اللّٰہِ الَّذِیْ
 اَنْزَلَ کُلِّ مَیْمٰنٍ اِنَّہٗ خَیْرٌ یَّکْتُمُوْنَ اور تو دیکھتا ہے پہاڑ جانتا ہے وہ جم رہے ہیں اور وہ چلین گے
 جیسے بلی جیسے کاریگری الہی جسے سادھی ہے ہر چیز اس کو خبر ہے جو تم کرتے ہو اور جو فرمایا اور تو دیکھتا ہے
 پہاڑ جانتا ہے وہ جم رہے ہیں اور وہ چلین گے جیسے بلی یعنی تو ان کو دیکھتا ہے گویا یہ جم رہے ہیں اور
 اسی طرح جمے ہیں گے اور وہ اپنی جگہوں سے اٹھ کھڑے ہونگے جیسے بلی چلتی ہے کما قال تعالے
 یَوْمَ تَمُورُ السَّمَاءُ مَوْرًا وَاَنْزِلُ الْجِبَالَ سَوْدًا وَاَقْوِلُ یَوْمَئِذٍ لِلْمُکَذِّبِیْنَ یعنی جسد ایزے
 آسمان کپکا کر اور پہاڑ چکر سو خرابی ہے جسد جھٹلانے والوں کو کما قال تعالے وَیَسْأَلُوْکَ
 عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ یَنْسِفُہَا رَبِّیْ سَنَاقِیْتًا رَّهًا قَاعًا صَفْصَفًا لَا تَرٰی فِیْہَا عِوَجًا وَاَمَّا اِنِّیْ
 اور کہتے ہو چیتے ہیں پہاڑوں کا حال سو تو کہہ کہ انکو کہہ دے گا میرا رب اوڑا کر پھر کر چھوڑے گا نیز
 کو پھر میدان نہ دیکھے تو اس میں موزن شلا و کما قال تعالے وَیَوْمَ نُسِیْرُ الْجِبَالِ وَتَرٰی الْاَرْضَ خَاوِیَةً
 وَنَحْنُ اَرْسُلُہُمْ فَلَمَّا تَخَلَّدَ مِنْہُمْ اَحَلَّ اِلَیْنِیْ اور جسد ہم جلاوین پہاڑ اور تو دیکھے زمین کھل گئی
 اور کہیے ملاوین انکو پھر نہ چھوڑیں انج ایک کو اور یہ جو فرمایا کاریگری الہی جسے سادھی ہے ہر چیز یعنی اللہ
 عروصل کام کرے گا اپنی قدرت عظیم کے ساتھ اور یہ جو فرمایا جسے محکم کیا ہر چیز کو یعنی جس چیز کو ان
 پیدا کیا ان کو استوار بنایا اور کہو آسین حکمت جو کہی وہ علیم ہے اپنے بندوں کے افعال سے پہلا

کرن یا برا اور وہ انکو پوری خبر دیا گیا پھر اللہ عزوجل نے سعد اور شقیاء کا حال بیان کیا جو دن قیامت کے ہوگا
اور فرمایا مَنْ جَاءَنَا بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّنْهَا كَمَا قَادَهُ نَسْجُ كَوْنِي لَایَا بَهْلَانِیْ خَلَاصَ كَسَاہِہٖ اَوَكَمَا زَیْنُ الْعَابِدِیْنَ
نَسْجُ حَسَنَہٗ سَہٗ مَرَادُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ ہُو اور اللہ عزوجل نے دوسرے مقام میں بیان فرمادیا کہ جو شخص ایک بھلائی کرے
تو اسکو سو اس کے دس برابر اور یہ جو فرمایا اور انکو گہرا سٹ میں اس دن چین ہو تو یہ ویسا ہے جیسے اللہ عزوجل نے
دوسرے مقام میں فرمایا لَا تَحْزَنْهُمْ نَفْسُ الْفَرْخِ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقَّہُمْ الْمَلَائِكَةُ هَذَ الْیَوْمَ مَحْمُودِ الَّذِیْ یُؤْمَدُ وَنَ
یعنی نہ غم ہوگا انکو اس بڑی گہرا سٹ میں اور دنیاؤ میں گئے انکو فرشتے آج دن تمہارا ہے جسکا تمکو وعدہ تھا
اور جیسے فرمایا اَحْسَنُ یَلْقَیْہِ فِی النَّارِ خَیْرًا مِّنْ یَّارِاقِ اِمَّا یَوْمَ الْقِیَمَةِ لَعَمَلُوْا مَا شِئْتُمْ اِنَّہُمْ اَمَّا
تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ یعنی ایک جو پڑتا ہے آگ میں بہتر یا ایک جو آدھکا اس میں دن قیامت کے کرتے جاؤ جو چاہو
بے شک کرتے ہو وہ دیکھتا ہے اور جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَہُمْ فِی الْاُخْرٰی فَلَیْتَ اَصْحٰوْنَ یعنی اور وہ
جبر و فکون میں چین سے ہونگے اور جو فرمایا وَمَنْ جَاءَنَا بِالسَّیِّئَةِ مَكْبُتٌ وَجُوعٌ لَّہُمْ فِی النَّارِ یعنی جو
اللہ عزوجل کے پاس گنہگار ہو کر کسی بلا حسنہ کو یا اسکی برائیوں اسکی نیکیوں سے زیادہ ہوں تو ان میں سے
ہر ایک اپنی کثرت کو مطابق دوزخ میں رہیگا ولہذا فرمایا هَلْ تُجْزَوْنَ لَآ مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اور ابن مسعود
اور ابن عباس اور ابو ہریرہ اور ابن بن مالک عطاء اور سعید بن جبیر اور عکرمہ اور مجاہد اور ابیہم نخعی اور ابو ذر
اور ابو صالح اور مجرب بن کعب اور یزید بن اسلم اور زہری اور سدی اور ضحاک اور حسن اور قتادہ اور زید کا اس آیت
کی تفسیر میں یہ قول ہے کہ سینہ سے شکر مراد ہے اتہم باقال الحافظ فی تفسیرہ فتح کا بیان ہے کہ صورت
ایک قرن ہو حسین اہل فیل علیہ السلام پہونک یا یگا اور سورہ انعام میں اس لفظ کی پوری تحقیق گذر چکی اور
میں تین بار پہونکے کا پہلا نفعی فزع کا ہوگا اور دوسرا صحت کا اور تیسرا بعث کا بعض نے کہا نفعی دوسری
ہونگے اور فزع کا نفعی نووہ یا راجع ہے نفعی صحت کی طرف یا نفعی بعث کی طرف اور اختیار کیا اسی قول
کو قشیری اور قرطبی وغیرہ نے اور کہا ہادی جو نفعی اس آیت میں مذکور ہے تو یہ وہ نفعی ہے جو قبروں سے
جی اٹھنے کو دن ہوگا بعض نے کہا مراد فزع سے ہے جیگہ اسرار اور اجابت ہو نہ کی طرف اور تعبیر کیا ماضی کے
ساتھ باوجود اسکے کہ فزع معطوف ہو ماضی پر تو کہ تحقیق وقوع پر دلالت کرے جیسے علماء بیان نے
بیان کیا ہے اور کہا فراموشی یہ معمول ہے معنی یہ کہ جب قرن میں پہونکا جاوے گا اور یہ
جو فرمایا اَلَا مَنَّ شَاءَ اللہ تو اس کے معنی یہ ہیں مگر جسکو اللہ چاہے کہ وہ اس نفعی کے وقت نہ گہراوے تو

و نہ کہ ہاوی کے گاہبان لوگوں کی تعین میں اختلاف ہے جس کے لیے یہ استشاد واقع ہوا ہے تو بعض نے کہا ان سے
 شہداء اور انبیاء مراد ہیں اور بعض نے کہا جبرائیل و میکائیل اور سفیران اور ملک الموت اور بعض نے ان سے مراد
 اور دوزخ کے داروغہ اور عرش کے اہلخانے والے بعض نے کہا تمام یا نذر اور سپر اللہ عزوجل کا یہ قول دلیل ہے
 جو اس کے چہرہ مذکور ہے مَنْ جَاءَنَا بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّمَّا وَهُمْ مِنْ فِرْعَوْنَ يَوْمَ يَكْفُرُ اِيْمَانُ اور مگر یہ کہ استشاد
 ان جمیع مذکورین کو شامل ہوا اور اس سے کوئی مانع نہیں ہے کہا بیضاوی نے اور شاید مراد عموم ہو کہ یہ
 خصوصیت کا قرینہ موجود نہیں ہے انتہی تو ان جمیع مذکورین کو فرع اسم ترک نہیں ہو چکا و سہ کا یہ ہوا
 ہوا جاوین اور آخرین کے معنی نہیں صاغرین ذلیلین قال ابن عباس اور بعض نے ہکو و خیرین بغیر قسم
 فاعل کے پڑا ہے اور اس ذات سے مراد جبرائیل کی ذلت ہو تو یہ فرمانبرداروں اور فرمانروانوں کو شامل
 ہوگی کہا کر جنی نے مراد ذات سے عبودیت کی ذلت ہو نہ ذنوب اور عاصی کی ذلت اور تیسال ہوگی تمام مخلوق
 کو کما قال تعالیٰ اَنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا اِنِّی الْوَحْدُ الْعَزِیْزُ الْعَدُوُّ اَکُوْی اُنْہیں ان سمان اور زمین پر
 جو نہ آوے رحمان کا بندہ ہو کہ اس لفظ کی تفسیر سورہ نحل میں گذر چکی اور یہ جو فرمایا اور تو دیکھتا ہے پہاڑ
 آخر تک تو یہ خطاب ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے یا ہر اس شخص کے لیے جو رویت کی حقیقت
 کہتا ہو اور رویت سے رویت بصری مراد ہے اور یہ تیسری علامت ہے قیامت کے قائم ہونے کی اور صفیہ
 میں تو تخمین کرے گا کہ وہ واقف و قائم ساکن ہیں اپنی جگہ پر قال ابن عباس اور وہ جلد چلتے ہو مگر
 جیسے بادل کہ چلاتی ہے سکو ہوا اور یہ سلیقہ کہ ہر شے عظیم اور جسم کبیر اور جمع کثیر سے نظر قاصر ہوتی ہے بسبب
 اس کے کثرت اور عظمت اور اس کے اطراف کو درمیان کو بعد کے نووہ ناظر کے خیال میں ہٹیری ہوئی معلوم
 ہوتی ہے اور حقیقت میں چلتی ہوتی ہے اس طرح پہاڑوں کا چلنا قیامت کو دن بسبب انکی عظمت کے
 معلوم نہ ہوگا جیسے بادل کا چلنا بسبب اسکی عظمت کی نظر نہیں آتا کہا علامہ نسفی نے اور یہی حال ہے
 اجرام عظام شکاثرۃ العدد کا کہ حیث ایک سمت میں حرکت کریں تو انکی حرکت معلوم نہیں ہو سکتی
 اور یہاں ہی بیضاوی نے کہا اور یہ قیامت کے دن ہوگا اور اسی کی مثل ہے اللہ عزوجل کا یہ قول
 وَیَسِّرُ لَکَ الْیَمَالَ کَمَا نَتَّ سَرَ اَیَا کَہَا ابوسعود نے یہ فرع نفی ثانیہ کے بعد ہوگا جب مخلوق قبروں
 سے نکل پڑے گی مبدن بدلی جاوے گی زمین اس میں کے سوا اور بدلای جاوے گی ہیئت اسکی اچھلے جاوین
 پہاڑ اپنے مکانوں سے ہیئت ہولناک پر تاکہ اسکا اہل محشر شاہد کریں اور وہ اگرچہ نفی اولی کے وقت ٹوٹا ہو

جاوے گئے مگر انکا اور ناما اور کبیر نہ نفع نہانہ کے بعد واقع ہوگا جیسے اسکے ساتھ المد عز وجل کا قول فَمَنْ يَدْعُ نَافِعًا
 دَعَىٰ نَفْسًا آخَرَتِكَ نَاطِقٌ هُوَ اَلَّذِي دُعِيَ غَيْرُكَ اَلَّذِي دُعِيَ اَخْرَجَكَ مِنْ بَعْضِ
 کہا مراد نفع سے اس آیت میں نفع اولیٰ ہے اور فرع سے وہ فرع مراد ہے جسکے بعد موت ہوتی ہے اس
 صورت میں حق خاص ہوگا ان لوگوں کے ساتھ جو اس نفع کے وقت زندہ ہونگے ان لوگوں کے سوا جو ان سے پہلے
 مر چکے اور ان کے ذیل ہو کر آئے سو یہ مراد ہے کہ وہ المد عز وجل کے امر کی طرف رجوع کرینگے اور اسکے لیے نہ نفع
 ہونگے اور اس میں شک نہیں کہ یہ معنی اس قبیل سے ہیں جس سے قرآن مجید کے ساحت مترہ ہے اور ایضاً
 اس قول سے یہ قول کہ مراد اس نفع سے فرع کا نفع ہے جو صعب کے نفع سے پہلے ہوگا کیونکہ اسکو اس مقام
 کے ساتھ کچھ تعلق نہیں ہوا تحقیق امر جس سے قرار نہیں ہے وہی ہے جو ہم نے بیان کیا اور المد عز وجل کا قول
 وَهُمْ مِّنْ قَوْمٍ مَّيْمَنٌ اَمْلَئُوْا اَسْبَارِيْنَ نَفْسٌ هِيَ اَوْصَنُهَا اَلَّذِي مَصْدَرِيَّتْ بِرَ اَوْصَنُهَا اَلَّذِي مَصْدَرِيَّتْ بِرَ
 بعض نے کہا منصوب ہے مفعولیت پر یعنی انظر واصنع المد اور تعقیر یعنی احکم ہے عرب لوگ کہتے ہیں رجل
 تعقیر لے حافظ بالاشیاء اور تعقیر کہتے ہیں کرنا کسی کام کا اہل حالات پر اور یہ ماخوذ ہے عرب کے قول
 تعقیر ارضہ سے اور یہ وقت کہتے ہیں جب کوئی شخص اپنی زمین میں ٹالا کاٹ کر لاوے تاکہ وہ زرعیت کو لائق ہو
 جاوے ذکرہ اسین ابن عباس نے کہا اَلَّذِي اَحْسَنَ كَلْمًا كَلَّمَ اَلَّذِي اَحْسَنَ كَلْمًا كَلَّمَ اَلَّذِي اَحْسَنَ كَلْمًا كَلَّمَ
 عمدہ بنایا ہے اور اسکو حکم بنایا ہے اور یہ کیا جو کیا کہ وہ خیر سے مطلع ہے ظواہر و ضحاہر پر جانتا ہے جو مصیبت اسکے
 اعداء کرتے ہیں اور وقت ہو اس طاعت کی جو اسکے اولیا بجالاتے ہیں حسنہ و جنس حسنہ مراد ہے اور خیر سے
 اکثر اور افضل مراد ہے بعض نے کہا معنی یہ ہیں غیر حاصل ہے اس نہ کی طرف ہو اور اول اٹلے ہے بعض نے
 کہا حسنہ و خلاص مراد ہے اور بعض نے کہا حسنہ سے فرائض کا ادا کرنا مراد ہے اور تعقیر اعلیٰ ہو اور تخصیص
 کی کوئی وجہ نہیں ہے اگرچہ بعض سلف خصوصیت کو قائل ہیں ابو ہریرہ سے آیت من جار باحسنہ فلہ
 خیر تنہا میں مرقوم عاروی ہے کہ حسنہ سے اس آیت میں کلام لا الہ الا اللہ مراد ہے اور آیت میں من جار
 بالسیئۃ فلیک وجہ ہم فی النار میں سیئہ سے شرک مراد ہے اَخْرَجَهُ عَبْدُ بْنُ جُمَيْدٍ وَابْنُ جَرِيرٍ وَ
 ابْنُ حَرَمٍ وَبَنُو تَوْجِبَ حَسَنَةَ كَلَّمَ تَوْحِيدَ كَلَّمَ تَوْحِيدَ كَلَّمَ تَوْحِيدَ كَلَّمَ تَوْحِيدَ كَلَّمَ تَوْحِيدَ كَلَّمَ تَوْحِيدَ
 علیہ آک وسلم سے ثابت ہو تو اسکی طرف پہر نامستقین اور وجہ ہے اور حل کیا جاوے گا اس پر کہ مراد لا الہ الا
 اللہ کا کما حقہ کہنا ہے اور وجہ اسکا کہنا لائق ہے اس صورت میں حسنہ کو تحت میں ہر طاعت داخل ہوگی

اور شاربے سکی مہر و میت جبکہ حاکم نے کئی میں صفوان بن عیال سے کہا انا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ جَاءَ الْإِيمَانُ وَالشِّرْكُ يُجَاهِلَانِ بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ سَجَانًا فَيَقُولُ اللَّهُ لِلْإِيمَانِ ارْطُقِي وَأَهْلَاكَ أَنْتِ وَأَهْلَاكَ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَقُولُ لِلشِّرْكِ ارْطُقِي أَنْتِ وَأَهْلَاكَ إِلَى النَّارِ فَتَرْتَدُّكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ جَاءِ الْحَسَنَةِ فَلَمْ يَخِرْ مِنْهَا لِيَقُولَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَهُوَ جَاءَهُ بِالسَّيِّئَةِ يَعْنِي الشِّرْكَ فَكَبَّتْ وَجُوهُهُمْ فِي النَّارِ لِيَعْنِي جَبَّتْ مِيتَ كَانِ هَكَذَا تَوَاسِيَانِ وَرَشْرَكَ وَنَوَافِثُنُونَ كَيْلَ حِكْمَةٍ عَزَّوَجَلَّ كَيْلَ يَسْأَلُ وَيُنْكَرُ تَبَّ لِعَزَّوَجَلَّ إِيْمَانِ كُوفَرًا وَكَيْلَ جَانُوا وَجَنُّونَ نَعَى تَجْهَلُ كَيْلَ مِيتَ مِيزَ اَوْ فَرَا تِيكَ اَوْ مِطْرَ شَرِكِ كَيْلَ جَانُوا وَجَنُّونَ نَعَى شَرِكِ كَيْلَ وَنَخْ مِيزَ بِرَ حَضْرَتِ صَلَّى اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی یہی آیت پڑھی مگر جابر باحسنتہ آخر تک اور فرمایا حسنہ سے لالا الہ الا اللہ کہنا مراد ہے اور سیئہ سے شرک کرنا مراد ہے کہ حبیب بن عجرہ نے مرفوعاً روایت کیا کہ حسنہ سے اس بات کی گواہی دیا مراد ہے کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور خیر سے جنت مراد ہے اور سیئہ سے اللہ عزوجل کے قول میں جابر باسیئہ میں شرک مراد ہے اور فرمایا حسنہ نجات دیکھا اور سیئہ ہلاک کر دیکھا اَخْرَجَهُ ابُو الشَّيْخَةِ وَابْنُ هُرَيْرٍ وَدَوَيْدُ بْنُ أَبِي عِيسَى اور ابن مسعود سے ایسا ہی مروی ہے اور ابن عباس سے مروی ہے کہ خیر مہنا کے معنی ہیں خیر میں جہتہا یعنی جو شخص حسنہ لادیکھا اُسکے واسطہ خیر اسکی جہت سے ہوگی اور کہا خیر سے ثواب مراد ہے بعض نے کہا یہ جملہ اللہ عزوجل کے قول ان خیر بالافعال کا بیان ہے اور بعض نے کہا اللہ عزوجل کے قول وكل اتوه وخرين کا بیان ہے ایک جماعت صحابہ اور تابعین کا یہ قول ہے یہاں تک کہ کہا گیا ہے یہ سب کا اتفاق ہے کہ سیئہ سے مراد یہاں شرک ہے اور تخصیص کی وجہ اللہ عزوجل کا یہ قول ہے فکبت وجوههم في النار تو یہ جزا سوا شرک برائی کے اور کسی گناہ کے نہیں ہے اور وجہ کو حاصل ذکر کیا کیونکہ وہ جو اس کی جگہ ہے تو باقی اعضا جو اسکی نسبت میں ہوں وہ آگ میں ڈالے جائیں زیادہ لائق ہیں

وَمَا أَوْفَرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبِّي هَذِهِ الْبَلَدُ
الَّذِي حَرَّمَهَا وَلَهُ كُلُّ شَيْءٍ وَأَوْفَرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَأَنْ أَتْلُو الْقُرْآنَ فَمَنِ اهْتَدَى
فَأَنصُرْهُ فَقَدْ نَفْسِهِ وَمَنْ ضَلَّ فَعَلَّ لَنَا مِنَ الْمُنْتَدِرِينَ وَفَعَلَ لِلَّهِ سَيْرُكُمْ أَوْتَرِ
فَتَعْرِضُوهَا وَمَا رَبَّاتٌ بِفَاعِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ وَبِهِمْ يَحْكُمُ هَبْ كَيْلَ كَرُونِ اس شہر کے مالک کی
جس نے اسکو کہا اوب کا اور اسکی ہر چیز اور حکم ہے کہ رہوں حکم برداروں میں اور یہ کہ سنادوں قرآن پہ
جو کوئی اس پر آیا سوا ہر اس کے اپنے پہلے کو اور جو کوئی پہلے کا تو کہہ دے میں یہی ہوں اور سنا لالا

[illegible]

۴۴
توین این پوجا جنکو تم چیتاؤ : اسیک سوا کیر تین ۴۵

کھیاں ہوا نریہ خیال کر کہ اللہ عزوجل کی ساعت پہ نفل کتابے اور نہ کہ جو چیزیں کتبہ سے مخفی ہیں اس پر ہی پوشیدہ ہیں فتح کما بیان ہے کہ جب اللہ عزوجل سید اور معاد کے احوال کے بیان سے غلغہ ہوا تو اس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرمایا کہ انکو فراموشی سے انعام دے۔ انکو سب بات پر خبردار کرتے کے لیے کہ امر دعوت کا پورا ہو چکا جس پر نیت تصور نہیں ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نیچے کوئی شان باقی نہیں باسو مشغول ہو نیکی کے ساتھ عبادت کر اور وہ استغرق ہو نیکی اسکے مراقبہ میں اور اب انکی پرواہ نہ کرے یہ گمراہ ہوئے یا ادھونٹے گمراہ پائی سنو انہوں نے یا بگاڑا تو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عبادت میں مشغول ہونا اور اسکے مراقبہ میں مستغرق ہونا اور انکی پرواہ نہ کرنا گمراہی ہو دین یا ہدایت یا بھون انکو انہاری سب بات پر کہ فکر کریں اپنے جانوں کا اور مشغول ہوں تدبیر کے ساتھ ان آیات باہرہ میں جبکہ ادھون نے مشاہدہ کیا اور معنی یہ ہیں تو کہہ ہے محمدؐ مجھ کو تو حکم ہوا کہ میں خالصاً مخلصاً اللہ عزوجل کی عبادت کروں جبکہ کوئی شریک نہیں ہے اور بلکہ ہے قالہ ابن عکبائیں اور تمام شہر و زمین سے شہر کہ کو خاص کر کیا کیونکہ اس میں اللہ عزوجل کا ادب والا گہر ہے یا اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک بلکہ حسب البلد ہے الہدیٰ حرّمیاب کی صفت ہے جو ہونے موصول اسی طرح تذکرہ کے بڑا ہے اور ابن عباس اور ابن مسعود نے اسکو الہی بڑا ہے تائیت کے ساتھ اس صورت میں موصول بلکہ صفت ہوگا اور سیاق سے تذکرہ کی صفت ہونہ بلکہ کی سیواسطی جمہور کی قرارت واضح ہے اور یہ جو فرمایا وَاَنْ اَتْلُوْا الْقُرْاٰنَ یعنی قرآن مجید کی تلاوت پر مداومت و موظبت کروں تو کہ میرے لیے اسکے حقائق رائق جو اسکے مکرر قصوں میں مخزون ہیں مشکف ہوں بعض کہانیاں تلاوت سے ایمان کی طرف بلانا مراد ہے اور اول اولیٰ ہے پھر جو راہ پاوے سچیز کے ساتھ جو میں اس پر چڑھوں اور اس پر عمل کرے اس طرح کہ اللہ پر ایمان پاوے اور اسکی شریعت پر عمل کرے تو اسکا نفع اور فائدہ اسکی واسطہ ہے اور جسے راہ کو کہو یا اللہ عزوجل کے ساتھ کفر کرے اسکی ہدایت سے عراض کر کے تو تو اسکو کہہ میں تو تہاؤں نے اللہ اسوین اللہ عزوجل کا پیغام تمکو پہنچا کر ڈرنا دیا اسکے سوا میرا کچھ ذمہ نہیں ہے بعض نے کہا وکن فیئل کی جزا محذوف ہو اور وہ یہ ہے تو اسکی ضلالت کا وبال اسی پر ہے اور جبکہ انما من المندرجین کو اسکے قائم مقام کہہ گیا کیونکہ اسکی علت کی طرح ہے اور وجہ اول بہت ظاہر ہے بعض نے کہا آیت قتال نے اسکو منسوخ کر دیا اور کہ الحمد للہ اللہ عزوجل کی ان نعمتوں پر جو اسکی چھپ کرین نبوت

اور علم وغیر ذلک سے اور اُسے مجھ کو توفیق دی اس کے اوٹھانے کی اور تمام جہان کو سننے کی احکام پہنچانے کی اور یہ جو فرمایا سیر کیم آیت تو یہ منجملہ سچیز کے ہے جس کا اللہ عزوجل نے اپنی پیغمبر کو ارشاد فرمایا کہ وہ یہ بات لوگوں کو سنادے اور ہکا مطلب یہ ہے کہ اُن کے دکھاوے کا اپنی آیات بہرہ جس کے ساتھ قرآن ناطق ہے ہمارے جانوں میں اور ہمارے غیر میں بعض نے یہ آیت اللہ عزوجل نے انکو بدر کے دکھائیں اور بہرہ جو اللہ عزوجل نے انکو بدر کے دن دکھایا قتل سے اور شید کرنے سے اور فرشتوں کا ان کے ہونٹوں اور پشتوں کو اُسنے سے بعض نے کہا وہ آیات مراد ہیں جو آسمان اور زمین میں جو چیزیں اور بعض نے کہا آخرت میں آیات کا دکھانا مراد ہے تب وہ انکو یقین کرنے کے بعض نے کہا آیات سے اشتقاق قمر اور دھان مراد ہے اور وہ عذاب جو اللہ عزوجل نے ان پر دنیا میں اتار کر تعزفونہا یعنی پہرہ تم ان آیات کو دیکھ لو گے اور اس کی قدرت اور وحدانیت کی دلیلوں کو اور یہ معرفت کفار کو مفید نہ ہوگی کیونکہ یہ انکی معرفت ہوتی ہوگی جو وقت انکا ایمان مقبول نہ ہوگا کیونکہ وہ مرنے کی وقت یا ان لا دینگے پھر اللہ عزوجل نے سورہ کو ختم فرمایا اپنے اس فعل پر وہاں تک بغافل عما تعملون اور یہ کلام ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے اس کلام میں داخل نہیں ہے جبکہ کہنے کا حضرت کو ارشاد ہوا ہے اور اس میں ترہیب شہید اور تہدید عظیم ہے۔

سُورَةُ الْقَصَصِ

اور اس سورہ کو سورہ موسیٰ بھی کہتے ہیں اور سورتون کے نام توقیفی ہیں اسی طرح سورتون کی ترتیب اور آیات کرمات کی ترتیب بھی توقیفی ہے اور اس سورت کی اٹھاسی آیتیں ہیں اور ساری سورت مکہ میں نازل ہوئی ہے حسن اور عکر مراد عطاء کا یہی قول ہے کہا محلی نے یہ سورت کے میں نازل ... ہوئی ہے مگر آیت ان الذی فرض علیک القرآن لراؤک الی معاد جحفہ میں نازل ہوئی اور مگر آیت الا الذین آتیناہم الکتاب لانتفی الجاہلین تک انتہی ابن عباس رضی سے مروی ہے کہ آیت ان الذی آخر تک معذکر ہے مروی ہے کہ ہم عبد اللہ کے پاس آئے اور ہم نے اُسے سوال کیا کہ وہ ہم کو سورہ قصص سنایں تو انہوں نے کہا یہ سورت مجھ کو تو یاد نہیں ہے ولیکن تم اس شخص سے سنو جس نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیا ہے یعنی جناب بن ارت سے سنو پھر ہم جناب پاس آئے اور انہوں نے یہ سورت ہم کو سنائی

رَوَاهُ الْاِمَامُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ

نے ابراہیمؑ کا یہ قول نبی اسرائیل سے اخذ کیا ہوا تھا کہ میری پشت اور اولاد سے کیا شخص پیدا ہوگا جو ملکات کی ہلاکت کا موجب ہوگا اور یہ سب سے ہوت وقت فرمایا تھا جب آپ یا مصر یہ مین سکھنے اور مصر کے ظالم بادشاہ نے حضرت سارہ علیہا السلام کو پکڑ لیا تھا اور انکی حرمت کو اند غزو جل شیطاں سے بچا لیا تھا اور قبضی لوگ یہ بات فرعون کے سامنے بیان کیا کرتے تھے تو وہ مردود ڈرا اس سے اور اسے حکم کیا بنی اسرائیل کے بیٹوں کے فوج کرنے کا اور تقدیر کے آگے تدبیر کیا گا اگر سکتی ہے کہ یوں اند غزو جل کا سفر کیا ہوا وقت جب آجاتا ہے تو اس میں تاخیر نہیں ہوتی ہوا اور اسے ہر ایک علیہ ایک کہت ہے ولہذا فرمایا وَتَزِيدُ اَنْ تَمُنَّ عَلَی الَّذِیْنَ اسْتَظْفَرُوْا فِی الْاَرْضِ وَیَجْعَلُوْهُمْ اٰمَنَةً وَیَجْعَلُوْهُمْ الْوَارِثِیْنَ وَتَمُكِّنْ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَتُؤْتِیْ فِرْعَوْنَ وَهَآ مَانًا وَ جُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوْا یَحْذَرُوْنَ اور اند غزو جل نے اس وعدہ کو پورا کر دیا جیسے دوسرے مقام میں فرمایا كُنْ لَكَ وَاَوْرَثْنَا هَآبِیْیَ اَمْرًا یُّؤْتٰی لَیْسَ اِیْ حَیْطٍ اُیْ حَیْطٍ اُیْ حَیْطٍ اُیْ حَیْطٍ اُیْ حَیْطٍ اُیْ حَیْطٍ اُیْ حَیْطٍ اُیْ حَیْطٍ اُیْ حَیْطٍ اُیْ حَیْطٍ اور فرمایا وَلَکِنَّ لَكَ وَاَوْرَثْنَا هَآقَوْمًا اٰخَرِیْنَ اسی طرح اور وہ سب تہ لگا یا سمنے ایک اور قوم کو یعنی بنی اسرائیل کو اور فرعون نے ارادہ کیا کہ اپنے حول اور قوت کے ساتھ موسیٰ کے ماہتہ سے بچ جاوے پر یہ ارادہ اسکا کچھ کارگر نہ ہوا ملک عظیم کی قدرت کے ساتھ جسکے امر قدری کے ساتھ مخالفت ممکن نہیں اور نہ وہ مخلوب ہو سکتا ہے بلکہ اسی کا حکم نافذ ہو چکا اور قدر میں اسکی قلم چل چکی کہ فرعون موسیٰ کے ماہتہ سے مارا جاوے گا بلکہ یہ غلام حبس سے اور فرعون نوڈرتا ہے اور اسکی وجہ سے تو نے ہزار ماہکے مار ڈالے یہ تیرا دشمن پر نشوونما پاویگا اور تیرے گہر میں اسکی تربیت ہوگی اور تیرے ساتھ لکھا نا کہا ویگا اور تو اسکی پرورش لکھا اور سپر قربان قربان ہوگا اور تیری موت اور ہلاکت اور تیرے جنود کی ہلاکت اسکے ماہتہ پر ہوگی تو کہ قوجا کہ اُن اوچی آسمانوں کا مالک ہی قاهر اور غالب اور عظیم اور قوی اور عزیز اور شدید الحال ہے جو وہ چاہے وہی ہوتا ہے اور جو نہ چاہے نہیں ہوتا سنتے ماقال الحافظ فی تفسیر وفتح کا بیان فاتح یہ ہے کہ طسے جو معنی مراد ہیں انکو اند غزو جل خوب جانتا ہے اور لفظ طسہ پر گفتگو سورہ شعرا کے ابتدا میں گذر چکی اب اسکا اعادہ نہیں کرتے اور اسی طرح آیت تلک آیات الکتاب البین پر گفتگو گذر چکی کہا زجاج نے بسین کے یہ معنی ہیں کہ یہ کتاب حق کو باطل سے جدا کرتی ہے اور حلال کو حرام سے اور یہ مشتق ہے اَبَان سے جو معنی میں اُنکھ کے ہوا یہ فعل ضد اسے ہوا اسکا استعمال دو نو طرح آیا ہے لازم ہی اور مستعدی بھی کہا جاتا ہے اَبْنَتْ فَاَبَانَ اور یہ جو فرمایا سناتے ہیں آخر آیت تک تو اسکے معنی یہ ہیں

کہ بوسطہ جبریل ہم تیرے طرف پیغام بھیجتے ہیں اور ایمانداروں کو خاص کیا کیونکہ تلاوت اس شخص کو مفید ہوئی ہے جو ایماندار ہوتا ہے اور حرف من ماندہ ہے بخشش کی اسے پراور اولی یہ ہے کہ بیان یہ بڑا بعضیہ اور زائدہ کہنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے اور حق بخشنے صدق ہو اور یہ جو فرمایا فرعون چڑھ رہا تھا ملک میں اگر تو یہ جملہ مستحق ہے جسکو بنا کر اجمال کنی نہیں کیلئے چلایا گیا ہے مفسرین نے کہا علو کے معنی نگاہ اور بڑبڑ اور تعظم کے ہیں اور اصر سے مراد اصر مصر ہے بعض نے کہا علو سے مراد یہ ہے کہ اُسے ربوبیت کا دعوے کیا بعض نے کہا پھر رب کی عبادت سے اُن کو علو کیا اور کر دیا اُسے اسکے رب و الوں کو کبھی جتنے یعنی کئی فرقے اور تسمین اپنی خدمت لینے میں حیط چاہتا اُسے خدمت لیتا مجاہد نے کہا معنی یہ ہیں کہ اُسے اس میں تفرقہ ڈال دیا اور قہار نے کہا معنی یہ ہیں ایک جماعت کو غلام بناتا تھا اور ایک جماعت کو چھوڑتا تھا ایک جماعت کو قتل کرتا تھا اور ایک جماعت کو زندہ چھوڑتا تھا یا یہ معنی کہ اُسے ڈال رکھی تھی ان میں دشمنی اور بیرئو کہ انکی ایک بات نہ ہو اور یہ اسلئے کہ بنی اسرائیل کی مجسمین کثرت ہو گئی تو انہوں کو گون پر ظلم کیا اور گناہ کے کام کیے اور امر بالمعروف کیا اور منکر کام سے روکا تا بسد تعالیٰ نے اُنہیں قبطیوں کو مسلط کر دیا اور انہوں نے انکو کمزور کر دیا یہاں تک کہ انکو اسد عزوجل نے موسیٰ کے ہاتھ پر نجات دی اور فرعون بنی اسرائیل کے بیٹے فرج کرتا تھا اور عورتوں کو چھوڑتا اسلئے کہ ان نے کہا انہوں نے اسکو خبر دی تھی کہ بنی اسرائیل میں ہر ایک لڑکا اسکی بادشاہت کو ربا و کردے گا کہا رواج نے اور فرعون کی حماقت سے تعجب آتا ہے اسلئے کہ جس کا ہن تے فرعون کو خبر دی تھی اگر وہ فرعون کے نزدیک سچا تھا تو قتل کچھ کارگر اور مفید نہ تھا اور اگر نہ ہو سکتا سمجھتا تھا تو پھر قتل کرنا بے سود تھا اور شہور ہے کہ فرعون نے ستر ہزار بچے قتل کر ڈالے اور یہ جو فرمایا وہ تھا بگاڑ کرنے والا تو اسی لیے اُسے جبریل علیہ السلام پر جبرائیل کی کہ انبیاء کی اولاد میں سے یہ سچا ہے مصوم بچوں کو مارا اور اس سے معلوم ہوا کہ قتل اہل فساد کا فعل ہے **وَاَوْحَيْنَا اِلٰی اُمِّ مُوسٰی اَنْ اَرْضِعِیْہٖ فَاَرْضَعَتْہٖ** علیہہا فالتقمیہ فی الیم ولا تخافی ولا تحزنی **اَنَا رَاٰوۃَ الْیَاقِثِ وَجَاعِلُوۃَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ** **فَاَلْقَیْطۃَ اِلَ فِرْعَوْنَ لَیْکُوْنُ لَہُمْ عَدُوٌّ وَکَیْرٌ نَّاۤیِبَانِ فِرْعَوْنَ وَہَا مِنْ وَجُوْدِہَا کَانُوْا خَطِیْیْنَ** **وَقَالَتِ امْرَاۃُ فِرْعَوْنَ قُرۡءَ عَلَیَّ لَیْ وَکَلَّ لَا تَقۡتُلُوْہُ عَلَیَّ اِنْ یَنْفَعَمَا اَوْ یَضُرَّ** **وَلَکَا اَوۡہَمَ لَا یَشْعُرُوْنَ** اور ہم نے حکم بھیجا موسیٰ سے کہ ان کو کہ اسکو دودھ پلا پھر جب تمہکو ڈر ہو اسکا تو والد سے اسکو پانی میں اور نہ خطر کر اور نہ غم کہا اُنہیں بچا دین گے اسکو تیرے طرف اور کر نیلے اسکو رسولوں سے

پھر وہاں لیا اور اس کو فرعون کے گہر والوں کے کہہ کر ان کا دشمن اور کڑا دشمن والا بنے شک فرعون اور ماں اور
اون کے لشکر چوکے والے تھے اور بولی فرعون کی عورت انکھوں کی ٹہنڈک ہے مجھ کو اور مجھ کو اس کو نہ مارو
شاید میرے کام چوکے یا ہم سب کو لین بیٹا اور اُن کو خبر نہیں ف تو ڈال دے یہ کو آخر ایت تک
بچا ایک بچہ کے صندوق میں ڈال کر اُن کو بیٹا یا تے میں وہ بیٹا چلا گیا فرعون کے محل میں اس کی عورت
نے اُن کو وہاں لیا پائے کو آہرہ جو فرمایا اُن کو خبر نہیں یعنی خبر نہیں کر پڑا ہو کر کیا کرے گا لیکن جانا
کہ بنی اسرائیل میں سے کسی کو خوف نہ ڈالا ہے ہر ایک لڑکا نہ مارا تو کیا ہوا مفسرین بیان کیا
ہے کہ جب فرعون نے بنی اسرائیل کے بہت بچے مار ڈالے تو قبطنی ڈرے کہ سب اہل اسرائیل

بالکل نہ رہیں اور جو دشوار کام اُن سے لیے جاتے تھے وہ ہم سے لیے جاویں اور فرعون سے
عرض کی اگر حال سیاہی رہا تو بنی اسرائیل ختم ہو جاوینگے طرح کہ اُن میں سے بڑے تو مر جاویں
گے اور بچوں میں سے کوئی بڑھنے نہیں پاتا کہ قتل کیا جاتا ہے اور یہ ممکن نہیں ہے کہ اُن کی
عورتیں اُن اعمال شاذ کی برداشت کر سکیں جو ان کے مردوں سے لیے جاتے تھے بہر کیف یہ کام
مجھ کو کہنے ہوں گے تباہی سے ایک سال قتل کرنے کا حکم دیا اور ایک سال زندہ چھوڑنے کا اور اُن
علیہ السلام اس سال پیدا ہوئے جس سال بچوں کو چھوڑا گیا اور موسیٰ علیہ السلام اس سال حسین
بچوں کے قتل کا حکم تھا اور فرعون نے اس کام کے لیے لوگ چھوڑے ہوئے تھے اور وایاں جو عورتوں
کے پاس طاقتیں پھر جب کو حل والی دیکھتیں اسکا نام جسٹریٹس درج کرتیں جیسا کہ جسنے کا وقت آتا
تو اس کو نہ جتا کر قتل کی عورتیں اگر مادہ پیدا ہوتی تو اس کو چھوڑ دیتیں اور اگر نہ پیدا ہوتا تو ذبح
کرنے والے مرد دواتے اور ذبح کر کے چلے جاتے فَبَحَّھُمُ اللہ تعالیٰ جب موسیٰ علیہ
السلام کی والدہ جالہ ہوئیں تو ان پر حل کے علامات ظاہر نہ ہوئے جیسے اس وقتوں پر حل کے
آثار ظاہر ہوتے ہیں اور نہ دایوں نے معلوم کیا ولیکن جب انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو
جنا تو ان کا دل تنگ ہوا اور انہوں نے موسیٰ علیہ السلام پر بہت سخت خوف کیا اور وہ سب
سے زیادہ پیارا لگا اور موسیٰ علیہ السلام کو کوئی نہ دیکھتا مگر اس نے محبت کرتا پس سعید وہی ہے
جو طبعاً اور شرعاً محبوب ہو فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَالْقِیَّتُ عَلَیْكَ حَبَدٌ مِّنِّیْ توجب
موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا دل تنگ ہوا تو اُس کے دل میں یہ الہام ہوا اور القا ہوا جسکا

اللہ عزوجل نے اس آیت میں بیان فرمایا **وَ اَوْحَيْنَا اِلٰی اِمْرَاۤءِ مُوسٰی اَنْ اَرْضِعُوْهُ فَاِذَا اخْتَصَتْ عَلَيْهِ**
كَالْتَمِدِیْهِ فِی الْیَسْرِ وَلَا تَحْزَنِیْ اِنَّا دَاۤءِدُوْهُ الْکَلْبَ وَكَآءِلُوْهُ مِنْ اَلْمُرْسَلِیْنَ
اور یہ اس طرح کہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا گہر دریا کے نیل کے ساحل پر تھا تو اس نے ایک صندوق بنایا اور
اس میں بچہ بنا بچھپایا اور اپنے بچے (موسیٰ علیہ السلام) کو دورہ پلا تین جب کوئی ان کے پاس آتا ان لوگوں
میں سے جن کا خوف تھا تو جا کر بچے کو صندوق میں ڈالتے تین اور صندوق کو دریا میں چھوڑ دیتے
اور صندوق کو ایک سی سے بانڈ رکھتے تین ایک دن جو کسی سے ڈر کر بچے کو صندوق میں ڈالتا تو
صندوق کو سی ڈالنا پہل لگتے اور سکو بون ہی دریا میں چھوڑ دیا تو وہ بہ گیا اور پانی نے اس کو
اوٹھالیا یہاں تک کہ فرعون کے محل کے نیچے سے گذرا اور لونڈیوں نے اس کو اوٹھالیا اور فرعون
کی بی بی حضرت اسیہؑ کے پاس اس صندوق کو لے گئیں اور ان کو معلوم نہ تھا کہ صندوق میں
کیا چیز ہے اور وہ دین صندوق کے کہولنے سے حضرت اسیہؑ کے سوا جب اس نے کہولا تو
وہ ایک لڑکا تناسب لوگوں سے زیادہ حسین اور جمال والا اور بارونق اور تروتازہ اور اس کی
محبت اللہ عزوجل نے اسیہ کے دل میں ڈال دی جب اس نے حضرت موسیٰؑ کی طرف دیکھا اور یہ
اس لیے کہ اللہ عزوجل نے اس کو نیک کرنا چاہا اور عزت دینا چاہا اور اس کے خاوند کو بدبخت
بنانا ولہذا فرمایا **فَاَلْتَفَقَطَ اَلْیَٰسْرِ عَوْنٌ لِّیْکُوْنُ لَکُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا اِنَّ فِرْعَوْنَ**
وَهَامَانَ وَجُنُوْدَهُمْ اَکَاۡثُۡۤا خٰطِیْۡنٌ محمد بن اسحق وغیرہ کا یہ قول ہے کہ لام لیکون
میں عاقبت کا ہے تعلیل کا نہیں ہے کیونکہ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو اس ارادہ
سے نہیں اوٹھایا تھا کہا حلقہ میں کثیر نے لفظ کا ظاہر تو اسی بات کا مقتضی ہے جو مفسرین
نے کہا ہے ولیکن جب سیاق کے معنی کی طرف خیال کیا جاوے تو لام تعلیل ہی کا ہیرو تا
ہے کیونکہ آیت کے معنی یہ ہیں اللہ عزوجل نے ان کو سلاط کیا اس کے اٹھانے کے لیے تو کہ وہ ان کا دشمن اور
کرہ مانے والا ہو جاوے تو یہ انکی موسیٰ علیہ السلام سے خد کر کے کے ابطال میں ابلغ
ہوگا ولہذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا **اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُوْدَهُمْ اَکَاۡثُۡۤا خٰطِیْۡنٌ**
اور یہ جو فرمایا اور بولی فرعون کی بی بی یہ تو میری اور تیری انہوں کی ٹھنڈک ہے تو اسکی تفسیر
یہ ہے کہ جب فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو اس کے قتل کا ارادہ کیا اس خوف سے کہ

یہ اور کابنی اسرائیل میں سے ہوگا تو اسے مزارحم کی بیٹی جو فرعون کی بی بی تھی فرعون سے جھگڑنے لگی اور
 اُسکے قتل سے اُسکو ہانسنے لگی اور سکو فرعون کا محبوب بنانے لگی اور بولی میری اور تیری آنکھوں کی
 ٹھنڈک ہے تو فرعون بولا تیری آنکھوں کی یہ ٹھنڈک ہے اور میری آنکھوں کی یہ ٹھنڈک نہیں
 ہے پس امر اسی طرح ہوا کہ اسد عزوجل نے اسے کو اسکی وجہ سے ہدیت کی اور اس مردود کو موسیٰ سے علیہ
 السلام کے ہاتھوں سے ہلاک کرایا اور یہ جو اسنے کہا کہ شاید اس سے ہکو فائدہ پہونچے تو یہ بات
 حاصل ہو چکی نہ اسد عزوجل نے موسیٰ سے علیہ السلام کو جوہ سے اسے کو ہدایت کی اور اس کے
 سب سے اسکو جنت میں بشار دیا اور یہ جو کہا یا اسکو بیٹا بنالین تو اسکے یہ معنی کہ اسنے اُسکے
 لے پاک بنانے کا ارادہ کیا کیونکہ فرعون سے اسے اس کی اولاد نہ تھی اور وہ نہ جانتی تھی کہ اس
 عزوجل کے اس بچے کے اُٹھانے میں کیسی حکمت عظیمہ بالغہ اور حجت قاطبہ ہے فتح کا بیان یہ
 ہے کہ یہ جو فرمایا وَاَوْحٰیۡنَاۤ اِلٰیۡ اِمۡرَاۡمُۡسٰیۡ تُوَاۡسَکَیۡہِ یٰۤمَعْنٰیۡ ہٰیۡنَ کہ جو کام موسیٰ سے علیہ السلام کے
 والدہ نے اُسکے ساتھ کیا یہ سمجھنے اسکے دل میں ڈال تھا قالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور اس وحی سے
 وہ وحی مراد نہیں ہے جو پیغمبروں (علیہم السلام) کی طرف آتی ہے بعض نے کہا یہ حضرت موسیٰ
 علیہ السلام کی والدہ نے خواب میں دیکھا تھا اور بعض نے کہا یہ بات اسد عزوجل نے ایک فرشتہ
 انکی طرف بھیجا اور ان کو بتادی اس صورت میں یہ الہام نہ ہوگا بلکہ وحی اعلام ہوگی اور علماء
 نے اتفاق کیا ہے اس پر کہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نبیہ نہیں تھی اور جس نے کہا ہے
 کہ انکی طرف فرشتہ بھیجا اور انکو یہ بات بتائی گئی تو انکی طرف یہ فرشتہ بھیجا ایسا ہوگا جیسے اقرع
 اور ابرص اور اعمیٰ کی طرف اسد عزوجل نے فرشتہ بھیجا جیسے صحیحین وغیرہما کی حدیث میں ثابت
 ہے اور عمران بن حصین پر فرشتوں نے سلام کیا جیسے صحیح بخاری میں ثابت ہے تو عمران بن
 حصین اسوجہ سے پیغمبر نہ بنے اور نہ اقرع اور ابرص اور اعمیٰ بنے اور موسیٰ علیہ السلام کی والدہ
 کا نام یوحنا تھا بعض نے کہا یوحنا بنت مازن بن لاوی بن یعقوب علیہ السلام اسکو قرطبی نے ثعلبی
 سے روایت کیا بعض نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے موسیٰ علیہ السلام کو آٹھ ماہ
 دودھ پلایا بعض نے کہا چار ماہ اور جب موسیٰ علیہ السلام کی والدہ موسیٰ علیہ السلام کو دودھ
 پلاتی تھ تو وہ بالکل نہ روئے اور نہ انکی گود میں حرکت کرتے تھے اور انکی والدہ کے چہرے سے

پہلے رضاح کا انکو الہام ہوا اور بعض نے کہا بعد ولادت کر اور سکو الہام کیا دودھ پلانے کا باوجود اسکے کہ مائین اولاد کو طبعاً دودھ پلاتی تھیں تو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ کے دودھ سے مایوس ہوئے اور وہ کسی اور کا دودھ قبول نہ کریں فرعون کے ہاتھ میں جا کر اور یہ جو فرمایا میں جب تو اسے خوف کرے تو اسکے یہ معنی ہیں کہ اگر تو فرعون کے اس بچ کو زنج کر کے ڈرے کہا ابن عباس نے اگر تیرے ہمسائے اس بچ کی آواز سنیں اور تو اسے خوف کرے اور تم سے دریا کے نیل مراد ہے اور دریا میں نہانے کی کیفیت سورہ طہ میں مذکور ہو چکی اور مت ڈر اسکے ڈوبنے اور ضائع ہونے سے اور نہ غم کہا اسکی جدائی سے اور خوف وہ غم ہے جو انسان کو ایسی بات پر پہنچے جسکی وہ زمانہ آئندہ میں توقع رکھتا ہے اور حزن وہ غم ہے جو اسکو ایسے امر پر پہنچے جو واقع ہو چکا اور گزر چکا اب یہ اعتراض نہ ہوگا کہ خوف اور حزن میں کیا فرق ہے تو کہ ان میں سے ایک کا دوسرے پر غطف ڈالاجاوے اور شامل ہے یہ آیت دو امر دہر یعنی ارضیہ اور القیہ پر اور دونوں میں کپٹنے لاسخانی ولا تخرنی پر اور دو خیرون پر یعنی اندازہ اور جا علوہ پر اور دو بشارتوں پر دو خیرون کے ضمن میں اور رد او جعل میں جو انرا و وہ وجا علوہ میں مذکور ہیں فالنقطہ میں فارضیہ ہے اور انقطاع کہتے ہیں کسی چیز کے پانے کو سوا طلب کے اور آل فرعون سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے اس صندوق کو دریا سے اٹھایا یا جمین حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے زجاج نے کہا فرعون اہل فارس سے تھا اصطر سے اور لام لیکن ہم عدا و حزن میں لام عاقبت ہے اور اسکی وجہ ہے کہ انہوں نے سکو اٹھایا تھا تو کہ اسکو بیٹا بناوین اور اس سے اپنی انہیں ٹھنڈی کریں نہ اسلئے کہ انکا دشمن بن جاوے تو اسکا انجام یہ ہوا کہ یہ انکا دشمن ٹھیرا جسکی وجہ سے انکے مرد و ب گئے اور عورتیں لونڈیاں بنیں قالہ المجلیٰ اور کہا صاحب کشف لہ یہ لام لام کے ہے جس کے معنی تعلیل کے ہیں لیکن یہ معنی مجازی ہیں کیونکہ جب یہ عداوت انکے فعل کا نتیجہ اور ثمرہ تھا تو اس عداوت کو اس ماعیہ کے ساتھ مشابہت دی گئی جسکے لیے فاعل سے فعل سرزد ہوتا ہے اور حزن میں فتح حا اور ضم حادو نو لغتیں ہیں جیسے عدم اور عدم اور رشد اور رشد اور سقم اور سقم ہیں اور فرعون کے عورت کا نام سیہ نبت مزاحم تھا اور یہ اس زمانہ کی تمام عورتوں سے پسندیدہ تھیں اور بنیاد کے نبات میں سے بعض نے کہا یہ بنی اسرائیل سے تھیں بعض نے کہا حضرت نوحؑ

کی پہچانی نہیں تھیں۔ حکماء السبیل اور جب یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تابوت سے نکالنا تو بلوین
فرعون کو مخاطب کر کے قرۃ عین ملی و کسا اور جب اس نامراد نے حضرت موسیٰ کے مارنے
کا ارادہ کیا تو بلوین اسکو نہ مارا اور لا تقلوہ میں اسے خطاب کیا تعظیم کے طور پر اور ابن سعود کی
قرارت میں یوں ہے وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ لَا تَقَدِّمْ لَوْهَ فِتْرَةً عَيْنِي وَكَذَلِكَ بَعْضُ
سنے کہا اسیہ بولی یہ لڑکا تو کچھ سال سے بڑی عمر کا ہے اور تو اس سال کے بچوں کو مارتا ہے تو اسکو
میرے پاس چھوڑو اور فرار نے سدی کے طریق سے ابن عباس سے حکایت کیا کہ لا تقلوہ
فرعون کی حکام میں سے ہو اور اسکے جواب میں اتنا ہی کافی ہے کہ اس شرک ہنار ضعیف ہر بعض نے
کہا اسیہ بولی اسکو نہ مارو یہ صندوق کسی دور ملک سے آیا ہے اور بنی اسرائیل کا نہیں ہے اور
اسیہ کی اولاد نہیں تھی تو اسنے فرعون سے اسکے بچہ بنانے کی درخواست کی اسرا جارت فی
وَاصْبِرْ فَوَادُ امُّ مُوسَىٰ فِرْعَوْنُ اِنَّ كَادَتْ لَتُبْدِلَ بِهٖ كُوْلًا اَنْ رَّبَّنَا عَلٰی قَلْبِهَا لَئِكَ كُوْنُ
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ . وَقَالَتْ وَاصْبِرْ فُصِّيْہٖ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَهَمَّ لَا يَشْعُرُوْنَ ۙ وَ
حَرَّمَ عَلَيْہِ الْمُرَاضِعَ مِنْ قَبْلِ وَفَعَلْنَا مِثْلَ اَدِّمْ كُوْلًا عَلٰی اٰهْلِ بَنِي يٰكْفُلُوْنَا لَكُمْ
وَهُمْ لَا تَارِكُوْنَ فِرْعَوْنَ دَلِيلًا اِلٰی اٰیٰہِ كَيْفَ تَحْبِبُوْنَ وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَنَّ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ
حَقٌّ وَلَٰكِنْ اَكْفُرْهُمْ لَا يَكْفُرُوْنَ . اور یہ کہ حضرت موسیٰ کی ان کے دل میں قرار نہ ہا نزدیک
ہوئی کہ ظاہر کر دے تیساری کو ازانہ تہنہ گرد دی ہوئی اسکے دل پر اسوہ اسلام کہ ہے ایمان والوں میں
اور کہدیا اسکی بہن کو اسکے پیچھے چلی جا پر دیکھتے رہی اسکو اجنبی ہو کر اور انکو خبر نہ ہوئی اور وہ
رہی تہین بہنے اس سے دایان پہلے سے پہر بولی میں تباؤن تمکو ایک گہر وائے وہ اسکو
پال دین تمکو اور وہ اسکے بہلا چاہنے والے ہیں پہر پہنچا دیا اسکو اسکی ان کی طرف کہ شہدی رہے
اسکی آنکھ اور غم نہ کہا وے اور جانے کہ وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے پر بہت لوگ نہیں جانتے ۔
ف میں تباؤن تمکو ایک گہر وائے وہ اس کو پال دین اور وہ اسکے بہلا چاہنے والے
ہیں فرعون کی عورت تھی بنی اسرائیل میں کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا کی بیٹی اس
لفظ سے وہ پہچان گئی کہ وہ لڑکا انکا ہے اور جب انکو لے پالا تو دایان ڈھونڈیں کسی
کا دودھ انہوں نے نہ پیا نا چار ہو گئی تھی تب انکی مان کو بلایا اسکا دودھ پینے لگے اسکو حوالے کیا

پانے کو دینا روز کر دیا وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے بہت لوگ نہیں جانتے یعنی وعدہ اللہ تم کا
 پہنچ رہا ہے سچ میں بڑے بڑے پیر بڑ جاتے ہیں اس میں بہت لوگ بے یقین ہو جاتے ہیں فقط
 ابن کثیر فرماتے ہیں ان آیات میں اللہ عزوجل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے دل کی
 بقراری بیان فرماتا ہے کہ جب اسکا میٹا دریا میں بہ گیا تو صبح کے وقت اُن کے دل میں
 قرار نہ رہا کہا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یعنی ان کا دل امور دنیا کی ہر چیز سے خالی
 ہو گیا مگر موسیٰ علیہ السلام کے خیال سے قالہ ابن عباس وَجَاهِدْ وَعَاظُكُمْ وَسَعِيدُ
 ابْنُ جَبْرِ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَالطَّحَاكُ وَالْحَسَنُ الْبَصَرِيُّ وَقَتَادَةُ وَعَاظُكُمْ اور یہ جو فرمایا
 اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِي بِهٖ لَیْصِبْ بِسَخْتٍ وَجَدَ اِیْنِے اور حزن اپنے اور فسوس اپنے کے نزدیک
 ہوئی کہ ظاہر کر دے کہ میرا بیٹا یہ گیا اور اپنی بے قراری ظاہر کر دیوے پر اللہ عزوجل اس کے دل
 پر گرہ لگا دی اور اسکو ثابت رکھا اور صبر عنایت فرمادیا کہ سالت ہے اور یہ جو فرمایا اور کہہ دیا اسکی
 بہن کو تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے اپنی بیٹی کو حکم دیا اور وہ موسیٰ علیہ السلام سے
 بڑی تھی بات سمجھتی تھی تو اسکو پوچھنے لگا کہ اسکی چچی چلی جا اور اسکی خیر لا اور شہر کی نوحی سے اسکا
 حال معلوم کر کہ کیا کچھ بیان کرتے ہیں تو وہ نکلی اس کام کے لیے اور جنبی ہو کر اسکو دیکھتی رہی بعض نے
 کہا جنبی معنی چھین جانے میں ہے قالہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور مجاہد نے کہا جنبی
 مراد یہ ہے کہ دور سے دیکھتی رہی اور قنادہ نے کہا اسکی طرف دیکھتی رہی ایسی کیفیت کے ساتھ کہ گویا
 اسکو نہیں چاہتی اور جب موسیٰ فرعون کے گھر میں پہنچ گئے اور حضرت اسیرہ کو پیار ا جانا تو
 گھر والوں نے انکو ان دانیوں کا دودھ پلانا چاہا جو انکے گھر میں موجود تھیں لیکن بچے نے اُن
 میں سے کسی کا دودھ قبول نہ کیا تو وہ اس کو بازار کی طرف لے نکلے تو کہہ کوئی ایسی عورت ملجاؤ
 جسکے دودھ کو یہ بچہ قبول کرے جب انکی بہن نے اپنے پہاڑی کو فرعونین کے ہاتھ میں دیکھا تو پچا
 لیا کہ یہ میرا بیٹا ہے مگر ظاہر نہ کیا اور نہ انہوں نے سمجھا کہ یہ اسکی بہن ہے فرمایا اللہ عزوجل نے اور ہم
 نے روک دین اس سے دانیان پہنچے ہی سے اور یہ اس لیے کہ موسیٰ علیہ السلام اللہ عزوجل کے
 نزدیک کریم تھے اللہ تعالیٰ نے انکو بچا لیا اپنی والدہ کے سوا کسی اور عورت کا دودھ پینے سے
 اور وہ طریقہ کہ اللہ عزوجل نے اس میں یہ حکمت کہی کہ ان ہی کی طرف پھر کر آوے اور وہ اسکو امن سے

دودہ پلاوے آج بچہ کو خوفناک تھی جب موسیٰ علیہ السلام کی بہن نے انکو گردان کچھا کہ وہ آتا تھا کرتے بہن اور ملتی نہیں قی بولی مثل اذ لکتم علی اہل بیت یکتفونہ لکم وھم کہ انار صھون کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جب موسیٰ علیہ السلام کی بہن نے یہ کہا تو فرعون نے اسکو پکڑ لیا اور اس کے امیرین اور بہنوں نے شک کیا اور بولے تو کس طرح جانتی ہے کہ وہ اہل بیت اس بچے کو ساتھ خیر خواہی کرینگے اور اس پر شفقت کرینگے تو وہ بولی کہ وہ اس بچے کی خیر خواہی اور اس پر شفقت کیلئے کرینگے کہ ہمیں انکا بادشاہ سے علاقہ ہوگا اور اس سے فائدہ کی امید ہوگی یہ سن کر انہوں نے اسکو چھوڑ دیا اور اس کے ساتھ انکے گھر گئے اور موسیٰ علیہ السلام کو لیکر انکی والدہ پردخل ہوئے اور انہوں نے اپنے بچہ کو دودہ دیا تو اسنے دودہ قبول کر لیا اور پینے لگا اور پیداوون کو یہ دیکھکر حد سے زیادہ خوشی ہوئی اور حضرت اسیہ بیٹن شیر گیا اور اسنے بشارت دی کہ تیرے بے پاک کچھ لیے آنا مل گئی جبکا دودہ وہ پینے لگا یہ سنکر حضرت اسیہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو طلب کیا اور اسکے ساتھ حسان کیا اور اسکو انعام واکرام دیا اور اسکو معلوم نہ تھا کہ حقیقت میں یہی اسکی والدہ ہے آخر اسیہ نے اسپر زور ڈالا کہ بیان میرے پاس ہی ہمارا لیکن اسنے مانا اور بولی میرا خاوند ہے اور اولاد ہے اور میں تیرے پاس نہیں شہیر سکتی اور میں چاہتی ہوں کہ اسکو اپنے گھر ہی میں دودہ پلا یا کر دن فرعون کی عورت کو مجبور مانتا پڑا اور اسکا روزیہ لگا دیا اور وقتاً فوقتاً تحفہ تحائف اور لباس وغیرہ اسکو دیتی رہتی اور موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اپنے بیٹے کو لیکر شہناش و شہناش گھر میں آئی اور اللہ عزوجل نے اپنے وعدہ کے موافق اسکے خوف کو من کے ساتھ بدل دیا سمیت عزت اور مرتبہ اور فراخی رزق کے ولہذا حدیث میں آیا ہے مثل الانی یعمل ویکتسب فی صنعۃ کمثل ام مؤمنی تر ضیع وکدھا وگاخذ انجو کھا یعنی اس شخص کی مثال جو کام کرتا ہے اور اپنے کام میں ثواب کا طالب ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرح ہے کہ اپنے بچے کو دودہ پلاتی تھیں اور اپنی مفردی یعنی تہیں اور شدت اور فرج کے درمیان تہوڑا سا زمانہ تھا یعنی ایک رات اور دن واللہ علم پس پاک ہے وہ ذات کہ اسکے ماتہ میں ہے سب کام جو چاہے ہو جاتا ہے اور جو نہ چاہے نیز ہوتا اور وہ اپنے سے ڈرنے والے کے غم کو خوشی سے بدل دیتا ہے اور اسکو ہر تنگی سے نکالتا ہے

ولہذا فرمایا فَرَدَّدْنَاهُ إِلَىٰ آلِهِ كَي تَقَدَّرَ عَلَيْهَا وَكَانَ الْخَزَنَ وَكَتَبْنَا لَهُمْ أَنْ وَعَدَ اللَّهُ حَقًّا بِمَا عَصَوْا
 موسیٰ علیہ السلام کو اپنی ذہن کی طرف لوٹا دیا تو کہ اسکے ساتھ انجمنیں ہنڈی کرے اور ہر غم نہ کہا تو
 اور جانے کہ اسے عزوجل نے جو اسکے لوٹانے کا وعدہ کیا تھا وہ سچ تھا جب اسنو دیکھا کہ اسے عزوجل کا
 وعدہ سچا تھا تو اسنے سمجھا کہ یہ رسول ہی ضرور ہوگا اور اسکی تربیت میں وہ معاملہ کیا جو طبعاً اور
 شرعاً انبیاء کے لیے لائق ہے اور یہ جو اسے تعالیٰ نے فرمایا لیکن اکثر ہم لا یعلمون تو اسکے یہ
 معنی ہیں کہ بہت لوگ نہیں جانتے ان افعال کے انجام کی عمدگی کو تو بسا اوقات ایک امر نفوس میں
 تو کمرہ معلوم ہوتا ہے اور حقیقت میں اسکا انجام بہتر ہوتا ہے محافل تعالیٰ و عسلیٰ اَنْ
 تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَتَحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ رَوِّ
 اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ یعنی اور شاید تم کو بری لگے ایک چیز اور وہ بہتر ہو تمکو اور شاید تم کو خوش لگے
 ایک چیز اور وہ بری ہو تمکو اور اسے جانتا ہے اور تم نہیں جانتے وَقَالَ تَعَالَىٰ فَعَسَىٰ اَنْ تَكْرَهُوا
 شَيْئًا وَتَحِبُّوا شَيْئًا خَيْرًا اَكْثَرًا یعنی شاید تمکو نہ بہا وے ایک چیز اور اسے نہ کہی ہو اس میں
 بہت خوبی انتہی قال الحافظ فی تفسیر فتح میں کہا ہے کہ آیت و اصبر فواد اقم موسیٰ فارغاً کے
 یہ معنی ہیں کہ اسکا دل موسیٰ علیہ السلام کے غم کے سوا ہر چیز سے خالی ہو گیا تو اسکو کسی چیز کا اسکے
 فکر نہ تھا قال المفسرین اور کہا ابو عبیدہ نے خالی ان لوگوں کے ذکر سے جو دنیا میں تھے مگر موسیٰ
 علیہ السلام کے ذکر سے اور حسن درابن اسحق اور ابن زید کا یہ قول ہے کہ اسکے دل میں سیڑی اٹھ گیا
 جو اسے عزوجل نے سکھو فرمایا تھا خوف نہ کر اور نہ ڈر اور یہ سو علم کہ شیطان نے اسکے لیے یہ سمجھایا کہ
 بس اب یہ دُوب جائیگا اور ہلاک ہو جاوے گا اور کہا اخفش نے معنی یہ ہیں کہ اُنکے دسے غم اور خوف
 اڑ گیا ایسے کہ اُسنے جان لیا کہ وہ غرق نہ ہوگا کیونکہ اسکو الہام کے ذریعہ سے معلوم ہو چکا اور
 ایسا ہی ابو عبیدہ سے بھی مروی ہے اور کہا کسائی نے فارغاً سے ناسیاد اہلاً یعنی موسیٰ علیہ
 السلام کی والدہ کا دل ناسی اور ذلیل ہو گیا اور بسبب فراق بچے کے اسکو ب کچھ بھول گیا بعض
 نے کہا عقل سے خالی رہ گیا اور کہا علاربین زیاد نے اسکا دل ہر ایک چیز سے نفرت کہانے لگا
 اور کہا سعید بن جبیر نے اسکا دل بچے کو فراق میں سیخو ہو گیا قریب تھی کہ کہہ دے بسبب سخت
 گہرا بٹ کر والہاں اور مقابل نے کہا وہ تو بچے کے ڈوبنے کے ڈر سے چلانے لگی تھی اور

اسے عزوجل کی حکمتوں کو اسکا افعال میں اور نہیں جانتا

بعض نے کہا جب آخر کہا کہ سچ فرعون کے ماتھے میں لگیا تو بے شک گہرا بٹ کر اور سخت دھشت کر اٹھی عقل لگئی کہا نحاس نے اور ان سب اقوال سے صحیح قول اول ہے اور دیکھا وہ قول ہے انکا اسکی کتاب کے ساتھ زیادہ لکھا وہاں نسبت دوسروں کو اور جہاں کا دل ہر چیز سے فارغ ہو گیا مگر موسےؑ سے نہ کر کے تو وہ وحی سے بھی فارغ تھا اور جس نے کہا کہ اسکا دل غم سے فارغ ہو گیا اسکا قول سخت غلط ہے کیونکہ اس صورت میں کہ عیدان کا دشت تشیدی بہ لولا ان ربطنا علی قلبہا کے معنی ٹھیک نہیں ہیں اور اسکا ماقبل سے لکھا نہیں ہوتا اور اسکو فرغ غائبی پڑا گیا ہے بمعنی خائف و جلا اور حضرت ابن عباسؓ نے اسکو قرعاً پڑھا ہے جو ماخوذ ہے قرعاً سے جو جیل کے سر پر بال زمین اور یہ جو فرمایا ان کا دشت تشیدی بہ تو اس کے یہ معنی ہیں اور قریب ہی کہ یہی اس کے نام کو ظاہر کر دے اور یہ کہ وہ اسکا بیٹا ہے بسبب ان دھشت اور خوف اور حزن کہ جس نے اسکو ڈانکا لیا بعض نے کہا حمیر بن عامر ہے اس کی کی طرف حبس کا اسکو لہام ہوا اور اول اولیٰ ہے اور کہا فرار نے قریب تھی کہ اسکا نام بتا دیں نگدل ہو کر اور کہا ابن عباسؓ نے قریب ہی کہ کہے والا ہے بعض نے کہا بار تائدہ ہے تاکید کے لیے اور معنی یہ ہیں تشدید لولا ان ربطنا علی قلبہا یعنی اگر ہم عصمت اور صبر اور ثبات کے ساتھ اس کے دل پر گر نہ دیتے تو ضرور ظاہر کر دیتی لنگون من المؤمنین یعنی گرہ دی ہوتے ایسے تو کہ وہ اسد عزوجل کے وعدوں کو سچا جاننے والوں سے ہو جاوے کہا یوسف بن حسین نے یہی کہی والدہ کو ارشاد ہوا دو چیزوں کا اور روک ہوئی دو چیزوں سے اور اسکو بشارت دی گئی دو چیزوں کی تو کسی نے اسکو فائدہ نہ دیا حتیٰ کہ اسد تعالیٰ نے خود اسکو سچایا اور اس کے دل پر گرہ دی اور موسےؑ کی بہن کا نام مریم تھا اور کہا صفا کے اسکا نام تمہا تھا اور کہا سہیلی نے کلثوم ذکرہ والماوردیؒ کہا میر نے البصار اور بصیرہ دونوں مصدر ہم معنی ہیں اور حضرت کو پڑا گیا ہے فتح بار اور ضم صا کے ساتھ اور فتح صا اور کسر صا کے ساتھ بھی پڑا گیا ہے اور جنب ہو مکان جنب مراد ہے اور ہی سے ماخوذ ہے جنبی اور بعض نے کہا مراد اسد عزوجل کے قول عن جنبہ عن جنب ہے قالہ ابن عتبائیں اور معنی یہ کہ وہ ایک طرف چلتی تھی اور نظر سچا کر اسکو دیکھتی تھی اور پڑا گیا ہے جم اور نون کے ضم سے اور جم کی ضم اور نون کی سکون سے اور کہا ابو عمرو بن علاء نے جنب بمعنی شوق ہے اور یہ جزام کی انت اور وہ نہیں جانتے تھے کہ یہ اسکی بہن ہے اور یہ اس کے پیچھے جا رہی ہے ابوامامہ سے مروی عامروی ہے کہ حضرت علیؑ اسد علیہ آک وسلم نے حضرت خدیجہ کبر سے فرمایا

اَمَّا شَعْرَتُكَ اِنَّ اللّٰهَ رَزَقَنِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذِكْرًا وَلَقَدْ كَرَّمْتَ عَلٰى نَفْسِكَ اَنْ تَكُوْنُ مِمَّنْ يَرْوُوْنَ اَنْتَ يَا رَسُوْلُ اللّٰهِ لَعَنَ تَحِيْكُوْهُ مَعْلُوْمٌ نَہیں ہے کہ امیر غزوہ جلیل سے یہ انکاح کر دیا حضرت فرمادے کہ
 کو مہی کے ساتھ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ مہین) اور کاشمیر حضرت موسیٰ کی بہن کے ساتھ اور اس
 فرعون کی بی بی کے ساتھ اور دونوں سے فرمایا آپ کو مبارک ہو یا رسول اللہ اَخْرَجَهُ الظُّبُرُ اِنِّیْ وَابْنُ عَسَاكِرَ
 عَنْ اِنِّیْ اَمْرًا مِّنْہٗ اِنْ دُلَّوْا عَلَیْہِ فَوَعَاہِدِیْ سَہْمِیْ کِی مثل اور اسکے خرمین ہے کہ زہدین نے فرمایا
 بِالْزَّكَاةِ وَالنَّزَاتِ لَعَنَ اَبُو یَحْیٰی مَبَارَکَ ہُوین اَخْرَجَهُ اِنْ عَسَاكِرَ اِنْ رَدَّ اِدْرَافَ مَرَّضَیْ جَمْعِ ہر
 مرض کی بعض نے کہا جمع ہے مرض مفتوح الضاد کی جو مصدر بھی ہے معنی میں ضاع کے یا ظرف ہے
 معنی میں جائے ضاع کی اور وہ سپستان ہیں اور مطلب یہ ہے کہ بچے ہسٹو کی والدہ کے سوا اور عذر تو
 کی چھاتی پیٹنے سے روک دیا اور یہ جو فرمایا حرام کر دیا تو یہ بھارت زرا یا کہ جس شخص پر کوئی چیز حرام ہو تو گویا
 وہ اس سے روک گیا اور مجاز اسلئے ہے کہ اہل تکلیف میں سے نہیں ہر پہلے سے لیجئے اس سے پہلے
 کہ اسکو ہم اسکی ان کی طرف لوٹا دیں یا اس سے پہلے کہ اسکے پاس اسکی ان آدے یا اس سے پہلے کہ اسکی بہن
 اسکے بچے پر چھوے کہا ابن عباس نے حضرت موسیٰ سے کسی زانی کی چھاتی قبول کی اور فرعون کی
 بی بی نے بہت دانیوں کو اسکی رضاعت کے لیے طلب کیا مگر اس سے کسی کا دودھ نہیں پیا جب اہل بہن
 نے دیکھا کہ کسی کا دودھ نہیں پتیا اور یہ سب اس پر مہربان ہیں تو کہنے لگی ہیں تمکو ایک گھر دے بتانی
 ہوں وہ اس بچے کی پرورش کریگے اور وہ ایک عورت ہے جسکا بیٹا بیج ہو چکا ہے اور جب اسکو بیٹا
 ملجاوے گا تو وہ بہت پیار سے دودھ پلاوے گی اور اسکا گھر اے شہر شفت کریگے اور اسکو دودھ
 پلانے میں قصور نہیں کریگے وہ بولے وہ اہل بیت کون ہیں وہ بولی میری والدہ ہے وہ بولے
 میری ان کا دودھ ہے وہ بولی ان میری ان کے دودھ ہے میرے بہائی ہارون کا جو سال گذشتہ
 تولد ہو چکا ہے حسین بچوں کو بیج کرنے کا حکم نہ تھا تو انہوں نے وہ بیٹا اوکو دیدیا اور اسنے اسکا
 دودھ قبول کر لیا کہتے ہیں ایک ہشترنی ہر روز موسیٰ کی والدہ کو ملتی تھی اور انکو ہشترنی کا لینا اسلئے
 حلال ہوا کہ وہ کافر کا مال تھا نہ یہ کہ وہ اپنے بچے کے دودھ پلانے کی اجرت لیتی تھیں اور اس سے اسکی والدہ
 کو اسکی ان کی طرف اسلئے لوٹا دیا تو کہ وہ جانے کہ امیر غزوہ جل کے سب عذر برحق ہیں اور نبیل او اسکے یہ
 والدہ بھی تھا کہ ہم بچے کو تیری ہی طرف پہنچاؤں گے لیکن فرعون کے لوگوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ موسیٰ

میں اور یہ انکی ہیں جسکے یہ مکی والدہ انتہی ماقال ابو یوسف نے تفسیرہ وکنا بلغ الشریعہ وکنا کونی
 انکونہ حاکمہ وکنا راکن تجزیہ تحسینہ وکنا راکن الشریعہ وکنا حاکمہ وکنا راکن
 خود کا فیہر ایچکون یحکمون ہذا امین شیعوہ وکنا امین عدل وکنا امین عدل وکنا امین عدل
 شیعوہ شیعیہ وکنا امین عدل وکنا امین عدل وکنا امین عدل وکنا امین عدل وکنا امین عدل
 عدل وکنا امین عدل وکنا امین عدل وکنا امین عدل وکنا امین عدل وکنا امین عدل
 الترجیمہ وکنا امین عدل وکنا امین عدل وکنا امین عدل وکنا امین عدل وکنا امین عدل
 دیا جیسے کہ حکم اور سمجھ اور اسی طرح ہم بدلا دیتے ہیں نیکی والوں کو اور آیا شہر کے اندر حبس دیتے ہیں جو
 تھے وہ ان کے لوگ پر پاب ہے امین دوم درشت تھے یہ کہ رفیقوں میں اور یہ اسکے دشمنوں میں بہر فرما د
 کی اس پاس میں جو تھا اسکے رفیقین میں اسکی جو تھا اسکے دشمنوں میں بہر فرما دیا اسکو بہر اسکو تمام
 کیا بولایا یہ ہوا شیطان کے کام سر بیشک وہ دشمن ہے بہکانے والا صیرج بولا اسے رب جیسا تو نے
 فضل کیا مجھ پر بہر میں کہی نہ ہو گا مدد کار گنہگاروں کا ف جب حضرت موسیٰ و جان ہوئے
 فرعون کی قوم سے بیزار تھے انکے کفر سے اور انکے ساتھ لگے بہترونی اسرائیل وہی دشمن لڑتے تھے
 ظالم تھا فرعون اسکو مارا تھا اب دینے کو اسکی اصل الگئی یہ سچپانے لگے کہ بے قصد خون ہو گیا اور انکی
 مان کا گہر تھا ان شہر سے باہر جہاں سب بنی اسرائیل رہتے تھے حضرت موسیٰ و کہی وہاں جاتے
 کہی فرعون کے گہرتے اور فرعون کی قوم انکی دشمن تھی کہ غیر قوم کا شخص ہے ایسا نہ ہو کہ زور پکڑے
 اور یہ جو فرمایا اسے رب جیسا تو نے فضل کیا مجھ پر (یعنی گناہ بخش کر) بہر میں کہی نہ ہو گا مدد کار
 گنہگاروں کا تو شاید اس فریادی کی ہی کچھ تقصیر تھی اسلئے اسکو گنہگار فرمایا اور بخشنا انہوں نے
 معلوم کیا الہام سے پیغمبر لوگ نبوت سے پہلے ولی نہ ہوتے ہیں انتہی ماقال فی الموضع حافظ
 ابن کثیر رحمہ فرماتے ہیں جب اسد عزوجل نے حضرت موسیٰ و کا پہلا حال بیان فرمایا تو یہ بیان فرمایا کہ
 جب ان ہوئے اور انہیں لگے تو انکو اسد عزوجل نے حکم اور سمجھ عنایت فرمادی مجاہد کا یہ قول ہے کہ
 حکم اور علم سے نبوت مراد ہے پہلے اسد عزوجل نے انکی دیار مصر یہ سے حکم بلاد مدین میں پہونچنے
 کی وجہ بیان کی جو وہ انکی نبوت اور حکیم کے مرتبے تک پہونچنے کا سبب ہے اور وہ انکا قتل کرنا
 تھا فرعون کو تو فرمایا و دخل المدینۃ علیک ارجلک علیک ارجلک علیک ارجلک علیک ارجلک علیک ارجلک

اور عشاء کے درمیان کا تہارا وہ ابن جریج عن عطاء الخراسانی میں دو پہر کا وقت تھا قالہ ابن جریر رحمہ عن
 ابن السکد عن عطاء بن یسار عن ابن عبکاس اور یہی قول ہے عکرمہ اور سعید بن جبیر اور سدی اور قتادہ کا
 کہ وہ نصف نہار تھا پہر اوہنوں نے پاؤں شہر میں دو آدمی ایک دوسرے کو زد و کوب کرتے ایک ہر اسی تھا
 اور ایک فرعون تو مکہ مارا فرعون کو حضرت موسیٰ نے اور اس کا کام چر کیا مجاہد نے کہا وکر کہتے ہیں تھا
 سے لگی مارنے کو اور قتادہ نے کہا آپ نے اسکو لٹا بھی سے کو بچا دیا جواب کہ پاس تھی اور اسکی اجل
 پوری ہو گئی تھی وہ گریا موسیٰ نے فرمایا یہ ہوا شیطان کے کام سے وہ دشمن ہے بہکائے والا حیر
 اور انعام سے بے انتہا ہیں وہ جاہ اور عزت اور نعمت مراد ہے جو انکو ہر وقت حاصل تھی اور مجتہدین سے کافر
 مراد ہیں جو اہل عروہ جس کے امر کے مخالف ہیں فتح کا بیان یہ کہ اشد سے قوت کی نہایت اور عقل کا
 پورا ہونا مراد ہے اور اشد جمع ہے شدہ کی جیسے نعمت کی جمع انعم ہے سیدویر کے نزدیک اور ربیعہ اور
 مالک نے اشد کی عقل کے ساتھ تفسیر اور سپر دلیل بیان کی کہ اشد عروہ جل نے فرمایا حتی اذا
 بلغوا الکام فان انتم منہم رشتدا کا ذقوا لایہم اموالہم ولا ناکلوھا کاسرا کا وید اذا
 ان یکرکوا کاید یعنی اور سہاتے رہو مٹیوں کو جب تک پہنچیں نکاح کی عمر کو پہر اگر دیکھو اون میں
 ہوشیاری آخرت تک تو رشتہ عقل اور ہوش اور حسن تدبیر مراد ہے اور شد کی نہایت جو ک
 سال تک ہے مجاہد اور سفیان ثوری وغیرہما کا یہی قول ہے بعض نے کہا اشد اٹھارہ سال ستریس
 سال تک ہے اور ابن عباس نے تینتیس سال بتائی اور شد کی حد کو پہنچنے کی تفسیر وہ یوسف میں گذر
 چکی اور ستوا کہتے ہیں عدال اور تمام استحکام کو اور ستوا کی حد تیس سال سے چالیس سال تک ہوتی ہے
 جب چالیس سال میں پاؤں کہا تو کہنے لگا قالہ ابن عبکاس بعض نے کہا ستوا وہ پہنچنا ہے چار
 سال کید کو اور مروی ہے کہ کوئی بنی مبعوث نہیں ہوا مگر چالیس سال کے بعد بعض نے کہا ستوا میل اشارہ
 ہے کہ انکی خلقت اور پیدائش پوری تھی بعض نے کہا اشد اور ستوا دونو لفظوں کے ایک مخفی ہیں اور
 یہ قول ضعیف ہے کیونکہ عطف شعر ہے مغارت کا حکم سے حکمت مراد ہے بعض نے کہا نبوت مراد ہے
 بعض نے کہا دین میں سمجھ مراد ہے اور علم سے فہم مراد ہے قالہ الشدی اور کہا مجاہد نے علم سے فقر مراد
 ہے اور کہا ابن اسحق نے علم سے اپن دین اور ابا جبار کے دین کا جانا مراد ہے خیر اس لفظ کے معنے
 سورہ بقرہ میں گذر چکے اور جب ہمہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو خبر دی جب آپ ہمارا حکم مان لیا

اور اپنے بیٹے کو دیا میں نے الدیا اور ہکر دعو کو سچا جانا اسی طرح ہم محسن کو جزا دیتے ہیں اور حسان سے
 عالم حسان مراد ہے اور مدینہ سے مصر کا شہر مراد ہے بعض کے مصر کے سو کوئی اور شہر مراد ہے مصر کے
 شہروں میں سے اور ہکا نام منف تھا مصر کے ضلع میں بعض نے کہا اسکا نام ام ختان تھا بعض نے
 کہا حابین جو شہر مصر سے چوبیس میل پر تھا بعض نے کہا عین شمس شہر مراد ہے جب موسیٰ نے اپنے دین
 عین عن بات کو پہچان لیا تو فرعون کی قوم نے اس پر طعن کیا اور لوگوں میں یہ بات پھیل گئی کہ موسیٰ
 کا یہ جھگڑا ہے اور انہوں نے موسیٰ کو ڈرایا اور آپ اُسے ڈر گئے تو شہر میں نہ آتے مگر پوشیدہ اور
 بعض نے کہا کہ غفلت کا وقت سحر عشا اور مغرب کا درمیان مراد ہے یعقوب اللعین عباس کے قول ہے بعض
 نے کہا غفلت کا وقت قیلولہ کا وقت مراد ہے یعنی نصف نہار یہ بھی ابن عباسؓ ہی کا قول ہے
 بعض نے کہا غفلت کا وقت سحر النجاء عید کا دن ہے کہ ہند میں وہ اپنی کھیل کود میں مصروف
 رہتے کہا ضحاک نے موسیٰ نے چاہا کہ میں شہر میں اسے وقت جاؤں جو شہر والوں کی غفلت کا ہو تو وہ
 اس وقت جو انکی غفلت کا وقت جانتے تھے اور وہ معاملہ گذرا جو اللہ عزوجل نے بیان کیا اور وہ یہ کہ
 آدمیوں کو او انہوں نے جھگڑتے اور تنازع کرتے دیکھا ایک اسرائیلی تھا اور دوسرا قبطی تھا بعض نے
 کہا اسرائیلی وہ سامری تھا اور فرعون کا نام فالتون تھا یا فلیثون اور وہ کا فر تھا فرعون کا حاکم تھا
 اور اسرائیلی تو بعض نے کہا وہ مسلمان تھا اور بعض نے کہا وہ بھی کا فر تھا تو اسرائیلی نے قبطی پر
 فریاد کیا اور انہوں نے اسکی فریاد رسی کی کیونکہ مظلوم کی مدد جمیع ادیان میں واجب ہے بعض نے کہا قبطی
 نے ارادہ کیا تھا کہ اسرائیلی کے سر پر لکڑیاں اٹھوا کر فرعون کے باور چھینا نہ تک لیجاوے اور وہ انکار
 کرتا تھا آخر اسے موسیٰ سے فریاد چاہی ورنہ کہتے ہیں مارنے کو اور یہی معنی ہیں لکڑیاں لکڑیاں لکڑیاں
 بعض نے کہا لکڑیاں کہتے ہیں خسار یہ پر مارنے کو اور ورنہ لکڑیاں مارنے کو بعض نے کہا لکڑیاں کہتے ہیں لکڑیوں
 کے ساتھ مارنے کو اور ورنہ لکڑی مارنے کو بعض نے اس کے لٹ کہا اور ورنہ مثل لکڑی کے ہے بعض نے کہا
 اسکو لاکھی سے مارا کہا جو ہری نے لکڑی کہتے ہیں سینہ پر مارنے کو ابو زید نے کہا تمام بدن پر مارنے
 کو اور لکڑیوں کو ہاتھ لکھا کہ سینہ پر مارنے کو اور یہاں ہی مروی ہے ابو عبیدہ سے اور قضی کا
 قاضی اللہ عزوجل ہے یا ضمیر راجح ہے ورنہ کی طرف یا موسیٰ علیہ السلام کی طرف اور یہی ظاہر ہے یعنی
 اسکو مار ڈالا اور مارنے کا ارادہ نہ تھا لیکن جب مر گیا تو سچا اور اسکو ریت میں دفن کر دیا اور ظاہر ہو کہ کئی سو کوئی

مترانین پر کسی تو اجل ہو چکی تھی قدرتی ایسا اتفاق ہو گیا اور یہ جو فرمایا یہ شیطان کے کام سے تھا باوجود اسکے کہ مقتول کا فر تھا جو قتل کے لائق تھا تو یہ اس لیے کہ کفار کے قتل کے ساتھ مامور نہ تھے بعض نے کہا اس حالت میں انکو قتل جائز نہ تھا کیونکہ ان کے من میں بھی اور نہ انکو یہ لائق تھا کہ ان کے ساتھ دھوکہ کریں تو یہ امر ناگوار گذرنا موسیٰ پر بعض نے کہا ہذا میں اشارہ تھا مقتول کے من کی طرف کیونکہ وہ کا فر تھا اور وہ کام کرتا تھا جو اللہ عزوجل کی مرضی کے مطابق نہ تھے بعض نے کہا لے متقل شیطان اشارہ ہے اور معنی یہ کہ یہ شخص شیطان کے لشکر اور جماعت میں سے ہے پس شیطان کی وصف بیان کی کہ وہ انسان کا بیڑی ہے مگر باندہ کر اس کے گراہ کرنے میں کوشش کرتا ہے پس اللہ عزوجل سے اپنی گناہ کی مغفرت طلب کی اور فرمایا یہ اتنی ظلمت نفسی تھی کہ میرے مالک سینہ میں اپنی جان پر ظلم کیا کہ قطبی کو بغیر حکم کے مار ڈالا تو مجھ کو محاف کر اللہ عزوجل نے انکو یہ قصور محاف کر دیا اور بخشنا انکو اللہ عام سے معلوم ہوا یا تمام سے اور اس سے انکا اس وقت میں نبی ہونا لازم نہیں آتا بیشک اللہ عزوجل غفور ہے کہ زل کا قاتل کرتا ہے اور جیسے کہ ظلم کا ازالہ کرتا ہے اور ازل اور بد میں ان جھگڑوں کے ساتھ موصوف ہوا اور متغفار کی وجہ یہ تھی کہ کسی نبی کو لائق نہیں ہے کہ کسی کو مار ڈالے یہاں تک مامور ہو بعض نے کہا ترک ادلی سے مغفرت جا ہی جیسے وہ عادت ہو مسلمان کی یا یہ غرض ہوگی کہ سینہ ظلم کیا اس کا فرو قتل کر کے کیونکہ فرعون کو جب معلوم ہو گیا تو وہ مجھے ہک بڈے مار دیا بعض نے کہا فاغفر لی کے معنی یہ ہیں کہ تو اس بات کو ظاہر نہ کر کہ فرعون کو خیر ہو جاوے اور یہ ظاہر کے خلاف ہے کیونکہ موسیٰ اس تصور پر ہمیشہ نادم رہے یہاں تک کہ قیامت کے دن جب لوگ اپنے سفارش کرانا چاہیں گے فرماؤ نیکی اِنِّی قَتَلْتُ نَفْسًا اَوْ اَمْرًا بِقَتْلِهَا لیسے میں نہ ایک جان مار ڈالی جس کے بارے میں مجھ کو حکم نہ تھا اور یہ مکڑا صحیح بخاری میں شفاعت کی حدیث میں موجود ہے بعض نے کہا یہ نبوت سے پہلے تھا بعض نے کہا ابھی تک تکلیف کی حد کو نہ پہنچے تھے اور اس وقت بارہ سال کے تھے اور یہ سب بعید تاویلین میں جبکہ عصمت انبیاء کے لیے لوگوں نے بیان کیا ہے اور اس میں شک نہیں کہ انبیاء کبار سے معصوم ہیں اور قتل جو ان سے واقع ہوا ان سے قصداً اصاد نہیں ہوا تو یہ کبیرہ گناہ نہ تھا کیونکہ کفار نے سوا غالباً کوئی نہیں مارتا اور بعض نے کہا یہ دشمن کے دفع کرنے کے قیل سے تھا اور دشمن کے دفع کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے اور اس کی طرف قرطبی نے اشارہ کیا اپنے اس فعل کے ساتھ کہ موسیٰ نے اسرائیلی کی مدد کی کیونکہ مظلوم کی مدد کرنا جمیع علل میں ۔۔ اور

جیسے شریعت میں فرماتا ہے ہنسنے کے کہنا یہ موسیٰ کا استغفار اس میں ہے کہ خدا تم کیسا ہی مقرب ہو
لیکن اسکی عتدہ نہ تھی اس میں سب سے کہلے ہوئے کے سامنے پھر تین ذلیل اور قصور وار سچے مشر جو سب سے نزدیک
زبیر بن جراح اور شہر ہوتے ہشتات الابرار سیات المتقین پر جب اسد غزوہ کی موسیٰ کا سوال کو
منعہ فرمایا اور قصور نگاہ عاف کر دیا تو موسیٰ نے فرمایا کہ ربنا انعمت علیک اور ہر قسم سے اور
عاف کر دیا اور سب سے بہترین کہتا ہوں تیرے انعام کو جو تو نے مجھ پر کیا ہے اس تقصیر کے عاف کر کے
ساتھ میں ضرور کہہ کر دے گا کہ انہی کے لئے انعام دے گا اور انہی کے لئے عاف کر دے گا
انعام سے عاف اور معرفت اور علم اور توحید سے قالہ القبطی اور کہا ثعلب نے انعام یہ کہ تو نے قصور سے
کو دیا اور اسکی سزا نہ دی اور جبہ فلک انکون ظہیر للبحرین گویا قسم کے جواب کی تفسیر ہے اور معنی یہ ہے
کہ موسیٰ نے اسد غزوہ کے انعام کی قسم کہانی کہ یہ میں گنہگاروں کا مددگار نہ ہوں گا اور ممکن ہے
کہ بار سید یہ اور مخدوف سے متعلق ہو اور معنی یہ ہوں تو سچا مجھ کو سب سے کہ تو نے مجھ پر انعام کیا اور
جو فلک انکون اس پر تر تیرے اور میں استطاف ہوا اسد غزوہ کے لیے اور پھر پناہ ہے کہ انعام کی طرف
اسکے انعام کے ساتھ اور مجربین کی مظاہرت سے موسیٰ علیہ السلام کی مراد بظاہر تو فرعون کی صحبت ہے
اور ناجائز ہوتا اسکی جماعت میں یا مظاہرت مراد ہے کہ میں حسین گناہ ہو اور اسکی جماعت بڑھانے
میں اور کسائی اور فراہ کا یہ قول ہے کہ موسیٰ کا یہ قول خبر نہیں ہے بلکہ دعا ہے اور معنی یہ میں اسے
میرے رب سے کہہ کر دے گا اور عابد اسد بن سحونے اس طرح پڑھا ہے فلا تجعلی یارب ظہیر
لبحرین کہا فرامنے معنی یہ میں اللہم فلک انکون الہم اور سخاس نے کہا اس کلام کا خبر شیرازنا سباق کی کلام کے
بہت زیادہ سب سے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس اسرائیلی کی موسیٰ نے مدد کی وہ کافر تھا بعض نے
کہا معنی یہ میں نے میرا ایک اگرچہ اس قتل میں جسکے ستائین مامور نہ تھا برائی کی ہے مگر تاہم میں اسکو
کی گنہگاروں پر ضرور مدد کیا کروں گا اس صورت میں اسرائیلی ایما نذر ربیکا اور ایما نذرین کی مدد جمیع دونا
میں واجب ہے بعض نے کہا چونکہ موسیٰ نے انشاء اللہ کہنا بھول گئے دوسرے دن پہر اسی بلایا میں پہر گئے
کہ پہر اسی کی مدد کو تیار ہوئے اور مطلب یہ کہ موسیٰ نے یوں نہ فرمایا قل انک انشاء اللہ ظہیر
للبحرین اور انکا دوسرے دن پہر ہونا اسد غزوہ کی اگلی آیتوں میں بیان فرماتا ہے فاصبر والکریۃ
حافیا لک وکذب فاذا الذی استنصرک بالاکھس استنصرک قال لہ موسیٰ انک لغوی فہمین

قَالُوا كَيْفَ نَبْتَطِشُ بِالَّذِي هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا قَالُوا لَيْسَ أَتَرِيدُ أَنْ نَقْتُلَكَ كَمَا قُتِلَتْ نَفْسُكَ
بِأَكْثَرِ مِثْلِ أَنْ تَرِيدَ إِنْ كُنْتُمْ جَبَّارِينَ لَا تَرْضَوْنَ مَا تَرِيدُوا أَنْ نَكُونَ مِنَ الْمَصْلُوحِينَ هَٰذَا هِيَ حَقِيقَةُ
اس شہرین در تارہ دیکھتا ہر تب ہی جس نے مدد مانگی تھی اس سے فرمایا کرتا ہے اسکو کہا موسے ؑ نے مقرر
تو یہاں ہے صبح پر جب چاہا کہ ماہرہ ڈالے اس پر جو دشمن تھا ان دونوں کا بول اٹھا فرمایا کرنے والا اسے
موسیٰ کیا چاہتا ہے کہ خون کرے میرے جیسے خون کر چکا ہے ایک جی کا کل تو بھی چاہتا ہے کہ زبردستی
کر تاہم پرے ملنے اور رہنیں چاہتا ہے کہ ہووے ملاپ کر دینے والا ہاں مقرر تو یہاں ہے صبح لینے
روزانہ جہتا ہے اور چھوٹو لڑواتا ہے اہ دیکھتا یہ کہ خون ڈالے فرعون پاس فرمادے گئے دیکھ کر کس پر
ناہب ہو اور مجھ سے کیا سلوک کریں ہر جب چاہا کہ ماہرہ ڈالے آخر تک ماہرہ ڈالنا چاہا اس ظالم پر بول
اٹھا مظلوم جانا کہ زبان سے مجھ پر غصہ کیا ماہرہ بھی مجھ پر چلا دینگے وہ کل کل خون چھپا رہا تھا کہ کسے کیا تہ
اسکی زبان سے شہر ہو کہا حافظ ابن کثیر نے ان آیات میں اللہ عزوجل سے اسے خبر دیتا ہے کہ جب انہوں نے
قبضی کو مار ڈالا تو صبح کے وقت یہاں دیکھتے اسٹپے کہ خون ڈالے فرعون پاس فرمادے گئے ہونگے دیکھ کر کس پر
ناہب ہو تو کسی اہ سے جو گندے اور جس کی مدد میں کل فرعون مارا تھا وہ دوسرے فرعون سے لڑ رہا ہے
جب اس سے گندے تو ہر اسٹپے فرمایا کی اس دوسری موسے ؑ نے اسکو فرمایا تو تو صبح یہاں ہے مگر موسیٰ
نے چاہا کہ اس فرعون کو پہنچے اور اسٹپلی نے سمجھا کہ یہ زبان سے مجھ پر خفا ہوئے ماہرہ بھی مجھ پر چلا دینگے
اپنے کو بچا کر نکالے بول اٹھا اسے موسیٰ تو چاہتا ہے کہ مجھ کو بھی مار ڈالے جیسے تو نے کل ایک شخص
کو مار ڈالا اور پہلے دن کی بات سوا موسے ؑ اور اس اسٹپلی کے تیسرے کو معلوم نہ تھی جب یہ فرعون
نے سنا تو وہ دوڑ گیا فرعون کی طرف اور جا کر کہہ دیا کہ کل جو ہمارا آدمی مارا گیا ہے اسکا قاتل موسے ؑ ہی
جب فرعون کو خبر ہوئی تو وہ زیادہ غصے ہوا اور اسے موسے ؑ کے مارنے کا ارادہ کیا اور اسکو طلب کیا
اور انکی تلاش میں کئی پادے بھیجے تو انکو ڈھونڈ نہ پایا کہ حاضر کریں انتہے ماقال ابن کثیر فی تفسیر
متمین کہا ہے کہ صبح کے وقت پہلے اس شہرین موسے ؑ آکر جمیں اس فرعون کو مارا تھا اور ڈرتے ڈرتے
آئے کہ شاید میں پکڑا نہ جاؤں یا برائی کی راہ دیکھتے داخل ہوئی یا خلاصی کی راہ دیکھتے آئی یا اس خبر
کے دریافت کرنے کے لیے آئی کہ کیا کل کی بات فرعون تک پہنچی ہے یا نہیں کہا نفی نے مدارک میں
اس معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا اور وہ سے ڈرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہو (جب ڈرنا بمقتضا بشریت ہوتا)

مخلاف ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی سے خوف کرنا جائز نہیں ہے زیادہ کیا قرطبی نے اس کا خوف جو بمقتضا نبی بشریت اللہ کے سوا ہے اور حیزدن سے طاری ہو جاتا ہے وہ معرفت الہی اور سپر توکل کرنے کے منافی نہیں ہے جب موسیٰ و شہر میں داخل ہوئے تو پھر وہی اسرائیلی کئی کئی فرعونوں سے لڑ رہا ہے اور فرعون چاہتا ہے کہ اسکو مسخر کر کے اس پر ظلم کرے جیسے وہ فرعون جب کوکل ... موسیٰ نے مارڈالا اس پر ظلم کر نیکا ارادہ کرتا تھا اور اسرائیلی چاہتا ہے کہ آج پھر میری موسیٰ کو مار کرے یہ حالت دیکھ کر موسیٰ نے اسرائیلی کو فرمایا کہ بخت تو تو صبح سیرا ہے کہ روز ظالموں سے اوجھتا ہے اور جبکہ مقابلہ کی طاقت و کنت نہیں اور کیا مقابلہ کرتا ہے اور یہ بات اسلئے فرمائی کہ کل یہی اسرائیلی دوسرے قتل کا سبب ہوا تھا اور موسیٰ نے چاہا کہ فرعون پر آج پھر ہاتھ ڈالیں جو اسرائیلی اور موسیٰ و دونوں کا دشمن تھا اسلئے کہ وہ کا فر تھا اسرائیلی اس خیال سے کہ مجھ پر خفا ہوئے شاید ہاتھ بھی مجھ پر ڈالیں بول اٹھا اے موسیٰ کیا تو چاہتا ہے کہ مجھ کو بھی مار ڈالے جیسے تو نے کل قتل کو مارڈالا جب فرعون نے یہ سنا تو اس نے سب بات کو مشہور کر دیا اور اس سے پہلے کسی فرعون کو یہ معلوم نہ ہوا تھا کہ حضرت موسیٰ کے ہاتھ سے یہ قتل صادر ہوا ہے یہاں تک کہ اسی اسرائیلی نے یہ راز کہولہ یا ہمہ مفسرین کا یہی قول ہے اور بعض نے کہا یہ فرعون کا کلام ہے اور اسکو اسرائیلی کی زبان سے خبر ہو چکی تھی کہا علامہ ابو الطیب نے اور یہی ظاہر ہے اور فرعون کا ذکر اس سے پہلے بلا فصل موجود ہے کیونکہ اللہ عزوجل کے قول ہو عذو لہما سے یہی فرعون مراد ہے اور ظاہر کی مخالفت کا کوئی باعث ہی موجود نہیں ہے تاکہ اس سے لازم آوے کہ اسرائیلی جو موسیٰ کا متقدّم تھا اور دو بار موسیٰ سے فریاد چاہ چکا اسی نے اس کے کام کو فساد کر دیا دوسرے یہ کہ ایسی بات تو نہیں چاہتا مگر یہی کہ زمین میں زبردستی کرتا پھر نے نہیں ہوتی مگر کافر سے اور حرف لان ان تریڈ میں نافیہ ہے کہا زجاج نے لغت میں جبار اس شخص کو کہتے ہیں جو برائی کرے اور اللہ عزوجل کے سامنے سرنگون نہ ہو اور جو شخص ناحق کسی کو مارڈالتا ہے وہ ایسا ہی ہوتا ہے بعض نے کہا جبار وہ ہوتا ہے کہ جس کا کام ارادہ کرے وہ کرے مارنیکا یا قتل کرنے کا اور انجام میں غور نہ کرے اور جواب میں وہ بات نہ کہے جو بہتر ہے اور عکرمہ کا جبار کے سننے میں یہ قول ہے کہ کسی آدمی کو جبار نہیں کہتے جب تک وہ دو نفس نہ قتل کرے اور یہ قول بعید ہے اور آیت میں اسکی کوئی دلیل نہیں ہے اور پہلا قول ہی راجح ہے اور لغت کے موافق ہے۔

وَكُنَّا رَجُلًا مِّنْ أَهْلِ الْيَمَنِ يَسْتَفِئُ قَالَ يٰمُوسَىٰ إِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ كَانَتْ رُوْنًا بِكَ لِيُقَاتِلَنَّهُكَ فَاخْرُجْ رَاقًا لَّكَ
 مِنَ الْكَافِرِيْنَ ۚ اُوْرَايَا شَهْرَكَ بِرُلُوْسِهِ رَاٰ اِيْكَ مُزَوَّرًا كَمَا اَسْمَعِيْ دَرَارًا اِلَىٰ مَشُوْرَتِكَ تَنْتَبِهْ كَمْ
 تَبْكُوْنَ رَاٰ اِلَيْنَ سُوْخْلٍ جَابِيْنَ قَرِيْبًا جَابِيْنَ وَاَلَا هُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ يَسْنَا يٰهَامَرَا سُوْلُوكُوْكَ يَحْيٰى فُطْنٌ سَمْعِيْ
 كَمَاجٍ كَمَ نُوْفٍ كَمَ سُوْبٍ كَمَ نَمْرٍ كَمَ اُنْطَرٍ كَمَ جَوْثٍ كَمَ اِنْ هَمَّ اَتَا تَنْخَلُجُجْرَتُ كَرَكْرَا حَافِظًا بِنَ كَثِيْرَتِنِ
 اَلْعَرَفِ وَبِئْسَ سَهْنٌ وَّالِيْ كِي رَجُوْلِيْثٍ كَمَ سَابِقَةٍ وَصَفِّ كِي اَسِيْرَةٍ كَمَ اَسْنَةٍ سَاهُ بَدَلِيَا اُوْرَا اِسْ اَهْمِنْ حَلِكْرُ مَوْسَىٰ
 كَمَ بَاسٍ كَا جَوْرٍ اِهْ سَمَ نَزْدِيْكَ تَبَا جَمِيْنَ فَرْعُوْنَ كَمَ بِرَا دَمَوْسَىٰ كِي كَرَفْتَنِيْ كَمَ لِيْجَ جَلْبَهْتِ اُوْرَا نَسِيْجِيْ
 هِيْ مَوْسَىٰ كَمَ بَاسٍ بِنَجْ كِيَا اُوْرَا بُوْلَا اَسْمَعِيْ دَرَارًا اِلَىٰ مَشُوْرَتِكَ تَنْتَبِهْ كَمْ تَبْكُوْنَ رَاٰ اِلَيْنَ سُوْخْلٍ
 جَابِيْنَ شَهْرَكَ سَمِيْنَ تَرِيْ خَيْرٌ خَوَا هِيْ كَرَا هُوْنَ فَخْرٌ كَا بِيَانٍ يَسِيْ كَمَ يَآ نَزْدِيْ اَلَا حَرْقِيْلُ تَبَا اُوْرَا هِيْ فَرْعُوْنَ كِي قَوْمِ
 سَمَ سُلْمَانَ تَبَا اُوْرَا مَوْسَىٰ كَمَ اِحْجَا اَزْدَرَا تَبَا بَعْضُنِيْ كَمَ اِيْثَمْعُوْنَ تَبَا بَعْضُنِيْ كَمَ اِلَا طَاوُتُ بَعْضُنِيْ
 كَمَ اِسْمَاعِيْلُ اُوْرَا قُصَيْبُ الْمَدِيْنَةِ سَمَ شَهْرَكَ دَوْسُ كُنَا رَهْمَرَادِيْ سَمَ كَمَ وَهْمَقَدَرُ تَبَا اُوْرَا نَسِيْجِيْ
 قَرِيْبًا اَهْ خَتِيَارُ كِيَا كَمَ بِرَا دَمَوْسَىٰ كَمَ بِرَا دَمَوْسَىٰ كَمَ بِرَا دَمَوْسَىٰ كَمَ بِرَا دَمَوْسَىٰ
 فَرْعُوْنَ كَمَ قَوْمِ كَمَ شَرَفُ تَرِيْ قَتْلٍ مِّنْ شُوْرَةٍ كَمَ تَبَا جَابِيْنَ سَمَ مِيْنَ تَبْكُوْنَ كَمَ اَمْرُ كَمَ
 مِيْنَ خَيْرٌ خَوَا هُوْنَ فَخْرٌ مِّنْهَا كَا كَيْفَ اَيُّ تَرَقَّبَ قَالَ رَبِّ تَخْتِيْ مِيْنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ ۚ وَكَمَا تَوَجَّهَ
 تَلَقَّا مَدِيْنَ قَالَ عَسَىٰ رَبِّيْ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَاءَ السَّبِيْلِ ۚ وَكَمَا وَدَّ مَاءَ مَدِيْنَ وَجَدَ عَلَيْهِ
 اُمَّةٌ مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ وَوَجَدَ مِنْ دُوْرِهِمْ اَمْرًا كَيْنَ تَدَّ وَدَانَ قَالَ مَا خَطْبُكُمْ اَقَالَتَا
 لَا نَسْقِيْ حَتَّىٰ يُصَدِّدَ الرَّعَاءُ وَاَبُوْنَا شَيْخًا كَبِيْرًا فَسَلِّ اِلَيْهِمَا فَتَوَلَّىٰ اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ
 رَبِّيْ اِنِّيْ لَمَّا اَنْزَلْتُ اِلَيْكَ مِنْ حَيْزٍ فَوَيْدٍ هٰٓؤُلَآءِ اَمْرًا كَيْنَ تَدَّ وَدَانَ هٰٓؤُلَآءِ اَمْرًا كَيْنَ تَدَّ وَدَانَ
 كَمَ بِرَا دَمَوْسَىٰ كَمَ بِرَا دَمَوْسَىٰ كَمَ بِرَا دَمَوْسَىٰ كَمَ بِرَا دَمَوْسَىٰ كَمَ بِرَا دَمَوْسَىٰ
 سِيْدِيْ اِهْ بِرَا دَمَوْسَىٰ كَمَ بِرَا دَمَوْسَىٰ كَمَ بِرَا دَمَوْسَىٰ كَمَ بِرَا دَمَوْسَىٰ كَمَ بِرَا دَمَوْسَىٰ
 رُوْكَ كَمَ بِرَا دَمَوْسَىٰ كَمَ بِرَا دَمَوْسَىٰ كَمَ بِرَا دَمَوْسَىٰ كَمَ بِرَا دَمَوْسَىٰ كَمَ بِرَا دَمَوْسَىٰ
 اُوْرَا هَارَا بَابُ هِيْ بُوْثُ مَاطِيْ عَمْرُكَ بِرَا دَمَوْسَىٰ كَمَ بِرَا دَمَوْسَىٰ كَمَ بِرَا دَمَوْسَىٰ
 رَبُّ تَوَجَّاهَا رَسْمِيْ اِيْجِيْ خَيْرٌ مِّنْ اِسْ كَا مَحْتَا جُ هُوْنَ فَا يَدُ قَفْ نَهْتِ رَاهُ سَمَ اَلْمَدِيْنَةِ
 اِهِيْ اُوْرَا دَلِيَا مَدِيْنَ مَصْرُ سَمَ دَسْنُ كِيَا اِهْ هِيْ دَانُ هِيْ بُوْثُ مَاطِيْ عَمْرُكَ بِرَا دَمَوْسَىٰ
 كَمَ بِرَا دَمَوْسَىٰ كَمَ بِرَا دَمَوْسَىٰ كَمَ بِرَا دَمَوْسَىٰ كَمَ بِرَا دَمَوْسَىٰ كَمَ بِرَا دَمَوْسَىٰ

بکریوں کو لے کر دوسرے دو عورتیں سارے کتار کے کتار کے کتاری تھیں بکریاں ایک طرف لیکر اور انکو قوت نہ تھی
 نہ بہارے ڈول نکلے اور اسے بچا پانی پلا سیاں آخر موسے نے انکو جانور دن کو پانی پلایا پھر سایہ کی
 طرف آیا تو انہوں نے پچا نا کہ چھانو پکڑا ہے مسافر ہے دور سے آیا تھا کہ بھوکا جا کر پیئے باب سے کہا
 انکو درکار رہا کوئی مرد کہ بکریاں تنہا سے اور تھی بھی سایہ دین لستے اقبال فی الموضع کہ حافظ ابن
 کثیر نے جب حضرت موسیٰ کو اس شخص نے فرعون اور اسکے دربار والوں کی مشورت کی خبر دی اور انکو
 حکم دیا کہ آپ شہر سے چل جاویں تو آپ ایک شہر سے برآمد ہوئے اور قبل ازین کہہ ہی سفینین کیا رہا بلکہ
 بقدر عمر فرامیت اور نشت اور ریاست ہی میں بسر کی تھی تو شہر سے دڑتے ہوئے راہ دیکھتے تھے
 کہتے تھے کہ رب خلاص کر مجھ کو فرعون اور اسکے دربار والوں سے مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ اللہ عز
 وجل نے ایک فرشتہ جو کہ پورے پر وار تھا انکی طرف بھیجا اُسے آپ کو راہ دکھا دیا فامسجد جانہ اعلم اور
 جب مہنہ دہر مدین کی سیدھ پر اور مدین کی طرف جو شاہ راہ چل رہا تھا اس میں داخل ہو گئے تو اس سے
 بڑی خوش ہو کر اور حسن تفاعل کے طور پر فرمایا امید ہے کہ میرا رب لیجا دے مجھ کو سیدھ پر راہ پر تو اللہ عز وجل
 نے انکی اس دعا کو قبول فرمایا اور انکو دنیا اور آخرت میں صراط مستقیم دکھایا اور انکو تادی اور مہدی بنایا
 اور جب مدین کے پانی پر پہنچے تو وہاں ایک کنواں تھا جس پر بکریوں کے چرانے والے وارد تھے اور
 پائے وہاں جمع ہوئے پانی پلاتے اور پائین اُسے وہ دو عورتیں جو اپنی بکریوں کو ان چرانے والوں
 کی بکریوں کے ساتھ پانی پینے سے روک رہی تھیں تو کہ انکو تکلیف نہ ہو جب انکو موسے نے دیکھا
 تو دل پارہ پارہ ہو گیا اور مہربان ہوئے آپ کو اور فرمایا تم کیوں نہیں ان لوگوں کے ساتھ اپنی بکریوں
 کو پانی پلاتیں وہ بولیاں ہم نہیں پلا سکتیں جب تک یہ چرانے والے پانی پلا کر فراغ ہو کر چلے نہ
 جاویں اور ہمارا باپ بوڑھا ہے بڑی عمر کا فرمایا اللہ عز وجل نے تو موسیٰ نے انکو جانوروں کو پانی پلا
 دیا عمر فاروق سے مروی ہے کہ حضرت موسیٰ جب مدین کے پانی پر پہنچے تو پائے وہاں جمع ہو
 رہے لوگ پانی پلاتے جب پلا چکے تو انہوں نے کنوئیں کے مہنہ پر ایک تیر رکھ دیا اور سکودر
 آدمی اوہٹاتے تو موسے نے انکو لوگوں کے پیچہ دو عورتوں کو کھڑی ہوئیں دیکھا تو ان سے بات
 چیت کی تو انہوں نے کچھ حال بیان کیا یہ شکر تیر کے پاس آئے اور سکوا اوٹھایا پھر نہ نکالا مگر ایک
 ہی ڈول کو وہ بکریاں سیراب ہو گئیں رواہ ابو بکر بن ابی شیبہ رواہ مسند احمد صحیح و اور ابن عباس

تے ثم تولى الآية کی تفسیر میں کہا کہ موسیٰ نے مصر سے مدین تک جو سفر کیا تو اس میں آپ کے پاس کوئی کہانے کی چیز نہ تھی سو اس بنی اور درختوں کے پتوں کے اور برہنہ پاتھے ابھی مدین میں نہیں پہنچے کہ دونوں پاؤں کا چمڑا نیچے سے لڑ گیا اور سایہ میں جا بیٹھے حالانکہ اللہ عزوجل کے برگزیدہ تھے اسکی مخلوقات سے اور انکا پیٹ لگا ہوا تھا انکی پیٹھ سے مارے ہوئے اور بنی کا رنگ انکے پیٹ کو اندر سے نظر آتا تھا اور وہ کھجور کے ٹکڑے کے محتاج تھے اور یہ جو فرمایا پرہٹ کر آیا طرف ایک چھانوں کے تو کہا ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ اور سدی نے کہ موسیٰ ایک درخت کے تنے جا بیٹھے عربین میں ابن مسعودؓ نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا سینے ایک اونٹ پر دو رات (پے درپے) سفر کیا یہاں تک کہ میں یزید میں آیا اور سینے دریافت کیا کہ وہ درخت کہاں ہے جسکے نیچے حضرت موسیٰؑ نے آرام لیا تھا تو وہ ایک درخت تھا سبز لہرا رہا تو ہکا اوسکی طرف میرا اونٹ اور وہ بھوکا تھا تو ایک گھڑی تو کچھ کھا تا رہا بعد اسکے اُسے جو کچھ کھا تھا اسکو گل دیا رواۃ ابن حجرؒ ایک روایت میں عبد اللہ بن مسعودؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ عبد اللہ بن مسعودؓ اس درخت کو پاس لے گئے جس سے اللہ عزوجل نے موسیٰؑ کے ساتھ کلام کیا تھا سیاقی انشاء اللہ تعالیٰ سدی نے کہا وہ کیکر کا درخت تھا کہا عطاء بن سائبؓ نے جب موسیٰؑ نے فرمایا رب انی لما ازلت الی من خیر فقہر توائ لڑکیوں کو سنایا فقہ میں کہا ہے کہ اللہ عزوجل کے قول خائفایہ ترقب میں مفسرین کے دو قول ہیں ایک یہ کہ جب موسیٰؑ مصر سے خارج ہوئے تو انکا یہ حال تھا کہ ظالمین سے خائف تھے اور انکے حقوق اور ادراک کے منتظر تھے دوسرے یہ کہ ظالمین سے خائف تھے اور اللہ عزوجل کی مدد اور فریاد رسی کے منتظر تھے حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ موسیٰؑ مصر سے برآمد ہوئے مدین جانے کو اور وہ مصر اور مدین کے درمیان آٹھ دن کی مسافت تھی تو انکے پاس کہانے کے لیے کوئی چیز نہ تھی مگر یہی درختوں کے پتے اور مصر سے برہنہ پاتے اور مدین تک نہیں پہنچے تھے کہ پاؤں کی کہاں لڑ گئی اور انہی سے مروی ہے کہ حضرت موسیٰؑ برآمد ہوئے (مصر سے) ڈرتے ہوئے ہوئے کے لڑا یہاں تک کہ مدین کے پانی پر پہنچے اور یہ اللہ عزوجل کی پہلی آزمائش ہے موسیٰؑ علیہ السلام کے لیے اور شہر سے برآمد ہو کر یہ دعا کی مجھ کو ان لوگوں سے بچا لے جن کا مجھ کو ڈر ہے اور تو یارب نبخی من اللہم الظالمین یعنی الہی مجھ کو فرعون کے لوگوں سے بچا لے اور روک دے ان کو مجھ سے اور روک دے ان سے اور میرے درمیان اور بچا مجھ کو ان کے دشمن سے اور مدین میں ہوا وقت حضرت

شعیبؑ رہتے اور یہ شہر فرعون کے ملک سے باہر تھا ولہذا اسکی طرف کچھ مگر اسکی طرف جانے کا راہ نہ جانتے تھے اس پر فرمایا عَسَىٰ لَّيْ اَنْ يَّعْلَمَ بَیْحٰی سَوَادَ السَّيْلِ اور مدین کی طرف مصر سے تین راہ نکلتی تھیں تو موسیٰؑ ان سب سے میاں راہ تھے اسمین داخل ہوئے اور قافلہ آپسکے پیچھے آئے لیکن انہوں نے دوسرے دو راہوں کو اختیار کیا دُکُوۃُ اَبُو السَّعُوۃِ اور ماہ مدین سے یہاں وہ کنواں مراد ہے جو مدین میں تھا خازن اور کھلی نے اسکی تصریح کی ہے تو یہ حال کو مکر کرنے اور محل کے ارادہ کر شیکے باب ہے اور ورد کے لفظ کا اطلاق کبھی مورد مدین داخل ہو جانے پر آتا ہے اور کبھی مورد تک پہنچنے پر اگرچہ اسمین داخل ہو اور یہی معنی یہاں مراد ہے اور لفظ ورد کے معنی کی تحقیق السد عز وجل کے قول وَكَانَ مِنْكُمْ لُجُذًا وَاَرَادَ هَٰكُنَا مَیْنًا گزر چکی بعض نے کہا مدین قبیلہ کا نام ہے شہر کا نام نہیں ہے بہر صورت یہ غیر منصرف ہے اور بہت سی جماعت کثیرہ مراد ہے کیونکہ تنکیر تکثیر کے واسطے ہے اور وُفُن سے مراد وَدُجُرْمَن دوہنم میں یہ ہے کہ انکے سوا جو بانی پلا رہے تھے دو عورتیں تھیں بعض نے کہا دون سے افضل مراد ہے اور معنی یہ ہیں کہ اُن سے نیچے جو اُن کو پایا قَالَهُ اَبُو السَّعُوۃِ اور خازن میں ہے کہ چرنے والوں سے دور انکو دیکھا اور تَنُودُۤان کے معنی کئی قول ہیں ایک کہ وہ اپنی بکریوں کو پانی سے روک رہی تھیں یہاں تک کہ وہ چرنیوں کے پلا کر مہل جاوین اور انکو اور بانی کو چوڑ جاوین ابن عباسؓ کا یہی قول ہے اور ورد کے معنی طردے بھی آئے ہیں یعنی وہ اپنی بکریوں کو ڈانک رہی تھیں بعض نے کہا وہ اپنی بکریوں کو روکتی تھیں لوگوں کی بکریوں میں ملنے سے بعض نے کہا انکو روکتی تھیں فرار ہونے اور بہا گئے سے لیکن پہلا قول اولے ہو اور آئندہ کلام اسی کی مقتضی ہے اور خطب بعضے شان ہے بعض نے کہا مخاطب کے ساتھ مصیبت زدہ سوال کرتے ہیں یا مضطر کو یا اس شخص کو جو انکو کہا کام کرے بعض نے کہا ان دونوں کیوں کہ باپ حضرت شعیبؑ تھے بعض نے کہا یہ لوکیان شعیبؑ کی بیٹی شہرون کی تھیں بعض نے کہا انکا باپ حضرت شعیبؑ کا معتقد تھا لیکن قول اول اولے ہو اور حضرت شعیبؑ بیٹیوں کے بکریاں چرانے پر خوش تھے کیونکہ یہ کام فی نفسہ ممنوع نہیں ہے اور شریعت اس سے نہیں روکتی اور یہی مروت تو اسمین لوگوں کی عادتیں مختلف ہیں اور عرب کا حال اس امر میں عجم کے حال کے مخالف ہے اور بگل والوں کا طریق اس بارے میں شہر والوں کا طریق نہیں ہے خاص کر جب ضرورت ہو خیر حبیب کو مہنے انکی باتیں سنی تو انکا دل بارہ بارہ ہو گیا اور

انگو اپنے سرم آیا اور بنوں نے انکی بکریوں کو پانی پلا دیا کہا مکی نے جہاں سے لوگ پانی پلاتے تھے اس پہ پانی نہیں پلا بلکہ اُسکے پالش ایک کنواں تھا مگر اسکے سونہ پر ایک پتھر پڑا تھا انا بڑا جسکو دس مرد اودھاتے تھے پہنچا پہ پانی پلا کر سایہ کیے بچو آؤ اور اس سے معلوم ہوا کہ یہاں تو نہیں آرام کرنا دنیا میں جائز ہے بخلاف صوفیوں کے کہ وہ دنیا کے رام کو ناجائز جانتے ہیں کہا ابن عباسؓ نے البقیۃ تحقیق فرمایا حضرت موسیٰؑ نے رب الی لما انزلت الایۃ اور وہ ساری مخلوق سے اکر نزدیک غیر زہتی اور سوقت کیجور کے ایک ٹکڑے کو محتاج تھے اور ماری بہوک کے انکا سپٹ پٹھ سے لگ گیا تھا اور اپنی سے مروی ہے کہ اس آیت میں دنوں نے ہمیں سوال کیا مگر کہا نے کابعض نے کہا مراد یہ ہے کہ میں فقیر ہوں دنیا سے اسیر کہ تو نے مجھکو ظالموں کے ہاتھ سے بچا لیا کیونکہ فرعونؑ پاس وہ اسودگی اور ثروت میں تھے کہا آپؐ نے یہ کلمہ بدل سننے کی ساتھ خوش ہو کر اود عومن مبنی کے ساتھ شاد ہو کر آؤر گیا آپؐ نے اللہ سے نیاز کا اور ابن عطارؒ نے نظر کی آپؐ نے عبودیت سے طرف ربوبیت کو اور کلام کمربنی عاجزی بیان کر کے جب اسکی باطن پر انوار اتری تجاؤنہ اجدل کھا اٹھنے

عَلَّمَ اسْتِحْيَاءَ قَالَتْ لَئِنْ اَبَىٰ يَدْعُوكَ لَيَذْجَبْنِيْكَ اَجْرًا مَا سَقَيْتَ لَنَا فَلَمَّا جَاءَهُمْ وَقَفَّسَ عَلَيْهِ الْقَصَصَ

قَالَ لَا تَحْزَنْ نَجَّوْتِ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ ۝ قَالَتْ اِجْلِدْهُمَا يَابَسَّ سَتَا جِرْمَانِ خَيْرٌ مِّنْ سَتَا جِرْمَانِ

الْقَوْمِ الْاَكْبَرِ ۝ قَالَ اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اُنْجِیْكَ اِجْلِدْ بَنَتِیْ هَلْتِیْنِ عَلٰی اَنْ تَاْجُرْنِیْ فَمَلِیْ حِجْرًا فَاَنْ اَتَمَمْتُ عَشْرَ فَاوِنٍ عِنْدَكَ وَمَا اُرِیْدُ اَنْ اَشْقَیْكَ مَسْجِدًا فِیْ اَرْضِیْ اللّٰهُ عَنِ الصَّالِحِیْنَ

قَالَ ذٰلِكَ بَیْنِیْ وَبَیْنَكَ اِیْمًا فَجَلَدْنِیْ فَصَدَّقْتَ فَلَا عُدْوَانَ عَلَیْ وَ اللّٰهُ عَلٰی مَا نَقُولُ وَكِیْلٌ

پہری پاس ان دونوں میں سے ایک چلتی شرم سے بولی میرا باپ تجھکو بلاتا ہے کہ بدلے میں دحق اسکا کہ پلا دیے تو نے ہمارے جانور پہ حبس پہنچا اس پاس اور بیان کیا اس سے احوال کہا مت ڈر بچ آیا تو قوم جنصاف بولی اور دونوں میں سے ایک کے باپ اسکو تو کہہ لے البتہ بہتر نوکر جو رکھا چاہے وہ جو زور اور ہوانت دار کہا میں چاہتا ہوں کہ بیاہ دوں تجھکو ایک بیٹی اپنی ان دونوں میں سے اسپر کہ تو میری نوکری کرے آٹھ برس پہر اگر تو پورے کرے دس برس تو تیری طرف سے اور میں نہیں چاہتا کہ تجھے پر تکلیف والوں تو آگے پاؤں کا مجھکو اگر اپنے چاہانیک بختوں سے بولایا ہو چکا میرے تیرے بچہ جوںسی مدت ان دونوں میں سے پوری کر دوں سو زیادتی نہ ہو مجھپر اور اللہ پر بہر و ساجو ہم کہتے ہیں۔

ف وہ جو زور اور ہوانت دار زور دیکھا ڈول نکالنے سے اور امانت دار دیکھا بے طمع ہونے سے

اور ہماری حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی وطن سے نکلے سو آئندہ برین چھپ کر اگر کیا فتح کیا اگر چاہتے تھے نہ شہر خالی کر دینے کا دن ہی پہر اپنی خوشی سے وہی پہنچے کافروں سے پاک کیا ان بزرگ کا نام نہیں فرمایا قرآن میں اور تورات میں نام کچھ اور ہے اور مشہور ہے کہ حضرت شعیبؑ پیغمبر تھے لہذا مافی موضح القرآن حانظ ابن کثیر ان روایات کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جب وہ دونوں اذکیان بنسبت روزمرہ کے یکساں اپنے باپ پاس جلد لیکر آئیں تو انکے باپ نے انکو جلد آنے کو ناگوار جانا اور ان سے ماجر اٹسا اور انہوں نے بیان کیا جو موسیٰ سے ہے اور انکے درمیان واقعہ گذرایہ سنکر ادھون نے ایک بیٹی کو ان دنوں میں سے موسیٰ کی طرف روانہ کیا انکے بلائے کو جیسے فرمایا ایدعوجل نے فجاءتہ لرحلہما فکنت علی استعجاب اور شرم کے ساتھ چلنے سے مراد یہ ہے کہ وہ آئی جیسے تار بر عورتیں آتی ہیں جیسے امیر المؤمنین عمر فاروق سے مروی ہے کہ وہ یہ یزید کی آستین سے منہ ڈٹا کر آئی اور عمر بن سمون سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق نے کہا جگہ ت فکنت علی استعجاب قال لکنہ یزید فاعل وجہہا لیسست سلم دلا جتہ و لا جتہ خراجہ سیحہ وہ آئی جلدی شرم سے ڈالے ہوئے اپنا کپڑا اپنے مونہ پر نہ تھی وہ عورت زبان مزاربے پاک اور نہ ہنسی بہت اندر باہر آنے جانی والی رواۃ ابن ابی حاتمہ و استاذہ صحیحہ اور یہ جو کہا سیر باب تنجھو بلاتا ہے تو کہ تنجھو بدلا دے اسکا جو تو نے جاری جانور دن کو بافی پلایا تو یہاں ہے عادت میں اسکو مطلق نہ بولا یا تاکہ انکو کسی برائی کا شک نہ گذری پہر حبیب سے شعیب کے پاس ہے اور اپنا ماجر اسنایا اور وہ سر گذشت بیان کی جسکی وجہ سے مصر سے حکم تو ادھون نے فرمایا لا تخف نجوت من القوم الظالمین یعنی دل میں خوش ہو اور انہیں نہ ہنڈی کر اسلیے کہ تو انکی پادشاہت سے نکل آیا اور ہمارے بلاد میں انکی حکومت نہیں ہے اب مفسرین کا اختلاف ہے کہ یہ شخص مدین کے رہنے والے کون تھے کئی اقوال پر ایک تو یہ کہ حضرت شعیبؑ تھے وہ تنجھو ایدعوجل نے مدین النون کی طرف پیغمبر کر کے بھیجا اور یہی قول مشہور ہے بہت علماء کے نزدیک اور یہی قول حسن پیکر وغیرہ واحد کا مالک بن انس سے مروی ہے کہ تنجھو یہ بات پہونچی کہ تنجھو باس موسیٰ نے (مدین میں پہونچ کر) اپنا احوال بیان کیا یہ حضرت شعیبؑ تھے اور انہوں ہی فرمایا لا تخف نجوت من القوم الظالمین رواۃ ابن ابی حاتمہ اور طبرانی نے سلمہ بن سعد غزی سے روایت کیا کہ وہ آیا حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تو آپ نے اسکو فرمایا ہر جباً یقوم شعیب و اخوانہ ہکذبت یعنی حضرت شعیبؑ کی قوم کے لوگ اور موسیٰ کی بی بی کے بہائی کیا اچھے لوگ ہیں کہ راہ

راہت پر آگئی (اور یہ اسکو اسلیے فرمایا کہ حضرت شعیب علیہ السلام کے قوم سے تھا اور ایمان لایا تھا) اور دوسروں نے کہا یہ حضرت شعیب کو بستیجہ تھے جنکی یہ دونو بیٹیاں تھیں بعض نے کہا حضرت شعیب کی قوم سے یہ ایک یا مگذار شخص تھا اور دوسروں نے کہا کہ شعیب حضرت موسیٰ سے پہلے بہت مدت گذر چکے کیونکہ حضرت شعیب نے اپنی قوم سے فرمایا تھا وَمَا فُوتُكُمْ لَوْ طَارَتْ كُمُ بَعِيدٌ اور نص قرآن سے ثابت ہو کہ لوط علیہ السلام کی قوم حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے زمانہ میں معذب ہوئی اور خلیل علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان ایک دراز مدت ہو جو چار سو سال سے زیادہ ہے جسے یہ ہم غیر واحد نے بیان کیا ہے اور یہ جو کہا گیا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام ایک مدت دراز تک جیتی رہی تو یہ اسی اشکال سے بچنے کے لیے کہا گیا ہے اور اس بات کو کہ شعیب نہ تھے قوت دیتی ہو یہ بات کہ اگر یہ شعیب علیہ السلام ہوتے تو قرآن مجید میں اُنکے نام کی سبکدہ صراحت ہوتی اور بعض حدیثوں میں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قصہ میں شعیب کی نام کی طرح ہے تو ان حدیثوں کا اسناد صحیح نہیں ہے جیسے یہ ہم فقیر بیان کرینگے اور بنی اسرائیل کی کتابوں میں تو اس شخص کا نام بیرون کہے والدہ علم کہا ابو عبیدہ عبداللہ بن مسعود بیٹے نے کہ بیرون حضرت شعیب علیہ السلام کے بستیجہ کا نام ہے اور ابی حمزہ نے ابن عباس سے روایت کیا کہ جب فرود کر کہا موسیٰ علیہ السلام کو یہ بیرون تھا رَوَاهُ ابْنُ جَرِيرٍ اور کہا ابن جریر نے اور قول صواب یہ ہے کہ اسی بات میں معلوم نہیں ہو سکتیں مگر حدیث شریف کے ساتھ اور ہمارے میں کوئی ایسی حدیث نہیں ہے جو حجت لینے کے لائق ہو اب ہمیں اختلاف ہے کہ کس لڑکی نے یہ کہا اسے باپ اسکو فرود کر لے آخر تک تو کہا بعض نے یہ وہی تھی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلانے کے لیے گئی تھی اُسکا اپنے باپ سے کہا امی باپ اسکو بکریاں چرانے کو لیے رکھے جب لڑکی نے کہا تحقیق بہتر فرود کر جسکو تو کہا چاہے وہ ہے جو فرور اور ہوائت دار تو اُنکے باپ نے کہا تجھکو اسکا نور اور امانت دار ہونا کیونکہ معلوم ہوا وہ بولی اُسنے کنوئین کے منہ سے اس تہ کو اوٹھا لیا جسکو دس آدمی اٹھاتے تھے اور میں جب اسکو بلا کر لائی تو میں اُسکے آگے چلتی تھی اُسنے کہا میرے پیچھے پیچھے چل جب کمی راہ آفرین تو جس راہ جانا ہو اُسکی طرف کنکر سپیکرے میں جان لو گا کہ اس طرف جانا ہے فَالَّذِينَ كَفَرُوا ابْتِغَاءً لِّوَجْهِ الْكَافِرِينَ وَشَرُّ الْقَوْمِ وَأَبُو هَارَانَ وَقَادَةُ وَتَمِيمُ بْنُ اُسَيْحٍ وَغَيْرُوهٗ اَحِبُّ اِلَيْهِمْ سَعُوْنَ لَمْ يَكُنْ يَدْرِي سَبَّ لَوْ كُنْ مِنْ سَبِّ دَانَا تَيْنِ اَدَمِي كَذَبَ هُمِنْ حضرت ابو بکر صدیق جب انہوں نے فراست کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بنانے میں اور حضرت یوسف کا صاحب بنو کہا حضرت زلیخا کو آبرو دے کہ یہ یوسف علیہ السلام کو اور یوسف کی جنت

جس نے کہا اپنے باپ سے امیر میرے باپ اسکو مزدور رکھ لے البتہ بہتر مزدور جسکو تو رکھا چاہے وہ جو زور آور ہو امانت دار کہا شعیب جب امی نے ان دونوں میں سے ایک لڑکی کا نام صفورا رکھا اور دوسری کا نام لیا اور کہا محمد بن یحییٰ نے ایک کا نام صفوز اور دوسرے کا نام شرفا اور کہا جاتا ہے لیا اور صحابہ ابی حنیفہ رحم نے اس آیت سے کوئی تین چار ہتھ ہوں کہ ان دونوں میں سے ایک بیٹی کا بھروسہ سے نکاح کر دوں ایسی ہیج کے صحت پر ہتھ لال کیا ہو حسین بالغ مشتری سے یونہی جو سینہ تیرے پاس ان دو غلاموں میں سے ایک غلام کو بیچ دیا سو دینار کے ساتھ اور مشتری کہنے میں خرید لیا واللہ علم اوریہ جو فرمایا میں تیرا نکاح کر دوں گا اس شرط پر کہ تو میری آٹھ برس مزدوری کرے پہ اگر تو پورے کرے دس برس تو تیرا احسان ہو تو مجھکو پاؤں لگانیک بختوں میں سے لیجو اگر تو آٹھ برس مزدوری کرے پہ مزدوری نہ کرے تو میں تیری مخالفت نہیں کر دوں گا اور نہ تجھکو لیاؤں گا اور نہ جھگڑوں گا اس آیت سے اور امی نے دلیل لی ہے اس پر کہ جب کہ سینہ تیری پاس چیر نیچی نقد دس روپے کو اور او دمار میں روپے کو تو بیع صحیح ہو جاتی ہے مگر انکا استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بیع میں دو بیعوں کو منع کیا اسکو نکالا امام مالک نے موطا میں کہا مالک نے قاسم بن محمد سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے ایک چیر خریدی دس دینار نقد کو دلو میں یا پندرہ او دمار کے بدلے میں تو قاسم بن محمد نے اسکو برا جانا (اسی حدیث کو دسے) اور اس سے منع کیا اور امام احمد اور اسکے اتباع نے اس آیت سے دلیل لی ہے کہ پیٹ کی بدلی اور بدن کے کپڑے پر نوکر رکھنا جائز ہے اور ابن ماجہ نے اس پر باب باندھا اور کہا صرف پیٹ کی روٹی پر نوکر رکھنا پہر کہا عتبہ بن منذر سے روایت ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے اتنے میں آپ نے سورہ طسم پڑھی یہاں تک کہ سورہ کے قصہ پر پہنچے تو فرمایا حضرت موسیٰ نے اپنے تئیں مزدوری پر دیا آٹھ یا دس برس تک اس شرط پر کہ وہ اپنی شرمگاہ کو رو کے رہیں گے اور پیٹ کے لیے روٹی لین گے یہ جو فرمایا اپنی شرمگاہ کو رو کے رہیں گے لیکن انکی بیٹیوں پر جو جوان ہیں دست اندازی نہ کر نیگے اور کہا ناپیٹ پہر کر کہا دین گے مدت کے بعد ایک بیٹی کا نکاح اچھے کو لیا گیا کہا حافظ ابن کثیر نے یہ حدیث اس اسناد سے ضعیف ہے کیونکہ اس حدیث کو مسلم بن علی ششی و شقی بلاطی نے روایت کیا ہے اور وہ سب اماموں کے نزدیک ضعیف الراویہ ہے اور اسی حدیث کی ایک اور سند ہے جو وہ بھی ضعیف ہے اور ابن جریر نے عتبہ بن منذر سلمیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحب سے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنَّ مَوْسٰیَ اَجْرًا نَفَسًا لِّعَفْوَةٍ فَزَجَّهُ وَطَعَهُ بِطَلْعِهِ

یعنی حضرت موسیٰؑ نے اپنے آپ کو مزدوری پر دیا اس شرط پر کہ اپنی شرمگاہ کو روکے ہیں گے اور پیٹ کے لیے روٹی لین گے اور یہ جو فرمایا کہ موسیٰؑ نے کہا یہ ہو چکا میرے تیرے چچین جوشی مدت ان دونوں میں سے پوری کر دوں سوزیادتی نہ ہو مجھ پر اور اللہ عزوجل بہرہ دے گا جو ہم کہتے ہیں تو یہ حضرت موسیٰؑ نے اپنے صہرہ زخم سے فرمایا کہ امر موجب فرمان آپ کا یہ ہے کہ آپ کو مجھ کو مزدوری پر رکھا ہے کٹہر بتلے اگر میں دس سال پورے کر دوں تو یہ میرا احسان ہے لیکن جب میں اقل مدت ان دونوں کی پوری کر لوں گا تو عہدہ وافر کر دے بری ہو جاؤنگا اور شرط سے خارج و لہذا فرمایا جوشی مدت ان دونوں میں سے پوری کر دوں سوزیادتی نہ ہو مجھ پر باوجود اسکے کامل اگر چہ مباح ہے مگر وہ دوسری جہت سے زائد ہے کما قال تعالیٰ فَمَنْ تَجَلَّی فَمِنْ یَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ عَظْمُہٗ عَلَیْہِ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَا تَنفَعُ عَظْمُہٗ عَلَیْہِ یعنی جو کوئی جلدی چلا گیا سنے سر و دون میں اس پر نہیں گناہ اور جو کوئی رہ گیا اس پر نہیں گناہ اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حمزہ بن عمرو سلمیٰ سے اور یہ کثیر الصیام ہے اور انہوں نے سفر میں روزہ رکھنے کی بابت پوچھا تھا اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَ اِنْ شِئْتَ فَافْطِرْ یعنی چاہو روزہ رکھ جاوے یا نہ رکھ جاوے اس کے کہ روزوں کا رکھنا اور دلیل سے راجح ہے خذ لہذا اور دلیل سے معلوم ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے اکثر مدت یعنی دس سال کو پورا کیا سمیع بن جبیر سے مروی ہے او نہون نے کہا مجھ سے حیرہ کے لوگوں میں سے ایک یہودی نے پوچھا کہ دو مدتوں میں سے کس مدت کو حضرت موسیٰؑ نے پورا کیا میں نے کہا میں نہیں جانتا اور میں عرب کا عالم ہوں جو کما اور اُن سے پوچھو گا پھر میں آیا حضرت ابن عباسؓ پاس اور میں نے دریافت کیا او نہون نے فرمایا پورا کیا حضرت موسیٰؑ نے ان دونوں میں سے اکثر اور اطیب مدت کو اللہ کے پیغمبر حسب بات کرتے ہیں تو پوری کرتے ہیں ہلکاً اَرْوَاہُ الْبُحَارِیُّ وَ هَلْکَ اَرْوَاہُ حَکِیْمُہٗ اِنْ جِئْتُمْ دَعِیْرَہٗ عَنِ سَعِیْدِ بْنِ جَعْفَرٍ اور ابن عباسؓ نے مرفوعاً مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے حضرت جبرائیلؑ سے دریافت کیا کہ حضرت موسیٰؑ نے کونسی مدت دونوں مدتوں سے پوری کی تو او نہون نے فرمایا دونوں مدتوں میں سے اتم اور اکمل مدت کو پورا کیا رَوَاہُ ابْنُ حَزْرٍ وَ رَوَاہُ ابْنُ اَبِی حَازِمٍ عَنْ اَبِیہٗ عَنْ الْحَمِیْدِیِّ عَنْ سُفْیَانَ وَ هُوَ ابْنُ عَیْنٍ نے کہا ابن کثیر نے اسکی سند میں قلب ہے اور ابن عیینہ کا استاد ابراہیم بن یحییٰ بن یعقوب مجہول ہے اور اس حدیث کو زار نے بھی ردایت کیا ابن عباسؓ سے مرفوعاً یہ کہا اس حدیث کو نہیں سچا تے حضرت ابن عباسؓ سے مرفوعاً مگر اسی طریق کے ساتھ یوسف بن یزید سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے سوال ہوا کہ حضرت موسیٰ نے دو مدتوں میں سے کونسی مدت کو پورا کیا تو آپؑ فرمایا مجھ کو معلوم نہیں ہے اور آپؑ نے حضرت جبریلؑ سے دریافت کیا تو جبریلؑ نے بھی فرمایا مجھ کو بھی معلوم نہیں ہے پھر حضرت جبریلؑ نے اپنے سے اوپر کے درجہ والے فرشتے سے دریافت کیا تو انہوں نے بھی کہا مجھ کو معلوم نہیں ہے اور اس فرشتہ نے اسد عزوجل سے دریافت کیا اس مسئلہ کو جو جبریلؑ نے اُن سے پوچھا اور جبریلؑ سے حضرت محمد صلی علیہ وآلہ وسلم نے تو فرمایا اسد عزوجل نے پورا کیا موسیٰؑ نے ان دونوں میں سے البقی اور ابرا کو یا فرمایا ان دونوں میں سے ان کے مدت کو (یعنی اکثر مدت کو) دَوَاۤءُ ابْنِ اٰدَمَ وَهٰذَا مَرۡسَلٌ وَقَدْ جَاءَ مَرۡسَلًا مِّنۡ وَّجۡہِ الْاُخۡرٰی مَجَہِدٌ کہا حضرت صلی علیہ وآلہ وسلم نے جبریلؑ سے دریافت کیا کہ حضرت موسیٰؑ نے دو مدتوں میں سے کس مدت کو پورا کیا تو انہوں نے فرمایا میں پوچھوں گا حضرت اسرافیلؑ سے اور اس سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا میں پوچھوں گا اسد عزوجل سے اور پوچھا اسد عزوجل نے حضرت موسیٰؑ نے پورا کیا ان دونوں میں اکثر مدت کو طریق اُخْریٰ مَرۡسَلٌ تَحَدِّثُ كَعَبِ قُرۡطِیٰ نے کہا حضرت صلی علیہ وآلہ وسلم سے سوال ہوا کہ موسیٰؑ نے دو مدتوں میں سے کس مدت کو پورا کیا فرمایا ان دونوں مدتوں میں سے بہت پوری اور بہت کامل مدت کو تو یہ طریق ہیں اس حدیث کی جو ایک دوسرے کے متعاضد اور یہ ابو ذر سے مرفوعاً بھی مروی ہے کہ حضرت صلی علیہ وآلہ وسلم سے سوال ہوا کہ حضرت موسیٰؑ نے کس مدت کو پورا کیا فرمایا اُونے اور ابر مدت کو پورا کیا فرمایا اور اگر کوئی تجہ سے پوچھے نکاح کس عورت کی کیا تو جواب دینا چھوٹی لڑکی سے نکاح کیا یہ نذرانہ نے کہا ہجو ابو ذر سے یہ حدیث اس سنہ کو سوا معلوم نہیں ہے وَقَدْ رَوَاهُ ابْنُ اٰدَمَ مَجَہِدٌ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ اَبِي عَمْرٍَا وَهُوَ ضَعِیۡفٌ لَّحۡدٌ قَدۡ رَوٰی اٰیضًا مِّنۡ حَدِیۡثِ عُبَیۡدِ بْنِ الْمُنَدَّبِ رِیۡثَ کَادَہٗ غَیۡرَ نَبَیۡہٗ جِلَّ اَعۡتَبَہٗ بِنِ مَازِ سَلَمٰی سے روایت ہے کہ حضرت صلی علیہ وآلہ وسلم سے سوال ہوا کہ موسیٰؑ نے کس مدت کو دو مدتوں میں سے پورا کیا تو آپؑ نے فرمایا اَبَرَّھُمَا وَاَوۡفَاھُمَا یعنی اکثر مدت کو پھر حضرت صلی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب حضرت موسیٰؑ نے شعیبؑ سے جدائی کا ارادہ کیا تو انہوں نے اپنی بی بی کو حکم دیا کہ اپنے باپ سے کچھ بکریاں طلب کرین جسے مصر میں جا کر گزاران کرین تو حضرت شعیبؑ نے اپنی بی بی کو وہ بکریاں دیں جو اس سال پیدا ہوئی تھیں اور ان سب کا ایک رنگ تھا فرمایا حضرت صلی علیہ وآلہ وسلم نے پھر کوئی بکری نہیں گذرتی تھی مگر موسیٰؑ اس کے پہلو میں لاکھی مارتے تو انہوں نے... ایک رنگ کے بچے جن سے اور بچے بھی دو تین تین ہر ایک بکری نے دیے

اور ان میں سے کوئی بکری ایسی نہ تھی جسکے پستان پر گندہ ہوں اور نہ کوئی ایسی تھی جسکے پستان پر مینہ
 لہنے ہوں اور نہ کوئی ایسی تھی جسکے پستان پر مینہ نہ آوے اور نہ کوئی ایسی تھی جسکے پستان پر عورتوں کے
 پستانوں کے سر کی طرح بالکل چھوٹے ہوں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ہمشام خیر کر کے توار
 بکریوں کا بقیہ پاؤں کے جنکا نام سامیہ مشہور ہو گا ہلکا آؤدکۃ الحافظ ابو بکر الذہری روایت کرتا ہے
 حاتم بن ابی حاتم نے ابن کثیر نے ابن ابی حاتم کے سیاق کو بیان کیا ہے جو سی کے گارسیاب ہے
 کچھ زیادہ تفادیت نہیں ہے پہر کہا اور اس حدیث کا دار مدار عبد العزیز بن ہشیم مصری پر ہے اور وہ سی الحفظ ہے
 اور خوف ہے کہ اسکا اس حدیث کو مرفوع بیان کرنا غلط ہو اور ابن جریر نے انس سے موقوف اس حدیث کو بیان
 کیا ان الفاظ کے ساتھ جو ان کے قریب قریب میں جید سند کے ساتھ فتح کا ان آیات کی تفسیر میں یہ بیان
 ہے کہ کلام میں حذف ہے جس پر سیاق قیاس کرتا ہے کہا زجاج نے پر وہ دونوں اپنے باپ کے پاس جلدی
 جلدی گئیں اور اس سے پہلے وہ بہت دیر کے بعد پانی پلا کر جایا کرتی تھیں اور انہوں نے تمام سرگزشت
 بیان کی تو حضرت شعیبؑ نے اپنی بڑی لڑکی کو بعض نے کہا جھوٹی لڑکی فرمایا جا اسکو بلالہ تو وہ آئی اور اکثر
 مفسر طرف لگی ہیں کہ یہ دو حضرت شعیبؑ کی بیٹیاں تھیں اور بعض نے کہا شعیبؑ کی بیٹیجیان تھیں
 اور حضرت شعیبؑ اس سے پہلے وفات پا چکے تھے لیکن اول قول کو ترجیح ہے اور ظاہر قرآن سے بھی ہی
 معلوم ہوتا ہے اور اس آیت میں دلیل ہے اس لڑکی کے محال ایمان اور شرف عصر پر کیونکہ وہ حضرت
 موسیٰؑ کے پاس آئی تھیں کہ وہ ان کے ہمراہ ہوں پر یہ معلوم نہ تھا کہ وہ قبول کر چکے یا انکار کر چکے
 اسلئے شرم میں آئیں کہا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آئیں اپنے پیار میں کی آئیں اپنے منہ پر ڈاکٹر شرم سے اور
 حیا اور استحیا اور کے ساتھ کہتے ہیں حشمت اور انقباض اور انزوا کو اور یہ لفظ متعدی بنفسہ ہی ہوتا ہے
 اور حرف جار کے ساتھ بھی بعض نے کہا اسکا بلانا حضرت موسیٰؑ نے قبول فرمایا لیکن دل میں پانی
 پلانے کی اجرت لینے کو برا جانا بعض نے کہا اللہ کے واسطے کہ انکا بلا قبول فرمایا شیخ کی زیارت سے
 شرف ہو چکے کیونکہ انہوں نے ان دنوں لڑکیوں سے سنا تھا کہ انکا باپ بڑا بوڑھا ہے ابو حاتم
 سے روایت ہے کہ حضرت شعیبؑ کو باپ سے لے کر وہ کہا نا کہا رہے تھے اور انہوں فرمایا آئیے کہا بی
 موسیٰؑ نے فرمایا اللہ عزوجل سے پناہ مانگتا ہوں اور انہوں نے فرمایا کیوں کس بات پر پناہ جو ہو کیسا
 آپ ہو کے نہیں ہو موسیٰؑ نے فرمایا ہو کا تو ہوں لیکن میں ڈرتا ہوں مبادا یہ تمہاری بکریوں کو

پانی پانے کا عوض ہو جاوے اور ہم اس گہرے مین سے مین کا آخرت کر کسی عمل کو نہیں سمجھتے اگرچہ اس کے عوض مین مین بہر کر سونا ملے اور انہوں نے فرمایا نہیں نہیں سجدہ ہمارے باپ دادوں کی تو عادت ہے کہ ہم مہمان نواز ہیں اور محتاج کو کھانا کھلاتے ہیں یہ شکر موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بیٹھ گئے اور کھانا کھایا اور وہ سارا ماجربیان کیا جو گذرا تھا شعیبؑ نے فرمایا آپ خوف نہ کیجئے آپ فرعون اور اس کے صحابہ کے دام سے چھوٹ گئے کیونکہ مین فرعون کے زیر نگین نہیں ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ خبر واحد پر عمل کرنا جائز ہے اگرچہ ہسکوبیان کرتے والدہ غلام ہو یا عورت اور اجنبیہ کے ساتھ ایسی احتیاط اور توقع کے ساتھ چلنا جائز ہے اور ہم رازی نے سجدہ کیچہ اشکال بیان کیے ہیں جو نہایت ضعیف ہیں اور وہ پس لائق نہیں ہیں کہ امرد غروجل کی تفسیر میں بیان کیے جا دیں اور ان کا جواب مقصر بننا ظاہر ہو سکتا ہے کامل برتو کیونکہ ظاہر نہ ہو گا ان اشکالات میں سے اچھا اشکال یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعوت کیوں قبول کی جو ان کے کام کے عوض مین کی گئی تو اس کا جواب یہ کہ موسیٰ علیہ السلام نے امرد غروجل کے حکم کی فرمانبرداری کی ایک پیغمبر کی دعوت قبول کرنے میں اور یہ اجابت اپنے پر اجرت لینے کے لیے نہ تھی ولہذا منقول ہے کہ جب شعیبؑ نے انکو آگے کھانا کھانا تو انہوں نے فرمایا کہ ہم اس گہرے مین جو اپنے دین کو فروخت نہیں کرتے اگرچہ اس کے عوض مین مین بہر کر سونا ملے جیسے ابوجازم کے قول میں گذرا علاوہ یہ کہ صاحب اشکاف نے سخت فائدہ کے وقت اجرت کا طلب کرنا کوئی برائی نہیں ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ سجدہ نے فرمایا خضر علیہ السلام سے جب انہوں نے گاؤں والوں کی دیوار کو سیدھا کر دیا کرنے والی دیکھ کر کہتے شئت کا تختہ علیہ اخرجنا کہا مفسرین نے جو لڑکی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بلانے کے لیے آئی تھی اسی لڑکی نے یہ کہا اسے یہ باپ اسکو مزدور رکھ لے تو کہ یہ ہماری بکراؤں چرایا کرے اور مین لیا کر کہ اجارہ ان کے نزدیک مشروع تھا اور اجارہ کے جائز ہونے پر تمام عالموں کا اتفاق ہے لیکن باصم نے اسکا خلاف کیا ہے اور فسوس ہے کہ وہ اجارہ کے دلائل سننے میں اسم باسنے ہو گیا حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ جیب لڑکی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوت اور امانت بیان کی تو اس کے والد نے پوچھا تو نے اسکا قوی مین ہونا کیونکر جانا وہ بولی قوت انکی تو اس سے معلوم ہوئی کہ انہوں نے پتہ کو اٹھالیا کنوئین کے منہ سے اور نہیں اٹھا سکتے اسکو گردن آدمی اور امانت اس سے کہ انہوں نے فرمایا تو میرے پیچھے چل اور راہ بتاتی جا میں بل جانتا ہوں کہ ہوا سے تیرا کپڑا کھل جائے

اور میری نظریہ سے بد نہ پڑ جاوے اس سے حضرت شعیبؑ کو حضرت موسیٰؑ میں اور زیادہ رغبت ہو گئی اور
 سعود سے مردی ہو کر لوگوں میں بہترین شخص بڑے فرستہ والا گذرے ہیں ایک حضرت شعیبؑ کی
 بیٹی دوسرے حضرت یوسفؑ کا صاحب دینے عزیز مصر جسے کہا اپنی بی بی کو اسکو عزت سے رکھو اور جسے
 حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمرؓ کے بارہو میں (یعنی انکو خلیفہ بنانے کو بارہو میں) اور یہ جو فرمایا میں تیرے
 ساتھ ان دونوں میں سے ایک کے نکاح کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں آخر آیت تک تو اس سے معلوم ہوا
 کہ عورت کا ولی عورت کو کسی نیک شخص پر پیش کر سکتا ہے اور یہ سنت ثابت ہو سلام میں جیسے حضرت
 عمرؓ نے اپنی بیٹی حفصہؓ کو پیش کیا حضرت ابوبکرؓ اور عثمانؓ پر اور قصہ مشہور ہے اور ایسے اور بہت دفعہ
 صحابہ کے زمانہ اور نبوت کے زمانے میں گذرے اور ایسا ہی وہ قصہ ہے جو ایک عورت نے پیش
 کیا اپنے آپ کو حضرت صلہ اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کہا بعض نے حضرت شعیبؑ نے اپنی بڑی لڑکی کا حضرت
 موسیٰؑ سے نکاح کر دیا اور اکثر کا یہ قول ہے کہ چھوٹی لڑکی کا انکے ساتھ نکاح کیا اور سکا نام صفورا
 تھا اور یہی موسیٰؑ کے بلا نیکے لیے گئی تھی اور تین کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں
 کے سوا حضرت شعیبؑ کی اور بیٹیاں بھی تھیں اور بقایٰ نے کہا حضرت شعیبؑ کی سات بیٹیاں تھیں
 اور سہارنہ تورت کا حوالہ دیا حج جمع ہے حجۃ کی اور حجۃ کہتے ہیں سال کو اور بکریان چرانے پر نکاح کرنا جائز
 ہے بالاتفاق کیونکہ یہ زوجیت کے امر کے ساتھ قائم ہونے کے بابا سے ہو تو اس میں کوئی خلاف نہیں
 ہے بخلاف تزوج کے خدمت پر کہا کرخی نے ممکن ہے کہ ایک عقد میں شہر طین انکی شریعت میں
 جائز ہوں بعض نے کہا یہ قول اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کلام کا تمہ ہے اور بعض نے کہا شعیبؑ
 کا قول ہے لیکن اول اوسے ہو کیونکہ یہ قول موسیٰؑ کی کلام میں ہی واقع ہے اور اس کلام کے ساتھ عقد
 پورا ہو گیا اور شاید یہ انکی شرع میں جائز ہو گا ورنہ یہ صیغہ ہماری شریعت میں عقد نکاح میں کافی نہیں
 ہے کیونکہ شعیبؑ نے صرف نکاح کا وعدہ کیا اور موسیٰؑ کی طرف سے کوئی ایسا لفظ نہیں واقع ہوا جس
 میں دادہ تزوج یا نکاح کا موجود ہو دوسرا مہر ہی منکوہ کی طرف راجع نہیں تھا بلکہ انکے باپ کی طرف
 یہ توجہ لالہ میں محلی کا قول ہے اور کہا غیر محلی نے دونوں صاحبوں نے جو یہ میں عقد کیا اسکی صورت
 یہاں مذکور نہیں ہے کہا ابوسعود نے جو کچھ اللہ عزوجل نے ان دونوں سے اس آیت میں حکمت
 کیا ہے یہ انکا تمام ماجرا مذکور نہیں ہے بلکہ یہ انکے عزم اور اسکے ایقاع پر اتفاق کرنے کا بیان ہے

فَلَمَّا قَضَىٰ مُوسَى الْأَجَلَ وَسَارَ بِأَهْلِهِ آنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ نَارًا قَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا تَعْلَمُ أَنْتُمْ مِمَّا يُخْبِرُ أَوْ جَاءَ مِنْ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ۚ فَلَمَّا أَنهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْأَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ أَنْ يُمُوسَى إِنِّي أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۚ وَأَنْ أَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَآهَا تُهَلِكُ كَانَتْ هَاجَةً لِّمُوسَى أَقْبَلَ وَكَانَ يَخْفَىٰ عَلَى النَّاسِ مِنَ الْآمِنِينَ ۚ اسْمُكَ يَكُنِي فِي حَبِيبِكَ فَخَرَجَ بِبَضَائِكَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ زَوَّاجُهُمْ

اَلَيْكَ جَنَاحُكَ مِنَ الرَّهْبِ فَلَمَّا كَانَ مِنْ رَبِّكَ إِلَى فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ۚ یہ جب پوری کرچکا سو سے وہ مدت اور لے کر چلا اپنے گھر والوں کو دیکھی بہار کی طرف ایک لگ کہا اپنے گھر والوں کو بھیرو سینے دیکھی ہے ایک لگ شاید لے آؤں تمہارے پاس مان کی کچھ خبر یا نکار اگ کا شاید تم تا پو پہ جب پہنچا اُس پاس آواز ہوئی میدان کے دہنے کنارے سے برکت والے تختہ میں اس درخت سے کہ لے موسیٰ میں ہوں اللہ جہا نکار باوریہ کہ ڈال دے اپنی لاشی یہ جب دیکھا اسکو پہنہنا آجیسے سانپ کی شک ہے اکتا پہر اسوتہ موڑ کر اور نہ پیچھے دیکھا اسے موسیٰ آگے اور زور تجھ کو خطرہ نہیں بیٹھا اپنا ماتھ اپنے گریبان میں کل آوے چٹا نہ کچھ برائی سے اور ملا اپنی طرف اپنا بازو سویہ دو سندن میں تیرے رب کی طرف سے فرعون اور اسکے سرداروں پر بے شک وہ تھے لوگ بے حکم ف بازو ملا ڈر سے یعنی سانپ کا ڈر جاتا رہے کہا حافظ ابن کثیر نے اس سے پہلی آیت کی تفسیر میں گذرچکا کہ حضرت موسیٰ نے دو مدتوں میں سے تم اور اونی اور ابراہم اور اکل اور اتقی اجل کو پورا کیا اور اس آیت سے بھی یہی استفادہ ہوتا ہے اسلئے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا فلما قضیٰ موسیٰ الاجل یعنی جب حضرت موسیٰ نے اکل اجل کو پورا کیا واللہ اعلم مجاہد سے مروی ہے کہ حضرت موسیٰ سن ۸۰ سال پورے کیے اور اسکے بعد اور دس سال لیکن مجاہد کے سوا اور کسی کا یہ قول نہیں ہے اور مجاہد سے ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بھی روایت کیا فاللہ اعلم مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ کو اپنے شہر میں جانے اور اپنے گھر والوں کو ملنے کا شوق ہوا تو انہوں نے ارادہ کیا کہ فرعون سے پوشیدہ وہاں جا کر گھر والوں کی زیارت کریں تو انہوں نے لیا اپنے ساتھ اپنی لیلیٰ اور وہ بکریاں جو انکے خسر نے انکو ہمہ کی تھیں اور بارش کی رات میں جو نطلہ بارہ تھی لیکر چل پڑے تو ایک مقام میں اترے جہاں جلاتے تو وہ کسی چیز کو روشن نہ کرتی اس سے انکو تعجب ہوا پس وہ اسی حال

میں آکر کہ انہوں نے دیکھی ایک لگ تو بولے اپنی گہر والوں کو ٹھہر جاؤ سینے دیکھی ہے ایک لگ اور میں مار
جاتا ہوں تو کہ میں سے آؤں تمہارے پاس وٹان کی کچھ خبر یا انکار لگ کا شاید تم تا پورا میری جو فرمایا کچھ
خبر لاؤں وٹان سے تو یہ اس لیے کہ موسیٰ رہتا بہول گئے تھے اس قدر فرمایا تو جب موسیٰ اس لگ پاس آئے
تو انکو آواز ہوئی میدان کے دائرہ کنار سے اور وہ میدان جبل طور کے واسطے طرف ہر مغرب کی طرف
جیسے البحر من جبل نے دوسرے مقام میں فرمایا وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ فَضَلْنَا اِلَى مُوسٰى وَلَا كُنْتَ تَخِفُ
اور تو نہ تھا مغرب کی طرف جب ہم نے بیجا موسیٰ کو حکم اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ نے لگ کی
طرف جانیکا ارادہ کیا تھا قبلہ کی طرف اور پہاڑ کی مغربی جانب اس لگ سے دہری طرف تھی اور لگ کو پایا
آپ نے کہ روشن ہو رہی تھی ایک سبز درخت میں حج وہ پہاڑ کی بغل میں واقع تھا اس میدان کے پاس ہی اس
لگ کو دیکھ کر حیران ہو گئے اور آواز دی اُسکو اُس کے رب نے میدان کے واسطے کنار سے برکت والی
تختی میں درخت سے کہا عبدالمعین مسعود نے میں نے اس درخت کو دیکھا جس سے حضرت موسیٰ کو آواز
ہوئی تھی وہ درخت تھا لیکر کا سبیر لہر ابرار کا اَبْنُ جَرِيرٍ وَالْاَسْمَاءُ الْمُقَارِبُ اور محمد بن سحر نے اس
بعض سے نقل کیا چوتھم نہیں ہے اسنو وہاب بن منبہ سے کہ وہ علق کا درخت تھا اور بعض اہل کتاب
کا یہ قول ہے کہ وہ عوج کا درخت تھا اور حضرت موسیٰ کی لاشی بھی عوج کے درخت کی تھی اور یہ جو فرمایا
موسے میں ہوں جہان کا رب یعنی جو شخص تجھ سے خطاب کرتا ہے اور کلام کرتا ہے وہ جہان کا صاحب
ہے کر ڈالتا ہے جو چاہے نہیں ہے کوئی ادا سکے سوا اور نہیں ہے کوئی رب بغیر اُس کے وہ مخلوقات
کی مانندت واپنی ذات اور صفات اور افعال اور افعال میں متعالی اور مقدس اور مستغنی ہے اور یہ جو فرمایا
وَاللهُ اِنِّیْ لَاطْعٰی یعنی وہ جو تیرے ساتھ میں ہے کما فی قولہ تعالیٰ وَمَلٰٓئِكَتُکَ یَمِیْنُکَ مُتَوٰنِیْنَ
قَالَ هٰی عَصَاۤی اَنْتُمْ لَوْ اَعْلَیْکُمْ اَدَّهَسْتُمْ عَلٰی غَیْبِیْ وَلٰی فِیْہَا مَا رُبَّ اَخْرٰی یعنی اور یہ کیا ہو
تیرے ساتھ میں ہے موسیٰ بولایہ میری لاشی ہے ہر شے کی ہوں اور پتے جھاڑتا ہوں اس سے اپنی بکریوں پر
اور میرے اس کے کتے کام میں اور مطلب یہ ہے کہ یہ لاشی جسکو توجا تا پہچانتا ہے اُسکو والد ہے انہوں نے
والدی ہو تو وہ سانپ بنکر دھڑلے لگی یہ دیکھ کر حضرت موسے نے جان لیا کہ جو شخص اس سے خطاب کرتا
ہے اور بات چیت کرتا ہے وہ وہی ذات پاک ہے کہ جب وہ کسی چیز کو فرماتا ہے ہو تو وہ ہو جاتی ہے
جیسے اہکام بیان سورہ طہ میں گذر چکا پہر جب دیکھا اُسکو پہنہاتے اُس کے جلدی چلنے میں باوجود

عظیم الخلق اور ذوق اتم اور وسیع الفہم وغیرہ ہونیکے طرح کہ نہیں گذرتی تھی وہ کسی تہ پر ہرگز اسکو گل لیتی تھی تو یہ دیکھ کر حضرت عیسیٰؑ پر ہوا دلشکرنہ دیکھ کیونکہ طبع بشری اس سے نفرت کرتی ہے پہر جب اسد عزوجل نے فرمایا اگے آ اور خوف نہ کرو تو امن والوں میں سے ہو تو موسیٰؑ پہرے یہاں تک کہ پہلے مقام میں اگر کھڑے ہو گیا پہر اسد عزوجل نے فرمایا اب بغل میں ہاتھ ڈال جب تو بغل میں ہاتھ ڈالے گا پہر اسکو کچا کھا تو وہ چاندی کی طرح جگجگا تا ہو گا اور یہ جو فرمایا وضمیم ایک جناحک بن الریب نو کہا مجا ہرنے رہے مراد گہرے ہو اور کہا قتادہ نے رہے عیسیٰؑ اور عبدالرحمن بن یزید بن اسلم اور ابن جریر نے کہا رہے وہ خوف مراد ہے جو حضرت موسیٰؑ کو حاصل ہوا سانپ کو دیکھ کر اوز ظاہر ہے کہ اس سے اعم مراد ہو اور وہ یہ کہ حضرت موسیٰؑ کو حکم کیا گیا کہ جب وہ کسی چیز سے ڈرین تو اپنی طرف اس ڈر کے دور کرنے کے لیے اپنا بازو ملا لیا کریں جب ایسا کریں گے تو خوف زائل ہو جاوے گا اور جلال سے ہاتھ ملے اور اب بھی جو شخص خوف کر وقت انکے اقتدار کے لیے ایسا کرے اور اپنا ہاتھ اپنے دل پر رکھے تو اسکا خوف بالکل زائل جاوے گا یا کم ہو جاوے گا ویر اللقۃ مجاہد سے مروی ہے کہ حضرت موسیٰؑ دل میں فرعون کا خوف بہر ہوا تھا تو جب حضرت موسیٰؑ کو دیکھتے فرماتے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَدْرُیْکَ فِیْ خَیْرِہٖ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّہٖ یعنی الہی میں اسکو دفع کرتا ہوں تیری مدد کے ساتھ اور نبیاء گنتا ہوں اُسکی برائی سے اسکا یہ نتیجہ ہوا کہ اسد عزوجل نے حضرت موسیٰؑ کے دل سے فرعون کا خوف نکال دیا اور فرعون کے دل میں حضرت موسیٰؑ کا رعب بہر دیا تو جب فرعون حضرت موسیٰؑ کو دیکھتا بول کر دیتا جیسے گدھا بول کر دیتا ہے اور جو فرمایا فَکَذٰلِکَ بُرْہٰنُنِّیْ مِنْ دَیْنِکَ تو دو دلیلوں سے ایک تو حضرت موسیٰؑ کا عصا کو ڈال کر سانپ بنا نامراد ہے اور دوسرا ہاتھ کا گریبان میں داخل کر کے پہر نکالنا مراد ہے یعنی یہ دو نو دلیلیں قاطع اور واضح ہیں فاعل مختار کی قدرت اور اس شخص کی نبوت کے صحیح ہونے پر جبکہ ہاتھ پر یہ خارق جاری ہیں ولہذا فرمایا الی فرعون ملأۃ اولیاء سے فرعون کی قوم کے رؤسا اور کبار اور اتباع مراد ہیں اور فسق سے اسد عزوجل کی طاعت سے نکل جانا مراد ہے اور اسکے امرا و دین کا خلاف کرنا فتنہ میں کہا ہے کہ الاجل سے اکل اور اونے اجل مراد ہے یعنی عشرہ کاندل ابن عباسؓ سے سوال ہوا کہ حضرت موسیٰؑ نے کونسی مدت کو پورا کیا اونہوں نے فرمایا اکثر مدت کو اور اطیب کو چاہے کہ رسول وعدہ کرتے ہیں تو پورا کرتے ہیں

اور صحیح کہا اسکو حکم نے کہا علامہ ابو لطیف نے ابن عباسؓ کے اس قول میں کہ اللہ کا رسول حب و عدا
 کرتا ہے تو پورا کرتا ہے عترت ارض ہے کیونکہ حضرت موسیٰؑ نے تو وعدہ نہیں کیا کہ وہ اکثر مدت کو پورا
 کرے بلکہ یون فرمایا میں جو منی مدت کو پورا کروں تو مجھ پر زیادتی نہ ہو البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 وسلم سے کسی طرح سے مروی ہے کہ موسیٰؑ نے اکثر مدت کو پورا کیا خطیب نے اپنی تاریخ میں ابو ذر
 سے نقل کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اسے ابو ذر جب تجھ سے کوئی پوچھے حضرت
 موسیٰؑ کے کشت کو پورا کیا تو کہنا عدا و اکثر مدت کو (یعنی عشر کا مکمل نہ ہو) اور اگر تجھ سے کوئی پوچھے
 ان دونوں عورتوں میں سے کس عورت کو نکاح کیا تو کہنا چھوٹی لڑکی سی اور یہی تھی جو حضرت موسیٰؑ
 کو بلانے کے لیے آئی اور اسی نے کہا اپنے باپ کو اسے باپ اسکو فرود رکھتے تھے اور ان مردوں نے ابو
 ہریرہؓ سے نقل کیا کہ حضرت جن نے فرمایا کہ مجھ کو جبریلؑ نے مجھ کو اگر تجھ سے یہود سوال کریں
 کہ حضرت موسیٰؑ کے کشت کو پورا کیا تو فرمنا اکثر مدت کو اور اگر وہ سوال کریں نکاح کس لڑکی سے
 کیا تو فرمنا چھوٹی لڑکی سے تو اکثر مدت کو پورا کرنے میں بہت رو تین ہیں جو بعض بعض کے متقی ہیں
 اور ان سے زور مراد ہے اور انکو مدین سے مھر کی طرف سے چلے انکے باپ سے اجازت لیکر نہ کہ وہ ہی
 حضرت موسیٰؑ کے ساتھ اللہ عز وجل کے لطائف میں شریک ہو جاوین بعض نے کہا مان اور بہائی کی
 زیارت کے لیے مھر کی طرف چلے اور قول بہتر ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ مرد اپنی بی بی کو جہان چاہے
 لیجا سکتا ہے جانب طور سے وہ جہت مراد ہے جو طور کے متصل تھی اور جو وقت آپؐ نے اس آگ
 کو دیکھا اس وقت آپؐ جنگل میں تھے سخت سردی الی مدہیری رات میں اور بی بی صاحبہ زچکی ہیں تھیں
 اور اسکی تفسیر سورہ طہ میں مفصل طور پر گذر چکی کہا ابن عباسؓ نے جب موسیٰؑ نے مدت کو پورا
 کر لیا تو اپنی بی بی کو لیکر چلے اور رستہ بھول گئے اور سردی کا موسم تھا تو رات کے وقت ایک آگ
 نظر آئی جب اسکو دیکھا تو خیال کیا کہ آگ ہے اور تھا وہ اللہ عز وجل کا نور خیر سے یہ مراد ہے کہ میں
 وہاں جاتا ہوں شاید وہاں کوئی رستہ بتانے والا ملجاوے اگر کوئی بد وقت نہ ملا تو آگ کا ہلکا کرے تو آگ
 اور جزدہ سن التار سے بھی آگ کا ہلکا کر لانا مراد ہے اور اسکی تفسیر بھی سورہ طہ اور سورہ نمل میں گذر چکی اور
 یہ منصف ہے و بطریق شاطی کے یا واسطہ وادی کے اور امین مشتق ہے امین سے معنی میں برکت کیا امین
 سے جانب امین مراد ہے جو میرا کے مقابل ہے اور میں حضرت موسیٰؑ کی نسبت تھی اور شاطی سے طرف اور فتح

ہیت میں جناح کو مضبوط قرار دیا ہے مانا اہنا ما تہم مراد ہے اور جہان جناح کو مضبوط المیہ فرمایا ہے
 ومان جناح سے بایان مراد ہے اور دونو ما تہوں پر جناح کا اطلاق ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ مراد ما تہ
 مان سے ہو چکے جو وقت تیری لاہی سانپ بنا کرے ہوت توڑا کر اور مضبوط اور زور آور کر کے بعض اہل
 سخانی نے حمیر اور بنی حنیفہ کی لغت میں رشتے میں آستین کو کہا اسمعی نے منیر منا ایک عربی سے جو کہتا
 تھا دوسرا عربی کو اعطی منافی نعیك تو سینے اس سے پوچھا رہب کیا چیز ہے منیر کہا رہب آستین
 مراد ہے اس صورت میں آیت کو سمجھنے یہ ہونگے ملا تو اپنی طرف اپنا ما تہ اور کون کمال آستین سے قال

رَبِّ اِنِّیْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَآخَاذٌ اَنْ یَّقْدُوْنَ . وَاٰخِرُ مَوْزُوْنٌ هُوَ اَقْصٰهُ مُبِیْنٌ لِّسَانًا قَارِئًا
 مَعِیْ رَدُّ اِیْضًا فِیْ اِنِّیْ آخَاذٌ اَنْ یَّکْذِبُوْنَ . قَالَ سَنَسْکُدُّ عُصْدَکَ بِآخِیْکَ وَنَجْعَلُ لَّکُمَا
 سُلْطٰنًا فَلَا یَصِلٰوْنَ اِلَیْکُمَا بِاٰیٰتِنَا اَنْتُمَا وَ مِنْ اَتْبَعٰکُمَا الْعِلٰیوْنَ . بولائے رب میں نے خون کیا
 ہے انہیں ایک جی کا سوڑتا ہوں کہ مجھ کو مار ڈالیں گے اور میرا بہائی ماروں اسکی زبان چلتی ہے مجھ سے
 اسکو بیچ ساتھ میرے مدد کو کہ مجھ کو بچا کرے میں ڈرتا ہوں کہ مجھ کو جھوٹا کرین فرمایا ہم زور دیں گے
 تیرے باد کو تیرے بہائی سے اور دینگے تم کو غلبہ پر وہ پہنچ سکیں گے تم تک ہماری نشانیوں سے
 تم اور جو تمہارے ساتھ ہو اوپر رہو گے ف کہا حافظ ابن کثیر نے جب اسد غزوہ جل نے حضرت موسیٰ
 کو حکم دیا کہ فرعون کے پاس جاؤ جن جلی سطوت و غلبہ سے ڈر کر دیا مصر سے بہاگ کر آئے تھے تو توڑ
 نے عرض کی اے میرے رب میں ایک قبلی (فرعون) مارا ہوا ہے تو مجھ کو خوف ہے کہ جب وہ لوگ ہمیں گے
 مار ڈالیں گے اور میرے بہائی کی مجھ سے زیادہ زبان چلتی ہے اور یہ اسلیب کہ حضرت موسیٰ علی زبان
 میں گراہی بے باک کار کے زبان پر کہنے کے جب فرعون بے عون نے اب کراسنے لعل اور انکار
 رکھا تھا آذمانے کو کہ کس کو لیتے ہیں تو آپ نے انکار کو اوٹھا کر اپنی زبان پر کہہ لیا اسلیب آپ کی زبان
 میں گراہی گئی و لہذا فرمایا وَاَحْلٰ عُصْدَکَ ذٰلِکَ لِّسَانِیْ یَقْفُوْا قَوْلِیْ وَاجْعَلْ فِیْ وَزِیْرِیْ مِنْ اٰھْلِ
 هٰوْرٰنَ اَخٰی سُلْطٰنًا یٰہُ اَزِیْزِیْ وَ اَشِیْرَکَ فِیْ اَفْرِیْہِ یَعْنِیْ فَرَمٰیَا سُوْسٰی مَنے اور بکشا وہ کر میرا سینہ کہ
 میں جلدی خفا ہوں اور شان کر میرا کام اور کھول گراہی میری زبان سے جو جلدی کی وجہ سے میں صاف
 نہیں بول سکتا کہ سمجھیں میری بات اور سے مجھ کو ایک کام بتانے والا میرے گہ کا ماروں میرا بہائی
 اس کو بندھا میری گراہی شریک کر اسکو میرے کام میں لیکن ایسے بڑے کام کے واسطے میرے آگے

سیب لیتے کے طریق سے ساتھ دو تہوں کے کیونکہ بازو کی قوت کو ماتھ کی قوت لازم ہے اور ماتھ کی قوت کو شخص کے قوت لازم ہے کہا شہانہ شد کہتے ہیں تقویت کو تو یہ یا تو کنا یا ملو سیمہ ہے اسکی تقویت کہ کیونکہ ماتھ کو زور ہوتا ہے بازو کے زور سے اور تمام بدن کو زور ہوتا ہے ماتھ کے زور سے اور حقیقت کہ کون بالغ ہے یا استعارہ تمثیلیہ ہے حضرت موسیٰ کے حال کو ہارون کے ساتھ قوت حاصل کرنے میں تشبیہ دی گئی ہے ماتھ کے ساتھ اسکی قوت حاصل کرنے سے بازو کے ساتھ اور جب کسی کو نیک و عادتیں ہیں تو کہتے ہیں شَدَّ اللہُ عَضْدُکَ اور بد عادتوں کے وقت کہتے ہیں ذَلَّ اللہُ عَضْدُکَ جہنورے اسکو فتح عین اور ضم ضاد سے پڑتا ہے اور ضم عین اور سکون ضاد اور و نون کے فتح ہی پڑ گیا ہے اور قول و نجعلکم سلطانین سلطان سے حجت یا برمان مراد ہے یا تسلط اور غلبہ اور بیت اعدائے دلوں میں فَلَا تَحْزَنُوا لَمْ يُمْسِكْ بِالْأَيْدِي نَا بَيْتٌ قَالُوا مَا هَذَا إِلَّا مَنَظَرٌ مُّفْتَرًى وَمَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي آبَائِنَا الْأَوَّلِينَ وَكَانَ مُوسَىٰ رَاقٍ اعْلَمُوا عَمَّنْ جَاءُوا بِالْهُدَىٰ مِنْ عِندِ

وَحَن تَكُونُ لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ہ پر جب پہنچا ان پاس سے لیکر ہماری نشانیاں کہلی اور کچھ نہیں یہ جادو ہے جوڑ لیا اور ہم نے سنا نہیں یہ اپنے اگلے باب دوں میں اور کہا موسیٰ نے میرا رب تو بہتر جانتا ہے جو کوئی لایا ہے سو جہم کی بات اسکا پاس سے اور جبکہ لگا پچھلا گھر میک بھلا نہ ہوگا بے اضافوں کا ف کہا حافظ ابن کثیر نے المدعرجوں نے ان دونوں آیتوں میں خبر دی ہے کہ حضرت موسیٰ اور اس کے بھائی ہارون فرعون اور اس کے دربار والوں پاس گئے اور سحرات باہرہ اور دالات قاہرہ جو المدعرجوں نے انکو دی تھی اُنپر پیش کیے اپنی بچائی پر اپنے پرین جو انکو خبر دی المدعرجوں کی طرف سے توحید اور اس کے ارشادوں کے تاجدار کے جب فرعون اور اس کے مجلس والوں نے اسکو دیکھ لیا اور شاہدہ کر لیا اور انہوں نے حق سمجھ لیا اور یقین کر لیا کہ المدعرجوں کی طرف سے کہ تو انہوں نے کفر اور سرکشی کی وجہ سے عذاب کی طرف عدول کیا اور یہی اسلیے کہ انہوں نے حق کے اتباع سے طغیانی کی اور تکبر کیا اور بوسے مَا هَذَا إِلَّا مَنَظَرٌ مُّفْتَرًى مَفْتَرًى کہتے ہیں جوڑی جی جیو کو اور انہوں نے چاہا کہ حق کا مقابلہ کریں حیلہ اور حکومت کے ساتھ مگر یہ کب ہو سکتا تھا اور یہ جو انہوں نے کہا ہم نے یہ کہی اپنے باپ دادوں سے نہیں سنا تو اس سے انکی یہ مراد ہے کہ اپنے المدعرجہ لاشریک لہ کی عبادت پر کسی کو اپنے آباء اجداد سے نہیں پایا اور

ہتے تو یہی دیکھا ہے کہ لوگ اللہ عزوجل کے ساتھ شر کرتے رہی اور ٹہرتے رہے، اس کے ساتھ اور عبود
 و ہذا حضرت موسیٰ نے فرمایا میرا رب بہتر جانتا ہے اس شخص کو جو اس کے پاس سے ہدایت لایا یعنی میں یا تم
 اور وہ میرے تمہاری درمیان غمگین فیصلہ کر گیا اور وہ ظاہر کر دے گا کہ کس کے واسطے پچھلا گھر ہے مشرک
 کہی خلاصی باورینگے فتح میں کہا ہے مغترے ہمارا مخلوق اور مذبذب ہے اور معنی یہ ہیں کہ تو نے اسکو
 اپنی طبع سے جوڑ لیا ہے پہلے اللہ عزوجل پر جھوٹ باندھ لیا یا یہ معنی کہ سحر موصوف ہی افتراء کے ساتھ
 جیسے اور سحر کے اقسام اور یہ کچھ اللہ عزوجل کے مان کی معجزہ نہیں ہے اور عیسایا سحر کا حضرت موسیٰ کے زمانہ
 میں رواج تھا اس سے پہلے ایسا کہی نہیں ہوا اور نہ ہذا کا اشارہ الیہ یا تو دعوے نبوت ہی یا سحر اور داک
 مراد عاقبت الدار میں دنیا ہے اور عاقبت سحر جنت مراد ہے اور جنت دنیا کی عاقبت اور نتیجہ سلیقے کہ دنیا کو
 اسکی طرف جاتے کا ایک طریق اور وہ بنایا گیا ہے یہ دار سے دار آخرت مراد ہے جو صادق آتی ہے جنت
 اور دوزخ دونوں اور اضافت معنی میں فی کے ہی اور معنی یہ ہیں اور جانتا ہے اس واسطے عاقبت جو دیو
 دار آخرت میں وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُم مِّنَ اللَّهِ عَذَابٌ قَاتِلٌ لِّيَ يَا هَا مَا عَلَى
 الظَّالِمِينَ فَاجْعَلْ لِّي صَرَخًا لَّعَلِّي أَظْلِمَ إِلَى اللَّهِ مُوسَى وَآلِي لَا ظَنُّهُ مِنَ الْكَذِبِينَ وَاسْتَكَبَرَهُ
 وَجُودٌ كَانِي كَذِبٍ بَعِثَ الْحَقَّ وَظَنُوا أَنَّهُمُ الْبَنَاءُ لَا يَرْجِعُونَ فَآخَذَنَاهُ وَجُودَهُ فَتَبَدَّلْنَاهُمْ
 فِي الْيَمِّ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَنْدَعُونَ إِلَى النَّارِ وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ
 لَا يُنصَرُونَ وَاتَّبَعْنَا لَهُمْ فِي هَذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ هُمْ مِنَ الْمَقْبُوحِينَ اور بولا
 فرعون سے رہا بار والو ہم کو معلوم نہیں تمہارا کوئی حاکم میرے سوا سو اگ دکھائے زمانہ میرے واسطے کار کو
 یہ بنامیرے واسطے ایک محل شاید میں جہان تک بچھوں موسے کا کار یا ور میری اکل میں تو وہ جہوٹا ہے
 اور پڑائی کرنے لگو وہ اور اس کے لشکر ملک میں ناعم اور اکلے کہ وہ ہماری طرف پہر نہ آویگے پہر پڑا ہنہ
 اسکو اور اس کے لشکروں کو پہر سپیک دیا جسے انکو پانی میں سو دیکھ آخر کیسا ہوا گنہگار ہو گا اور کیا ہنہ
 اوںکو سردار بلا تے دوزخ کی طرف اور قیامت کے دن انکو مدد نہیں اور بھیجی کہی انہو اس دنیا میں پہنکار
 اور قیامت کو انہو پڑائی ہے ف گارے کو آگ دی یعنی پکی اینٹ بنا سکتے ہیں اینٹ اول
 ہی نے نکالی کہ عمارت اور بنی بناوے تو پھر کے بوجہ سے گرنے پڑے کہا حافظ ابن کثیر نے ان آیات
 میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ خبر دیتا ہے فرعون کے کفر اور طغیان اور فتر اسے کہ اس بلید نے اپنی اذیت

سے کہ اس سپید نے اپنی لیے الوہیت کا دعویٰ کیا جیسے السعد و جل نے دوسرے مقام میں فرمایا فَاَسْكَنْتَ
قَوْمَهُ فَاَطَاعُوهُ إِنَّهُمْ كَانُوا فٰلِسِیْقِیْنِ یعنی یہ عقل کہودی اس نے اپنی قوم کی پیرسی کا کہا مانا مقرر
تھے حکم اور یہ اس لیے کہ اس نے انکو بلایا اپنی الوہیت کو اور کہ طرف اور نبیوں نے اپنی کھنسی اور سخافت و ہنسی
کی وجہ سے اسکا کہا مان لیا ولہذا اس نے کہا یا ایہا المذاہم علمت لکم من الذمیر اور السعد و جل نے دوسرے
مقام میں اس کے حال خبری اور فرمایا فَنَشَرْتَنَّا ذٰی قَعَالَ اَنَّا رَجَعُکُمْ اِلَآ عَلٰی فَاَخَذَ اللّٰهُ نَكَالَ
الْآخِرَةِ وَالْاُولٰٓئِیْنَ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ یَّخْشٰی یعنی جمع کیا فرعون نے اپنی ساری قوم کو پہرہ کار
میں ہوں بہت ہار سب سے اور پہرہ کار اسکو السعد و جل نے سزا میں پھیلی کے اور پہلی کے لغو آخرت میں ہی
عذاب ہوگا اور دنیا میں بھی عذاب پایا بیشک سہرہ سوچ کی جگہ ہے جسکو ڈر ہے حاصل یہ کہ اس کو گون
کو اکٹھا کر کے بلند آواز سے ان میں بکارا اور ان میں سے اسکا کہا مانا ولہذا السعد و جل نے اسکو غیر کے لغو
دنیا اور آخرت میں عبرت بنا دیا اور اسنو تو یہاں تک سرکشی کی کہ موسیٰ علیہ السلام سے بھی اسی کفر کے ساتھ
سوہبت کی اور بولا لَیِّنَ اَتُحَدِّثُ اِلَہًا عِزِّیْ لَا جَعَلْنَاکَ مِنَ الْمَسْجُوْرِیْنَ یعنی اگر تو نے میری سوار
کسی اور کو معبود ٹھہرایا تو میں تمکو فحید کر دوں گا اور یہ جو فرمایا فَاَوْقَدْ یٰہٰ اَمِنْ اٰخِرَتِیْ تک تو اس کے
یہ معنی ہیں کہ فرعون نے حکم اپنے وزیر اور مدبر رعیت اور مشیر دولت مان کو کہ میرے واسطیٰ نشین
بنا ایک محل بنانے کے لیے اور صرح کہتے ہیں مقصرین رفیع عالی کو جیسے السعد و جل نے دوسری
آیت میں فرمایا وَقَالَ فِرْعَوْنُ یٰہٰ اَمَانُ اِنَّ لِیْ صَرَخًا عَلَیْ اَبْلَکُمُ الْاَسْبَابَ اَسْمَابَ السَّمٰوٰتِ
فَاَطْلِعْ اِلَیَّ اللّٰهُ مُؤَنِّیْ وَاِنِّیْ لَا ظَنُّکَ کَاذِبًا وَکَذٰلِکَ رُیْنَا لِفِرْعَوْنَ سُوْعًا عَسِیْلًا وَصَدَّ
عَنِ السَّبِیْلِ وَمَا کَانَ فِرْعَوْنُ اِلَّا فِیْ تَبَابٍ اور بولا فرعون ے مان یا میرے واسطیٰ ایک محل شاید
میں پہنچوں رستوں میں رستوں میں آسمانوں کے پہرہ جہانک دیکھوں موسیٰ کے معبود کو اور میری اکل میں
تو وہ جھوٹا ہے اور سی طرح بہانہ دیکھا کہ تھے ہم نے فرعون کو اس کے بڑے کام اور روکا گیا راہ سے اور چو کا
تھا فرعون کا سو کہ پنی کے واسطیٰ اور یہ اس لیے کہ فرعون نے ایک محل بنایا جس سے اونچا دنیا میں کوئی
محل نہ ہوگا اور اس میں اس نے چاہا کہ اپنی رعیت کے لیے سو سو کی تکذیب ظاہر کرے .. اس میں کہ وہ
میرے سوا کسی اور کو معبود ٹھہرتا ہے ولہذا کہا وَاِنِّیْ لَا ظَنُّکَ مِنَ الْکَاذِبِیْنَ یعنی موسیٰ سے جو کہتا ہے
کہ میرے سوا کوئی اور معبود ہے میں اسکو جھوٹا خیال کرتا ہوں اور اس سے یہ غرض نہیں ہو کہ اس نے

اسکی تکذیب کی اس امر میں کہ اللہ عزوجل نے مسکو بھیجا ہے کیونکہ وہ مردود تو وجود صانع جل علی کا اقرار ہی نہیں کرتا تھا
 اس لیے کہ اوس پر کہا حضرت موسیٰ سے وَمَا رَبُّ الْعَالَمِينَ اور بولا لَئِنْ أَخَذْتُمْ عَلَيَّ الْكَيْدَ لَأَعْلَسَنَّ
 الْمُسْجُونِينَ اور بولا يٰكَايِلُهَا السَّلَامَ اَعْلَيْتُمْ لَكُمْ مِنَ الرَّبِّ عَذَابًا اور یہ ابن جریر کا قول ہے اور یہ جو فرمایا
 اسْتَكْبَرَهُمْ وَخَنُودُهُ فِي الْكَافِرِينَ بَغِيْرُ الْحَقِّ وَظَنُوا اَنَّهُمُ الْبَاسُ لَا يَرْجِعُوْنَ تو سنے یہ ہیں کہ انہوں نے
 سرکشی کی اور بڑائی کی اور بہت خرابی ڈالی زمین میں اور عقائد کیا کہ نہ قیامت ہے نہ معاویہ پہنیکا ان پر تیرے رب
 کوڑا عذاب کا تیرا رب لگا ہے گہات میں لہذا یہاں فرمایا فَآخَذْنَاهُ وَخَنُودُهُ قَنْبَرًا ثُمَّ فِي الْيَمِّ
 لَعْنَةُ يَمْنِهِ دُبُوْهَا اُنْكَوْدِرِيَا مِّنْ اَيِّكُمْ سَمِيْعٌ مِّنْ اَمْرِ رَبِّهِ اِنَّ مِّنْ سَمْعٍ يَّهْدِيْهِمْ لَعْنَةُ يَمْنِهِ
 کا اور بنایا سمنے اُنکو پیشوا کہ بلا سے بہر طرف آگ کر اُنکو جو اسکے پیچھے چلے اور جنہوں نے اس کی تکذیب کی
 اور صانع کی تعطیل میں انکا طریق اختیار کیا تو قیامت کر دن انکی مدد نہ ہوگی پہر جمع ہو گئی ان پر دنیا کی خواری
 موصول آخرت کی ذلت کے ساتھ جیسے فرمایا اللہ عزوجل نے اَهْلَكْنَاهُمْ فَلَكَ اَوَّلُ لَعْنِهِمْ لَعْنَةُ يَمْنِهِ
 اُنکو پہر کوئی مذکور نہ کیا اور یہ فرمایا وَابْتِغْنَا هُمُ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً خَرَّ اَبْنَاءُ يَمْنِهِمْ اَعْمٰی
 پہر کا کو شروع کیا ایا ملازوں کی زبان پر اپنے بندوں سے جنہوں نے اُسکے پیغمبروں کی تابعداری کی اور جیسے پہر
 دنیا میں پہنکا رختی انبیاء اور انکے اتباع کی زبان پر ایسے ہی قیامت کے دن ان پر برائی ہے کہا قتادہ نے اور یہ
 آیت ویسی ہے جیسے اللہ عزوجل نے فرمایا وَابْتِغْنَا فِيْ هٰذِهِ لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَتَسَاءَلُوْنَ الْمُنٰفِقُوْنَ
 پیچھے سے ملی فرعونوں کو اس جہان میں لعنت اور دن قیامت کے برا تمام ہے جو اُنکو ملاقحہ کا بیان یہ ہے
 کہ فرعون لعین نے مجھ پر دعویٰ باطلہ کے ساتھ متسا کیا اپنی قوم کو غلطی میں ڈالنے کے لیے اور وہ جانتا تھا
 کہ اسکا رب اللہ عزوجل ہے اور ظاہر یہ ہے کہ ان پر اپنے انبیاء سے میرا دہنیں کہی ہتی کہ میں آسمانوں اور زمینوں کا
 خالق ہوں اور اُن چیزوں کا جو مکے درمیان ہیں کیونکہ اسکے خالق ہونے کو ممتنع اور محال ہونیکا حکم
 پر محض نہیں ہے اور ہمیں شک نہ کرنا ذوال عقل کا مقتضی ہے تو مخدول ملعون نے گویا خیال کیا کہ اس عالم
 سفلی کے احوال کے اختلاف میں فلاں اور کوکب کافی ہیں اور صانع کے ثابت کرنے کی ضرورت نہیں
 ہے کہا قاضی مضیادی نے فرعون نے اور آہ کے وجود میں اپنے علم کی نفی کی اپنے وجود کے سوا کون
 اسکے پاس کوئی ایسی دلیل نہ تھی جس سے اُسکے غیر کا معدوم ہونا جزا معلوم اور ہی واسطی اُسے محل کے
 بنانے کا حکم دیا کہا علامہ ابو لطیف نے اس میں رد ہے علامہ زمرخشی پر اسکے قول میں کہ مقتضو فرعون کا

اور ازلے بادشاہ فرعون کی بیعت کا

اپنے علم کی نفی سے اُنکے وجود کی نفی ہے اور توجیہ سطح ممکن ہے کہ کہا جاوے وجود وہیں ایک وجود نہی اور
 دوسرا وجود خارجی اور مضاف و مرفوع کی کلام میں وجود نہی ہے اور ہمیں شک نہیں ہے کہ جب انسان کا علم
 ایک چیز سے منتفی ہو تو وہیں میں اُسکا وجود بھی منتفی ہو جاتا ہے مگر محشر کی کلام میں وجود سے وجود نہی
 مراد لینا صحیح نہیں کیونکہ بظاہر اسکی کلام سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ وجود مراد ہے جو اہل لعنت کے نزدیک شائع فرائع
 ہے اور وہ وجود خارجی ہے کہا سراج الدین نے صاحب کشف کی غرض ہے کہ وجود کا عدم سبب ہے عدم
 علم بالوجود کا فی الجملہ اور اس میں شک نہیں ہے کہ امر اسی طرح ہے تو سبب ہو کر سبب مراد لیا نہ کہ اُنکے
 ملازمت کلی ہے علاوہ یہ کہ وہ عدم علم کے سبب ہیں سے بڑا قوی سبب ہے کیونکہ قیاس کے رو سے طائر
 ہے کہ اُسکا اطلاق کیا جاوے اور اس سے وجود مراد ہو کیونکہ اس فن کے علماء کے نزدیک لزوم عقلی شرط
 نہیں ہے بلکہ لزوم عادی اور عرفی بھی کافی ہیں اور ایک ہم میں گت کہتا ہے لا علم فلک اور اسکی غرض
 یہ ہوتی ہے کہ اگر یہ چیز موجود ہوتی تو میں اسکو ضرور جانتا جب کوئی قرینہ قائم ہو اور یہ استعمال عرب اور عجم میں
 شائع ہے عامہ اور خاصہ کے نزدیک کیونکہ اس مخدول نے تو الوہیت کا دعوے کیا تو ظاہر یہ ہے کہ
 یہ کناہ کے قبیل سے ہے نہ مجاز کے اقسام سے اور مصنف نے اتقار علم کی معلومیت کو بیان کیا و اسکو
 اتقار وجود کے تاکہ معلوم ہو کہ علم کا اتقار وجود اتقار کے روافدات سے ہے انتہے کہا شوکانی نے زیر ہی
 جواب میرے دل میں بھی گذرا لیکن اس خطر کے ساتھ کئی اشکال بھی عارض ہو چکے بیان کی اس مقام
 میں گنجائش نہیں ہے اور ابو اسود نے اپنی تفسیر میں اس اشکال کے جواب کی طرف اشارہ کیا ہے
 اور کہا ہے کہ یہ علوم فعلیہ کے خاصوں میں ہے کیونکہ علوم فعلیہ اپنے معلومات کی تحقیق کے لیے لازم
 ہیں پس علوم فعلیہ کے اتقار سے اُنکے معلومات کا اتقار بھی لازم آوے گا اور علوم انفعالیہ سطح نہیں
 ہیں انتہے اور قاضی رضی اللہ عنہ اسکی موافقت کی ہے اور اس تقریر سے تیرے لیے دو جواب ظاہر
 ہو گئے اول کہ قریح نفی علم کی اور ارادہ کیا معلوم کی نفی کا کناہ کے طریق پر اس کے مطابق جسکو اس
 نے ذکر کیا دوسرا علم خاص ہے فعلی سے نہ انفعالی سے صبیح ابو اسود اور رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا اور
 تیسرا جواب یہ ہے کہ وجود سے اس کلمہ کو ساتھ متکلم کے ذہن میں وجود کا ارادہ کیا جاوے اور اچانک
 میں ہر ایک جواب میں گفتگو ہے جو اس فن کے جاننے والی پر پوشیدہ نہیں ہے کہا خفاجی نے
 اور بہ صورت قاضی کی کلام ضعیف سے خالی نہیں ہے اور صاحب تصانیف کی کلام نے اسکو دہرایا

میں ڈال دیا۔ کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جب فرعون نے یہ کہا اسے دربار والوں کو حکم دیا کہ انہیں تمہارا کوئی معبود دیکھ کر سوا تو جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ رتبہ سرحدہ کیا تیرا وہ بندہ تو مجھ کو اجازت دے اسکی ہلاکت میں فرمایا اسے جبرائیل وہ میرا بندہ ہے اور مجھ سے کہی اسکی اجل سبقت نہ کرے گی جب وہ آ جاوے گی جب اسکو کہا میں تمہارا بڑا رب ہوں تو اللہ عزوجل نے فرمایا اسے جبرائیل میرے بندے میں تیری دعا قبول ہو گئی اور اسکے ہلاک ہونیکا وقت آگیا فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرعون کے ان دونوں کلموں کے درمیان چالیس سو سا فاصلہ تھا ما علمت کلم من الذی غیری اور انار کلم اللہ علیہ وسلم کے درمیان پس پڑ گیا اسکو اللہ عزوجل نے پہلے اور پہلے کلمے کی سزا میں پھر اسکو رجوع کیا اپنے نگہ اور تجربہ اور قوم کو غلطی میں ڈالنے کی طرف اپنے کمال اقتدار کے ساتھ اور بولامیں آگ کے نوا سے ہا مان کا رے پر لو کہ انیسٹین بن جلیوز کہا تھا وہ نے مجھ کو پہنچا ہے کہ اینٹ اول اسی سے نکالی اور اسکے ساتھ عمارت کی اور ابن جریر سے بھی ایسا ہی مروی ہے کہ تو میں کہ ہا مان نے اتنا اونچا منار بنایا کہ مخلوقات میں سے کسی کی عمارت اسقدر اونچی نہ تھی اور اللہ عزوجل نے ارادہ کیا کہ انکو اُسکے ساتھ عذاب کرے تب جبرائیل نے اس منار کو اپنا پر مارا اور اُسکے میں ٹکڑے ہو گئے ایک ٹکڑا فرعون کے لشکر پر گرا اور ایک دریا میں اور ایک مغرب کی طرف

اگر اور کوئی نہ رہا اُسکے عمانوں سے مگر کہ ہلاک ہو گیا وَلَقَدْ ۱۱ نَبَّأَ مُوسَى الْكَذِبَ مِنَ دَجَلٍ مَا أَهْلَكَ لَكَ الْفَرَّادُونَ الْاُولَىٰ بِصَاحِبِ اللَّيْنِ اَيْ وَهَدَىٰ وَرَحْمَةً لِّعَالَمِهِمْ يَتَذَكَّرُونَ ۱۲ اور وہی پہنے موسیٰ کو کتا باس پیچھے کہہ رہا ہے ہم اگلی سنگت میں سو جہانے لوگوں کا در راہ تیا فی اور مہر شاید وہ یاد کر ہیں۔
تو ریت کو بعد اسی غارت کو عذاب کم اُسے کہ عالم میں ایک لوگ شریعت کو حکم پر قائم رہے ہتھے مافی الموضع کہا حافظ ابن کثیر نے اس آیت میں اللہ سبحانہ اپنے اس انعام کی خبر دیتا ہے جو اُس نے اپنی بندہ اور رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توبہ و تسلیم پر کیا اور وہ یہ کہ اللہ عزوجل نے فرعون اور اسکی قوم کو ہلاک کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توبہ و تسلیم نازل فرمائی اور مطلب آیت کا یہ ہے کہ توبہ و تسلیم نازل فرمانے کو بعد اللہ عزوجل نے کسی امت پر عذاب عامہ (یعنی غارت کا عذاب) نہیں اتارا بلکہ اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ اللہ عزوجل کے اعداء کے ساتھ جو مشرکین ہیں مقابلہ کریں اور یہ آیت ویسی ہے جیسے فرمایا وَجَاءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ ذَبَكَهُ وَابْنُ تَفَكُّتٍ بِالْخَاطِئَةِ فَعَصَوْا رِسْوَلٍ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ آخِذَةً ذَاتَ يَبَغٍ فَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ رَاجِعِينَ اور آیت فرعون اور جو اس کو پہلے تمہارا الٰہی بستی ان نقصان دہ کر تھی پھر حکم نہ مانا اپنے

رہے رسول کا ہر کڑی انکو کچڑم چڑپنے یعنی شکوخت پکڑا ابوسعید سے مروی ہے کہ توریت کو زمین پر اتارنے کے بعد اسد عزوجل نے کسی قوم کو ہلاک نہیں کیا نہ سماوی عذاب کے ساتھ اور نہ ارضی عذاب کے ساتھ اس قوم کے سوا جو بند ہو گئے حضرت موسیٰ کے بعد یہ ابوسعید نے ہی آیت پڑھی وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِ مَا أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ الْأُولَىٰ بَصَائِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ رَوَاهُ ابْنُ جُرَيْرٍ وَرَوَاهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ مِنْ حَدِيثِ عَفْوَانَ بْنِ أَبِي حَبِيبَةَ الْأَعْمَرِيِّ بِحَقِّهِمْ اور ابوسعید نے مرفوعاً بیان کیا کہ حضرت م نے فرمایا کہ اسد عزوجل کسی قوم کو ہلاک نہیں کیا نہ سماوی عذاب کے ساتھ اور نہ ارضی عذاب کے ساتھ حضرت موسیٰ کے بعد یہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت کو پڑا وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ الْأُولَىٰ آخِرِ آیت تک واطم سوچ جائے لوگوں کے یعنی انڈاپے اور سیرابی سے اور راہ بتاتے یعنی حق کی طرف اور ہم لینے ارشاد کرتی ہے طرف عمل صالح کے تو کہ نصیحت لیں لگے اس سے اور ہدایت یاب ہوں بسبب کے فتح پین کہا ہے کہ اس آیت میں کتاب سے توریت مراد ہے اور قرون ادلی سے حضرت نوح کی قوم اور عاد اور ثمود وغیرہم راہ میں بعض نے کہا اسکے یہ معنی ہیں اس جیچو کہ ہم کہہ چکے فرعون کو اور اس کی قوم کو اور سمنے و ہادیا قارون کو اور ام باضیہ کے بعد توریت کو نازل فرمائے کا اسلئے ذکر فرمایا تو کہ معلوم ہو کہ اس وقت سماوی کتاب کا کچھ شد ضرورت تھی کیونکہ قرون ادلی کا ہلاک کرنا شریع کے معاملہ کے اندر اس اور انکے آثار اور احکام کی نظام کے موجبات میں سے تھا جن سے نظام عالم میں خلل واقع ہونے کو تھا اور یہ انداز اس اور نظام مستعدی تہو جدید شریعت کو ان اصول کے ثابت کہنے کے ساتھ باوجود بہت زمانوں کے گزرنے کو ابھی تک باقی تھے اور جو فروع محصور کی تبدیل کی وجہ سے تبدیل ہو گئے تھے انکی ترتیب کے ساتھ گویا اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایسے وقت پر کتاب دی کہ اس وقت سماوی کتاب کی شد ضرورت تھی ابوسعید رضی سے مرفوعاً مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَا أَهْلَكَ اللَّهُ قَوْمًا وَلَا قَرْنًا وَلَا أُمَّةً وَلَا أَهْلَ قَرْيَةٍ بَعْدَ ابْتِغَاءِ بَيْنِ السَّمَاءِ مِّنْهُ أَنْزَلَ التَّوْرَ عَلَىٰ وَجْهِ الْأَرْضِ غَيْرِ الْقَرْيَةِ الَّتِي مُسِخَتْ قَرْدَةً أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ قَوْلِهِ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِ مَا أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ الْأُولَىٰ لِيُعْلَمَ عَزْوَاجُ نَسَبِهِمْ اور کسی ست اور کسی ستی والوں کو سماوی عذاب کے ساتھ ہلاک نہیں کیا جب سے زمین پر توریت اتاری اس بستی کے سوا جو بند نہ گئے تو نہیں دیکھتا ہے کہ اسد عزوجل نے فرمایا وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِ مَا أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ

الأولى أخرج البزار وابن المنذر والحاكم وصححه ابن هريرة عن أبي سعيد وروى عنه

مَوْخُوخًا بَصَارًا لَوُكُونِ كَسْ وَاسْمُ لِيَحْنِي هَمْنِي اِسِيْلَ كِتَابِ كَوَاتَارَا كَا سَسْ لَوُكُ بَصِيْرَتِ حَاصِلِ كَرِيْنِ يَابِيْهِ
حَالِ هَيْ كِتَابِ سِيْ اَوْرِ بَصَارُ رُجْمِ هَيْ بَصِيْرَتِ كِيْ اَوْرِ بَصِيْرَتِ كِهِيْرِيْنِ دَكْ لَوْرُ كُوْ جِيْسِيْ بَصْرَ كِهِيْتِيْ هِيْنِ اَكْهِيْ
كِيْ لَوْرُ كُوْ اَوْرِ بَدَايِْتِ كِهْ رَا هِ پاوِيْنِ طَرَفِ اِيْكَ اَوْرِ خَالِيْنِ اُسْكَ سَاْتِهْ اِيْنِيْ جَانِيْنِ ضَلَالَتِ سِيْ اُسْكَ سَاْتِهْ
بَدَايِْتِ مُدَابِ هُوْ كَرِ اَوْرِ رَحْمَتِ اَلْعَزِزِ جَلِّ كِيْ جَانِيْ سِيْ جِسْكَ سَاْتِهْ اَنِيْرُ مِهْرَبَانِيْ كِيْ تُوْ كِهْ اِنْ نَمِثْتُوْنِ كُوْ يَادِ كَرِيْنِ اِيْ
شُكْرُ كَرِيْنِ اَلْعَزِزِ جَلِّ كَا اَوْرِ اِيْمَانِ لَّ اَوِيْنِ اُسْكَ سَاْتِهْ اَوْرِ قُبُوْلِ كَرِيْنِ اُسْكَ دَاْعِيْ كِيْ بِيْكَارُ كُوْ جُوْ بِلَا تَابِ هِيْ سَحِيْرُ
لِيْ طَرَفِ جِسْ هِيْنِ اُنْكَ لِيْسِيْ بَهْتَرِيْ هِيْ اَوْرِ تَعْظِيْمُوْنِ اُنْ اُمُوْرُ كِيْ سَاْتِهْ جُوْ سَمِيْنِ هِيْنِ وَمَا كُنْتُ يَخَانِيْ

وَمَا كُنْتَ مِنَ الشَّاهِدِينَ . وَلَكِنَّا أَشْنَانَا فَرُوتًا فَتَطَاوَلَ

مَكَّنَهُمُ الْعَمْرُ وَمَا كُنْتَ تَأْوِيَانِي أَهْلَ مَدْيَنَ تَتْلُوا عَلَيْهِمْ الْبَيِّنَاتِ وَلَكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ وَمَا

كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا وَلَكِنْ رَحِمَهُ مِنْ رَبِّكَ لِنُنذِرَ قَوْمًا مَأْتَهُمْ مِنْ نَذِيرٍ مِمَّنْ قَبْلَكَ

لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ. وَلَوْ لَا أَنْ تُصِيبَهُمْ مُصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ يَقُولُوا رَبَّنَا لَوْ لَا

أَرْسَلْتُ إِلَيْكَ آلِيَّاءُ فَتَبِعَ آلِيَّكَ وَتَكُونُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ اُولَئِكَ تَتَأَنَّزَعُ عَنْكُمْ فِي هَؤُلَاءِ أَصْفَادٌ ۖ كَيْفَ يُعْرَفُ حَيْثُ مِنْهُ

یہی جاسوسی کو حکم اور نہ تھا تو دیکھتا لیکن عنے اٹھائیں کئی سنگتیں پر لبہ لگندی اُنہ مدت اور تو نہ رہتا

تہا مدینہ النورین انکو سنا ہما ہی ایتین یریم ہے بہن رسول سمجھو اور تو نہ تہا طور کے کنارے حب

ہنسنے آواز دی ولیکن یہ مہر سے ترے رب کی کہ تو ڈر سناوے اک لگو لگو کہ جس کے پاس نہیں آتا کہ ہر

سنانے والا بچہ سے پہلے شاید وہ یاد رکھیں اور اتنے واسطے کہ کہیں رُکے اُنہ آفتہ اُس کے

میں سے تو کہنے لگیں کہ رب ہمارے کیون نہ بھیجا ہو ماس کہہ کر بھیج دیا کہ تمہیں حلیہ تیار ہو جائے

یہاں تک کہ وہ اپنے غم کو بے جا اور کھوکھلا کر دے اور اپنے دل کو بے جا اور کھوکھلا کر دے۔

نہایت سے ان کے دل میں عربی حروف میں حور علی جہان حضرت موسیٰ ع کو نوریت ملی لہذا

نہیں کیونکہ محمد عربیؐ بن ابی طالبؑ حضرت محمدؐ سے لے کر علیہ السلام کی نبوت کو برہان پر جبر و ارکان

کہ جس طرح حضرت علیؑ نے دنیا کو چھوڑ کر اللہ کی راہ میں شہید ہو کر جنت کی سعادت حاصل کی ہے، اسی طرح ہم بھی اللہ کی راہ میں شہید ہو کر جنت کی سعادت حاصل کر سکتے ہیں۔

اور انہوں نے اہل بدعت کا لالچا لیا ان پر یہ شخص ہے جو کہتے ہیں ہم سے واقف نہ رہے اور آپ

۷۱ ایسی قوم بین مسود کا پائی جو پہننے پر ہنسنے سے بالکل ناہستنا ہے اور یہ المدعہ و صل کا قول المدعو

سے اس قول کے مطابق ہے جو فرمایا جب مریم علیہ السلام کے حالات سے آپ کو اطلاع دی و مَا كُنْتُ

لَكَ يَهُودُ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ لَكَ يَهُودُ إِذْ يَخْتَصِمُونَ يَعْنِي ائِمَّهٖ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ
 خَيْرُ غَيْبِ كِي مَن هَمَّ بِهَيْجَةٍ مِّنْ تَهْجُوكَ أَوْ تَوَنُّهًا أَوْ نَكْرًا لِّمَنَ لِّكَ يَهُودُ إِذْ يَخْتَصِمُونَ يَعْنِي ائِمَّهٖ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ
 كُو أَوْ تَوَنُّهًا أَوْ نَكْرًا لِّمَنَ لِّكَ يَهُودُ إِذْ يَخْتَصِمُونَ يَعْنِي ائِمَّهٖ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ
 هِيَ حَبِيبَةُ السَّعْدِ وَجَلَّ حَضْرَتُ مَكُو خَيْرُ دِي نُوْحٍ ءُ وَهُوَ سَكِي قَوْمُ كِي أَوْ نُوْحٍ ءُ كَسِي نَحْلُكُنَّ أَوْ نَكْرًا لِّمَنَ لِّكَ يَهُودُ إِذْ يَخْتَصِمُونَ
 دُوْحِي كِي مَن هَمَّ بِهَيْجَةٍ مِّنْ تَهْجُوكَ أَوْ تَوَنُّهًا أَوْ نَكْرًا لِّمَنَ لِّكَ يَهُودُ إِذْ يَخْتَصِمُونَ يَعْنِي ائِمَّهٖ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ
 قَتِيلَ هَذَا قَاصِدُ رِثَانِ الْعَاقِبَةِ لِّلْمُتَّقِينَ يَعْنِي بَعْضَ خِي مَن مِّنْ غَيْبِ كِي كَرِهَمَ بِهَيْجَةٍ مِّنْ تَهْجُوكَ أَوْ تَوَنُّهًا أَوْ نَكْرًا لِّمَنَ لِّكَ يَهُودُ إِذْ يَخْتَصِمُونَ
 جَانَانَهُ تَهْجُوكَ أَوْ تَوَنُّهًا أَوْ نَكْرًا لِّمَنَ لِّكَ يَهُودُ إِذْ يَخْتَصِمُونَ يَعْنِي ائِمَّهٖ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ
 آخِرُ مَن فَرَمَا ذَٰلِكَ مِّنْ أَنْبَاءِ الْغُرَى نَقَضَهُ عَلَيْكَ مِنْهَا قَائِمٌ وَحَصِيدٌ يَعْنِي ائِمَّهٖ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ
 كَرِهَمَ سَنَاتِ مَن تَهْجُوكَ أَوْ تَوَنُّهًا أَوْ نَكْرًا لِّمَنَ لِّكَ يَهُودُ إِذْ يَخْتَصِمُونَ يَعْنِي ائِمَّهٖ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ
 ذَٰلِكَ مِّنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوْحِيهِ لِيَاكُ وَمَا كُنْتَ لَكَ يَهُودُ إِذْ يَخْتَصِمُونَ يَعْنِي ائِمَّهٖ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ
 يَعْنِي خَيْرُ مَن مِّنْ غَيْبِ كِي هَمَّ بِهَيْجَةٍ مِّنْ تَهْجُوكَ أَوْ تَوَنُّهًا أَوْ نَكْرًا لِّمَنَ لِّكَ يَهُودُ إِذْ يَخْتَصِمُونَ يَعْنِي ائِمَّهٖ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ
 كَسِي نَحْلُكُنَّ أَوْ نَكْرًا لِّمَنَ لِّكَ يَهُودُ إِذْ يَخْتَصِمُونَ يَعْنِي ائِمَّهٖ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ
 مِّنْ أَنْبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ وَقَدْ آتَيْنَاكَ مِنْ لَدُنَّا ذِكْرًا يَعْنِي يُونُسَ مَن تَهْجُوكَ أَوْ تَوَنُّهًا أَوْ نَكْرًا لِّمَنَ لِّكَ يَهُودُ إِذْ يَخْتَصِمُونَ
 مِلَّةً كَذَرَةً أَوْ نَكْرًا لِّمَنَ لِّكَ يَهُودُ إِذْ يَخْتَصِمُونَ يَعْنِي ائِمَّهٖ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ
 آخِرُ تَكْبِيَانِ كَرِهَمَ سَنَاتِ مَن تَهْجُوكَ أَوْ تَوَنُّهًا أَوْ نَكْرًا لِّمَنَ لِّكَ يَهُودُ إِذْ يَخْتَصِمُونَ يَعْنِي ائِمَّهٖ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ
 يَعْنِي ائِمَّهٖ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ تَوَعْبِي بِهَيْجَةٍ مِّنْ تَهْجُوكَ أَوْ تَوَنُّهًا أَوْ نَكْرًا لِّمَنَ لِّكَ يَهُودُ إِذْ يَخْتَصِمُونَ يَعْنِي ائِمَّهٖ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ
 وَهُوَ شَرْقُ كِي طَرَفِ هُوَ وَادِي كَسَارِيٍّ أَوْ نَكْرًا لِّمَنَ لِّكَ يَهُودُ إِذْ يَخْتَصِمُونَ يَعْنِي ائِمَّهٖ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ
 بِهَيْجَةٍ مِّنْ تَهْجُوكَ أَوْ تَوَنُّهًا أَوْ نَكْرًا لِّمَنَ لِّكَ يَهُودُ إِذْ يَخْتَصِمُونَ يَعْنِي ائِمَّهٖ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ
 كِي حَبِيبَةُ السَّعْدِ وَجَلَّ حَضْرَتُ مَكُو خَيْرُ دِي نُوْحٍ ءُ وَهُوَ سَكِي قَوْمُ كِي أَوْ نُوْحٍ ءُ كَسِي نَحْلُكُنَّ أَوْ نَكْرًا لِّمَنَ لِّكَ يَهُودُ إِذْ يَخْتَصِمُونَ
 تَهْجُوكَ أَوْ تَوَنُّهًا أَوْ نَكْرًا لِّمَنَ لِّكَ يَهُودُ إِذْ يَخْتَصِمُونَ يَعْنِي ائِمَّهٖ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ
 لُكُونِ كِي طَرَفِ رَسُولِ نَبَا كَرِهَمَ سَنَاتِ مَن تَهْجُوكَ أَوْ تَوَنُّهًا أَوْ نَكْرًا لِّمَنَ لِّكَ يَهُودُ إِذْ يَخْتَصِمُونَ يَعْنِي ائِمَّهٖ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ
 مِّنْ أَيْتِ كِي هَمَّ بِهَيْجَةٍ مِّنْ تَهْجُوكَ أَوْ تَوَنُّهًا أَوْ نَكْرًا لِّمَنَ لِّكَ يَهُودُ إِذْ يَخْتَصِمُونَ يَعْنِي ائِمَّهٖ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ
 قَبْلَ أَنْ نَسْأَلُكَ وَأَجَبْتَكَ قَبْلَ أَنْ تَدْعُوَنِي يَعْنِي ائِمَّهٖ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَاسْلَمَ

اور یہ سو سطر اتاری کر کہی کہو کتاب جو تری تہی سو دو ہی فرقہ پر ہم سے پہلے اور پہلے کے پڑھنے پڑمانے کی
 خیر نہ تھی یا کہو کہ اگر میرے تری کتاب تو ہم راہ چلتے ان سے بہتر سو اچکی تہا رہے رہے شادی اور بدیت اور ہر
 اب اس سے انصاف کون جو جہلا دے اللہ کی آئین اور اسے کتر اوے ہم نرا دینکے کتر لنے والوں کو
 جہاڑی آیتوں سے بڑی طرح کی بار بار اس کتر لنے کا یعنی پہلی امتوں کا حال شکر شاید تم کو ہوس آتی سو تم کو
 بھی ملی ہوئی کتاب اور اور تمام میں فرمایا رُسُلًا مَّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِيَاذَنَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ
 بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا یعنی ہم نے بھیجے کترے رسول خوشی اور ڈرسانے والا تار رہے لوگوں
 کو اللہ پلازم کی جگہ رسولوں کے بعد اور اللہ زبردست ہو حکمت والا یعنی عذر کی جگہ نہ رہی کہ کہو تری رضی
 معلوم ہوتی تو اس پر چلتے یا اللہ کی حکمت اور تدبیر ہے اور اگر زبردستی کرے تو اسکی حاجت نہیں اور اور تمام
 میں فرمایا يَا أَهْلَ الْكِتَابِ كَذَّبْتُمْ عَلٰی كُفْرِكُمْ عَلٰی كُفْرِكُمْ مِنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُولُوا مَا
 جَاءَنَا مِنْ بَشِيرٍ وَلَا نَذِيرٍ فَقَدْ جَاءَكُمْ بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ وَاللَّهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ یعنی اس کتاب والوں
 آیا ہے تم پاس رسول ہمارا توڑا پڑے پھر رسولوں کا کہی تم کہو کہ ہم پاس آیا کوئی خوشی یا ڈرسانے والا سو
 اچکا تمہاری پاس خوشی اور ڈرسانے والا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے حضرت عیسیٰ کے بعد کوئی نبی نہیں آیا تھا
 سو فرمایا کہ تم انہوں کرتے کہ ہم رسولوں کے وقت میں نہ ہوئے کہ ان کی تربیت پاتے اب بعد مدت تکو رسول کی
 صحبت میسر ہوئی غنیت جانو اور اللہ تعالیٰ قادر ہے اگر تم قبول نہ کرو گے اور خلق کبھی کرے گا تم سے
 بہتر اور آیات سبب میں بہت ہیں انتہی ماقال کا فطنی تفسیر و فتح میں کہا کہ یہاں سے اللہ عزوجل نے
 اس امر کا بیان کرنا شروع کیا ہے کہ قرآن مجید ہر وقت نازل ہوا جیسا کہ اترنے کی سخت ضرورت تھی
 بعض نے کہا آیت اِنَّا اَرْسَلْنَا الْاَيُّہِ کے معنی ہیں کہ بننے ہوئے کو خبر دی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
 امت سب امتوں سے بہتر امت ہے بعض نے کہا شاہدوں سے وہ ستر نقیب مراد ہیں جنکو حضرت موسیٰ
 نے رسیقات پر ساتھ لیجانے کو ساتھ پسند کیا اور جب ثابت ہو چکا کہ ان احوال کی تفصیل پر وقف ہونا مکمل
 نہیں ہو کر سطح کہ ہر وقت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود ہوتے اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم ان احوال سے بہت بعد پیدا ہوئے اور اولہ صحر سے ثابت ہو کر آپ نے یہ احوال کسی پیشتر سے ہی
 اخذ نہیں کیے اور آدھیوں میں سے کسی علم نے اپنی تعلیم کی جیسے ہم نے پہلے بیان کیا تو معلوم ہوا
 کہ ان احوال کی تفصیل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ عزوجل کے بتانے سے معلوم ہوئی وحی کسا بہت

جو انے اپنے رسول کی طرف بھیج دیا فرشتے کہ جو اس کلام کو لیکر آتا تو یہ آیت اس آیت کی طریق پر ہے واکنت
 لکیم اذ یلقون اقلنا ہم اہم بکفل مریم اور یہ جو فرمایا اور سمجھنے لگا کہ کئی قرن تو قرون سے وہ عیشین مراد ہیں جو
 حضرت موسیٰ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان گذرین اور عمر کے تقاضا سے مہلت کا طویل
 اور آمد کا ستادی ہونا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان فترت کا زمانہ مراد ہے
 مطلب ہے کہ شریعتیں اور حکام سبب یہ مدت گذرنے اور رسولوں کے انہیں تغیر ہو گئیں اور دین کی
 باتیں پہل گئیں اور علیم نہ رہے ہو گئے اور بہت باتوں میں تحریف واقع ہو گئی پس چھوڑ دیا لوگوں نے
 امر اللہ عزوجل کا اور پہل گئے عہد لکھا اور بنا سبب یہی ہوا کہ جدید شریعت ظاہر ہو اسلئے ہم نے تم کو پیغمبر کے
 بیجا اور حضرت موسیٰ وغیرہ کی اخبار سے تم کو مطلع کیا تو کہ یہ تیرا معجزہ ہے اور تیری قوم کے بیسے یادگار
 اور ایسا ہی ہے قول اللہ عزوجل کا فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ أَعْيُنُهُمْ اور اس سے معلوم ہوتا ہے
 کہ اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ کے ساتھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کئی عہد کیے تھے
 مگر جب ایک زمانہ گذر گیا اور کئی سنگتیں ہو چکیں تو لوگ ان عہدوں کو پہل گئے اور ان کے پورا کرنے کو انہوں نے
 نہ چھوڑ دیا اور یہ جو فرمایا واکنت ثابوا لآیاتہ یعنی تو مدینہ النور میں مقیم نہیں تہا حضرت موسیٰ کی
 طرح جو تو ان کے احوال مکہ والوں کو سنا تا اپنی طرف سے مگر سمجھنے ہی تم کو رسول بنا کر کے والوں کی طرف
 بیجا اور ان اخبار کو کچھ پر نازل فرمایا اور اگر ہم تم کو رسول بنا کر نہ بھیجتے اور تم کو اخبار سے مطلع نہ کرتے
 تو تو ان اخبار کو نہ جانتا اور حضرت موسیٰ کو رسول بنانے کو بعد تیس سال تو ریت ملی بعض نے کہا اذ انشا
 میں بنادی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہو کہا وہیب بن منبہ نے اور یہ اس طرح کہ جب حضرت موسیٰ
 کے لیے اللہ عزوجل نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی فضیلت بیان کی تو انہوں نے عرض کی
 ابھی جبکہ حضرت محمد اور ان کی امت دکھا اللہ عزوجل نے فرمایا اے موسیٰ، تو ان کا زمانہ نہ پاوے گا اور اگر
 تو چاہے تو ہم ان کو بلا تے ہیں اور تم کو ان کا آواز سنا دیتے ہیں موسیٰ نے عرض کی مان ای میرے مالک
 تب اللہ عزوجل نے حضرت ص کی امت کو بلایا اور انہوں نے اپنے آباء کی مصلاب سے جواب دیا اس تقدیر پر
 آیت کہ معذرت ہو تم کو کہ تو نے محمد ص کے کنارے نہ تھا جو وقت بنے موسیٰ سے اسے بات حیت کی اور
 تیری امت کو سمجھنے بلایا کہا ابو ہریرہ روئے اس آیت کی تفسیر میں کہ اس طرح آواز دی گئی یا اُمَّةٌ مِّثْلَکُمْ
 اَعْطِیْتُکُمْ قَبْلَ اَنْ تَسْأَلُوْنِی وَاَسْتَجِیْبَتْ لَکُمْ قَبْلَ اَنْ تَدْعُوْنِی اور وجہ آخر سے مرفوعا بھی ہو سکتا

کہا عمر بن عباسؓ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کی تفسیر پوچھی واکرت بجانب الطور اذنا ونا
 ولكن رحمة من ربك الآية تو میں نے عرض کیا کیا تھی اور رحمت کیا تھی فرمایا کتبہ اللہ قبل ان یخلق خلقہ
 یا لعلی عام ثور وضعہ علی عرشہم ثم نادى یا امة محمد سبقت رحمתי علی غضبی اعطيتکم
 قبل ان تسألونی وغفرت لکم قبل ان تستغفرونی فمن آفیتنی منکم لیسہد ان لا اله الا الله وان محمد عبدي ورسولي صادقاً اذ خلقته الجنة یعنی اللہ عزوجل نے اس رحمت کو
 اپنی مخلوقات کو پیدا کرنے سے دو ہزار برس پہلے لکھا پہلے اس کو کہہ لیا اپنے عرش پر پہلے کچھ انہو محمد صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کی میری رحمت پر غضب سے جڑ گئی میں تم کو دیکھا تمہارے سوال سے پہلے اور تم کو معاف کر دینا
 تمہاری استغفار سے پہلے اور جو شخص تم میں سے مجھ کو ملے گا اس حال میں کہ گواہی دیتا ہو گا کہ اللہ عزوجل کے
 سوا کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے بند اور رسول ہیں سچے جانکے میں اس کو خستہ میں داخل کر دینا
 اخرجہ ابن مردويه وابو نعیم في الدلائل وابو نصر التميمي في الاصابة والذہبی عن عمر بن
 عباسؓ اور ابن عباسؓ نے مرفوعاً روایت کیا کہ اللہ عزوجل نے پکارا یا امة محمد احيق اذكركم قال فاجابوا
 هم في صلاب اياهم وادحام امهاتهم الى يوم القيمة فقالوا البياك انت ربنا حقاً ونحن
 عبيدك حقاً قال صدقتم انا ربكم وانتم عبيدي حقاً قد عفوت عنكم قبل ان تدعوني
 واعطيتكم قبل ان تسألوني فمن آفیتنی يشهاده ان لا اله الا الله دخل الجنة یعنی
 اسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو (میری رحمت) جواب دیا
 اور وہ اپنے رب کے اصحاب و رانوں کے احرام میں تھے جواب دیا ان سب نے جو قیامت تک ہونگے اور بولے بار بار
 حاضرین ہم تیری خدمت میں اور بیشک تو ہمارا مالک ہے اور بیشک ہم تیرے بند ہیں اللہ عزوجل نے فرمایا
 سچ کہا تم نے میں تمہارا مالک ہوں اور بیشک تم میرے بند ہو تم کو معاف کر دیا اس سے پہلے کہ تم مجھ کو
 پکارو اور میں تم کو دیا اس سے پہلے کہ تم مجھ سے سوال کرو اور جو شخص تم میں سے مجھ کو یہ شہادت لیکر
 کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت کو نہیں تو وہ بہشت میں داخل ہو گا اخرجہ ابن مردويه عن ابن عباسؓ
 عن قيس اور جو فرمایا ولكن رحمة من ربك تو معنی یہ ہیں ولیکن کیا ہے یہ کام اپنی طرف سے مہربانی کرنا
 تم پر بعض نے کہا معنی یہ ہیں تم نے قرآن مجید پر سچا تمہارے کہ بعض نے کہا سکھایا ہے تمہارے بعض نے کہا
 پہنچو ایسا ہے تمہارے کہہنا زاج نے کہ رحمة منصوب ہے مصدریت پر یعنی مفعول سطلح ہے اور تقدیر عبارت

لوگوں کو اور ہم ننگائے گئے ہیں اسے بات شاید وہ ایمان میں لاوین ف کے کو کا حضرت موسیٰ
 کے سحر سے منکر نہ ہو گئے کہ ویسا معجزہ اس میں ہوتا تو ہم مانتے جب یہود سے پوچھا اور توحید کو حکم سننے
 اُس کے سو اذوق سلپے معنی کے خلاف کہ بت پرستی کفر ہے اور آخرت کا جینا برحق ہے اور اللہ کے نام ذبح
 نہ ہو سو مردار ہے اور پتھری باتیں تب دونوں کو لگے جواب دینے لگے مافی موضح القرآن ان آیات میں اللہ عز
 وجل ان لوگوں کو طرقت سے خبر دیتا ہے جبکہ اگر حجت کو قیام سے پہلے عذاب کیا جاتا تو وہ بہانہ کرتے
 کہ ہماری پاس کوئی رسول نہیں آیا کہ جب تکے پاس دست اذوق بات (یعنی قرآن مجید) حضرت محمد صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر نہ پڑا تو تخت سے کفر اور عناد اور جہل اور الحاد کی وجہ سے بولے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کو وہ آیات کثیرہ جیسے عصا اور یار و طوفان اور جراد اور قتل اور ضفادع اور دم وغیرہ وغیرہ جو حضرت
 موسیٰ کو ملی کیوں نہیں ملی اور ان آیات باہرہ اور حج قاہرہ کو اللہ عز وجل نے موسیٰ کے ہاتھ پر جاری
 کیا حجت تمام کر نیکی لیے فرعون اور اسکے دربار والوں پر اور باوجود ان حج اور آیات کے قیام کے فرعون اور
 اسکے دربار والوں میں کچھ اتر نہ ہوا بلکہ انہوں نے انکار کیا حضرت موسیٰ اور مارون کی رسالت کا جیسے
 اللہ عز وجل نے انکی طرف سے حکایت کیا کہ جب موسیٰ انکے پاس آیات بیانات لائے تو وہ بولے
 دونوں کو مخاطب کر کے کیا تو آیا ہے کہ ہم کو پیر دے اس آہ سے جس پر پایا ہم نے اپنے بانی ادون کو اور تم
 دونوں کی سرکاری ہو اس ملک میں اور ہم تو نہیں شکوہ ماننے والے اور اور مقام میں فرمایا فَاَنْتُمْ كَاٰفِرُوْنَ
 انکا لؤا من المکذکین یعنی ہم جھٹلایا فرعون اور اسکے دربار والوں نے موسیٰ اور مارون علیہما السلام
 کو پیر ہوئے کہینے والوں میں ولہذا سہان فرمایا اَوَلَمْ نَكْفُرْ وَابِئْسَ الْاَوْثِقُ مَوْسٰی مِنْ قَبْلُ لَیْسَ عَلٰی
 اسے سپر فرعون اور اسکی قوم ان آیات عظیمہ سے منکر نہیں ہو چکے جو حضرت موسیٰ کو ملیں اور کہ چکے یہ
 وہ تو خدا و گدگدین اسپین سے ہو کر اور ہم انہیں سے کسی کو نہیں مانتے اور چونکہ حضرت موسیٰ اور مارون
 علیہما السلام کے درمیان تلازم اور تضام تھا اس لیے ان میں سے ایک کا ذکر دوسرے کے ذکر
 پر دلالت کرتا ہے محقق الشاعر

فَمَا أَدْرَىٰ إِذَا بَعَثْنَا أُرْدَا الْخَيْرِ إِلَيْهِمَا بِلَدْنِي

یعنی جب میں کسی زمین کا قصد کرتا ہوں پہلائی حاصل کیا ارادے تو میں نہیں جانتا مجھ کو پہلائی
 پہنچنے کی یا پہلائی ایسا میں ضمیر خیر اور شر کی طرف راجع ہے کہا مجاہد نے یہود نے قیوش کو حکم دیا کہ حضرت

سے کہیں کہ تمکو وہ آیات عظیمہ و مرجع قاهرہ کیوں نہیں ملین جو حضرت موسیٰ کو ملین تو اللہ عزوجل نے اس کے حوا
مین فرمایا کیا نوعون اور سحر دربار واسے سحر منکر نہیں ہو چکے جو حضرت موسیٰ کو ملی اور بولے یہ دونو لیغے ہوئے
اور ماروں، جادو گر نہیں دیو ہوئے اور ساحران سے مراد موسیٰ اور مارون علیہما السلام تھے سعید بن جبیر اور
ابوزین کا اس آیت میں یہی قول ہے اور یہ قول حید قوی ہے واللہ اعلم اور ابن عباس رضی سے مروی ہے کہ
ساحران سے حضرت موسیٰ اور محمد علیہما السلام مراد ہیں اور موسیٰ حسن ہے ہی اور کہا حسن اور قنادہ نے ان دونو
سے حضرت محمد اور حضرت عیسیٰ مراد ہیں مگر اس قول میں بعد ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ کا تو یہاں
ذکر تک نہیں ہے واللہ اعلم اور جس سحر ان نفا ہر پڑھا ہے تو اسے دو جادوؤں سے کفار کے نزدیک
توریت اور قرآن مراد لیا ہے عوفی نے ابن عباس رضی سے یہاں ہی روایت کیا وَكَذَلِكَ قَالَ عَالِيَمُ الْجِنَّةِ
وَالسِّدِّیُّ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ ذَرٰیْبُتِ اسْلَمَ کہا سدی نے ظاہر کی تفسیر میں کہ ہر ایک ان دونوں
سے دور کی تصدیق کرتا ہے اور بعض نے کہا دو جادوؤں سے کفار کے نزدیک توریت اور انجیل مراد ہے
قالہ عکرمہ اور یہی مروی ہے ابو زرہ سے اور یہی مختار ہے حافظ ابن جریر علیہ الرحمۃ کا بعض نے کہا +
دوسحران سے انجیل اور قرآن مراد ہے واللہ سُبْحٰنُہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ بِالْاَسْوََابِ اور سحران کی قرابت پر
ظاہر تو یہ ہے کہ انکی توریت اور قرآن ہے کیونکہ اللہ عزوجل نے اس کے بعد فرمایا قُلْ فَاَنۡتُمۡ اِنۡتُمۡ اِنۡتُمۡ
اللہ هُوَ اَهْدٰی مِّنۡھُمَا اَنۡتُمَا اور بہت جگہ اللہ عزوجل نے توریت اور قرآن مجید کو ہم قرین بیان کیا
ہے جیسے فَرِیۡقًا مِّنۡ اَنۡزَلَ الْکِتٰبَ الَّذِیۡ جَآءَ بِہٖ مُؤۡمِنٰی نُوۡرًا وَّھَدٰی لِلنَّاسِ لَیۡجۡزِیۡنَ لَھُمَا
قَرٰطِیۡسٌ ثُبُلٌ وَّتَھَاوُخُفُوۡنَ کَثِیۡرًا وَّعِلۡمُہُمۡ مَّا لَھُمۡ یَعْلَمُوۡا اَنۡتُمۡ وَاَیَاۡکُمۡ قُلِ اللّٰہُ نَحۡمَ
ذَرٰھُمۡ فِیۡ حَوۡضِہُمۡ یَلۡعَبُوۡنَ وَھٰذَا کِتٰبُکَ اَنۡزَلۡنَاہُ مُبَارَکٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیۡ بَیۡنَ یَدَیۡہِ
وَلَیۡتَذَرٰھُمۡ اَمۡ یُفۡسِرُ وَاَلَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالْاٰخِرَةِ یُؤۡمِنُوۡنَ بِہٖ وَھُمۡ عَلٰی
صَلَکَتِہُمۡ لِحَافِظُوۡنَ یعنی پوچھ تو کہنے تیری وہ کتاب جو موسیٰ لایا روشن سحر اور ہدایت لوگوں کے
واسطے جسکو تم نے ورق و ورق کو کہا یا اور بہت جہاں کہا اور تمکو قرآن میں سکھایا چونہ جانتے تہم اور نہ
متہارے باپ داد کہہ اللہ نے تیری پہر چوڑ دے انکو اپنی باب بک میں کہیلا کرین اور ایک یہ کتاب ہے
کہ تمہنے تیری برکت کی سچ بتاتی اپنی اگلی اور تا تو ڈراوے اصل سستی کو یعنی کلمہ والون کو اور اس پاس والون
کو یعنی باقی عرب کو یا مراد سالہا جہاں ہے اور جسکو یقین ہے آخرت کا وہ اسکو مانتے ہیں اور وہ ہیں اپنی

ایک میں بھی ہیں اور ابن ہند نے رفاعہ بن رفاعہ قرظی کو رفاعہ بن ثمال ٹہرایا جو حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بی ابی المونیین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ماسون تھا اور اس نے تیمم و سب کی مٹی کو طلاق دے دی تھی جسکو عبدالرحمن بن بکر نے نکاح کیا لکن اذکرکذا ابن الاثیر و زکاة ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابن حبان و ابن ماجہ و ابن کثیر فی تفسیر فتح کا بیان ہے کہ حق سے مراد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارک اور وہ خیر ہے جو آپ پر نازل ہوئی یعنی قرآن مجید اور اوتی موسیٰ سے وہ معجزات مراد ہیں جو حضرت موسیٰ کو سلجیم، بد اور عصا وغیرہ وغیرہ یا توریت مراد ہے جو جملہ واحدہ انپڑتری اور من قبل کریم مراد ہے کہ اس فعل سے پیشتر اس چیز کے ساتھ کفر کر چکے ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملی یا مراد ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور سے پہلے کفر کر چکے ہیں اور معنی یہ ہیں کہ انہوں نے حضرت موسیٰ کی آیات کا بھی انکار کیا جیسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آیات کا انکار کیا اور ساحران سے مراد ان کے نزدیک حضرت محمد اور حضرت موسیٰ علیہما السلام ہیں اور اولم کفر و امین ضمیمہ قریش کی طرف راجع ہے بعض نے کہا یہود کی طرف مگر قریش کی طرف بہتر ہے کیونکہ یہی حضرت موسیٰ کو سحر کے ساتھ موصوف نہیں کرتے بلکہ کفار قریش اور ان کے امثال حضرت موسیٰ کو یہی ساحر کہتے تھے مگر یہ کہ وہ لوگ مراد لیے جا دیں جنہوں نے حضرت موسیٰ کی نبوت کا انکار کیا جیسے فرعون اور اسکی قوم تو انہوں نے حضرت موسیٰ اور ہارون کو سحر کے ساتھ موصوف کیا مگر وہ یہود دین سے نہ تھے اور ممکن ہے کہ ضمیمہ ان لوگوں کی طرف راجع ہو جنہوں نے حضرت موسیٰ کے ساتھ کفر کیا اور انکی طرف جنہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کفر کیا کیونکہ جنہوں نے حضرت موسیٰ کے ساتھ کفر کیا انہوں نے حضرت موسیٰ کو ساحر کہا اور جنہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کفر کیا انہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساحر کہا بعض نے کہا معنی یہ ہیں کیا انکار نہیں کیا ان یہود نے جو حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں تھے حضرت علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت کا جو حضرت موسیٰ کو ملی جمہور نے تو ساحران پڑا ہے اور اہل کوفہ نے سحران پڑا ہے اور مراد انکی دو سحر وں سے توریت اور قرآن مٹی بعض نے کہا انجیل اور قرآن مراد ہے اول قول فرا کا ہے اور ثانی ابو زید کا بعض نے کہا ضمیمہ اولم کفر و امین یہود کے لیے ہے اور مراد انکی ساحران سے علیہ السلام اور محمد علیہما الصلوٰۃ والسلام ہیں اور کہا ابن عباس نے آیت میں وہ اہل کتاب مراد ہیں اور یہ جو فرمایا قل فاتوا بختاب من عند اللہ سواندی نہما تو اس میں دلیل ہے کہ کوفیوں

کی قرارت سحران نظر ہر میں جمہوری قرارت کا قوی ہے کیونکہ سہا میں ضمیر توریث اور قرآن کی طرف راجع ہے نہ رسولین کی طرف اور وصلنا کو تخفیف صدا اور تشدید صدا و نوح پر لگایا ہے اور آیت کو معنی یہ ہیں کہ سننے ایک کے پیچھے دوسری کتابا تاری تو کہ متصل ہووے تذکرہ لایا یہ معنی کہ ایک کے پیچھے دوسری چلائی نظم میں تو کہ ثابت ہو دعوت حجت کے ساتھ اور بواعظ موعید کے ساتھ اور نصیحتیں عبرتوں کے ساتھ اور ایک رسول کے پیچھے دوسرے رسول بھیجا بعض نے کہا اسکے معنی میں اتنا فالاختش بعض نے کہا بَيِّنًا قَالَهُ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَالشَّكَّاءُ اور کہا ابن زید نے ہنر ملا دی انکے لیے پہلائی دنیا کی آخرت کی پہلائی کو ساتھ یہاں تک گویا انہوں نے آخرت کا دنیا میں معائنہ کر لیا اور قول دل اولی ہے اور ضمیر ہم میں عالم ہے قریش کی طرف بعض نے کہا یہودی کی طرف بعض نے کہا جمیع کی طرف اَلَّذِينَ اتَّيْنَاهُمُ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِهِ هُمْ يَتُوبُونَ ۝ وَاِذَا اٰتٰىكَ الْبُكْرَةَ فَقُلْ اِنَّكَ الْاٰخِرُ مِنْ رَبِّنَا لَا كُنَّا مِنْ قَبْلِكَ مُسْلِمِينَ ۝ اُولٰٓئِكَ يُؤْتُونَ اَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ ۖ اِمَّا صَبْرًا وَاِمَّا رِءْوًا ۖ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةِ ۚ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ ۖ وَقَالُوا النَّا اَعْمٰلُنَا وَاَعْمٰلُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا تَبْتَغِي الْجَاهِلِيْنَ ۚ خَبَوْا عَنْ قَوْمِ بَاسٍ مِنْ قَبْلِهِ ۚ وَهِيَ اُولٰٓئِكَ يُؤْتُونَ اَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ ۖ اِمَّا صَبْرًا وَاِمَّا رِءْوًا ۖ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةِ ۚ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ ۖ وَقَالُوا النَّا اَعْمٰلُنَا وَاَعْمٰلُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا تَبْتَغِي الْجَاهِلِيْنَ ۚ خَبَوْا عَنْ قَوْمِ بَاسٍ مِنْ قَبْلِهِ ۚ وَهِيَ اُولٰٓئِكَ يُؤْتُونَ اَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ ۖ اِمَّا صَبْرًا وَاِمَّا رِءْوًا ۖ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةِ ۚ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝

کے ہیں ہم یقین لائے سپر ہی ہے ہمارے رب کا بھیجا ہم میں اس سے پہلے کے حکم بردار وہ لوگ پاویں گے اپنا حق دہر کہ بھرے رہی اور پہلائی دیتے ہیں برائی کے جواب میں اور ہمارا دیا کچھ خرچ کرے تیرے اور جب نین نکی باتیں اس سے کنارہ پر کریں اور کہیں بکھو ہمارے کام اور کھو تہارے کام سلامت ہو ہم تم کو نہیں چاہتے ف یہ جس کے مضار رہتے نجاشی کے رفیق اس قرآن کو سکر یقین لائے اور جس جہل سے توقع نہ ہو کہ سمجھائے سمجھے گا تو اس سے کنارہ ہی بہتر ہے انتہے مافی الموضہ ان آیات میں اسے عز وجل اہل کتاب کے علماء اولیاء سے خبر دیتا ہے کہ وہ قرآن مجید کو مانستے ہیں کما قال تعالیٰ اَلَّذِينَ اتَّيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَسْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ ۝ یعنی بکھو ہننے دی ہے کتاب وہ اسکو پڑھتے ہیں جو حق ہے پڑھنے کا وہ اسکو پڑھتے ہیں اور جو کوئی سکر ہو گا اس سے سوائی کو نقصان ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاِنْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ لَا يَشْتَرُونَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ یعنی اور کتاب والوں میں سے بعض نے

بھی میں جو ہاتھ میں لے کر اور جو اترتا تھا ہر طرف اور جو اترتا انکی طرف دڑتے میں اس کے اگے نہیں خرید
 کرتے اس کی اتنی پیڑمیں تھوڑا وہ جو میں ان کو ہے مزدوری انکی رکب ان بیشک اللہ شتاب لیتا ہے حساب اور
 فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ اٰوْتُوْا الْحِلْمَ مِنْ قَبْلِهِمْ اِذَا بُعِثَ اِلٰی عَمَلِهِمْ یَخْرُجُوْنَ لِلَّذِیْ كَانَ مِنْهُمْ سَبْحًا اَوْ یَقُوْلُوْنَ
 سَبْحًا رَّبَّنَا اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْۤهٖ وَیَخْرُجُوْنَ لِلَّذِیْ كَانَ مِنْهُمْ سَبْحًا وَیَزِیْدُ عَنْهُمْ حُسْنًا عَلَیْهِمْ حُسْنًا
 ملا ہے علم اس کے اگر سے جب انکی پاس انکو پڑیے کہ تمہیں تھوڑی پیڑ سجدے میں اور کہتے ہیں یا کہ ہے رب ہمارا
 بیشک ہے رب کا وعدہ البتہ ہونا ہے اور کہتے ہیں تھوڑی پیڑ سے ہوں اور زیادہ ہوتی ہے انکو عاجزی اور
 فرمایا وَلَیَّحْدَثَنَّ اَقْرَبُیْهِمْ مَّوَدَّةَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّا لَنَضَارِیْ ذٰلِكَ یَاۤنَ مِنْهُمْ قَسِیْرٌ
 وَرَهْبَانٌ اَوْ اَنْہُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ وَاِذَا سَمِعُوْۤا مَا اُنْزِلَ اِلَیْہِ لِرَسُوْلٍ تَرٰکِیْ اَعِیْنُہُمْ تَفِیْضُ مِنَ
 الَّذِیْ مَعِہُمْ صَاعِرٌ مِّنَ الْحَقِّ یَقُوْلُوْنَ رَّبَّنَا اَمَّا مَا کُنْتُمْ اَعْمٰیۤہُ الشَّہِیْدِیْنَ لِغُیْرِہُمْ اَوْ تَوَابًا وَّیَکَاۤسِبُ
 نزدیک محبت میں مسلمانوں کے وہ لوگ جو کہتے ہیں ہم نصاریٰ ہیں یہ سوا اس کے کہ ان میں عالم ہیں اور دیر
 ہیں اور یہ کہ وہ کلمہ نہیں کرتے اور جب میں جو اترتا رسول پر تو دیکھ انکی نگاہیں اُبلتی ہیں آنسوؤں سے پہر
 جو سچائی حق بات کہتے ہیں کہ رب ہم تو یقین کیا سو تو کلمہ نہ کہو ماننے والوں کے ساتھ کہا سعید بن جبیر نے
 سورہ مائدہ کی آیتیں اتریں نصاریٰ کے سر عالموں کے حق میں جبکہ نجاشی نے حضرت صلوات اللہ علیہ آ کر
 سلم کے پاس پہنچا جب وہ آپ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے انہیں سورہ میں پڑھی یہاں تک کہ سکو ختم کیا تو وہ
 رونے لگے اور سلام لائے اور یہ آیتیں سورہ قصص کی بھی انہی کے حق میں نازل ہوئیں اَلَّذِیْنَ اٰتٰیہُمْ
 اَلْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِہٖ ہُمْ یُؤْمِنُوْنَ وَاِذَا بُعِثَ اِلٰی عَمَلِہُمْ قَالُوْۤا اَمَّاۤیۤہُ لَآ اَنۡہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَا اِنَّا کُنَّا
 مِنْ کَلَمَہٗ مُسْلِمِیۡنَ ضَمِیۡرُہُمْ مِنْ قَبْلِہِ مِنْ عَادِہٖ قرآن مجید کی طرف یعنی ہم اس کے اترنے سے پہلے ہی صحابہ
 میں مخلص اس کے یہ حکم ماننے والے اس کا اور ان لوگوں کو دوبار انکی مزدوری اس طرح ملے گی کہ دوسری کتاب
 پر ایمان لانا نفوس پر ناکوار ہوتا ہے ابو موسیٰ نے شہری سے مروی ہے کہ حضرت صلوات اللہ علیہ آ کر وسلم نے فرمایا
 کَلَّا لَتَیُوْثُوْنَ اَجْرَہُمْ مَّرَّتَیۡنِ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ اٰمَنَ بِنَبِیِّہِ ثُمَّ اٰمَنَ بِیْ وَ
 عَبَدَ مَعَنَا اِذْ حَقَّ اللّٰہُ وَحَقُّ مَوٰلِیْہِ وَرَجُلٌ کَانَ لِدَاۤمَہٗ فَاذْبَہَا فَاَحْسَنَ
 تَاذِیْبَہَا ثُمَّ اَعْتَمٰہَا فَتَزَوَّجَہَا لِیَعْنِ مِیۡنَ شَخْصٍ مِّنْ حِیۡکُو دَوۡہِ اَثَابَ ہَا اِکَیۡہُ مَرۡوَاہِلَ کِتَابِ
 سے یعنی یہودی اور نصرائی جو ایمان لایا اپنے پیغمبر کا اور ایمان لایا میرے دوسرے علامت حسنہ خدا کا حق

اور اپنے مالکوں کا حق ادا کیا تیسرا وہ مرد جس کے پاس ایک لڑکی تھی (جس سے صحبت کرتا تھا) پھر اسے بکھو
ادب سکھایا سو بہت اچھی طرح سکھایا یعنی اسکو شیخ کے حکم و پناہ کے اور اسکی ایسی طرح تعلیم کی کہ
آزاد کیا بعد اس کے اس سے نکاح کر لیا یعنی اسکو بھی دو ثواب ہیں ایک ثواب تعلیم و آزادی کا دوسرا ثواب
نکاح کر لینے کا روایہ البخاری میں حدیث عاصم بن الشعمی عن ابی بکر بن عبد اللہ عن ابی موسیٰ کا شعیب
ورواہ مسلم ایضا عن ابی موسیٰ کا شعیب عن قاسم بن ابی امیہ نے کہا میں فتح مکہ کے دن حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کے تلوار کھاتا تھا تو آپ نے بہت عمدہ باتیں کہیں اور ان باتوں میں سے
ایک بات بھی تھی کہ آپ نے فرمایا من اسلم من اهل الکتابین فلک اجرہم تین و لک ما لکنا و
علیک ما علیکنا یعنی یہود اور نصاریٰ میں سے جو شخص مسلمان ہو جاوے تو اسکو دو ہر ثواب ہے اور اس کے
لیے جو جو ہمارے لیے ہے اور اس پر ہے جو ہر پر ہے روایہ الامام احمد عن یحییٰ ابن اسحاق
السکینی اور یہ جو فرمایا و لک ذکون یا الحسنہ السیدہ تو اس کے یہ معنی ہیں کہ برائی کے مقابلہ میں برائی
کرتے بلکہ عفو و صفحہ سے کام لیتے ہیں اور جو انکو حلال روزی می ہے اس میں سے انکو ان کے جو ان پر نفقات و جب
ہیں اور زکوٰۃ جو ان پر فرض ہے اور صدقات جو نفل میں انکو ادا کرتے ہیں اور اہل لغو و باطل سے حفاظت
اور معاشرت نہیں کرتے بلکہ جیسے اللہ عزوجل نے فرمایا جب تکے پاس سے گزرتے ہیں تو کتر اجاتے
ہیں اور کہتے ہیں ہمارے واسطی ہمارے عمل میں اور تمہارے واسطی تمہارے عمل سلامت ہو ہم نہیں
چاہتے جاہلون کو اور مطلب یہ کہ جب کوئی سفید آئینہ سفارت کرتا ہے اور وہ باتیں کرتا ہے جسکا جواب
دینا لائق نہیں ہے تو وہ اس سے عراض کرتے ہیں اور ویسی قبیح کلام کے ساتھ اسکا مقابلہ نہیں
کرتے اور نہ صادر نہیں ہوتے مگر عمدہ بات و لہذا اللہ عزوجل نے انکی طرف سے فرمایا کہ وہ کہتے ہیں
انا اعلمکم اسلام علیکم لانتفی الجاہلین یعنی ہم جاہلون کی چال کو نہیں چاہتے اور نہ اسکو دیکھنا
رہتے ہیں محمد بن اسحق نے سیرت میں لکھا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس میں آدمی یا اس کے
لگ بھگتے حبش سے اور سوقت آپ ... کہ میں تھے جب انکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چرچا
سچو نچا تو انہوں نے پایا آپکو مسجد میں بیروہ آپ کے پاس بیٹھو اور انہوں نے آپ سے بات حیات کی اور
باتوں میں گفت و شنید کی اور کچھ قریش کے لوگ کعبہ کے گرد گرد اپنی اپنی مجلسوں میں بیٹھ رہے تھے جب
وہ پوچھ پچا چہرہ کرفارغ ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو اللہ عزوجل کی طرف بلایا اور فرمایا

مجید کفر پڑا جیسا انہوں نے قرآن مجید سے انکار کیا تھا انہیں انسو بہانے لگیں اور انہوں نے حکم نامہ اللہ کا اور ایمان
 لاؤ ساتھ آپ کے اور تصدیق کی آپ کی اور انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ باتیں بھیجی ہیں
 جنکے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا موصوف ہونا انکی کتابوں میں مذکور تھا جب وہ حضرت ص کے
 پاس سے اٹھ کر ابوجہل اور قریش کی ایک جماعت انکے سامنے آئی اور پوسے ٹھکڑا لے کر جوہل ذلیل کرے
 ٹھکڑا تو ایک لوگوں نے سلیج بھیجا تھا کہ تم اس شخص کی خبر لاؤ اور تم انکے پاس بیٹھ ہی نہیں چکے کہ کتنے
 اپنا دین چھوڑ دیا اور جو کچھ اس نے کہا کتنے اسکی تصدیق کی ہم تم سے بڑا کبھی کسی کو احمق نہیں جانتے تو کھانا لیا
 تو انہوں نے جواب دیا سلامت رہو ہم تمہارا مقابلہ ایسی باتوں میں نہیں کرتے ہمارے لیے ہر جہر ہر ہم میں
 اور تمہارے واسطے ہر جہر ہم ہر ہم پہلائی کرنے میں قصور نہیں کریں گے بعض نے کہا یہ جماعت نصاریٰ کی
 اہل نجران سے تھی قاللک اعلم و آیت ذلک کان کہا محمد بن سحن نے مشہور ہے کہ یائتین لیغنی الذین
 آتینم الکتاب من قبلہ ہم یہ یومنون کو لایستغنی العجاہلین تک اسی جماعت کو حق میں نازل ہوئیں کہا محمد بن
 اسحق نے اویسی زہری سے دریافت کیا کہ یائتین کن لوگوں کے حق میں اتریں تو انہوں نے جواب
 دیا میں اپنے سولہ یون کو بھی سنا چلا آیا ہوں کہ یائتین نجاشی اور انکے صحاب کو حق میں نازل ہوئیں اور وہ
 اتریں ہی انہیں کے حق میں اتریں جو سورہ مائدہ میں ہے ذلک بان منہم قیسین کما کتبنا مع الشہداء
 تک فتح میں کہا ہے کہ اہل کتاب کو دوہرہ ثواب ایسے ملے گا کہ وہ کتابوں کے ساتھ ایمان لائے کہا ابن عباس
 نے یہ آیت دس شخصوں کو حق میں نازل ہوئی جنہیں کا ایک میں ہوں در کہتے ہیں دفع کرنے کو اور معنی یہ
 ہیں کہ لوگوں کی ایذا کی برداشت کرتے ہیں اور جو انکو برائی پہنچتی ہے اسکے مقابل میں وہ پہلائی کرتے
 ہیں بعض نے کہا حسنہ سے طاعت مراد ہے اور سیئہ سے محصیت اور معنی یہ ہیں کہ وہ گناہوں کو طاعات
 کے ساتھ مٹا لیں بعض نے کہا حسنہ سے توبہ اور متغفار مراد ہے اور سیئہ سے ذنوب بعض نے کہا حسنہ
 سے علم مراد ہے اور سیئہ سے ایذا لوگوں کی بعض نے کہا حسنہ سے کلمہ توحید مراد ہے اور سیئہ سے شرک علی
 اختلاف الاقوال اور انفاق من الرزق یہ ہے کہ اپنے اموال کو طاعات اور مامورات شرعیہ میں خرچ کرنے
 میں اور جب نگہی بات سنتے ہیں تو اس سے اعراض کرتے ہیں مکران و تنزیہ اور آداب شرعیہ کے ساتھ شاداب
 ہو کر اسکی مثل ہے اللہ عزوجل کا یہ قول وَاذْأَمْرًا وَايَا الْعَوَمَلِ وَالْاَمَّا اور لغو سے بیان وہ
 دشتم و استہرا مراد ہے جو کفار کی طرف سے اہل اسلام اور انکے دین کے لیے وقوع میں آتے تھے اور

نے فرمایا یہ انکا عذر کذب باطل ہے کیونکہ اس گہر کو اسد عزوجل نے امن کا گہر ٹھہرایا ہے اور ادب کا گہر تو جس نے اب لوگوں کو دشمنوں سے یا جو دانت کے کفر اور شرک کو انکو امن میں رکھا ہے وہی اسلام اور اتباع حق کو وقت بھی انکو امن میں رہیگا۔

اے کرمی کہ ازخواب غیب گہر و ترسا و طیفہ خورداری
دوستا ز محبا کئے محروم تو کہ یاد دہشتان نظر داری

فتح مین کہا ہے کہ بخاری و مسلم وغیرہما نے مسیب کی حدیث اور ترمذی نے ابو ہریرہ کی حدیث سے نکالا کہ آیت اہل لائتہدی الایۃ ابو طالب کے حق میں اتری جب انہی اسلام قبول نہ کیا اور یہ مذکور سورہ بارات میں ہو چکا کہ انہی نے مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ آیت ابو طالب کو حق میں اتری ہے اور علم اصول میں ثابت ہو چکا ہے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے نہ خصوص سبب کا تو آئین ابو طالب بھی بطریق اولیٰ داخل ہیں گئے اور شہور ہے کہ حرم میں بیٹے ہر نوں کو نہیں چھیڑتے اور چیلین کبوتروں کو نہیں اچکتیں اور ثمرات علی اختلاف المانواع مختلف زمینوں سے مکہ میں آتے ہیں شام سے اور صبح سے اور عراق سے اور یمن سے تو سنے کلیت کو کثرت میں مجازا جیسے اسد عزوجل نے فرمایا

وَأَوْتَيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَكُنَّا أَهْلَ الْكُنُوزِ قَرِيبَةً بِطَرَفِ مَرْجٍ تَهْتِكُكَ مَسَاكِينُهُمْ لَوْ كُنْتَ كَرِيمًا

بَعْدَ هُمْ إِلَّا قَلِيلًا وَكُنَّا لَخُنُ الْوَارِثِينَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مَهْلِكًا الْفَرَى حَتَّى يَبْعَثَ فِي أُمَمٍ رُسُلًا يَتْلُوا عَلَيْهِمْ أٰيَاتِنَا وَمَا كُنَّا مَهْلِكِي الْفَرَى إِلَّا وَآهْلُهَا ظَالِمُونَ ہ اور کسی کہا دین سننے

بستیان جو ازرا چیلین اپنی گذران میں اب یہیں انکے گہر بسے نہیں انکے پیچھے مگر تھوڑے اور ہم میں آخر سب لینے والے اور تیرا رب نہیں کہپانے والا بستیوں کو جیسے ہم چلے انکی بڑی بستی میں کسی کو پیغام دیکر جو

سنا دی انکو ہماری باتیں اور ہم نہیں کہپانے والا بستیوں کو مگر جب کہ وہ انکے لوگ گنہگار ہوں

کہا حافظ ابن کثیر نے ہر آیت میں اہل مکہ کی طرف اشارہ ہے اور ایسا ہی ہے وہ جو فرمایا صَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرِيبَةً كَانَتْ اٰمَنَةً مَّطْمَئِنَّةً لِّاٰيْمِهِمْ اَرْزُقْهَا رِزْقًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَّرَتْ بِاٰئِمِّ اللَّهِ فَاِذَا فَحَا اللَّهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُوْلٌ مِنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظَالِمُونَ اور بتامی اللہ نے کہا تو ایک بستی تھی چین امن سے چلی آتی تھی اسکو نوزی کی

کی ہر جگہ سے پیرا شکاری کی اسکی اسانوں کی پیر چکپا یا اسکو اللہ نے فرما کہ انکے کپڑے ہوئے بھوکا اور

پہلا اسکا جو کہتے تھے ویسے بہت شہر ہوئے ہیں پر یہ احوال فرمایا کہ کائنات کو کب سے پہلے اور ڈر یعنی ایک
 ہو کر اور ڈر سے خالی نہ رہنے لگی اور انکو پہنچ چکا رسول انہیں میں کا پہلا سکھایا یہ کہ اگر اُن کو عذاب
 اور وہ گنہگار تھے ولہذا یہاں فرمایا فَنُتِلَّكَ مَكَانَهُمْ لَئِنْ كُنْتُمْ لَبَدِّهِمْ اَلَا قُلَيْدًا وَكُنَّا لَنَحْنُ
 الْوَاكِلِينَ عبدالمعین مسعود نے کعب احبار سے سنا کہ وہ عمر فاروق سے کہہ رہے تھے سلیمان نے اُنکو
 (جانبور) سے پوچھا تو زہمت کیوں نہیں کہا تا بولا اسیلے کہ اسکی وجہ سے حضرت آدم ؑ جنت سے نکلا
 گئے فرمایا پہر تو پانی کیوں نہیں پیتا بولا اسیلے کہ اللہ عزوجل نے اسکے ساتھ نوح ؑ کی قوم کو ڈوبو دیا فرمایا
 اور کیا ہے تجھ کو کہ تو ویرانوں میں رہتا ہے بولا اسیلے کہ وہ اللہ عزوجل کی میراث ہے پہر نے پُرسا یہ
 آیت وَكُنَّا نَحْنُ الْوَارِثِينَ رَوَاهُ ابْنُ ابْنِ جَابِرٍ فِي تَفْسِيرِهِ هَذِهِ الْآيَةُ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 عزوجل نے اپنے عدل کو خبر دی اور یہ کہ وہ کبھی نہیں تپا اس طرح کہ اس پر ظلم کرے اور وہ کہتا ہے جسکو کہنا ہے جب
 ان پر محبت قائم کر لیتا ہے ولہذا فرمایا وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِي أُمَمٍ رَسُوْلًا
 يَتْلُو عَلَيْكُمْ اٰیٰتِنَا اور ام القریٰ سے مراد ہے اور اس میں دلیل ہے کہ کہ سے جس بغیر کو اٹھایا گیا وہ حضرت
 محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول ختم نبیؐ کی طرف عرب اور عجم سے جیسے فرمایا لَتَنْتَنِي رَأْمُ الْقُرَىٰ وَمَنْ يَحْكُمَا
 یعنی تو کہہ ڈرامے اصل سببی کو اور اس میں رسولؐ کو اور فرمایا قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ
 جَمِيعًا یعنی تو کہہ لوگو میں ہوں رسول اللہ کا ہم سب کی طرف اور فرمایا لَنْ دُرِّكُمْ مِّنْ بَيْنِكُمْ لِيُظْهِرَ
 ہے جسکو یہ قرآن کہ تم کو اس سے خبردار کروں اور جسکو یہ پیونچے اور فرمایا وَمَنْ يَكْفُرْ بِهٖ مِنْ الْاَحْزَابِ فَاَلْتَأْتِ
 مَوْعِدَهٗ لِيُظْهِرَ اور جو کوئی منکر ہو اس سے سب فرقوں میں سے سواگ ہے وعدہ اسکا اور پوری دلیل اللہ عزوجل
 جل کا یہ قول ہے وَاِنْ مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ نَعْمِ الْوَقِيْمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا اَسَدًا يٰۤاَيُّهَا
 كَانَ ذٰلِكَ فَاَلْتَكِيْبُ مَسْطُوْرًا اور کوئی سستی نہیں جسکو ہم نہ کہنا دینگے قیامت سے پہلے یا آفت ڈالیں
 گے اس آفت یہ ہے کتاب میں لکھا گیا پس خبر دی اللہ عزوجل نے کہ وہ قیامت سے پہلے حبشیوں کو
 کہنا دینگا اور یہ بھی فرمایا اور ہم نہیں بلا ڈالتے جب تک کہ یہیں کوئی رسولؐ اور کر دیا اللہ عزوجل نے حضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبیؐ کی بعثت کو تمام حبشیوں کی طرف کیونکہ وہ دعوت پر ام القریٰ اور اسکا اہل کی
 طرف اور صحیح ترین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہو کہ آپ نے فرمایا بُعِثْتُ اِلَى الْاَحْزَابِ
 اَلَا سَوَدٌ یعنی اور بغیر فقط اپنی قوم پر بھیجے جاتے تھے اور میں احمد اور سود یعنی تمام عالم کے لوگوں پر بھیجا گیا ہوں

اور پہلے اسد عزوجل نے ختم کیا نبوت اور رسالت کو حضرت صلوات اللہ علیہ ائمہ وسلم پر اور اسکی شریعت جب تک آسمان وزمین قائم نہیں باقی ہے اور ہفت اقلیم کی نبوت کا رتبہ کیونکہ حاصل نہیں ہوگا حضرت صلوات اللہ علیہ ائمہ وسلم کے فتح کا بیان یہ ہے کہ اسد عزوجل نے ان آیات میں کفار کے لمس کہنے کا جواب دیا ہے کہ اگر تیری اہلچلین گے تو ہم اسکے جاوینگے آخر تک اور بیان کیا کہ قضیہ بالعکس ہے اور یہ کافر یہی سزاوار ہیں اسد عزوجل کے عذاب کو اور یہ دھوکا نہ کہا دین اس امر کے ساتھ جو انکو حاصل ہے اسلئے کہ بت اہل بیات اسمن دار زانی میں ایسی ہی تھے جیسے اہل مکہ پہلے ازلے اپنی گذران میں اور سر حرث ہے اور کہا کرنی نے بطر بجئے کفر ہے اور سختیہ ہے کہ اپنی زندگانی میں کفر کرتے ہی پہر کہ پائے گئے حرج کے بطر وہ سر حرث ہوتا ہے اسوگی کے وقت اور قاموٹوٹا ہے کہ بطر بالتحریک وہ نشاط ہے اور تکبر اور قلت احتمال نعمت اور دہشت اور حیرت اور طعنان نعمت کے ساتھ اور برا جانا شنے کا سوا اسکے کہ وہ سختی کر است ہو اور ان سب کا فعل فرج کی طرح ہے عرب کہتے ہیں بطر الحق جب حق کو سامنے بڑائی کرے اور سکونہ مانے کہا عطار نے زندہ رہے بطر میں اور کہاتے رہے رزق اسد عزوجل کا اور عبادت کرتے ہی مورقون کی اور کہا بزجاج اور ابی زنی نے معنی بطرت کو یہ ہیں بطرت فی معیشتہا جب حرف جار کو حذف کیا تو فعل متعدی ہو گیا جیسے اسد عزوجل کے اس قول میں وَاخْتَارُوا مَوَاطِنَ قَوْمَهُ اور کہا فرار نے منصوب ہے تفسیر پر اور اسکی نظیر اسد عزوجل کا یہ قول ہے اَلَا مَنَ سَفِيَهَ نَفْسًا اور محارف کا تمیز پر منصوب ہونا بصریون کے نزدیک جائز نہیں ہے کیونکہ تفسیر کے معنی یہ ہیں کہ نکرہ دلالت کرے جنس پر اور بعض نے کہا معیشت منصوب ہے بطرت کو ساتھ اس طرح کہ وہ چہلکت کے معنی کو متضمن ہے اور ساکنہ سے شود اور قوم شعیب وغیرہم کے بلاد و ارضیں یعنی انکی منزلیوں کے آثار باقی ہیں جبکہ اپنے سفروں میں مشاہدہ کرتے ہیں اور یہ جو فرمایا لم تشکون من بعدکم الا قلیلاً تو اسکے یہ معنی ہیں کہ ان گہروں میں لوگ انکی ہلاکت کو بعد مگر تھوڑا زمانہ جیسے مسافر جو وہاں گہرتے ہیں اور دن یا بعض دن کا وہاں کا ٹلیٹو ہیں یا معنی ہیں نہیں باقی رہے جو ان میں بستے ہو مگر تھوڑے دن بسبب معاصی کی شامت کو جو ان سے ان میں واقع ہوئے اور بعض نے کہا استثناء و لرجح ہے مسکن کی طرف اور معنی یہ ہیں کہ انکی ہلاکت بعد تھوڑے ہی گہر آباد رہی اور بہت اجر ہے پڑی ہیں لَکِنَّا اَقَالُ الْفِرَّاءُ وَهُوَ قَوْلُ ضَعِيفٌ اور ہم تھے وارث کیونکہ انہوں نے کوئی وارث نہ چھوڑا جو انکی منازل اور احوال کا وارث ہوتا اور نہ پیچھے رہا انکے کوئی جو انکی دیار میں

ایسا تصرف کرتا اور یہ جو فرمایا وہاں تک پہنچ کر اسی طرح اپنے عادت کو بیان فرماتا ہے اور قرآن میں یہاں مراد ہیں جنہوں نے قبل انذار کفر کیا اور اہل القبر سے کبر اور عظم قریم مراد ہے اور نبی کے ساتھ عظم قریم کو خاص کیا کیونکہ اس میں قوم کے اشراف اور اہل فہم اور رائے ہوتی ہیں اور اس میں ملوک اور اکابر ہوتے ہیں اس اعتبار سے کہ اسکے گرد گرد اور دیہات ہوتے ہیں جو اسکے متعلق ہوتے ہیں وہ سب ہی اہم کی طرح ہوتی ہے بعض نے کہا اہل القبر سے یہاں مراد ہے جیسے اہل عروج و جل کے اس قول اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مَبْعُوتًا اور غائب سے منکظم مع بغیر کی طرف التفات کرنا غلط اور بہت کیونکہ یہاں چھوڑ کر آیت متضمنہ ہے کہ بیان سورہ یوسف کے آخر میں ہو چکا وَمَا اَوْثَقْتُم مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَّاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَنَبِيُّهَا وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰۤى فَلَآ تَعْقِلُوْنَ اَفَمَنۢ وَعَدْنَاهُ وَّعَدْلًا حَسَنًا فَهُوَ لَا يَفْقَهُ كَيْفَ كُنَّ مَتَّعْنَاهُ مَتَّاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِّنَ الْمُحْضَرِّیْنَ اور جو منکولی ہے کوئی چیز سو برتنا ہے دنیا کہ جیسے اور یہاں کی رونق اور جو اس کے پاس سے سو بہتر ہے اور بہتر والا کیا تم کو جو بہترین بہلا ایک شخص جو بنے وعدہ دیا اس کو اچھا وعدہ سو وہ اس کو پانے والا ہے برابر ہو اس کے جسکو بہتر برتو یا برتنا دنیا کے جیسے بہتر وہ قیامت کے دن بکرا آیات اہل عروج و جل دنیا اور سبکی زینت دنیہ اور زہرت فانیہ کی حقارت کی خبر دیتا ہے اور آخرت میں جو سہو اپنے عباد صالحین کے لیے نعم عظیم عظیم طیار کر رہے ہیں انکی فضیلت بیان فرماتا ہے کہ اَمَّا قَالِ تَعَالٰی مَا عِنْدَکُمْ یَنْفَعُکُمْ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ لِّیْنِے جو تم باس ہے بڑا دیگا اور جو اس کے پاس ہے سو رہتا ہو اور فرمایا وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلَّذِیْنَ اٰرَیْنِے اور جو اہل عروج و جل کے یہاں ہو سو بہتر ہے نیکبختوں کو اور فرمایا وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَّاعٌ لِّیْنِے اور دنیا کی زندگی کتنی کچھ نہیں آخرت کے حساب میں مگر تھوڑا ترنا اور فرمایا بَلْ تَوَسَّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰۤى لِّیْنِے کوئی نہیں تم آگے کہتے ہو دنیا کا جیتنا اور کچھ بہتر ہے اور رہنے والا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا کَمَا یَقْبَضُ اَحَدُکُمْ رَاۤیْبَعًا فِی الْیَمِّ فَلِیَنْظُرَ مَا ذَا یَجْمَعُ اِلَیْہِ الْیَمُّ ثُمَّ هَذٰکِیْ دُنْيَاکِیْ زَنْدِکَانِیْ کچھ نہیں آخرت کے حساب میں مگر جیسے کہ کوئی کلمہ کی انجلی دریا میں ڈالے پھر دیکھو کہ کس قدر بانی لگا لاوے گی یعنی حرکت کرے اور دنیا نہایت حقیر اور قلیل ہے جیسے دریا کے دو برو قطر ع چونست خال ابا عالم پاک اور یہ جو فرمایا اَفَلَآ تَعْقِلُوْنَ لِّیْنِے جو شخص دنیا کو آخرت پر مقدم

عادت کو بیان فرماتا ہے اور نبی کے ساتھ عظم قریم کو خاص کیا کیونکہ اس میں قوم کے اشراف اور اہل فہم اور رائے ہوتی ہیں اور اس میں ملوک اور اکابر ہوتے ہیں اس اعتبار سے کہ اسکے گرد گرد اور دیہات ہوتے ہیں جو اسکے متعلق ہوتے ہیں وہ سب ہی اہم کی طرح ہوتی ہے بعض نے کہا اہل القبر سے یہاں مراد ہے جیسے اہل عروج و جل کے اس قول اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مَبْعُوتًا اور غائب سے منکظم مع بغیر کی طرف التفات کرنا غلط اور بہت کیونکہ یہاں چھوڑ کر آیت متضمنہ ہے کہ بیان سورہ یوسف کے آخر میں ہو چکا وَمَا اَوْثَقْتُم مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَّاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَنَبِيُّهَا وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰۤى فَلَآ تَعْقِلُوْنَ اَفَمَنۢ وَعَدْنَاهُ وَّعَدْلًا حَسَنًا فَهُوَ لَا يَفْقَهُ كَيْفَ كُنَّ مَتَّعْنَاهُ مَتَّاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِّنَ الْمُحْضَرِّیْنَ اور جو منکولی ہے کوئی چیز سو برتنا ہے دنیا کہ جیسے اور یہاں کی رونق اور جو اس کے پاس سے سو بہتر ہے اور بہتر والا کیا تم کو جو بہترین بہلا ایک شخص جو بنے وعدہ دیا اس کو اچھا وعدہ سو وہ اس کو پانے والا ہے برابر ہو اس کے جسکو بہتر برتو یا برتنا دنیا کے جیسے بہتر وہ قیامت کے دن بکرا آیات اہل عروج و جل دنیا اور سبکی زینت دنیہ اور زہرت فانیہ کی حقارت کی خبر دیتا ہے اور آخرت میں جو سہو اپنے عباد صالحین کے لیے نعم عظیم عظیم طیار کر رہے ہیں انکی فضیلت بیان فرماتا ہے کہ اَمَّا قَالِ تَعَالٰی مَا عِنْدَکُمْ یَنْفَعُکُمْ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ لِّیْنِے جو تم باس ہے بڑا دیگا اور جو اس کے پاس ہے سو رہتا ہو اور فرمایا وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلَّذِیْنَ اٰرَیْنِے اور جو اہل عروج و جل کے یہاں ہو سو بہتر ہے نیکبختوں کو اور فرمایا وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَّاعٌ لِّیْنِے اور دنیا کی زندگی کتنی کچھ نہیں آخرت کے حساب میں مگر تھوڑا ترنا اور فرمایا بَلْ تَوَسَّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰۤى لِّیْنِے کوئی نہیں تم آگے کہتے ہو دنیا کا جیتنا اور کچھ بہتر ہے اور رہنے والا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا کَمَا یَقْبَضُ اَحَدُکُمْ رَاۤیْبَعًا فِی الْیَمِّ فَلِیَنْظُرَ مَا ذَا یَجْمَعُ اِلَیْہِ الْیَمُّ ثُمَّ هَذٰکِیْ دُنْيَاکِیْ زَنْدِکَانِیْ کچھ نہیں آخرت کے حساب میں مگر جیسے کہ کوئی کلمہ کی انجلی دریا میں ڈالے پھر دیکھو کہ کس قدر بانی لگا لاوے گی یعنی حرکت کرے اور دنیا نہایت حقیر اور قلیل ہے جیسے دریا کے دو برو قطر ع چونست خال ابا عالم پاک اور یہ جو فرمایا اَفَلَآ تَعْقِلُوْنَ لِّیْنِے جو شخص دنیا کو آخرت پر مقدم

کرتا ہے وہ سمجھتا نہیں اور یہ جو فرمایا افسوس خدا نے عدا حسنا فہو لاقیہ کم من متاعا تلک الحیوة الدنیاء ثم ہو یوم القیمة
 من المحضرین یعنی کیا پس وہ کہہ سکیں ہر اور تصدیق کرتا ہے اسد عزوجل کی اُن عدوئ کی جو سُنو اعمال صحابہ پر ثواب دینے
 کے لیے فرمائی ہیں اور وہ انکی طرف احوال پر جاننا والا ہے ایسا ہی جو کافر ہے اور اسد عزوجل کی ملاقات اور اس کے
 وعید کا مکذ ب ہے تو دنیا کی چند روز بر خور داری کرے پھر قیامت کو دن دوزخ پر حاضر کیا جائیگا مجاہد
 قتادہ کا یہی قول ہے کہ وہ عذاب پر حاضر کیا جائیگا اب اس میں اختلاف ہے کہ یہ آیت کن لوگون کے حق میں
 اتری ہو بعض نے کہا یہ آیت اتری ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوجہل مردود کو حق میں بعض نے کہا حضرت
 حمزہ اور حضرت علیؓ اور ابوجہل کے بارہ میں نازل ہوئی ہے اور یہ دونو آیتیں مجاہد سے مروی ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ
 آیت عام ہے اور یہ آیت بھی ایسی ہی ہے جیسے اسد عزوجل نے اس میں کہ حال سے خبر دی کہ وہ جب اپنے ساتھی
 کی طرف دیکھے گا حال کہ وہ بہشت میں ہوگا اور وہ دوزخ میں تو کہیگا لَوْ کَانَ ذَٰلِکَ رِیْقًا لَّکُم مِّنَ الْحَطَرِ
 یعنی اور اگر نہ ہوتا میرے بکا فضل تو میں بھی ہوتا اُن میں جو پکڑے آؤ اور فرمایا اسد عزوجل نے وَلَکُم عَلَیْکَ
 اَلْحِیَاتُ اِنَّہُمْ لَحُطَرٌ لِّیْزِیْنِ یعنی اور جنوں کو معلوم ہے کہ وہ پکڑے آؤ نیگو فتح کا بیان یہ ہے کہ جو شے شہار
 میں سے نکلوے کفار مکہ ملی ہو یہ دنیا کے حلیہ جیتے بڑا ہے پھر تم اس سے مل جاؤ گے یا وہ سے مل جاؤ گے
 اور یہ دنیا کی آرایش ہے جسے ساتھ تم اپنے جینے کے دنوں میں آرایش کرو گو پہر قہو جاؤ گی اور جو ثواب و جزا
 اسد عزوجل کے پاس ہے وہ بہتر ہے اس اکل فانی سے کیونکہ وہ ایسی لذت ہے جو کدورت کی ملاوٹ سے
 پاک ہے اور ہمیشہ رہی گی اور دنیا کی چیز مل جاوے گی کیا تم سمجھے نہیں کہ باقی فضل ہے فانی سے اور وہ چیز
 جیسے ایسی لذت ہو ملاوٹ ہو پاک ہے فضل ہے اس لذت جو جسمیں عوارضات بدن اور دل کی کدورتوں
 کی ملاوٹ ہو بعض نے کہا جسے آخرت کو دنیا پر ترجیح نہ دی وہ بے وقوف ہو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً
 مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یَقُولُ اللّٰهُ یَا اِبْنَ اٰدَمَ هِرْمَتُکَ فَلَکَ تَعْدِنِ قَالَ
 یَا رَبِّ کَیْفَ اَعُوْذُکَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ اَمَّا عَلِمْتَ اَنْ عَبْدِیْ فَلَکَ تَاْقَرَضُ فَلَکَ تَصَدَّقُ اَمَّا
 عَلِمْتَ اَنَّکَ لَوْ عَدَدْتَ نَرَّ لَوْحَدِیْ عِندَکَ یَا اِبْنَ اٰدَمَ اسْتَطَعْتُکَ فَلَکَ تَطْعِمُنِیْ قَالَ یَا رَبِّ کَیْفَ
 اَطْعِمُکَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ اَمَّا عَلِمْتَ اسْتَطَعْتُکَ عَبْدِیْ فُلَانَ فَلَکَ تَطْعِمُہُ اَمَّا عَلِمْتَ
 اَنَّکَ لَوْ اَطْعَمْتَهُ لَوَجَدْتَ ذٰلِکَ عِندِیْ یَا اِبْنَ اٰدَمَ اسْتَغْنِیْکَ فَلَکَ تَسْقِیْکَ قَالَ یَا رَبِّ کَیْفَ
 اسْقِیْکَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ اسْتَغْنٰکَ عَبْدِیْ فُلَانَ فَلَکَ تَسْقِیْکَ اَمَّا عَلِمْتَ اَنَّکَ لَوْ سَقِیْتَ

لَوْ جَدَلْتُمْ ذَٰلِكَ عِندِي لَعَيْنَةُ السَّعْرِ وَجَلَّ قِيَاسُ مَن فَرَّادِيكَأَ اے آدم کے بیٹے میں بیمار ہوا تھا سو تو نے مجھ کو پوچھا بندہ کہیگا کہ اے میرے رب میں کیونکر تجھ کو پوچھتا اور تو تو سارے جہان کا مالک اپنے والے اور بیمار ہونا محض کی شان ہے خالق سے اور بیماری سے کیا نسبت خدا فرماوے گا کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ میرا فلان یا بندہ بیمار ہوا تھا سو تو نے اسکی بیماری پر سی نکلی کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اگر تو اسکی بیماری پر سی کرتا تو مجھ کو اس کے پاس نہ پاتا اے آدم کے بیٹے تجھے یہ کہنا مانگا تھا سو تو نے مجھ کو نہ کہلایا بندہ کہیگا اے میرے رب میں کیونکر تجھ کو کہنا نا کھلاتا اور تو تو سارے جہان کا مالک ہے خدا فرماوے گا کہ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ فلان میرے بندے نے تجھ سے کہنا مانگا تھا سو تو نے اس کو نہ کہلایا سو تجھ کو معلوم نہ تھا کہ اگر تو مجھ کو کہنا نا کھلاتا تو اس کا ثواب میرے پاس نہ پاتا اے آدم کے بیٹے میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا سو تو نے مجھ کو نہ پلایا بندہ کہیگا اے میرے رب میں تجھ کو کیونکر پانی پلاتا اور تو تو سارے جہان کا مالک ہے خدا فرماوے گا کہ میرے فلان میرے بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا سو تو نے نہ پلایا تھا کیا تو جانتا تھا کہ اگر تو مجھ کو پانی پلاتا تو اس کا ثواب میرے پاس نہ پاتا اے آدم میں دنیا کی چیز و سکا زوال اور آخرت کی نعمتوں کے بقا کا بیان ہے اور یہ کہ اہل ایمان کی خدا کے نزدیک اتنی بڑی عزت ہو کہ انکی احتیاج اور ضرورت کو اپنی ذات پاک کی طرف نسبت کیا جا لاکہ وہ مقدس ذات سب احتیاجوں سے پاک ہو اور اے آدم میں ادا تے حقوق مسلمین اور حسان کی ترغیب ہے اَخْرِجْهُم مِّنْ ذَٰلِكَ فَهِيَ عَنْ آيَةِ هُكَيْرَةَ عَبْدِ بْنِ عَبِيدِ بْنِ عَمِيرٍ کہتے ہیں کہ لوگ قیامت میں سخت ہوں گے اور پیاسے اور تنگے ہوں گے فَمَنْ أَطْعَمَ لِلّٰهِ أَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَمَنْ كَسَا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ كَسَاهُ اللّٰهُ وَمَنْ سَقَى لِلّٰهِ سَقَاهُ اللّٰهُ وَمَنْ كَانَ فِي رِضَا اللّٰهِ كَانَ اللّٰهُ فِي رِضَاہِ یعنی جو جسے (دنیا میں) اس کے لیے کسی کو کہنا نا کہلایا اس کو اے عزوجل کہلاوے گا اور جسے کسی کو اس کو عزوجل کہلاوے گا اور جو شخص اس کو پہنا دے گا اور جس نے اس کو عزوجل کے لیے کسی سے کو پلایا اس کو عزوجل سکولے گا اور جو شخص اس کو عزوجل کے خوش کرنے میں اس کو عزوجل کو خوش کر دے گا اَخْرِجْهُ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ أَحْمَدَ فِي رِوَايَةِ الرَّهْطِيِّ عَنْ عَبْدِ بْنِ عَبِيدِ بْنِ عَمِيرٍ کہنا بعض نے آیت افسر عذناہ الایہ اتری ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو جہل کے حق میں اور کہا بعض نے حضرت علی اور امیر حمزہ اور ابو جہل کے حق میں اور بعض نے طلحہ بن عمرو اور کافر کے حق میں اور بعض نے کہا عمار بن یاسر و سعید بن مسیرہ

حَقِّ مَن دَعَاہُمْ فَيَقُولُ اِنَّیْ لَشُرَّ كَاۤیِ الدِّیْنِ كُنْتُمْ تَرْعَمُونَ قَالَ الدِّیْنُ حَقٌّ عَلَیْہُمْ

الْقَوْلُ رَبَّنَا هُوَ الَّذِي اَعْوَيْنَا اَعْوَيْنَاهُمْ كَمَا عَوَيْنَا بُرْءًا اَنَا إِلَيْكَ مَا كَانُوا اِيَّاكَ يَسْتَعِينُونَ

وَقِيلَ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ فَذَعَوْهُمْ قَالُوا لَسْتُمْ بِمُسْتَجِيبِيْنَ اَلَهُمْ وَاَوْ الْعَذَابُ لَنَا اِنْ لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ

وَيَوْمَ يَسْأَلُهُمْ فِيْ قَوْلٍ مَا ذَا اَجَبْتُمْ اَلَمْ تَسْئَلُوهُمْ اَلَا بَيِّنَاتٍ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا

يَسْتَأْذِنُوْنَ فَامَّا مَنْ تَابَ اَلَمْ يَكُنْ لِّصَالِحِيْنَ اَنْ يَكُوْنْ مِنَ الْمَفْلُحِيْنَ هـ اور جس دن انکو

پکارے گا تو کہیگا کہ ان میں سے کس شریک جن کا تم دعویٰ کرتے تھے بولے جبہ ثابت ہوئی بات اور یہ لوگ ہیں جنکو

سننے بہکایا انکو بہکا جیسے ہم پہلے ہم منکر ہوئے تیرا گودہ ہونہ پوجتے تھے تو شیطان بولیں گے

بہکایا تو ہے انہوں نے پر نام نیکوں کا اس سے کہا کہ ہونہ پوجتے تھے اور کہیں گے پکارو اپنے

شرکیوں کو پھر پکاریں گے تو وہ جواب نہ دینگے انکو اور دیکھیں گے عذاب کسی طرح وہ راہ پاسے ہوئے

وہ یعنی یہ وقت آرزو کرینگے کیونکہ نیکوں کو پوجتے تھے وہ جواب نہیں گے کہ وہ رضی نہ تھے

یا غیر نہ کہتے تھے اور جس دن انکو پکاریگا تو کہیگا کیا جواب کہا تھے پیغام پہنچانے والوں کو پھر

بند ہو گئیں اپنے باتیں اس دن سو آپس میں ہی نہیں پوچھتے یعنی جواب نہ آوے گا کیسے

تو برکی ہے اور یقین لایا اور کی پہلائی سوا سید ہے کہ ہودے جھوٹے والوں میں وہ اندر

وہ ان آیات میں خبر دیتا ہے آپس کی جسکے ساتھ وہ قیامت کو دن مشرکوں کو ملاست کر گیا اور فرما دیا

کہ ان میں سے شریک جن کا تم دعویٰ کرتے تھے اور کہاں ہیں وہ اصنام انداز خلکی تم دار دینا میں ستر

کرتے تھے پہلا مد کرتے ہیں تمہاری یا بدلے سکتے ہیں اور یہ ارشاد برسیل تقریر اور تہدید ہو گا کہ

قَالَ تَعَالَى وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِرْعٰوْنَ اٰیٰتًا لِّمَنْ يَّرٰى اَوَّلَ نَسْرَةٍ وَاَوَّلَ نَكْرَةٍ وَاَوَّلَ نَكْرَةٍ وَاَوَّلَ نَكْرَةٍ وَاَوَّلَ نَكْرَةٍ

طُفُوْرِكُمْ وَمَا نَزَّلْنَا بِكُمْ اِلٰلٰهِيْنَ زَعَمْتُمْ اَلَا تَهْتَكُمُ فِىْ شُرَكَاءِ لَقَدْ تَقَطَّعَ

بَيْنَكُمْ وَصَلَّ عَنْكُمْ مَا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ اور ہاؤں تم ہمارے پاس آئے ایک ایک جیسے بنائے تھے

پہلی بار اور چھوڑ دیا جو ہم نے سب دیا تھا پیٹھ کے پیچ اور ہم دیکھتے تھے تمہارے ساتھ سفارش دے

جنکو تم بتاتے تھے کہ ان کا تم میں سا جہا ہے ٹوٹ گئے تم آپس میں اور جاتے رہی جو تم دعویٰ کرتے تھے

اور یہ جو اسد عز وجل نے فرمایا بولے جبہ ثابت ہوئی بات تو ان سے شیطان اور سرکش جن اور کفر کی

طرف بلانے والی راہیں اور یہ گو اسی دیکھتے کہ انہوں نے ہی لوگوں کو بہکایا اور لوگوں نے انکی

اطاعت کی پھر انکار کرینگے انکی عبادت کا کما قال تعالیٰ وَاتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ اِلٰهَةً لِّيَكُوْنُوا لَهُمْ

عَنْ أَكْثَرِ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ وَيَكُونُونَ عَلَيْكُمْ خِطَابًا لِّمَنِ الْمَوْلَىٰ وَسَوَاءٌ أَمَرَ اللَّهُ بِهِمْ كَمَا يُؤْمِنُ إِنَّكُمْ إِلَى اللَّهِ تَارِكُونَ
 پوچھا کہ وہ جن انکی مدد یوں نہیں وہ شکر ہونگے انکی زندگی سے اور ہو جائیگی انکے مخالف اور فرمایا وَمَنْ
 أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُو مِن دُونِ اللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَن دُعَائِهِمْ غَفِلُونَ
 وَإِذْ أَخْبَرْنَا النَّاسَ كَانُوا إِلَهُهُمْ أَغْلَاءً وَتَنَادَوْا بِعِبَادَةِ مِمَّنْ لَّا يَفْعَلُونَ شَيْئًا لَّهُمْ أَجْرٌ
 اللہ کے سوا ایسے کو کہ نہ پہنچے سکی بچار کو دن قیامت تک اور انکو خبر نہیں انکے بچار نے کی اور جب لوگ جمع
 ہونگے وہ ہونگے انکا دشمن اور ہونگے انکے پوجنے سے شکر اور حضرت ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
 اپنی قوم کو فرمایا اَلَا اتَّخَذْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ آلَافًا مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
 يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ وَلَيُفْعَلُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ وَمَا وَكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن نَّاصِرِينَ یعنی جو پہلے
 دین تھے اللہ کے سوا بتوں کے تہاں بد دوستی کرنا پس دنیا کی زندگی بہر دن قیامت کے شکر ہو جاؤ گے ایک
 سے ایک اور پہنکارو گا اور ٹہکنا تہارا گ سے اور کوئی نہیں تہارا مددگار یعنی وہ شیطان شکر نام کے تہاں ہر
 اللہ کو رب و شکر ہونگے کہ بنے نہیں کہا کہ بھوکو جو تب یہ پوجنے والا انکو پہنکار دینگے کہ ہماری نذر دنیا زیکر
 وقت پہ پہ گئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ اِذْ تَبَرَّءَ الَّذِينَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوْا الْعَذَابَ
 وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ وَقَالَ الَّذِينَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّا كُنَّا نَدْرِي مَا كُنَّا تَبَرَّءُ مِنْكُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا
 لَكِنَّ اللَّهَ يَبْرِيهِمْ إِنَّهُمْ لَمَّا كَانُوا فِي حَسْرَةٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ بِخُرُوجِينَ مِنَ النَّارِ یعنی جب الگ ہو جا دیں گے
 ساتھ پکڑنے والا کا شے کہ دوسری بار زندگی ہو تو ہم الگ ہو جا دیں اُن سے جیسے الگ ہو گئے ہم سے طرح
 دکھاتا ہے اللہ انکو کام انکے افسوس دلانے کو اور انکو کھنا نہیں الگ سے یعنی جنکو لوگ پوجتے ہیں سوائے اللہ
 وہ امر و زبوجینے والوں کو جواب دینگے اور انکی سید سب طرف سوٹے گی اور افسوس کہا وینگے پر سوقت کچھ
 فاعلم انہیں افسوس کا وہلہ فرمایا وَقِيلَ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ الٰہیۃ یعنی اور کہا جاو گیکہ شکر کون کو اب بلاؤ اپنے
 شریک کہ وہ کھو کھالیں اس تکلیف حرمین تم پہ ہے جو جیسے کہ اُن سے دارد دنیا میں اس پر کہتے تھے پہر وہ انکو
 پکارینگے اور وہ جواب نہ دیں گے انکو اور کہیں گے عذاب کو... اور یقین کرینگے کہ وہ پہر نہوالے
 ہیں الگ کھڑے لایملا در عذاب کا ملاحظہ کرتے وقت آرزو کرینگے کہ افسوس ہم دنیا میں ہدایت والوں میں سے
 ہوتے وَهَذَا كَقَوْلِهِ تَعَالٰی وَيَوْمَ يَقُولُ نَادُوا شُرَكَاءَی الَّذِیْنَ رَعٰیْتُمْ فَمَنْ يَحْوٰہُمْ فَمَنْ يَسْتَجِیْبُہُمْ

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَوْبِقًا وَرَأَى الْمُجْرِمُونَ النَّارَ فَظَنُّوا أَنَّهُمْ مُوَاقِفُوهَا وَكَلِمَةً بَیْنَهُمْ وَمَعْبَرًا یَعْنِی
اور جس دن فراویگا پکارو میرے شریکوں کو جو تم بتاتے ہو پکارینگے پر وہ جواب نہ دینگے اور دینگے ہم نے
انہیں چھ مرنے کا حساب بغیر خندق الگ سوہری اور یہ جو فرمایا دِیَوْمَ یُنَادِیهِمْ فِیْ قَوْلٍ مَّاذَا أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِینَ
تو پہلی ندامین توحید سے سوال ہوگا اور دوسری ندامین بت کا سوال یعنی جنکو تمہارے پاس بھیجا گیا تھے انکو
کیا جواب دیا اور تھے انکو ساتھ کیونکر بنا دیا اور یہ ویسا ہی ہے جیسا بندہ قبر میں پوچھا جاوے گا تیرا مالک
کون ہے اور تیرا پیغمبر کون ہے اور تیرا دین کیا ہے تو مومن لوگو اسی دیکھا کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں
ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے سول ہیں اور اس کے بند اور کافر تو وہ کہیں گے مائے نام میں نہیں
جانتا لہذا وہ قیامت کے دن اس کو تے اور کچھ جواب نہیں دے سکے گا کیونکہ جو شخص ہاں جہان میں اندھا ہو چلا
جہان میں بھی اندھا ہوگا اور زیادہ دور پڑا ہوا راہ سے دہندہاں فرمایا فَحِیَّتْ عَلَیْکُمْ اَلَا بُنَیَّ اَلْیَوْمَ یَمِیْنُ فَمَنْ
اَلَا یَسْأَلُ لَوْ نَ کَہَا مَجَہْدُ نَبَہَا رَسْمٌ مَّہْ رَاوِہِیْنِ بَعِیْرُہِیْنِ بِنْدِہِیْنِ بِنْدِہِیْنِ بِنْدِہِیْنِ بِنْدِہِیْنِ بِنْدِہِیْنِ بِنْدِہِیْنِ
اَمِنْ دَعِیْلُ صَا لِحًا فَهَسْتُمْ اَنْ یَّکُوْنُ مِنَ الْمُفْلِحِیْنَ یعنی جس شخص نے دنیا میں توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے
کام کیے اس پر کہ وہ آخرت میں شکرگزاروں سے ہوگا اور اللہ عزوجل کجا نب سے یقین کے لیے ہوتا ہے کیونکہ
تائب مومن تو لامحالہ اللہ عزوجل کے فضل و منت و سرستگار ہوگا فتح کا بیان یہ ہے کہ ہر انداز سے قصود انکی توحید
اور تفریع ہے اس طرح کہ ان کے معبود ہوں تاک وقت میں انکو کچھ فائدہ نہ دینگے اور جنہ ثابت ہوئی بات انہ
مراد و سائنات ہیں جنکو اللہ عزوجل کے سوا انہوں نے رب نہیں پایا کَذَا قَالَ الْکَلْبِیُّ اور کہا قتادہ نے
ان سے شیاطین مراد ہیں کہا زجاج نے نیزار ہو جاوینگے بعض مشرکین بعض سے اور ہو جاوینگے ایک دوسرے
کے دشمن جیسے فرمایا اَلَا خَلَاۃٌ یُّوْمِیْنِ لِبَعْضِهِمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اَلَا الْمُتَّقِیْنَ یعنی جتنے دوست ہیں اس
دن دشمن ہونگے مگر جو ہیں ڈروائے کہا زجاج نے لَوْ اَنَّهُمْ کَانُوْا یَفْقَدُوْنَ کا جواب مخدوف ہے اور وہ یہ
اَلَا بُنَیَّ اَلْیَوْمَ یَمِیْنُ فَمَنْ اَلَا یَسْأَلُ لَوْ نَ کَہَا مَجَہْدُ نَبَہَا رَسْمٌ مَّہْ رَاوِہِیْنِ بَعِیْرُہِیْنِ بِنْدِہِیْنِ بِنْدِہِیْنِ بِنْدِہِیْنِ بِنْدِہِیْنِ بِنْدِہِیْنِ
تو بتوں کو زبکارتے بعض نے کہا سنیہ ہیں اگر دنیا میں وہ پاتے تو جان لیتے کہ عذاب سچا ہے بعض نے
کہا سنیہ ہیں اگر کچھ حیلہ حوالہ کر سکیں تو ضرور عذاب میں بعض نے کہا سنیہ ہیں اب انکی ہر ایت کا وقت
آن پہنچا اگر راہ پالین اور بعض نے کچھ اور کہا اور پہلی ندامین ان کے انشراک سے سوال ہوگا اور دوسری ندامین
میں یہ کہ تم نے سولوں کو جواب دیا جنہوں نے تمکو شرک سے روکا کہا قَالِ فِیْ قَوْلٍ مَّاذَا أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِینَ یعنی

انہوں نے جب مکہ میرے پیغام پہنچائے تو تم نے انکو کیا جواب دیا اور انہار سے حج مراد ہیں اور صلہ
 انہار یعنی اخبار ہو اور انکے حج کو انہار سے تعبیر کیا کیونکہ انکے دلائل تو حقیقت میں اقا صیص اور
 حکایات ہی تھیں وہ واقعی حجتیں اور کوئی کسی سے سوال کرے گا کہ جواب مفید کیا ہے بسبب سخت ہیبت
 کے یا اس لیے کہ وہ جان لین گے کہ سب جہالت میں مساوی ہیں بعض نے کہا نہ سوال کر گیا بعض
 انکا بعض سے نسیون ہے کَالَّذِي جَاهَدُ اور نہ بولیں گے ساتھ محبت کے اور نہ جانیں گے کہ کیا جواب دین کیونکہ
 اللہ عزوجل نے ان کا عند دنیا میں نائل کر دیا ہے تو انکا کوئی عند حیلہ قیامت کے دن رہیگا اور توبہ سے
 توبہ عن الشرک مراد ہے اور ایمان ہی توحید کی تصدیق اور عمل صالح سے فرائض کا ادا کرنا مراد ہے لفظ علی
 اگرچہ رجا کے لیے ہوتا ہے مگر اللہ عزوجل کی جانب سے وہ وجوب کریمے ہی جیسے وہ کرام کی عادت ہی بعض
 نے کہا تا ب مذکور کی طرف سے ترجیح ہے نہ اللہ عزوجل کی جانب سے اور معنی یہ ہیں جو شخص تائب ہو تو میں

اور عمل صالح کرے وہ فلاح کی توقع رکھے وَرَبَّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ سُبْحَانَ

اللَّهِ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ وَرَبَّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ هُوَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

لَهُ الْكَمَلُ فِي الْأُولَى وَالْآخِرَةِ وَلَهُ أَلْحُكُمُ وَإِلَيْهِ تَرْجَعُونَ اور تیرا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند

کرتا ہے انکے ہاتھ نہیں پسند اللہ عزوجل سے اور بہت اوپر ہے اس کے شریک بتاتے ہیں اور رب جانتا ہے

جو چاہے ہاں انکو سینوں میں اور جو بتاتے ہیں اور وہی اللہ ہے کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا اسی کی

تعریف ہو پہلی میں اور پچھلی میں اور اسی کے ہاتھ حکم ہے اور اسی کے پاس سہرے جاؤ گے ف

ان آیات میں اللہ عزوجل خبر دیتا ہے کہ وہی خلق اور اختیار کے ساتھ منفرد ہے اور اس میں کوئی اسکا

منازع اور عقب نہیں ہے فرماتا ہے اور تیرا رب پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اور پسند کرتا ہے جو چاہتا ہے

پھر جو چاہتا ہے ہو جاتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا پس کل امور اسی کے ہاتھ میں ہیں اور اسی کی

طرف انکی بازگشت ہے اور یہ جو فرمایا مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ تو یہ صحیح قول پر نفی ہے جیسے اللہ عزوجل کے

اسئل من وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ دَرَسُوهٗ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ

مِنْ أَمْرِهُمْ یعنی اور کام نہیں کسی کا یا نذر مرد کا نہ عورت کا جب نبی راوے اللہ اور اسکا رسول کہہ کام کہ انکو

رہے اختیار اپنے کام کا اور اس جریر نے اختیار کیا کہ اس مقام میں حرف مانعہ الذی ہے اور تقدیر عبارت یہ

وَيَحْتَارُ الَّذِي لَهُمْ فِيهِ خِيَرَةٌ اور اس مسئلے سے معزز نے احتجاج کیا ہے مراعات اصل پر مگر صحیح قول یہی ہے

کہ حرف بیان نافہ ہے جیسے ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے یہی نقل کیا کیونکہ یہ مقام اس امر کے بیان کے لیے کہ خلق اور تقدیر اور اختیار کے ساتھ اللہ عزوجل ہی مفرد ہے اور ہمیں اسکا کوئی نظیر نہیں ہے ولہذا یہاں فرمایا **يُحْيِي الْمَيِّتَ وَيُنْفِخُ النَّفْسَ** اللہ تعالیٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ یعنی اللہ عزوجل ہے اور بہت اوپر ہے ان صنم اور انداز سے جو نہ خالق ہیں اور نہ مختار کسی چیز کے پھر فرمایا اور تبار رب جانتا ہے جسکو شمار پوشیدہ کرتے ہیں اور اسکو جس پر سر از منطوی ہیں جیسے جانتا ہے تمام مخلوقات کو خواہ کچھ برابر ہے تم میں جو چیکے بات کہو اور جو کہے پکار کر اور جو چپ ہا ہے رات میں اور گلیوں میں پھر تپا ہے دنگو اور وہی الوہیت کے ساتھ مفرد ہے پس نہیں کوئی معبود اسکے سوا کوئی مالک خالق اور مختار نہیں ہے اسی کی تعریف ہوا ولی اور آخرہ میں اور اسکے تمام افعال میں اور وہ محمود ہے اپنے افعال میں اپنے عدل اور حکمت کے ساتھ اور اسی کے ہاتھ حکم ہے نہیں کوئی سچے ڈالنے والا اسکے قہر و غلبہ اور حکمت اور رحمت کو اور اسی کی طرف تم قیامت کے دن سب پھیرے جاؤ گے اور وہ ہر ایک کو اپنے عمل کے مطابق جزا دے گا اور اعمال میں سے اسکوئی خافیہ مخفی نہیں ہے فتح کا بیان ہے کہ آیت **وَرَبَّكَ تُحَقِّقُ** مَا يَشَاءُ مِنْ دَلِيلٍ ہے کہ افعال عباد کا وہی خالق ہے اور خیرہ یعنی تخریر ہی آتا ہے جیسے کہ تو میں محمد خیرۃ المذہب خلق یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برگزیدہ ہیں اللہ عزوجل کے اسکی مخلوقات سے بعض نے کہا مراد آیت سے یہ کہ مخلوق میں سے کسی کا یہ کام نہیں کہ کسی چیز کو حقیقت اختیار کرے اس طرح کہ اقدام کرے اسکے جاری کرنے پر بدون اختیار اللہ عزوجل کے بلکہ اختیار اللہ عزوجل کے ہاتھ ہو پس نہ کرتا ہو جسکو چاہتا ہے اپنی ولایت اور نبوت کیلئے یا سننے میں کہ پیدا کیا اُسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور پسند کیسے تو انصار اسکے دین کے لیے بعض نے کہا پس نہ کیا اُسے چوپایوں میں سے پھیر اور پرندوں میں سے کبوتر کو مگر خصوصیت پر کوئی دلیل نہیں ہے اور عموم اولے ہو اور ظاہر آیت میں سے اُنکے اختیار کی نفی کی ہے اور مرہون ہی ہے کیونکہ بندہ کا اختیار مخلوق ہے اور اللہ عزوجل کے اختیار کے ساتھ متعلق ہے سب اب کہ ساتھ جنہیں انکا کوئی اختیار نہیں ہے بعض نے کہا اس آیت اللہ عزوجل نے جواب دیا ہے انکر اس قول کا کہ **لَا تَزَالُ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْقُرَيْتَيْنِ عَظِيمٍ** یعنی کیونکہ نہ انکے قرآن کسی بڑے حدیث میں ہو بیتوں کے بعض نے کہا اس آیت میں جواب ہے یہود کے اس قول کا کہ اگر دجی لانے والا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جبریل نہیں ہے تو ہم حضرت محمد پر ایمان

لاسے کہا زجاج نے اختیار پر وقف تا مہ ہے اس تقدیر پر کہ حرف مانافیت ہے کہا اور جابر نے کہ حرف ماستصیب
ہو اختیار کے ساتھ اس تقدیر پر کہ مانافیت الہی ہو مگر صحیح یہی بات ہے کہ حرف مانافیت ہے کیونکہ قرار کا وقف پر
اتفاق ہے اور کہا ابن جریر نے اور تقدیر آیت یہ ہے کہ پسند کرتا ہے اپنی ولایت کے لیے اپنی مخلوق میں سے
برگزیدہ لوگوں کو اور یہ تقدیر بہت ضعیف ہے اور ابن عطیہ نے کان کو نامہ نہیں لیا ہے اور لغم بخیرہ کو جو بہت مستحق
اور یہ قول ہی بہت بعید ہے کہ اس آیت کی یہ معنی ہیں کہ وہ پسند کرتا ہے بندوں کے لیے پسند کو جو
لئے کے وہ بطور ہتھکڑی ہے تو وہ اعتزال کی طرف مائل ہے بعض نے کہا ماصدیر یہ یعنی پسند کرتا ہے پسندیدہ
بات انکی اور صدر مفعول یہ کی جگہ میں واقع ہے اور یہ تفسیر بھی ابن جریر کی کلام کی طرح ہے مگر راجح وہی
پہلی تفسیر ہے اور اسی کی مثل ہے السعز وجل کا یہ قول وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مَوَدَّةٍ أَنْ يَدْرَأَ إِذَا أَفَضَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ
أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ أَوْ صُرَّتْ صِلَى السَّعْزِ عَلَيْهِ وَأَوْ سَلِمَ مَعَهُ حَيْثُ سَخَّرَ لَهُ تَعْلِيمًا وَرِثَةً
کی مانہ کی کیفیت اور سخارہ کی دعا ثابت ہو اور اسکو بیان کرنے کے ساتھ ہم اسکو طول نہیں دیتے پھر السعز وجل
نے اپنے نفس مقدس کو منتر کیا اور فرمایا سبحان اللہ تعالیٰ عما یشرکون یعنی اللہ شرف ہے کسی تنزہ کے ساتھ جو
اسی کے ساتھ خاص ہے اسکو سو کہ کوئی اسکا سنازع ہو یا مشارک یا اس کے اختیار میں کوئی غراحم ہو اور وہ
برتر اور بلند تر ہے ان جنہام وانداد سے جبکہ اسکو شریک نہیں دیتے ہیں اور تبار رب جانتا ہے اس شریک کو
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ انکی عداوت اور حسد کرنے کو جو ان کے دل چاہتے ہیں اور جانتا ہے
تمام ان باتوں کو جو حق کے مخالف و لون میں ہیں ان کہتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں پھر السعز وجل نے اپنی
تعریف کی وحدانیت کے ساتھ اور اس کے ساتھ کہ وہی استحقاق حمد کے ساتھ متفرد ہے اور فرمایا وَهُوَ اللَّهُ
آخِر آیت تک یعنی وہی مستأثر ہے لو بہت کے ساتھ خاص ہے اسی سے اور اولی سے دنیا مراد ہے اور آخرت
سے پچھلا دن یعنی اسی کے لیے دنیا اور آخرت میں حمد ہے اور یہ اس لیے کہ وہ جمیع نعم کا مالک ہے خواہ وہ نعم
عاجلہ ہوں یا آجلہ اور تعریف کرینگے آخرت میں اللہ عز وجل کی ایما نذر جیسے تعریف کرتے ہیں اسکی نسبتاً
میں اور وہ ان تحمید لذت اور ذوق کے لیے ہوگی نہ اس لیے کہ اللہ عز وجل کی طیر نے انکو تعہد کی تکلیف ہو
جیسے اللہ عز وجل نے انکی اخروی حمد کو مختلف مقاموں میں حکایت فرمایا سورہ فاطر میں یاغ
میں بسنے کے جہاں جاویں گے وہاں گہنا پہنائے جاوینگے لنگن سونے کے اور موتی اور انکی پوشاک
وہاں رہیں گی اور کہیں گے الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي سَيِّئَ أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ

اور کہیں گے شکر اللہ کا جس نے دور کیا ہم سے غم بیشک ہمارے بختا ہے قبول کرنا اور فرمایا سورہ زمر میں کہ بہشت کو داروغہ بہشتیوں کو کہیں گے سلام پہنچے تم پر تم لوگ پاکیزہ ہو سو داخل ہو بہشت میں ہمیشہ رہنے کو اور کہیں گے بہشتی الحمد للہ الذی صدقنا وعدہا واورشنا الارض ننبؤ من الجنة حیث نشاء فنعم اجر العمیلین یعنی شکر اللہ کا جس نے سچا کیا ہم سے وعدہ اور وارث کیا ہم کو اس زمین کا اور اسی سورہ کے آخر میں کہہ ملائکہ کا مذکور کر کے فرمایا وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِینَ یعنی اور کہا جاوے گا کہ سب نبی اللہ کو جو صاحب ہمارے جہان کا ہے فرمایا وَلَهُ الْحُکْمُ وَلَیْکُمْ رُجُوعٌ یعنی اسی اللہ عزوجل کے لیے ہر چیز پر قضا نافذ ہے ہر حکم کرے گا اپنے بندوں میں جو چاہے گا بلا شرکت غیر کے اور اسی کی طرف نہ کسی اور کی طرف پہرے جاؤ گے لعنت اور نشور اور قبروں سے خروج کے ساتھ ہر محسن کو اس کے احسان کی جزا اور سنی کو اس کے اسارت کی سزا دیگا قُلْ اَرَاَیْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَیْکُمْ الْکِیْلَ سَرْمَدًا اِلَیْ یَوْمِ الْقِیَمَةِ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرِ اللّٰهِ یَا بَیْتِکُمْ بِضِیَآءٌ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ۚ قُلْ اَرَاَیْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَیْکُمْ الْاَلِهَآ سَرْمَدًا اِلَیْ یَوْمِ الْقِیَمَةِ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرِ اللّٰهِ یَا بَیْتِکُمْ بِلَیْلِ تَسْكُونُ فِیْہِ اَفَلَا تَنْبَجُرُوْنَ ۚ وَرَبِّ رَحْمَتِہٖ جَعَلَ لَکُمُ الْبَیْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِیْہِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِہٖ وَلَعَلَّکُمْ تَشْكُرُوْنَ ۚ تو کہہ دیجو اگر اللہ کہے تم پر ات ہمیشہ کو قیامت کے دن تک کون حکم ہے اللہ کے سوا کہ لاوے تم کو کہیں روشنی پہ کر یا تم سننے نہیں تو کہہ دیجو تو اگر کہہ دے اللہ تم پر دن ہمیشہ کو قیامت کو دن تک کون حکم ہے اللہ کے سوا کہ لاوے تم کو موت حسین چین پڑو کیا تم نہیں دیکھتے اور اپنی بہر سے بنادیا تم کو رات اور دن کہ اس میں چین بھی پڑو اور تلاش بھی کرو اس کام کا کہہ فضل اور شایدم اس کا شکر کرو ف اللہ عزوجل نے ان آیات میں اپنے اس احسان اور ہمتان کا بیان فرمایا ہے جو اس نے رات اور دن بندوں کے لیے کیا لگا دینے سے انہیں کیا ہے جن کو سوا ان کا قیام شکل ہے اور فرمایا کہ اگر قیامت تک ات بنا دیوے تو ضرور یہ ان کے لیے ضرر ہوتا اور ضرر و نفوس سے دلگیر و تنگ ہو جاویں ولہذا فرمایا مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرِ اللّٰهِ یَا بَیْتِکُمْ بِضِیَآءٌ یعنی کون حکم ہے جو تم کو لاوے روشنی جس کے ساتھ تم دیکھو اور جس کی وجہ سے تم مستانس ہو پہر اللہ عزوجل نے خبر دی کہ اگر اللہ تم سے قیامت کو دن تک ایک دن بنا دیوے تو ضرور ان کے لیے یہ بھی مضر ہو اور ضرر و بدن کثرت حرکات اور شغالات سے تہک جاویں ولہذا فرمایا مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرِ اللّٰهِ یَا بَیْتِکُمْ بِلَیْلِ تَسْكُونُ فِیْہِ یعنی کون حکم ہے اللہ عزوجل کے سوا جو تم کو رات لا دیوے حسین تم حرکات اور شغالات سے راحت پاؤ

اور یہ جو فرمایا **مَنْ رَحِمْتَهُ جَعَلْ لَكَ الْبَيْلَ وَالنَّهَارَ** آخر آیت تک تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اسکی مہربانی ہے
 تیرے کو اسکو تمہارے واسطے رات اور دن بنادے رات میں تو آرام اور چین کرتے ہو اور دن میں سفار اور تر حال
 اور حرکات اور شغال کے ساتھ اسکا فضل دیکھو مڈتے ہو اور اس کلام میں لف و نشر ہے اور یہ فرمایا **لَعَلَّكُمْ**
تَشْكُرُونَ یعنی تو کہ تم اسد عزوجل کا شکر کرو رات اور دن میں مختلف عبادات کو ساتھ اور جسکا وظیفہ رات
 کا بجاوے وہ اسکا دن میں تدارک کرے اور جسکا دن میں بجاوے وہ اسکا رات میں تدارک کرے جیسے
 اسد عزوجل نے فرمایا **وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ أَرَادَ أَنْ يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا**
 یعنی اور وہی ہے جس نے بنائی رات اور دن بدلتے اسکے واسطے جو چاہے وہ بیان کہنا یا چاہے شکر کرنا
 بدلتے یعنی ایک دوسرے کو بدلہ دینا کام رنگیا رات کو کیا رات کا کام رنگیا دن کو کیا اور آیات اسبار میں
 بہت ہیں فتح کا بیان یہ ہے کہ کہدے مکہ والوں کو پہلے بتاؤ اگر اسد عزوجل رات کو ہمیشہ کے لیے بنا دیو
 اس طرح کہ آفتاب کو زمین کے نیچے ساکن کر دیوے یا افق غائر کے گرد اگر دھسکو گھوماوے اور سرد یعنی
 دائم ستر ہے یا خود سرد سے جو سخن میں متابعت اور اطراد کے ہے اور ہم سرد زائد ہے جیسو دلائل
 مشتق ہے دلائل سے اور وزن اسکا فعل ہے بعض نے کہا ہم صلی ہے اور وزن اسکا فعل ہے فاعل
 ہے اور یہی ظاہر ہے اس آیت میں اسد عزوجل نے بیان فرمایا ہے کہ میں نے عباد کے واسطے معیشت
 کے سبب تیار کر دیے ہیں تو کہ وہ اس نعمت کا شکر کریں اور اگر وہ زمانہ جس میں بسر کرتے ہیں ہمیشہ کے
 لیے رات ہو تو ان کے سوا قیامت کے دن تک تو ممکن نہ تھا کہ اس میں حرکت کر سکتے اور طاعم اور مشارب
 اور ملابس کو خشکی انکے قیام کے واسطے ضرورت ہو طلب کر سکتے پھر اسد عزوجل نے اپنے منت رکھی اور
 فرمایا **مَنْ إِلَهُ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيهِمْ** یعنی آیا تمہارے خیال میں کوئی ایسا حاکم ہے ان حکام میں سے
 جسکی تم عبادت کرتے ہو جو اس ظلمت دائمہ کہ جسے دور کرنے پر قادر ہو اور اسکو دور کر کے تمہارے
 پاس روشنی لے آوے جس میں معیشت طلب کرو اور جن چیزوں کے دیکھنے کی ضرورت ہو انکو دیکھو اور
 تمہارے پہلے درست ہو جاوے اور زرع تین بڑھ جاوے اور تمہارے چار پائے اس میں زندہ رہیں
 اور جملہ لفظ الہ کی دوسری صفت ہے جس پر تکبیت اور الزام دائر ہے پھر فرمایا کیا تم نہیں سنو سننا فہم
 اور قبولیت اور تدبر اور تفکر کا اور اس میں تو یہ ہے کہ کفار کے لیے ابلیغ وجہ پر پھر جب اسد عزوجل نے اپنے
 وجود تمہارے ساتھ متان اور حسان کہا تو جو دلیل کا یہی اپنے امتنان بیان کیا اور فرمایا **قُلْ إِنَّا**

لَنْ جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْحِمْلَ سِرًّا كَمَا آخِرَ آيَاتِ نَجْمٍ يَهْلَا تَبَاؤُا اِذَا السَّعْدُ عَزَّوَجَلَّ جَمِيعٍ دَهْرٍ كَوْجِبِينَ تَمَّ زَنْدُكِي
بِسِرِّكَ تَمَّ هُوَ قِيَامَتِ تَمَّ نَبَا دِيوَسَ اَتَا كِي سَوَا سَطْحِ كَا اَقْتَابِ كُو وَسَطِ سَمَاءِ مِينَ نَهْرٍ دِيوَسَ يَافُزُ
اَفَقِ كَسِ مَدَارِ بِسُكُو كُو مَوَاوَسَ تُو كُونِ حَاكِمِ بَسِ السَّعْدُ عَزَّوَجَلَّ كَسِ سَوَا جَوْتَهَارِ سَ پَاسِ اَتَا لَوَاوَسَ حَسِيرِ
تَمَّ دَسْكَ نَضْبِ وَرَعْبِ سَمِ سَقَرِ اَوْرَطِبِ مَحَاشِ اَوْرَسَبِ كِي مَرَاوَلَتِ سَمِ سِرِّجِ هُوَ وَاكِيَا تَمَّ اِسْ مَنَفْعَةُ عَظِيمِ
سَتِيقَطِ كَا دِجْمَا نَهْنِ دِيكْهَتِ تُو كَمَّ غَيْرِ لَمَدِ كِي عِبَادَتِ سَمِ نَسْرَجِرِ هُوَ جَاوَاوْ اَوْرَجِبِ وَهْ فَرَارِ كَرِنِ كَا اِنَّا تَوْبِجِ
السَّعْدُ عَزَّوَجَلَّ كَسِ سَوَا كُو مَيَّ قَادِرِ نَهْنِ سَبِ تُو اِنْبِرِ الزَّامِ قَاوَمِ هُوَ كِيَا اَوْرَجِبِ شَبِ سَاقَطِ كَسِ سَاوَهْ وَهْ مَتَمَّ
هَمِينَ وَهْ بَاطِلِ هُوَ كِيَا اَوْرالسَّعْدُ عَزَّوَجَلَّ كَسِ قَوْلِ مَنِ رَحْمَةُ الْآيَةِ مِينَ بَيَانِ سَبِ اِسْ نَابِ كَا كَهْ طَلَبِ رِزْقِ مِزِ
كُوشِشِ مَدْرَجِ اَكْرَمِ تَوَكَّلِ كَسِ مَخَالِفِ نَهْنِ سَبِ اَوْرِ اِسْ اَبِتِ مِينَ لَفْ نَشْرِ سَبِ اَمْرٍ اَكْرَجِ دِنِ مِينَ سَكُونِ مَكْنِ
سَبِ اَوْرِ اَتَا مِينَ رِزْقِ كَا طَلَبِ كَا نَاجَا نَدَنِي رَا تَمِينَ يَ اِيْسِي حِيزِ كِي مَدَكِ سَاوَهْ سَكِ سَاوَهْ رَوْنِي حَاصِلِ
هُوَ جِيسَ چَرَاغِ مَرِيءَا وَهْ جِشْكَ كُو مَيَّ تَبَارِ نَهْنِ سَبِ اَوْرِ اَكْثَرِ لُو كُونِ كِي عَادَتِ كِي خِلَافِ سَبِ دِيوَمَرِ

يَا دِيهَمِ يَقُولُ اَيْنَ شَرِكَايَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ . وَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيدًا فَقُلْنَا هَاتُوا
بُرْهَانَكُمْ فَعِلُوْا اِنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَصَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتُرُوْنَ . اَوْرَجِبِ دِنِ اَنُكُو كَپَارِ كَا تُو كِيَا
كِهَانِ مِينَ سِرِ شَرِيكِ جِنَا تَمَّ دَعْوِ كَرْتِ تُو اَوْرَجِبِ اَكْرَنِي كِ هَمِ مَرْفَرِ قِ مِينَ سَمِ اِي كَا اَحَالِ تَبَانِ
وَالَا پَرِ كِهَمِ كِ كَا لَوَاوَسِي سَنَدِ شَبِ جَانِ مِينَ كِ كِ سَمِ بَاتِ هُوَ اَسْ كِي اَوْرِ كُو مَيَّ لِي كِينَ اُسُورِ جَوَاتِ مِينَ وَهْ
جَوْرْتِ تَمَّ اَحَالِ تَبَانِ وَالَا پَغِيرِ يَ اُنْ كِ نَابِ يَ اَوْرَجِبِ نَجْتِ تَبِ اَوْرِ يَ هِي اِي كِ نَدَا هُوَ
دُو سَرِ اُنْ لُو كُونِ كُو جَهَنُو نِ السَّعْدُ عَزَّوَجَلَّ كَسِ سَاوَهْ كِ سَمِ دُو سَرِ كِي عِبَادَتِ كِي تَوْبِجِ اَوْرِ تَقْرِ لِمِ كَسِ لِي
السَّعْدُ عَزَّوَجَلَّ اَنُكُو عَلِ رُوْسِ الشَّهَادِ كَپَارِ كِيَا اَوْرِ فَرَاوَسَ كَا اَيْنَ شَرِكَايَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ لِي
كِهَانِ مِينَ وَهْ شَرِيكِ جِنَا تَمَّ دِنَا مِينَ دَعْوِ كَرْتِ تُو كِهَا مَجَابِدِ نَسْ شَهِيدِ سَمِ رُوْلِ مَرَادِ سَبِ اَوْرِ يَ جَوْرِيَا
شَبِ جَانِ مِينَ كِ سَمِ بَاتِ هُوَ اَسْ كِي لِي جَانِ لِي كِ اَسْ اَوْرَجِبِ كَسِ سَوَا كُو مَيَّ اَلْهَمِينَ سَبِ اَسْ وَقْتِ اَنُكُو
يَ اَوْرِ اَرَاوْرِ شَرِكِ كِي مَفِيدِ نَهْ هُوَ فَتَمِ مِينَ سَبِ كِ السَّعْدُ عَزَّوَجَلَّ نَسْ اِسْ نَدَا كُو دُو بَارِ اِسْ لِي بَيَانِ فَرَا يَا كِ
اَحَالِ مَخْتَلَفِ هُونِ كِ تُو كِ سَمِ بَارِ وَهْ كَپَارِ كِ وَقْتِ تَوْنِ سَبِ مَدِ طَلَبِ اَكْرَنِي كِ اَوْرِ كِ سَمِ وَقْتِ وَهْ سَاكِتِ
رَهِي نِ كِ اَوْرِ اِسْ تَكَرَّارِ مِينَ هِي تَقْرِ لِمِ سَبِ تَقْرِ لِمِ كُو عِبَادِ اَوْرِ تَوْبِجِ سَبِ تَوْبِجِ كِ مَعْدِ اَوْرِ
دِيَا سَبِ اَسْبَا تِ كِي كَا كُو مَيَّ حِيزِ السَّعْدُ عَزَّوَجَلَّ كَسِ غَضَبِ كُو شَرِكِ بَرِ كِ مَنِجِزِ وَا لِي نَهْنِ سَبِ جِيسَ كِ خُشِي كُو

اسکی خوشنودی میں توحید سے بڑھ کر دخل نہیں ہے یا تکرار اس لیے ہے کہ اول نذر انکی اور کافساد بیان کرنے کے لیے ہوگی اور دوسری سیلے کہ انکے شرک پر کوئی دلیل نہ تھی محض اپنی جاؤ اور خوش نفس سے یہ کام کرتے تھے کہا مجاہد نے شہید سے رسول و نبی مراد ہیں بعض نے کہا ہرست کہ عادل لوگ مگر پہلی تفسیر بہتر ہے اور اسی کی مثل ہے اللہ عزوجل کا یہ قول فَكَيْفَ إِذْ جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا یعنی ہر کیا حال ہوگا جب بلا و نیگے ہم ہر امت میں ہی حوالہ کہنے والا اور بلا و نیگے تجھ کو ان لوگوں پر حال بتانے والا پھر اللہ عزوجل نے پیغمبر کو بیان فرمایا جو وہ ہرست کو فرمایا اور فرمایا اِنَّكَ آخِرُ تِلْكَ اَعْيُنُ فِرْعَوْنَ وَنُصْرَتُهُمْ هِيَ اَنْتَ لَمَّا كُنْتَ فِي الْمَدْيَنَ وَنُصْرَتُهُمْ هِيَ اَنْتَ لَمَّا كُنْتَ فِي الْمَدْيَنَ اور اقامت برہان سے عاجز ہو جاؤ نیگے کہ الوہیت محض اللہ عزوجل کے ساتھ خاص تھی اور وہ اکیلا تھا آپ الوہیت میں آپس میں ہر ایک کوئی شریک نہ تھا اور دنیا میں جو اللہ عزوجل کے ساتھ عبادت میں شریک بنا رہے وہ سب پہل جاؤ نیگے پھر اللہ عزوجل نے ضلالت والوں کے بیان کے بعد قارون کا قصہ بیان فرمایا جو اللہ عزوجل کی بدیع قدرت اور عجیب صنعت پر بغال ہے اور فرمایا اِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مَوْسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ وَآتَيْنَاهُ مِنْ الْكُوزِ مَا اَنْ مَفَاتِحُ لَنْتُوْا بِالْعَصْبَةِ اَوْ اَلِ الْقَوْمِ اِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ وَابْتَغَ فِيمَا اٰتٰهُ اللّٰهُ الدّٰرَ الْاٰخِرَةَ وَكَانَ مُسْتَبْسِرًا مِنَ الدّٰنْيَا وَآخِصًا كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْتَغِ الْفَسَادَ فِيْكَ اَوْ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْتَغِ الْفَسَادَ فِيْكَ اَوْ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ

المفسدین۔ قارون جو تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے پھر شرارت کرنے لگا انپر اور ہم نے دینے تھے اسکو خزانے تو کہ اسکی بخیوں سے تنگ نہ تھے کئی مرزدار اور جب کہا اسکو اسکی قوم نے اترامت اللہ عزوجل کو نہیں بہاتے اترانے والی اور جو تجھ کو اللہ نے دیا اس سے پیدا کر پھیلا گھر اور نہ پہول اپنا حصہ دنیا سے اور پہلائی کر جیسے اللہ عزوجل نے پہلائی کی تجھ سے اور نہ چاہ خرابی ڈالنی ملک میں اللہ کو بہاتے نہیں خرابی ڈالنے والی قارون حضرت موسیٰ کی جبکی اولاد میں تھا فرعون کی سرکار میں پیش ہو گیا تھا بنی اسرائیل پر کار بیگار یہی پہنچا تا اور مزدوری اسی کے ماہتہ سے ملتی اگر کام میں مال بہت کمایا جب بنی اسرائیل حکم میں آئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اور فرعون عرق ہوا اسکی روزی سو قوت ہوئی اور سرداری نہ رہی دل میں ضد کہتا تھے سے منافق بنکر پیچھے عرب دیتا اوتمہتین لگاتا ایک و ز ایک عورت کو ہمت کی بات سکھلا کر و برد لایا اس عورت نے خدا سے ڈر کر سچ

کہنے لگے مجھ کو سکھایا تھا تب حضرت موسیٰؑ کی بددعا سے زمین میں غرق ہوا اور اسکا گہرا اور بڑا نہا
 یہی غرق ہوا خرابی نہ ڈال لینے حضرت موسیٰؑ کی ضد نہ کر اور اپنا حصہ نہ پہول دنیا سے یعنی حصے موافق
 کہا پہن اور زیادہ مال سے آخرت کما لیتے مافی موضح القرآن فاعلمش نے نہال بن عمر اور سعید بن جبیر
 سے اور ان دونوں سے ابن عباسؓ سے روایت کیا ان کا روئے کان من قوم مؤمنی کی تفسیر میں کردہ
 حضرت موسیٰؑ کا چچا زاد بھائی تھا وھلکذا قال ابراھیم الخوئی وعبد اللہ بن الحرث بن نوفل
 وسماء بن حرب وقنادہ ومالك بن دینار وابن جریر وعبد رھم انہ کان ابن عم مؤمنی
 علیہ السلام یعنی ان صاحبان کا بھی یہی قول ہے کہ حضرت موسیٰؑ علیہ السلام کا چچا زاد برادر تھا اور
 کہا ابن جریر نے فارون حمیر بن قاسم کا بیٹا تھا اور حضرت موسیٰؑ عمران بن قاسم کے بیٹے تھے
 اور محمد بن اسحق نے گمان کیا کہ فارون حضرت موسیٰؑ کا چچا تھا کہا ابن جریر نے ادا کثر اہل علم کا
 یہی قول ہے کہ فارون حضرت موسیٰؑ کے چچ کا بیٹا تھا والہ علم اور کہا قتادہ بن عامر نے ہم سے
 بیان کیا گیا کہ وہ حضرت موسیٰؑ کے چچ کا بیٹا تھا اور سکو منور کہتے تھے اس لیے کہ توریت خوش
 آواز سے پڑھتا تھا مگر اللہ عزوجل کا دشمن منافق تھا جیسے سامی منافق تھا اور بسبب کثرت مال کے
 خدا نے سکو پر باد کر دیا اور کہا شہر بن حوشب نے اپنا ہر ایک کپڑا دوسرے لوگوں سے ایک بالشت طویل
 رکھتا اپنی اپنی رغبت کے لیے اور یہ جو فرمایا وَاَنْتَا هُمْ مِنَ الْكَافِرِ آخر آیت تک تو اعمش نے اس
 آیت کی تفسیر میں خیمہ سے روایت کیا کہ فارون کے خزانوں کی کنجیاں چمڑے کی تھیں اور ہر کنجی
 انگشت کے برابر تھی اور ہر ایک کنجی الگ الگ خزانے کی تھی جب وہ سوار ہوتا تو انکو لاد لیتا ستر
 خچروں پر جنکے موہنہ اور ماتہ اور پاؤں سفید ہوتے اور بعض نے کہا کہ والہ علم ابن عباسؓ نے
 فرحین کی فرحین کے ساتھ تفسیر کی یعنی اترتے والے اور کہا مجاہد نے فرحین سے ہشترین بطریق
 مراد ہیں جو اللہ عزوجل کے دیے پر شکر نہیں کرتے اور نہ پہول حصہ پنا دنیا سے یعنی یہ مال خربل اور
 نعمت فراخ جو تمہکو اللہ عزوجل نے عنایت کی اللہ عزوجل کی طاعت اور اس کے تقرب میں صرف کر
 انواع قربات کو ساتھ جنکے ساتھ تمہکو دنیا اور آخرت میں ثواب حاصل ہوا اور نہ پہول حصہ اپنا دنیا
 یعنی اس خیر سے کہ اللہ عزوجل نے ان کو مبل کیا ماکل اور مشارب اور ملاس اور مساکن اور مناکح
 کیونکہ تیرے رب کا تجھ پر حق ہے اور تیرے نفس کا تجھ پر حق ہے اور تیرے گھر والوں کا تجھ پر حق ہے

اور تیرے گہرا لون کا تجرہ حق ہے اور تیرے مہمان کا تجرہ حق ہو یہ تو سر حق والی کا حق اور بھلائی
 کر اسے جل و علا کی مخلوق سے جیسے اسے عز وجل نے بھلائی کی تجرہ سے اور بسبب کثیر المال ہونے اپنے کو زمین
 میں فساد کر اور مخلوقات سے برائی نہ کر اسے عز وجل لگاڑ و لون کو نہیں چاہتا فتح میں کہا ہے کہ فارون
 اور پوزن فاعول کے ہم انجمنی ہے اور غیر منصرف ہو بسبب عجب اور علیت کے اور نہیں ہے یہ لفظ عربی مشتق
 قرنت کی کہاں جابج نے اگر فارون کا لفظ قرنت سے ماخوذ ہوتا تو منصرف ہوتا کما نخعی اور قتادہ وغیرہ مانے
 کہ یہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کے چچ کا بیٹا تھا اور یہ فارون تھا بیٹا بصیر کا بیٹا قاہر کا بیٹا
 لاوی کا بیٹا یعقوب کا اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام عمران بن قاہر کی بیٹی ثنی بعض نے
 کہا چحضرت موسیٰ علیہ السلام کا خالہ زاد بھائی تھا اور اسکو منور کہتے تھے کیونکہ یہ خوبصورت آدمی تھا
 اور یہ ان ستر لوگوں میں سے تھا جنکو موسیٰ علیہ السلام نے مناجات کو اسطرح چاہتا تھا اور سنی اس کے کلام
 اسے عز وجل کی قالہ الرازی اور بنی اسرائیل میں کوئی ایسا توریث خداں نہ تھا جیسا یہ پہر منافق ہو گیا اسکی
 کیطرح اور نکل گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طاعت سے اور تجرہ اور تکبر میں یہ حد سے بڑھ گیا اور لوگوں پر
 فضیلت طلب کی اور یہ کہ وہ اسکے زبردست ہو دین اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے انکی رسالت پر
 حسد کیا اور حضرت ہارون علیہ السلام سے انکی امامت پر اور کفر کیا اسے عز وجل کے ساتھ اندونوں کے ہاکم
 یہ بسبب کثرت مال اپنے کے کہا ضحاک نے اسکی شرارت بنی اسرائیل پر یہی کہ بسبب کثرت مال اور اولاد ہونے
 کے ان کو حقیر جانتا تھا اور کما بعض نے فرعون کی طرف سے بنی اسرائیل پر عامل تھا اور ان پر ظلم کرتا تھا
 بعض نے بغی کی تفسیر میں کچھ اور بیان کیا جو آیت کو معنی کے مناسب نہیں ہے اور کنوز جمع ہے کنز
 کی اور کنز وہ مال ذخیرہ ہے اور اسکے اسوال کو کنوز سے تعبیر کیا کیونکہ وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تھا عطا کا
 تو یہ قول ہے کہ اسکو حضرت یوسف علیہ السلام کے خزانوں میں سے کوئی خزانہ مل گیا بعض نے کہا وہ کیمیا
 جانتا تھا اور مفاخ جمع ہے مفتوح مکسور الیم کی اور وہ کنجی ہے بعض نے کہا مفاخ سے خزانے مراد ہیں اس
 صورت میں مفاخ کا واحد مفتوح الیم ہو گا و احدی نے کہا اکثر مفسرین کے قول میں مفاخ سے خزانے
 مراد ہیں جیسے اسے عز وجل کے اس قول میں وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ اور زجاج کا یہی مختار ہے کہاں جابج
 نے مفاخ کی تفسیر میں بہت مناسب یہی قول ہے کہ مفاخ سے اسکے مال کو خزانے مراد ہیں اور دوسرے
 کا یہ قول ہے کہ مفاخ جمع ہے مفتاح کی اور وہ وہ چیز ہے جس سے دروازہ کھولا جاتا ہے یہی قول ہے

قتادہ اور مجاہد کا کہا خنیثہ نے قارون کے خزانوں کی کنجیاں اونٹ کو چڑھ کر کی تھیں ہر ایک کنجی ایک انگشت کے برابر تھی جنہیں سے ہر ایک بجا خزانے کی تھی جب وہ سوار ہوتا تو ستر خچروں پر ان کنجیوں کو لاد لیا جاتا جسکے سونہ اور ماتہ پاؤں سفید ہوتے اور کہا خنیثہ نے مین کو انجیل میں پایا کہ قارون کے خزانے کی کنجیوں کے اوٹھانیوں الیسی خچر پر تھیں جسکے منہ اور ماتہ پاؤں سفید تھے اور کوئی کنجی ایک انگشت سے زیادہ لمبی نہ تھی اور ہر ایک کنجی کے لیے ایک ایک خزانہ تھا کہا علامہ شوکانی نے فتح القدیر میں جوینے خنیثہ کے اسقول کو انجیل میں نہیں پایا اور یہ جو فرمایا لَتَنقُودَ بِالْعَصْبَةِ إِلَى الْقَهْقَرِ تَوْعَصِبَةُ إِلَى الْقَوَّةِ سے زبردست جماعت مراد ہے اور طلبت ہے کہ زور والوں کی ایک جماعت ہی انکو نہیں اٹھا سکتی تھی اور کہا رازی نے معنی یہ ہیں کہ ایک جماعت اگر ان کنجیوں کو ضبط کرنا چاہتی تو ضبط نہیں کر سکتی تھی کیونکہ وہ بہت تھیں اُن سے اور ابو عبیدہ کا یہ قول ہے کہ ایک جماعت انکو اٹھا لیتی تھی اور فرماؤں نے کہا ایک جماعت انکو اٹھانے سے تک جاتی اور اکثر سلف کا یہی قول ہے اور عصبہ جماعت ہے جو تین سے دنس تک ہو بعض نے کہا دس سے پندرہ تک بعض نے کہا دس سے بیس تک بعض نے کہا پانچ سو دس تک بعض نے کہا چالیس نفر کو عصبہ کہتے ہیں بعض نے کہا ستر کو بعض نے کچھ اور کہا اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں بِالْعَصْبَةِ أُولَى الْقَوَّةِ کی تفسیر میں فرمایا کہ ان کنجیوں کو زور آور مردوں کی ایک جماعت نہیں اٹھا سکتی تھی اور عصبہ کہتے ہیں چالیس آدمیوں کو اور قوم قارون جو میان بنی اسرائیل کے ایماندار لوگ مراد ہیں کہا فرماؤ قوم سے صرف حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام مراد ہیں اور قوم کا لفظ اگر جمع کے لیے ہو مگر مراد اس سے واحد ہے اور معنی یہ ہیں نہ اترا اور نہ فخر کر اور نہ اکثر بسبب کثرت مال کے اور غرور و جل نہیں چاہتا فخر کر نیوالوں اترانے والوں کو جو اور غرور و جل کی دینے کا قدر نہیں کرتے کہا زجاج نے رت خوش ہو مال کو ساتھ کیونکہ مال کے ساتھ خوش ہونے سے مال کا حق ادا نہیں ہوتا بعض نے کہا معنی یہ ہیں نہ وسادہ کر کہا زجاج نے فرحین اور فارحین دونوں لفظوں کے ایک معنی ہیں اور فرماؤں نے کہا فرحین وہ لوگ ہیں جو زمانہ موجود میں فرحت میں ہوں اور فارحین وہ جو آئندہ زمانہ میں فرحت میں ہوں اور کہا مجاہد نے معنی لافح کے یہ ہیں مت بغاوت کر اور فرحین کہتے ہیں بغاوت کرنا والوں کو بعض نے کہا معنی یہ ہیں بخل نہ کر اور غرور و جل نہیں چاہتا بخل کرنے والوں کو اور کہا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرحین بمعنی مرحین ہے (اور مرح کہتے ہیں اترانے کو) بعض نے کہا دنیا

کے ساتھ ہی خوش ہوتا ہے جو اسکے ساتھ راضی ہو اور اسی کے ساتھ مطمئن ہو اور رہا وہ شخص جو کمال آخرت میں
 لگ رہا ہے اور وہ جانتا ہے کہ وہ دنیا کو عنقریب چھوڑ دینا ہے تو وہ دنیا سے خوش نہیں ہوتا اور جمال اور
 ثروت اور غنائج کو اللہ عزوجل نے عنایت کی ہے اس میں جنت کا سامان طیار کردہ ہر طرح کے ہسکو خرچ کر اللہ
 عزوجل کی رضا مندی میں مثل صدقہ اور ناطہ جڑنے اور بہو کے کو کھلانے اور ننگے کو پہنانے اور محتاج پر
 خرچ کرنے کے اور نہ اوڑھال کو بھرا اور بغاوت میں اور دانتیج کو دانتیج ہی بڑھا گیا ہے اور یہ جو فرمایا اور نہ بول
 اپنا حصہ دنیا میں سہو جو بہو مفسرین کا اسکے تفسیر میں یہ قول ہے کہ دنیا میں آخرت کو لیے عمل کرے اور انسان
 کا عمل وہ اسکی عمر اور اسکا عمل صالح ہے کہا ناجائز نے اسکے معنی میں آخرت کی واسطے عمل کرنا مست بہول
 کیونکہ حقیقت میں انسان کا دنیا سے ہی حصہ ہے کہ آخرت کی واسطے عمل کرے اور کہا حسن اور قتادہ نے
 اسکے معنی یہ ہیں کہ تو حلال کے طلب میں اور اس سے فائدہ اٹھانے میں کوتاہی نہ کر اور نظم قرآنی کے ساتھ
 موافق ہو اور بعض نے کہا دنیا میں نصیب سے مراد کفن ہے جیسے شاعر کے اس قول میں **نَصِيبُكَ فَلَاحُكَ**
الَّذِي كَانَ رِزْقًا لَّكَ فَيَكُونُ رِزْقًا لَّكَ اور نصیب کی اس چیز کے ساتھ تفسیر کی ہے جو
 کا انسان دنیا میں محتاج ہوتا ہے حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **اِغْتَرِبْ فَمِنْكُمْ**
خَمْسٌ شَبَابَكَ قَبْلَ هَمِّكَ وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ وَ
حَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ یعنی پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پیشتر غنیمت جان اپنی جوانی کو بوڑھا ہونے سے
 پہلے اور اپنی عافیت کو بیمار ہونے سے پہلے اور اپنی آسودگی کو حاجت سے پہلے اور فرصت کو مشغل ہونے
 سے پہلے اور جینے کو مرنے سے پہلے دھو دھو ہل اور اسی کے مطابق چلے ہیں مجاہد اور ابن زید بعض نے
 کہا معنی یہ ہیں جس چیز کا تو دنیا میں محتاج ہے اسکو بے اور باقی کو اپنے قبضہ سے نکال کر ال اور یہ جو فرمایا
 احسان کر جیسے تیرے ساتھ اللہ عزوجل نے احسان کیا تو اسکے یہ معنی ہیں کہ تو اللہ عزوجل کے بندوں سے احسان
 کر انچیز کے ساتھ جسکے ساتھ تجھ پر اللہ عزوجل نے احسان کیا دنیا کی نعمتوں سے بعض نے کہا معنی یہ ہیں تو اللہ
 عزوجل کی اطاعت کر اور اسکی عبادت کر جیسے اسنے تجھ پر احسان کیا اور اس معنی کی ہوید ہے وہ حدیث جو
 صحیح بن غیر ہما میں ثابت ہے کہ جبریل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احسان کر معنی دریافت
 لیے تو اپنے فرمایا **اِنَّ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنَّ لَكَ تَرَاهُ فَإِنَّ لَكَ تَرَاهُ** یعنی آپ نے فرمایا احسان
 اور اخلاص ہے کہ تو اللہ عزوجل کی ایسی طرح عبادت کرے جیسے کہ تو اسکو دیکھ رہا ہو سو اگر اس طرح

کا دیکھنا تجھ سے نہ ہو سکے تو یوں جان کر وہ تجھ کو دیکھتا ہے قال اِنَّمَا اُوْتِيْتُهُ عَلَىٰ عِلْمِ عِنْدِي اِنَّ
 لَمُعْجَمًا اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهِ مِنَ الْقُرْآنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّ اَكْبَرُ جَمْعًا و
 لَا يَسْئَلُ عَنْ ذُنُوبِهِمْ الْخَبِيرُ مَعُونًا ہ بولا یہ تو مجھ کو ملا ہے ایک مہر سے جو میری پاس ہے یعنی مجھ کو دنیا کے
 کمانے کا سلیقہ ہے کیا یہ نہ جانا کہ اللہ کہا چکا ہے اس سے پہلے کتنی سنگتیں جو اس سے زیادہ رکھتی تھیں
 زور اور زیادہ مال کے جمع اور پوچھے بغائیں گے گناہگاروں کے انکے گناہ و اور پوچھے بغائیں گے گناہگاروں
 سے انکے گناہ یعنی گناہگاروں کی سمجھ درست ہو تو گناہ کیوں کریں جب سچا الٹی پڑے تو الزام نیے کا کیا فائدہ
 کہ یہ برا کام کہیں کرتا ہے اسکی برائی نہیں سمجھنا اتنے مافی موضع القرآن کما حافظ ابن کثیر نے اس آیت
 میں اللہ عزوجل نے خبر دی ہے قارون کے جواب سے جو اس نے اپنی قوم کو دیا جب انہوں نے اسکو نصیحت کی
 اور اسکو خیر کی طرف ارشاد کیا تو بولا اِنَّمَا اُوْتِيْتُهُ عَلَىٰ عِلْمِ عِنْدِي یعنی میں اسچیز کا محتاج نہیں ہوں جو
 غم بیان کرنے ہمارے مجھ کو تو بال اللہ عزوجل نے اسلئے دیا ہے کہ وہ مجھ کو مالدار ہونے کے لائق سمجھتا ہے اور
 مجھ سے محبت رکھتا ہے اور یہ قارون کا قول یہاں ہی ہے جیسے اللہ عزوجل نے ہر انسان کا فکر کے زبان سے
 حکایت فرمایا اپنے قول میں وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا نَحْنًا اِذْ اَحْوَلْنَا نُهْنَةً مِّمَّا قَالِ اِنَّمَا
 اُوْتِيْتُهُ عَلَىٰ عِلْمِ عِنْدِي بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَلٰكِنْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ قُلْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ
 قَبْلِهِمْ فَمَا اَنْعٰى عَنْهُمْ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ فَاَصَابَهُمْ سَيِّئَاتٌ مَا كَسَبُوْا وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ
 اَوْ لَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يَكْبُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ یعنی
 سو جب لو آدمی کو کچھ تکلیف ہو پکارے ہر جب بخشنیں ہم اسکو اپنی طرف سے کوئی نعمت کہو یہ تو مجھ کو ملی
 کہ آگے سے معلوم نہی کوئی نہیں یہ جانچ رہے پڑوہ نہیں سمجھتے کہ چکے میں یہ بات اسنے لگلی ہے کہ کلام نہ آیا ان
 کو جو حکماتے تھے کہ پڑوین اپنی برائیاں جو کما میں تھیں اور جو گناہگار ہیں ان میں سے انہی ہی اب پڑتے
 ہیں برائیاں جو کما میں ہیں اور وہ نہیں تہرکتے والے اور کیا نہیں جان چکے کہ اللہ پہلے تا ہے مغری
 جسکو چاہے اور باپ کر دیتا ہے اللہ اس میں پتے ہیں ان لوگوں کو جو جانتے ہیں نیسے عقل دوڑانے قدیر
 کرنے میں کوئی کمی نہیں کرتا ہر ایک کو روزی کشادہ ہے ایک کو تنگ جان لو کہ عقل کا کام نہیں اور اور
 مقام میں حکایت فرمایا وَلَئِنْ اَذْنَتْ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْ بَعْدِ خَطَاۤءِ مَسْتَهٗ لَيَقُوْلُنَّ هٰذَا لِيْ وَمَا
 اَطْنُ السَّاعَةِ قَائِمَةٌ وَاِنْ رُجِعْتَ اِلَيَّ رَجَعْتُ اِلَيَّ اِنَّ لِيْ عِنْدَ الْحَسَنِ فَلَنْتَبَهُنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنَّمَا

وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰذَا سَيُصِيبُهُمْ سَيِّئَاتٌ مَا كَسَبُوْا

عَمَلُوا الَّذِي يَنْفَعُهُمْ مِنْ عَذَابٍ مُّهِينٍ اور اگر ہم حکم کیا ہوں اسکو کچھ اپنی مہر بھیجے ایک تکلیف کے جو
 ہسکو لگی تھی تو کہنے لگو گایہ بے میری لائق اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت آتیوالی ہو اور اگر میں پہر گیا
 اپنے رب کی طرف بیٹھا کہ کو ہے اُسکے پاس خلی سوسم جہادین گے منکرون کو جو انہوں نے کیا ہے
 اور حکم دین گے انکو ایک گارٹی ہار اور بعض مفسرین سو فارون کے قول اِنَّمَا اُوْنِيْتُكَ عَلٰی عِلْمٍ عِنْدِي
 میں یہ بتقول ہے کہ فارون کی مراد یہ تھی کہ میں کیمیا کا علم جانتا ہوں اور یہ ضعیف قول ہے کیونکہ کیمیا کا علم
 فی نفس الامر ایک باطل امر ہے اسلیے کہ عیان کی تبدیل اور تقلیب پر اسے غرول کے سوا کوئی قادر نہیں
 فرمایا اللہ تعالیٰ نے يَا أَيُّهَا النَّاسُ خُذُوا مَثَلًا مِّنْ آلِ دَاوُدَ إِذْ قَالَ دَاوُدُ رَبِّ اجْعَلْ لِّیَ آيَةً فَقَالَ اَللّٰهُمَّ
 سوا ہرگز نہ بنا سکین ایک سبھی اگرچہ ساری جمہ ہوں اور مسلم ہوں ابو ہریرہ سے فرمایا مروی ہے کہ حضرت
 صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ اَخْلَكَ مُتَمِّنَّ ذَهَبًا يَخْلُقُ كَخَلْقِي فَلاَ يَخْلُقُوا
 ذَرَّةً فَلْيَخْلُقُوا شَيْعَةً یعنی اس سے بڑا ظالم کون ہے جو گیا کہ نادوی تصویر کو میری طرح تو جابہیہ کہ
 ایک ذرہ بنا دین (یا ایک دانہ پیدا کرین) یا ایک جو پیدا کرین یعنی جاندار کی صورت بنا نیوالے پیدا کر نو
 میں خدا کی مشابہت کرتے ہیں حالانکہ ایسے عاجز ہیں کہ جاندار تو ایک طرف ہیں ذرہ یا جو برابر بیجا
 حقیر چیز بھی نہیں بنا سکتے اور یہ حدیث ان تصویر بنا نیوالوں کے حق میں دار جو اللہ عزوجل کے مخلوق
 میں مشابہت کرتے ہیں صرف ظاہر صورت میں یا شکل میں اور ان لوگوں کا کیا حال ہے جو دعوی کرتے
 ہیں کہ ایک ذات کی ماہیت کو دوسری ذات کی ماہیت بنا دیتے ہیں یہ دعوی زور و مجال اور جہالت اور
 ضلالت ہے اور یہ دعوی تو ظاہر صورت کو ایسی رونق دیدیتی ہیں کہ وہ دوسری ماہیت معلوم ہوتی ہے اور
 حقیقت میں یہ کذب اور ملمع ہوتا ہے اور رواج دینا اس بات کا کہ وہ نفس الامر میں صحیح ہے حالانکہ وہ قطعاً
 لامحالہ ایسا نہیں ہوتا ہے اور نہ شرعی طریق سے یہ بات ثابت ہے کہ اس طریقہ کے کسی شخص کے پاس ہو جو
 رہا اعیان کا قلب یعنی بعض جنہوں کا سونا یا چاندی ہو جانا بعض اولیاء اللہ کے ہاتھوں پر خرق عادت
 کے طور پر تو اسکا کوئی مسلمان انکار نہ کرے گا اور نہ ہسکو کوئی ایماندار رد کرے گا مگر یہ صناعات کو قبیل
 سے نہیں ہے بلکہ یہ تورب الارض السموات کی شدت اور اس کے اختیار اور فضل سے ہے صبیحہ بن خیر
 مصری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ان کو کسی فقیر نے کچھ ناگنا اسوقت انکے پاس مینے کے دھڑ کوئی

چیز نہ تھی مگر ان کو معلوم ہوا کہ اس فقیر کو سخت حاجت ہے اسوقت انہوں نے ایک کنکر کو لیا اور اس کو ہاتھ میں
 الٹ پلٹ کیا اور فقیر کی طرف چلایا تو وہ سونا کنکر بنا ہوا اور احادیث اور آثار اس باب میں بہت ہیں جنکو
 نوکر سے طول ہوتا ہے اور بعض کا یہ قول ہے کہ قارون اسم اعظم سے واقف تھا تو اس نے اسم اعظم کے ساتھ دعا
 کی اور اس کی وجہ سے مالدار بن گیا مگر صحیح سمجھنے وہی قول میں کہ اس نے کہا مجھ کو اللہ عزوجل نے لائق سمجھ کر
 دیا ہے لہذا اللہ عزوجل نے اسکی بات کو رد فرمایا کہ اگر عزوجل جسکو دیتا لائق سمجھ کر دیتا اور محبت کی وجہ سے دیتا
 تو پہلے لوگ جو اس سے زیادہ مالدار اور زیادہ جمع والے تھے انکو کیوں انکے کفر اور عدم شکر کی وجہ سے ہلاک
 کرتا دہندا فرمایا وَلَا يَسْأَلُ عَنْ ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ اور قتادہ فرمے علم عندی کی تفسیر علی خیر عندی
 کے ساتھ کی ہے اور کما سدی نے اسکو معنی یہ میں کہ اللہ جانتا ہے کہ میں اس لائق ہوں اور امام عبد الرحمن
 بن زید بن سلم کا اس آیت کی تفسیر میں بہت عمدہ قول ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر اللہ عزوجل مجھ سے رضی نہ ہوتا
 اور میری فضیلت کو نہ جانتا تو مجھ کو یہ مال نہ دینا اور استشہاد یہ آیت ٹیڑھی اَوَلَمْ يَعْلَم أَنَّ اللَّهَ قَدْ
 أَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهِمِ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْبَرُ جُمْلَةً وَلَا يَسْأَلُ عَنْ ذُنُوبِهِمُ
 الْمُجْرِمُونَ فتح میں لکھا ہے کہ علی علم عندی کی تفسیر میں اختلاف ہے کہ اس علم کو کون علم مراد ہے تو بعض نے کہا اس
 توحید کا علم مراد ہے اور بعض نے کہا قارون کا جانا سکھانا اور زراعت اور انواع تجارت کی وجہوں کو اور بعض نے
 کہا کنوز اور دفائن پہچان لینا بعض نے کہا اس سے کیمیا کا علم مراد ہے بعض نے کہا معنی یہ میں مجھ کو
 اللہ عزوجل نے یہ خزانے دیے ہیں یا سب سے کہ مجھ کو ان خزانوں کے لینے کا مستحق سمجھتا ہے اور زجاج نے
 ... اسی کو اختیار کیا ہے اور سب معنوں کا انکار کیا ہے اور یہ جو فرمایا اَوَلَمْ يَعْلَمَنَّ اللَّهُ أَنَّ اللَّهَ آخِرُكُمْ تَوَكَّلُوا
 معنی یہ میں کہ اگر مال اور قوت یہ دونو افضل ہونے کے دلیل ہوتی تو پہلے لوگوں کو جو قارون سے زیادہ زور
 والے اور زیادہ جمع والے تھے انکو وہ نہ کہتا یا بعض نے کہا قوت سے آلات اور جمع سے اعداؤں مراد ہیں اور
 اس کو تقریر اور توجیح مراد ہے کیونکہ قارون توحید کا عالم تھا اور قرون اولیٰ کی خبروں سے بخوبی واقف
 تھا یا مؤرخین سے اس نے سنا ہوگا قَالَ الْكَرْنِيُّ اور یہ جو فرمایا اور جو ہے بخدا دین گے اپنے گناہوں سے
 گناہ گار یعنی ان سے ایسا سوال نہ کیا جاوے گا جس میں انکو عذر کر نیکی گنجائش ہے جیسے فرمایا ثُمَّ لَا
 يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ یعنی پھر حکم ملے سنکروں کو عذر کرنے کا اور نہ ان
 کا عذر قبول ہو اور جیسے فرمایا فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا يَكُونُ لَكُم مَأْوٰی جَهَنَّمُ وَإِنْ لَا تُسْعَفُوا فَمَا كُمْ مِنْ

الْمُحْسِنِينَ یعنی ہر اگر وہ صبر کریں تو آگ انکا گھر ہے اور اگر وہ معافی طلب کریں تو معاف ملی جاوے گی یعنی دنیا میں بعضے بلا صبر سے آسان ہو تو یہی وہاں صبر کریں یا نہ کریں دوزخ گھر ہو چکا اور بعضی بلا ملتی ہے نہ کرنے سے وہاں بہتیرا چاہیں کہ سنت کریں کوئی قبول نہیں کرتا اور تفریع اور توبیخ کے طور پر ان کو سوال ہوگا اور حساب کی وجہ سے اور اپنے تشدد کی وجہ سے کی جیسے اللہ عزوجل نے فرمایا قَدْ رِئَاكَ لَعْنًا كَلْتَهُمْ أَجْمَعِينَ یعنی سوتھم ہے تیرے رب کی ہکو پوچھنا ہے ان سب سے اور مجاہد نے آیت کی تفسیر میں کہا کہ ملائکہ مجرمین سے سوال کریں گے کیونکہ وہ ان کو علامتوں سے پہچان لیں گے اس لیے کہ وہ کالی ہونہ نیلی آنکھیں اٹھائی جاویں گے اور کہا قَدْ رِئَاكَ لَعْنًا گناہوں کو ان کے گناہوں کا سوال نہ ہوگا بسبب ظاہر ہونے انکو گناہوں کے اور کثرت انکی کے بلکہ داخل ہونگے بغیر سوال اور حساب کے بعض نے کہا معنی یہ ہیں اس آیت کو مجرموں کو اہم گذشتہ کو گناہوں کا سوال نہ ہوگا یا یہ معنی کہ مجرم اپنے گناہوں کا بغیر سوال کے اقرار کر لیں گے بعض نے کہا معنی یہ ہو کہ اللہ عزوجل انکو ان کے گناہوں کی کیفیت اور کمیت سے سوال نہ کریگا جب انکو سزا دینا چاہیگا کہا ابن عادل نے اور ان وجوہ میں سے زیادہ لائق اس آیت کو ساتھ استعجاب کی وجہ ہے فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا لَيْلَاتٍ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيَكُنَّ قَوَائِمُ

اللَّهُ خَائِرِينَ آمَنَ وَتَحْمِلُ صَالِحًا وَلَا يُلْقِيهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ ہ ہر نکلا اپنی قوم کے سامنے اپنی طیاری سے کہنے لگے جو طالع ہے دنیا کی زندگی کے امور کی طرح ہکو ملے جیسا کہ بلا ہے قارون کو بے شک اسکی بڑی قسمت ہے اور بولے جنکو ملی تھی بوجہ اسے خرابی تمہاری اللہ کا دیا ثواب بہتر ہے ان کو جو یقین لائے اور کیا بھلا کام اور یہ بات انہیں کے دل میں پڑتی ہے جو سمجھو اے مین ف یعنی دنیا سے آخرت کو وہی بہتر جانتے ہیں جن سے محنت بھی جاتی ہے اور بے صبر لوگ حرص کے مارے دنیا کی آرزو پر گرتے ہیں نادان آدمی دنیا دار کی قسمت کو جانتا ہے اسکی بڑی قسمت ہے اسکی فکر کو اور آخرت کی ذلت کو اور سوچو خوشامد کرنے کو نہیں دیکھتا اور یہ نہیں دیکھتا کہ دنیا میں آرام ہے تو دگر نہیں اور مرنے کے بعد کاسٹے ہیں ہزاروں برس انتہے مافی موضع القرآن ان آیات میں اللہ عزوجل خبر دیتا ہے کہ قارون ایک دن اپنی قوم کے سامنے بڑی طیاری اور جاہ و جلال سے نکلا اور کہا اور ملا بس میں جو اسپر تھے اور اس کے خادموں اور نوکروں پر چب دیکھا اسکو دنیا کے طالبوں اور

اور انہوں نے خود دنیا کی زینت اور زخارف کی طرف مائل ہیں تو انہوں نے خود ہمیشہ کی سی طرح ہمواری ایسا ہی لہجہ تھا اور بولے یٰلَیْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ اور جب ان کا یہ مقالہ ان لوگوں نے سنا جو صاحب علم نافع ہیں تو وہ بولی وَیَكْفُرُ ثَوَابَ اللَّهِ خَيْرٌ لِّكَ أَمِنْ وَعَمَلٍ صَالِحًا یُنِیْهِ الْعِزُّ وَجَلَّ جِوْا اپنے عباد صالحین کو انہیں کو دار آخرت میں جزا دیکھا وہ بہتر ہے انہیں سے جس کو تم دیکھتے ہو کہ اس کی طرف دیکھا یٰلَیْتَ هَآؤُلَآءِ الضَّالِّیْنَ کی تفسیر میں کہ لا بلکہ ہمیں جنہیں تبت کی طرف راجع ہے اور یہ منجملہ کلام اہل علم ہی کے ہے کہ ابن جریر نے کہ ضمیر اس کلمہ کی طرف راجع ہے جو اہل علم سے حکایت ہوئی اور معنی یہ ہیں اور یہ بات انہیں کے دل میں ٹپتی ہے جن کے دل دنیا کی محبت سے خالی اور دار آخرت میں غلبہ میں گویا حافظ ابن جریر نے اس کو اہل علم کے کلام سے جدا بنایا ہے اور اس کو اللہ عزوجل کی کلام اور اخبار سے شیرایا ہے فتح میں کہا ہے کہ قارون کا یہ خروج ہفتہ کے دن تھا اور وہ نکلا اپنے اتباع کثیرین کے ساتھ سوار یوں پر زین اور ریشمی لباس پہنے ہوئے گھوڑوں اور چرخوں سنگاروں میں برون پر قالہ لَمَّا جَاءَ اَوْسُ بْنُ ثَعْلَبٍ سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خَرَجَ عَلَی قَوْمِهِ فِی اَرْبَعَةِ اَلْفٍ بَعْلٍ یُنِیْ قَارُونُ اپنی قوم کے سامنے چار ہزار چرخوں میں نکلا اخریہ ابن مردویہ اور تابعین کی ایک جماعت سے اس زینت کے بیان میں اقوال مروی ہیں جس میں وہ نکلا مگر ان میں سے کوئی قول مرفوع ثابت نہیں ہے بلکہ اسے ابن ہریرہ اور ابن ہریرہ کی روایت کی سند معلوم ہے جس کو ابن مردویہ نے مرفوعاً بیان کیا اور جس شخص کو ابن مردویہ کی کتاب میں آوی وہ اس میں دیکھے اور مفسرین نے قارون کو اس زینت میں جس میں وہ نکلا تھا رواایتیں کیں ہیں مگر مراد صرف اتنی ہے کہ وہ بڑا طیار ہو کر نکلا ولکن ابن دینار و ابن احرز کے اندر نے اس کو دیکھا اس کی مثل ہونے کی تمنا کی جیسے اللہ عزوجل نے ان کی طرف سے حکایت کی اپنے اس قول کے ساتھ قَالَ الَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ الْحَیْوَۃَ الدُّنْیَا اب اس مقولہ کے قائلین میں اختلاف ہے کہ یہ کون تھے تو بعض نے کہا یہ اس وقت کے ایماندار لوگ تھے اور انہوں نے دنیا کی آرزو کی تو کہ اسکے ساتھ اللہ عزوجل کا قرعہ حاصل کریں اور مال کو سبیل خیر میں خرچ کریں تو انہوں نے ویسا ہونیکل آرزو کی نہ یہ کہ یہ نعمت اس کو نہ رہے اور ان کو لمجاوے بعض نے کہا یہ کافروں کی جماعت تھی اور اہل علم سے احبار نبی اس میں میل مراد اور ضمیر لا بلکہ ہمیں اس کلمہ کی طرف راجع ہے جس کے ساتھ احبار نے لکھ کر کیا بعض نے کہا اعمال کی طرف راجع ہے بعض نے کہا جنت کی طرف اور معنی یہ ہیں کہ اس بات کو نہیں سمجھتے اور اس بات

دہنسا کر کا حکم دیا اُس نے اسکو پڑ لیا تو وہ قیامت تک مین مین مکرین کہتا جا چلا جاویگا رَوَاهُ الْحَا فِظُ أَبُو
یَعْلٰی اور حافظ محمد بن سکر نے اپنی کتاب العجائب الغریبہ میں نوفل بن باحق سے ذکر کیا کہ اس نے کہا میں نے
ایک جوان کو بخیران کی مسجد میں دیکھا تو میں اسکی طرف دیکھنے لگا اور اسکے طول اور جمال سے حیران
ہوئی لگا تو وہ بولا مَا لَکَ تَنْظُرُ اِلَیَّ یَعْنِیْ نُوْمِیْرِ طُفْ کِیون دیکھتا ہے تو میں نے کہا میں تیری جمال اور
کمال پر حیران ہوں وہ بولا (تو کیا حیران ہوگا) میری جمال سے تو امیر غزوہ جل حیران ہے کہا نوفل بن باحق
نے تو وہ گھٹنے لگا اور گھٹنے لگا یہاں تک کہ ایک ثابت کو برابر بگھایا یہاں تک کہ اس کے کسی ناتے دار
نے اسکو اپنی استین میں اٹھالیا اور لیکیا ذَکْرُہُ الْحَا فِظُ بْنُ الْمَثْکَدِیْرِ فِیْ کِتَابِ الْعَجَائِبِ
الْخَیْطِیَّةِ اور ذکر کیا گیا ہے کہ قارون کا دہنسا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے ہوا اب بددعا کو
سبب میں اختلاف ہے تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور سدی سے تو یہ نقل ہے کہ قارون نے ایک
بدکار عورت کو کچھ مال دیا اس شرط پر کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی جماعت میں تہمت
لگا دی حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان میں موجود ہوں امیر غزوہ جل کی کتاب انکو سناتے ہوں اور وہ
ایسے موقع پر حاضر ہو کر کہے اے موسیٰ تو نے میرے ساتھ ایسا کیا اور ایسا کیا جب اس عورت نے بنی اسرائیل
کی جماعت میں حاضر ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تہمت لگائی تو آپ امیر غزوہ جل کے ڈر سے کانپ گئے
اور دو رکعت نماز ادا کی اور اس عورت کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اَنْشُدْ لَکَ بِاللّٰهِ الَّذِیْ کَفَرَتْ
اَلْکُھْرَ وَ اَلْجَحَا کَھُ مِنْ فِرْعَوْنَ وَ فَعَلَ کَذَا وَ کَذَا یَا اَلْکَھْرَ تَنَفَّیْ بِالَّذِیْ حَمَلَکَ عَلٰی مَا قُلْتَ
یعنی میں تجھ کو قسم دیتا ہوں اس ذات پاک کی جس نے تمہارے واسطے دریا کو چھپ دیا اور تمکو فرعون سے خلاصی
دی اور غلغان احسان کیا اور غلغان احسان مجھکو ضرورہ شہر بتلجس نے تجھ کو اس کہنے پر بامعینہ کیا ہے
وہ بولی جب آپ نے قسم دیکر پوچھا تو اب میں بتلادوں گی قارون نے مجھکو اس قدر مال دینا کیا ہے تمہاری
تہمت لگانے پر اور لو میں شہر غفار کرتی ہوں امیر غزوہ جل سے اور تائب ہوں اسکے طرف اسوقت حضرت
موسیٰ علیہ السلام امیر غزوہ جل کے لیے مسجد میں گر گئے اور قارون کی نسبت کچھ معذرت کی امیر غزوہ جل
نے وحی بھیجی کہ تم نے زمین کو حکم دیدیا ہے کہ وہ قارون کے بار میں تیری طاعت کرے تب حضرت
موسیٰ علیہ السلام نے زمین کو حکم دیا کہ قارون اور اسکی حویلی کو دہنسا لے اور بعض نے کہا جب قارون
اپنی طیارسی میں قوم کے سامنے نکلا خچر پر سوار ہو کر اور اس نے اور اسکے نوکر و ن نے ارجوانی رنگ کے

پہننے ہوئے تھے تو وہ اپنی اس نریت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مجلس پر گزرا اور آپ نبی اسرائیل کو امیر
عز وجل کے واقعات سنارہو تھے جب لوگوں نے قارون کو دیکھا تو وہ سب کے سب اسکی طرف بہر گئے حیران
ہو کر یہ دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسکو بلایا اور فرمایا تو نے یہ کیا کام کیا بولالے موسیٰ اگر تجھکو مجھ پر نبوت
کی وجہ سے فضیلت ملی ہے تو مجھکو تجھ پر مال کی وجہ سے فضیلت حاصل ہے اور اگر خواہش ہو تو ہم سب نکلیں
آپ میری حق میں بددعا کیجیے اور میں آپ کے حق میں بددعا کروں گا تب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور قارون
اپنے لوگوں کو لیکر باہر نکلا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تو بددعا کرتا ہے یا میں بددعا کروں وہ بولا
میں کرتا ہوں اور قارون نے بددعا کی تو اس کی بددعا منظور نہ ہوئی بہر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اب
میں دعا کروں قارون بولا ہاں کچھ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے نبی تو زمین کو حکم دے کہ آج کے دن میری
اطاعت کرے امیر عز وجل نے فرمایا میں نے آج کے دن زمین کو تیرا مطیع کر دیا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا
اے زمین کپڑے قارون اور اسکے تابعداروں کو تو اس نو آنکھ پاؤں تک مہنسا لیا بہر فرمایا کپڑے اُن کو
تب اس نے انکو گھنٹنوں تک مہنسا لیا بہر منوڈ ہوں تاکہ بہر فرمایا اب انکے خزانوں اور مالوں کو کپڑے
پہر زمین نے انکے خزانوں اور مالوں کو دہنسا لیا یہاں تک کہ لوگوں نے اسکا مشاہدہ کیا بہر موسیٰ علیہ السلام
نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا جاؤ لاوی کی اولاد تب زمین انکے اوپر برابر ہو گئی اور ابن عباس سے
مروی ہے کہ ساتویں زمین تک ان کو دہنسا دیا گیا اور قتادہ نے کہا ہمارے لیے ذکر کیا گیا ہے کہ ہر فرد اپنی
قامت کے برابر دہنسا کھجالتے ہیں تو وہ قیامت تک میں میں ٹکریں کہاتے چلے جائیں گے تعامل میں
لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کے سوا قارون سب کے زیادہ تورات کا واقف
تھا اور نہایت خوش آواز امیر عز وجل نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم بھیجا نبی اسرائیل کو حکم کریں کہ ہر ایک شخص
اپنی چادر کے چاروں کونوں میں سبز تاگا لگا لیں تو کہ حسب آسمانی رنگ تاگوں کو دیکھیں مجھ کو باور دین موسیٰ
علیہ السلام نے عرض کی کیا ساری چادریں سبز نکر لیں کیونکہ چاروں کونوں میں تاگا لگانا ایک حقیر کام ہے
اور جو لوگ تہوڑا کام قبول کریں گے وہ بڑا کام ہی قبول کر لیں گے امیر عز وجل نے فرمایا جس نے جو ٹاکام نہ
کیا وہ بڑا کام کب کرتا ہے اور میری چوڑے اور بڑے حکم میں کوئی فرق نہیں ہے غرض موسیٰ علیہ السلام
نے حکم دیا کہ ہر ایک چادر کے چاروں کونوں میں سبز تاگا لگا دیں ہر ایک نے سبز تاگا لگایا مگر قارون نے
یہ کام نہ کیا اور بولا تو غلاموں کا کام ہے یا مالک نے غلاموں پر نشان لگا دیتے ہیں تو لا اور لوگوں سے

ممشاکرین اور یہی سبکی پہلی نافرمانی ہے اور جب اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل سمیت دریا سے پار کر دیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اللہ عزوجل کے حکم سے موسیٰ علیہ السلام کو ہدایا کا سردار بنادیا اور جوہرہ ہدایا ان کا نام مشہور ہوا اور سب اسرائیلی اپنی قربانی حضرت ہارون علیہ السلام کے سامنے لاکر کہہ دی اور آسمان سے آگ آئی اور انکو اڑھا کر لیجائی اسپر فارون کو رنج ہوا اور بولا ہارون تو جوہرہ بن گئے اور آپ سب تو میں کیا ہوا حالانکہ میں ہی تو میت کا عالم ہوں اگر میں خالی رہا تو جوہرہ سے صبر نہ ہو سکے گا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ کام میری ہاتھ میں نہیں ہے یہ اللہ عزوجل کا کام ہے فارون بولا میں تو مانتا نہیں جتنا کہ آپ کوئی نشان بتلا دیں میں تو یہی کہوں گا کہ جوہرہ آپے ہارون کو بنا لیا ہے اور خدا کے ذمی لگاتے ہو سپر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سب سرداروں کو جمع کیا اور فرمایا اپنی لائیں لائیں لاؤ اؤن کا ایک مٹھا باندھ کر میری عبادت خانہ میں پہنیکد و رات بہر لوگوں نے لائیں کیونکہ ان کی نگہبانی کی صبح ہوئی تو ہارون علیہ السلام کی لائیں ایک با دام کا درخت نظر آتی تھی ہنرتوں سے ہری بہری موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا فارون دیکھو اللہ عزوجل کی تعجب بابت وہ بولا یہ کیا تعجب ہے یہ تو تمہارا جادو ہے سپر فارون اپنے تابعداروں کو لیکر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جدا ہو گیا مگر موسیٰ علیہ السلام کو قربت کی وجہ سے سپر ترس آتا تھا اور وہ دن بدن عداوت بڑھاتا اور جب قدر ہو سکتا موسیٰ علیہ السلام کو تکلیف دیتا اور اکثر ایک محل طیار کیا جسکے درواری سونیکے لگوئے اور دیواریں ہی ہونے کی صبح شام بہت اسرائیلی اسکے محلیں جاتے اور ٹھہرتے اس اثنا میں اللہ عزوجل نے زکوۃ کا حکم اقرار اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ حکم لوگوں کو سنایا جب فارون نے سنا تو موسیٰ علیہ السلام پاس ایک بات ٹہرنے کے لیے حاضر ہوا اور یہ بات قرار پائی کہ نہ ہر دم ہر ایک دم اور نہ ہر دینار ہر ایک دینار سب طرح ہر ایک ہنر چہرہ ہر ایک چیز دنیا ہوگی جب گھر میں پہنچ کر حساب کیا تو بہت مال دینا پڑا یہ دیکھ کر دل رگ گیا اور اسرائیلیوں کو اکٹھا کیا اور بولا کہ اب موسیٰ تمہاری مال لینا چاہتا ہے اسرائیلی بولی تو ہم میں سرگردہ آدمی ہے ہم تو ترسے تابعدا ہیں فارون بولا فلانی بدکار عورت بلا لاؤ اور وہ موسیٰ کو تہمت لگا دی اور کہو کچھ دینا کرو جنبت عورت آئی تو گنہگار ہوتا میں تجھ کو نہ اردینا سوون گا اس شرط پر کہ تو موسیٰ کو بہری مجلس میں تہمت لگا دی لہذا کہے لے موسیٰ تو نے میری ساتھ زنا کیا اس عورت نے قرار کیا دوسرے دن فارون نے ایک فراخ سدا ہوا ہنس ہراٹھلہ کو اکٹھا کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جا کر کہنے لگا ہراٹھلہ

فلان مقام میں جمع ہین اور آپ کی انتظار میں ہین چلیے انکو امیر عزوجل کے پیغام پہونچایے موسیٰ علیہ السلام
آئی اور وعظ و شریعت کیا اور فرمایا جو چوری کرے اسکا ہاتھ بچنے تک کاٹ دیا جاوی اور جو کسی پر
تہمت لگاوی اسکو اسے کوڑی لگاے جاوین اور جو کنوارا زنا کرے اسکو کوڑا مارا جاوی اور جو بیابا
ہوا زنا کرے اسکو جرم کرین قارون کبھوت بولا اگر موسیٰ تو ہی زنا کرے تو مجھ پر حد قائم ہوگی آپ نے
فرمایا ہاں اگر میں ہی زنا کروں تو مجھ پر یہی حد پڑے گی بولا اسرائیلی کہتے ہیں تو نے ہی فلان عورت
سے زنا کیا آپ نے فرمایا اس عورت کو بولا اگر وہ کہد یو ہی کہ میں نے اس سے زنا کیا ہے تو مجھ پر حد قائم
کیجا وی جب عورت آئی تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تجھ کو اس ذات پاک کی قسم ہے جس نے یہ نوزیت
نازل فرمائی اور جس نے اسرائیلیوں کو دریائے پار کیا سچ کہنا کیا میں نے تجھ سے زنا کیا ہے اُس نے
سوچا کہ پیغمبر خدا کو رنج پہونچانے سے تو یہی بہتر ہے کہ میں توبہ کروں اور بولی یہ چھوٹے ہین آپ اس سے
بری ہین اور قارون نے انہما کو آپ کے تہمت لگانے پر رشوت دینا کیا تھا موسیٰ علیہ السلام سجدے
میں گر پڑی اور کہنے لگے الہی اگر میں تیرا پیغمبر ہوں تو قارون پر غضب اتارا امیر عزوجل نے وحی بھیجا
کہ میں نے آج زمین کو تیرا تابعدار کر دیا اس پر موسیٰ علیہ السلام نے اسرائیلیوں کو یہ حکم سنایا کہ قارون
کی طرف منہ کر کے امیر عزوجل نے ایسا ہی بھیجا ہے جیسے قبیلوں کی طرف بھیجا تھا جس شخص نے اسکے ساتھ
رہنا ہے اسکے ساتھ رہے اور میرا تابعدار ہے وہ میری ساتھ آجاوی یہ سنکر سب اسرائیلی
قارون ہی علیحدہ ہو گئے مگر دو شخص اسکے ساتھ رہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زمین کو فرمایا اب
انکو پکڑے یہ کہتے ہی وہ قدم تک زمین میں دھس گئے پھر دوبارہ فرمایا انکو پکڑے پھر گھٹنوں تک
دھس گئے اور روتے اور چلاتے تھے پھر تیسری بار فرمایا انکو پکڑے پھر کہنک دھس گئے پھر چوتھی
بار فرمایا پکڑے تو گلوں تک دھس گئے روتے اور وادیاں مچاتے اور امیر عزوجل اور رحم کا واسطہ
ڈالتے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طبیعت میں ایسا غصہ سما کہ بالکل انکی شور و فغان کی طرف توجہ
نہ کی اور فرمایا کہ ان کو پکڑے تب میں نے انکے سروں کو چھپا لیا اور حبیل علیہ السلام آئے اور پیغام
سنایا کھای ہو سے تیرا دل کس قدر سخت ہے کہ انہوں نے ستر بار فریاد کی اور تو اسکی فریاد سی نہ کی
اگر مجھ کو ایک بار بھی وہ پکارتا تو میں اسکی ضرورت کرتا سچ ہے جو امیر عزوجل کو چھوڑ کر بندوں کو پکارتا
ہے وہ انجام کار یحیاتا ہے وہ مہربانوں کا مہربان ہے اور بندگی کے دل میں تو مہربانی بہت

کہ ہوتی ہے بعض دانتوں میں آیا ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا اے موسیٰ تیری بعد ہم کسی کے لیے زمین کو
 فرمانبردار نہ کریں گے شاید تیری طرح وہ بھی دہنسا دیوی قارون زمین میں قیامت تک ٹکریں کہا تا
 چلا جاویگا اور ہر روز ایک مرد کے برابر دہنستا ہے صبح کی وقت اسرائیل لگے موندہ جوڑ جوڑ باتیں بنا کر
 کہ اب قارون کو خزانوں اور جویں کا موتی ہی وارث ہو گا یہ سن کر حضرت موسیٰ نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ
 اسکا گھر بار اور خزانہ سب کچھ اسکے سچے دہنسا دیا اور پھر اسکو ملا دیں دواہ الامام البغوی فی معالم
 التذنیلی فتح میں کہا ہے کہ قارون حضرت موسیٰ کا چچا زاد بھائی تھا اور علم حاصل کرتا تھا یہاں تک کہ
 نے ایک حصہ علم کا حاصل کر لیا اور وہ اسکا مین لگا رہا یہاں تک کہ موتی پر بناوٹ کی اور اس سے حد کیا کہ وہ
 کہ اللہ عزوجل نے زکوٰۃ لینے کا حکم کیا ہے قارون بولا اب تو موسیٰ تمہاری مال لینا چاہتا ہے تمہارے
 پاس نماز لایا اور فلان چیز اور فلان چیز ان کو تو متنے اٹھا لیا کیا یہی مرد بد امت کر لو گے کہ اس کو
 اپنے مال دید و وہ بولے یہ تو ہم برداشت نہیں کر سکتے تیری کیا راسی ہے وہ بولا میں نبی اسرائیل
 کے کسبیوں میں سے ایک کسی کی طرف کسی کو بھیجتا ہوں پھر اسکو موسیٰ کے پاس بھیجیں گے تو کہ وہ اسکو
 تہمت لگا دی اس طرح کہ انہوں نے اس کے ساتھ ہرائی کا ارادہ کیا ہے پھر اسرائیلیوں نے اس
 زانیہ کو بلایا اور اس کو کہا کہ اگر تو موسیٰ کو بدکاری کا عیب لگا دو تو ہم تجھے کو تیری خرچی دیدیں گے وہ بولی
 اچھا اور قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور بولا بنی اسرائیل کو اکٹھا کرو اور ان کو اللہ عزوجل
 کے حکم سنناؤ فرمایا اچھا پھر آپ نے انکو اکٹھا کیا اسرائیلیوں نے کہا اللہ عزوجل نے آپ کو کیا حکم کیا فرمایا مجھ
 یہ حکم یہ کہ تم ایک لشکر کی عبادت کرو اور اسکے ساتھ کسی کو نہ شریک نہ تھیرو اور ناظرہ پروری کرو اور یہ کام
 کرو اور یہ کام کرو اور مجھ کو حکم دیا ہے کہ جب بیا ہوا دناکری تو وہ تہرون سوارا جاوے بولو اگرچہ آپ
 ایسا کریں فرمایا ان کی بخت کہہ لو گے پھر آپ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں نے انہوں نے
 عورت کو بلایا وہ آئی وہ بولے تو کیا شہادت دیتی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر موسیٰ علیہ السلام نے
 اسکو فرمایا میں تجھے کو اللہ عزوجل کی قسم دیتا ہوں سچ بولنا وہ بولی جب اپنے قسم دی مجھ کو اللہ عزوجل کی
 تو انہوں نے مجھ کو بلایا اور میری مزدوری مقرر کی اس پر کہ میں آپ پر طوفان لگاؤں اپنے ساتھ زنا
 کر لیا اور میں شہادت دیتی ہوں کہ آپ بری ہیں اور اللہ عزوجل کے رسول ہیں یہ سن کر موسیٰ علیہ السلام
 سجدی میں گر پڑے اور عرض کرتے تھے اے میری مالک اگر میں تیرا رسول ہوں تو میری مال

کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ قَسَمٌ بَيْنَكُمْ اَحْلَاَقَكُمْ كَمَا قَسَمَ بَيْنَكُمْ اَزْدًا قَوْمًا وَاَنَّ
اللّٰهَ يُعْطِي الْمَالَ مَرْجِيْبٌ وَمَنْ لَا يَحِبُّ وَلَا يُعْطِي الْاِيْمَانُ اِلَّا مَنْ يُحِبُّ يَنْفَعُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ نے تمہارے
درمیان تمہاری اخلاق تقسیم فرمائے جس پر تمہاری درمیان تمہاری روزیاں تقسیم فرمائیں اور اللہ عزوجل
دنیا کی دولت دیتا ہے دوست دشمن دونوں کو لیکر ایمان نہیں دیتا مگر دوست کو نیک الدار الاخرۃ
تَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فُسَادًا وَاَلْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ مَنْ جَاءَ
بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِیْنَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ اِلَّا مَا كَانُوا
یَعْمَلُوْنَ ۚ وہ گہر بچھا ہے ہم دین گے وہ انکو جو نہیں چاہتے چڑھنا ملک میں اور بگاڑنا اور آخر پہلا
ڈروالوں کا جو کوئی لایا پہلائی اسکو ملنا ہے اس سے بہتر اور جو کوئی لایا برائی سو برائی کر نیوالے وہی ہزاروں
جو کرتے تھے وہ پہلی آیت کا مطلب یہ کہ قارون کی دولت کو نادانوں نے کہا اسکی بڑی قسم
ہے یہ بڑی قسم نہیں آخرت کا ملنا بڑی قسم ہے سودہ انکو ہر جو دنیا کا عروج نہیں چاہتے اور دوسری آیت
کا مطلب یہ کہ نیکی پر وعدہ دینا نیکی کا وعدہ ملنا ہے مقرر پر برائی کا وعدہ نہیں فرمایا کہ شاید سعادت
سو مگر یہ فرما دیا کہ اپنے کپور سے زیادہ سزا نہیں ملتی وہ ان آیتوں میں اللہ عزوجل خبر دیتا ہے کہ دار
آخرت اور اسکی نعمتیں بہدار بننے والین جنکے لیے نہ ملنا ہے نہ ملنا انکو اللہ عزوجل نے اپنے عباد کو
متواضعین کے لیے ٹھہرایا ہے جو زمین میں علو نہیں چاہتے اور اللہ عزوجل کی مخلوق پر ترفع اور ان پر تعظم
اور انکے ساتھ تجبر اور ان میں فساد طلب نہیں کرتے کہ اعلیٰ نے علو وہ تجبر ہے اور کہا سعید بن جبیر
نے علو وہ بغاوت ہے اور کہا سلم الجین نے زمین میں علو یہ ہے کہ ناحق بڑائی مارے اور فساد یہ ہے کہ
کیسا مال ناحق دباوی اور کہا ابن جریر نے کہ یہ لاریدون علوانی الارض و الفساد کی تفسیر میں کہ
علو سے تعظم اور تجبر مراد ہے اور فساد سے عاصی کا ترکب ہوا حضرت علی کہتے ہیں آدمی پسند کرتا ہے
کہ میری جوئی کا قسم میری یار کی جوئی کے قسم سے عمدہ ہو تو یہی علو اور فساد میں داخل ہے کہا حافظ
ابن کثیر نے اور یہ محمول ہے اس صورت پر جب اس ہو دوسرے پر فخر کر نیکا ارادہ کرے اور جو صرف زینت
کے ارادے پر ایسا کرے تو مضائقہ نہیں ہے اس لیے کہ ثابت ہو کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں چاہتا ہوں کہ میری چادر عمدہ ہو اور میری جوئی عمدہ ہو کیا یہ بھی فخر میں
داخل ہے فرمایا نہیں یہ فخر نہیں اِنَّ اللّٰهَ جَبِيْلٌ اُحِبُّ الْجَمَالَ اور یہ فرمایا میں جاکر بالْحَسَنَةِ

اخرایت تک نو مئے یہین کہ جو کوئی قیامت کے دن ایسا نہ کی لیکر آویگا اسکو اس سے بہتر ملے گا یعنی اللہ تعالیٰ کا ثواب بندگی کی نیکی سے بہتر ہوگا اور یہ کیونکر نہ ہو اور حکم وہ چاہے گا اور نہ یا وہ ثواب دیگا (دس شلوں سے بھی) اور یہ فضل کا مقام ہے اور یہ جو فرمایا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّبْتَةِ فَلَا يَجْزِي الدِّينَ آخِرَاتِ تَحْکُ تَوْبَهُ ویسا ہی جیسے فرمایا دوسرے مقام میں وَمَنْ جَاءَ بِالسَّبْتَةِ فَلَيْتَ وَجْهُهُمُ فِي النَّارِ هَلْ يَجْزُونَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ فتح میں کہا ہے دار آخرت سحریت مراد ہے اور اشارہ اسکی طرف اسکی تعظیم کے لیے اور اسکی شان کی تعظیم کے لیے ہے اور زمین میں علو کرنے سے مراد مومنوں پر رفعت اور تکبر ہے بعض نے کہا مومنین پر ظلم کرنا مراد ہے بعض نے کہا لوگوں کی عزت میں ہاتھ ڈالنا مراد ہے اور ان کو حقیر جانتا بغاوت کی وجہ سے اور زمین میں دیا ہے کہ اس میں اسعز وجل کی نافرمانی کرے جیسے کسی سلمان کو ناحق مار ڈالے اور بدکاری کرے اور چوری کرے اور شراب پڑاوی اور غیر اس کی عبادت کی طرف بلادوی اور دار آخرت کا وعدہ علو اور فساد کو ترک پر معلق نہیں کیا بلکہ ان دونوں کو ارادہ کے ترک کرنے پر معلق کیا جیسے فرمایا وَلَا تَكُونُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا أَقْنَمَ سَكِرَاتٍ لِّمَا عَمِلُوا مِنْ غَيْرِهَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ اور جو حکم انکی طرف جو ظالم ہیں بہتر ہو گئے گی ہاں تو اس آیت میں وعید کو صرف رکون کو ساتھ معلق کیا اور عمر بن عبدالعزیز آیت باب کو مرتے وقت پڑھتے تھے یہاں تک کہ پڑھتے پڑھتے جان دی اور بعض نے کہا اس آیت میں اسعز وجل نے نفرت دلائی ہے فساد اور تقارون کی متابعت سے اور اس نے دلیل لی اسعز وجل کے قول إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ اور اسعز وجل کے قول وَلَا تَبْخِرُوا الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ اور فساد اور علو کا جین لفظ میں نکرہ لانا دلالت کرتا ہے کہ یہ دونوں لفظ ہر اس چیز کو شامل ہیں جس پر فساد اور علو کا اطلاق کیا جاتا ہے سو اس نوع کی خصوصیت کے رہاں تو ظاہر ہے کہ اس کے انواع میں کوئی نوع جائز نہیں ہے گائنا لما کان اور رہا علو تو اس میں سے وہ علو ممنوع ہے جو غیر پر تکبر کے لیے اور لوگوں کی آبروریزی کے لیے ہو اور رہا دین حق میں علو مطلب کرنا اور دین میں سردار بننے کا ارادہ کرنا تو ایسا علو ممنوع نہیں ہے اور نہ عمدہ لباس اور عمدہ سواری اور عمدہ رہنمائی بہنے کے مقام کے محبت علو ممنوع میں داخل ہے البتہ یہ نے اس آیت کی تفسیر میں مرفوعا بیان کیا کہ زمین میں علو یہ ہے کہ اس میں تجبر کرنے اور فاد یہ ہو کہ لوگوں کا حق و باوی اکثر جہل الخا میلی و الدیک کے اور ایسا ہی سلم بطین اور ابن جریر اور عکرمہ سے مروی ہو اور سعید بن جبیر نے کہا علو فی الاضر وہ زمین میں بغاوت کرنا ہے اور جس نے کہا زمین میں علو یہ ہو کہ ذی شوکت کو سامنے شرف اور علو ظاہر کرے

کہا علامہ ابوالطیب مرحوم نے اگر فی سلطان کے سامنے حق پر قوت حاصل کرنے کے لیے علو نظر کرتا ہے تو یہ عمر خصلتوں میں بڑھ رہا وہی حضرت علی کا قول بیان کیا اور ابن کثیر کی تاویل جسکو ہم ابن کثیر سے نقل کر چکے علی بن ابرہہ بن ابی اسد بن عتبہ سے مروی ہے کہ یہ آیت ان حاکمون اور لوگوں میں سے ان قدرت والوں کو حق میں نازل ہوئی ہے جو عدالت پسند اور خاکسار ہیں اور ابن عباس سے بھی ایسا ہی مروی ہے اور عدی بن حاتم سے مروی ہے کہ وہ حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے آپ نے اس کے طرف نگاہ ڈالا تو کہ اس پر بڑھیا جاوین (مگر زمین پر بیٹھے آپ نے فرمایا میں تو اسی دیتا ہوں کہ تو نہیں چاہتا چڑھنا ملک میں اور نہ لگا کر ناپا کر عدی بن حاتم مسلمان ہو گئے اکتوجہ ابن مرقہ و یوسف بن یوسف و یوسف بن یوسف و یوسف بن یوسف تو یہ معنی ہیں کہ عاقبت محمودہ اس شخص کے واسطے ہو جائے غرض کہ عذاب سے ڈرے اور اوپر اور جتنا خواہی کر ساتھ بعض نے کہا معنی یہ ہیں اور متقیوں کی عاقبت جنت ہے جو شخص قیامت کے دن نیکی لایا اس طرح کہ ایمانداروں سے محروم اور حسد وہ کام ہے جس کا فاعل شرعاً محمود ہو اور حسد کو حسد اس لیے کہتے ہیں کہ قیامت کے دن جب حسد کا کر نیوالا اسکو دیکھ لے گا تو اس کا منہ روشن اور خوبصورت ہو جاوے گا اور حسد سے یہاں وہ حسد مراد ہے جو مقبولہ اصل یہ معمولہ ہوا اس کے حکم میں ہو جیسے کسی نے اس کی طرف سے خیرات کی اور وہ حسد مراد نہیں ہے جو مظلوم کو ظالم کے حسد سے دلائی جاوے گی جیسے زمین نے عمر کو مارا اور زید کو حسد سے جوڑے تھے ان میں سے ایک حسد لیکر عمر کو دی گئی تو یہ حسد عمر کی طرف منسوب نہ ہوگی نہ حقیقہً اور نہ حکماً اور نہ عیناً ہوگی اور معمولہ کہنے سے وہ حسد خارج ہو گئی جس کے کر نیوالا اس نے ارادہ کیا ہے مگر کسی رکاوٹ سے یہ اس کو نہیں کر سکا تو وہ اس کے لیے ایک سنگ بنی جاوے گی اور اس کی ہسکو خرابی کی بلاتضعیف اور یہ جو فرمایا تو اس کو ملنا ہے اس سے بہتر یعنی اللہ عزوجل اسکو اس نیکی کے دس برابر ثواب دیگا سات سو تک اور تضعیف اسی امر سے خاص ہے اور یہی اور امتین اس امر کے سوا تو ان کی حق میں تضعیف نہیں ہے اور درست بات یہی ہے کہ مضاعفت عاصیوں کو حسد میں ہی داخل ہوگی اگر ان کے حسدات ایسے وجہ پر واقع ہوئے ہوں جو مقبول ہونے کے موجب تھے جیسے انہوں نے حسدات کے کرنے میں ریا کی نیت نہیں کی اور نہ سنا کی اور مضاعفت کفار کو اعمال میں داخل نہیں ہے کیونکہ کفر کے ساتھ تو کوئی طاعت مقبول نہیں ہے اور اس آیت کو معنی سورہ نمل میں گذر چکے اِنَّ الدِّیْنِیَّ قَرْضَ عَلَیْكَ الْفَرَانِ لَکَرَاؤُۤاۤتُ لَکَ الْوَعَاۤدِ وَقُلْ رَّبِّیْۤ اَعْلَمُۢ مَنْ جَاءَ بِالْهُدٰی وَمَنْ هُوَ فِی ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ۝ وَمَا کُنْتُ تَرْجُوۡا اَنْ یُّلَاقَیَ لَکُمُ

الْكِتَابِ إِلَّا أَهْمَةٌ مِّنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِّلْكَافِرِينَ ۝ وَلَا يَصُدُّكَ عَنْ آيَاتِ اللَّهِ بِعَدَلٍ

إِذَا أُنزِلَتْ إِلَيْكَ وَأَدْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا

إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَكُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ۚ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ جس شخص نے عام بہیمیا نبی پر

قرآن کا وہ پیر لایا تو اللہ تعالیٰ نے اسے پہلی جگہ تو کہہ میرا رب خیر ہے کون لایا ہے راہ کی سوجہ اور کون پڑھا ہے

صحیح بہیمیا کو میں اور تو توقع نہ کر سکتا تھا کہ اتاری جاوے تجھ پر کتاب مگر مھربان کر تیرے رب کی طرف سے سو تو نہ ہو

مددگار کافروں کا اور نہ ہو کہ وہ تجھ کو روک دیں اس کے حکموں سے جب تیرے تیری طرف اور بلا اپنے رب

کی طرف اور نہ ہو شریک الون میں اور مست پکارا اس کے سوا اور عالم کی بندگی نہیں اس کے سوا ہر چیز فنا

ہے مگر اس کا منہ اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف پہ جاؤ گے **ف** پیر لایا گیا تجھ کو پہلی جگہ یہ آیت تری

ہجرت کے وقت یہ تسلی فرمائی کہ تمہیں پیر آؤ گے سو خوب طرح آئے پور ہو غالب ہو کر اور نہ ہو مددگار کافروں

کا یعنی اپنی قوم کو اپنا نہ سچ جنہوں نے تجھ سے یہ بدی کی جو تیرا ساتھ دی وہی ہے اپنا اور نہ ہو شریک

والون میں نیسے اپنی قوم کی خاطر نہ کر دیں کے کام میں اور آپ کو ان میں نہ گن گو کہ اپنے قراتی ہوئے

اور اسی کی طرف پہ جاؤ گے اس سے معلوم ہوا کہ ہر چیز فنا ہوتی ہے کبھی ہو مگر اس کا منہ یعنی وہ آپ

ف ان آیات میں اندر داخل اپنے رسول کو حکم فرماتا ہے کہ رسالت کو پہنچا دی اور قمان کی لگو پھر

تلاوت کرو اور اس کو خبر دیتا ہے کہ وہ اس کو پیر لایا ہے معاد کی طرف کہ وہ قیامت کا دن ہے اور

اس سے پوچھے گا اچھنی کی بابت جس چیز کی گھسبانی اور سہ لازم کر دی ہے نبوت اور رسالت کو پہنچانے سے

ولہذا فرمایا اِنَّ الَّذِیْ قَدْ خَصَّ عَلَیْكَ الْقُرْآنَ لَآ اَذْکُرُ اِلَّا مَعَادٍ اور معاد سے قیامت کا دن مراد

ہے یعنی جس نے تجھ پر قرآن نازل کیا وہ تجھ کو قیامت میں لایا ہے پیر تجھ سے پوچھ لیا کہ تو نے اپنا کام

پورا کیا یا کیا کیا کیا قال تعالیٰ فَلَمَّا كُنَ الَّذِیْنَ اُرْسِلَ اِلَیْہِمْ وَلَمَّا كُنَ الْمُرْسَلِیْنَ یعنی سو ہم

کو پہنچا ہے ان سے جن پاس رسول بھیجے تھے اور ہم کو پہنچا ہے رسولوں سے اور فرمایا یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰهُ اَرْسُلَہٗ

فَیَقُولُ مَاذَا اُجِبْتُمْ یعنی جس دن اللہ جمع کرے گا رسول پہرے گا کہ تم کو کیا جواب دیا اور فرمایا

یَوْمَ یَجْمَعُ بِالنَّبِیِّیْنَ وَالشَّہَدَآءِ وَفُضِّلَ بَیْنَهُم بِالْحَقِّ وَہُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ یعنی اور لاؤ جاوے گئے

پیغمبر اور گواہ اور فیصلہ ہوگا انصاف کا اور ان پر ظلم نہ ہوگا اور گواہ ہر وقت کے نیک لوگ احوال

بتاویں گے ہر دن کے برائی اور بھلن کی سبلائی جو دیکھتے تھے ابن عباس نے کہا معاد سے حبت مراد

دفعہ لازم

ثالث الرابع

ہے رَوَاهُ الشَّيْخُ عَنْ ابْنِ حَكَّاجٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ اور عکرمہ بن ابی بن عباس سے روایت کیا ہے کہ معا
 سے قیامت کا دن مراد ہے ورواہ مالک عن الزُّهْرِيِّ اور سعید بن جبیر نے ابن عباس سے روایت
 کیا کہ معاد سوسوت مراد ہے اور مجاہد نے اسکی تفسیر میں کہا کہ وہ تجہ کو زندہ کرے گا قیامت کے دن وَ
 كَذَٰلِكَ رَوَى عَنْ عِكْرِمَةَ وَعَطَاءٍ وَسَعِيدٍ بَنِ جُبَيْرٍ وَابْنِ قُرْعَةَ وَابْنِ مَالِكٍ وَابْنُ حَكَّاجٍ
 اور کہا حسن بصری نے اس آیت کے تفسیر میں کہ بخدا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معاد ہے جس میں اللہ عز و
 جل انکو قیامت کے دن اوٹھا لے گا پھر آپ کو جنت میں داخل کرے گا اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
 اسے سوا اور تفسیر ہی مروی ہے اور وہ یہ ہے کہ معاد سوسوت مراد ہے اور طلبت ہے کہ اللہ عز و جل تجہ کو مکہ
 میں پھر لایا ہوا ہے رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي صَحِيحِهِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهَكَذَا رَوَاهُ
 الشَّيْخَانِ فِي تَفْسِيرِ سُنَنِہُمْ وَابْنُ جُبَيْرٍ مِنْ حَدِيثِ يَعْلَى وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الطَّنَائِي
 یہ اور ایسا ہی خوفی نے ابن عباس سے روایت کیا کہ معاد سوسوت مراد ہے یعنی تجہ کو اللہ عز و جل مکہ میں پھر
 لاوے گا جیسے تجہ کو اس سے نکالا اور محمد بن اسحاق نے مجاہد سے بھی ایسا ہی نقل کیا کہ تجہ کو پھر لانے
 والا ہے تیری سولہ کی طرف جبکہ ہے کہا ابن ابی حاتم نے وَقَدْ رَوَى عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَیَحْيَى
 ابْنُ الْخَزَّازِ وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَعَطَاءٌ وَالضَّحَّاكُ نَحْوُ ذَٰلِكَ اور ضحاک نے کہا جب حضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم مکہ سے برآمد ہوئے اور چھ مہینے ہوئے تو مکہ کی محبت معلوم ہوئی تب اللہ عز و جل نے یہ آیت
 اتاری اِنَّ الَّذِیْ قَوَّضَ عَلَیْكَ الْفُرَانَ لَرَاٰ ذَٰلِكَ اِلَیَّ مَعَادٍ یعنی تجہ کو اللہ عز و جل پھر مکہ ہی میں لے
 آوے گا ضحاک کو اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت مدینہ میں نازل ہوئی اگرچہ بحیثیت مجموعی یہ سورت
 مکی ہے وَاللّٰهُ اعْلَمُ اور کما قادمہ نے آیت کی تفسیر میں کہ یہ آیت ان آیتوں میں سے ہے جنکی تفسیر کو
 ابن عباسؓ چہاتے تھے کہا نفیم فارسی نے کہ معاد سے بیت المقدس مراد ہے اور یہ قول رجوع کرتا
 ہے اس شخص کے قول کی طرف جس نے معاد کی یوم القیامت کے ساتھ تفسیر کی ہے کیونکہ بیت المقدس
 محشر اور منشر کی زمین ہے وَاللّٰهُ الْمَوْفِقُ اور ان اقوال میں تو فقیہ یہ ہے کہ کہی تو ابن عباسؓ نے
 معاد کی مکہ کی طرف دوبارہ جانے کو ساتھ تفسیر کی اور وہ مکہ کا فتح ہونا ہے اور مکہ کے فتح ہونے سے
 حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل قریب ہونے پر دلیل لی جیسے
 ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سورہ اذاجاء انصر اللہ والفتح آخر سورت تک کی تفسیر میں کہا کہ اگر

سے حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وفات مراد ہو اللہ عزوجل نے اپنے پیغمبر کو اس سورت میں اٹلا دیا ہے آپ کی وفات کی اور یہ تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رو برو بیان کی اور انہوں نے اس میں انکی موافقت کی اور فرمایا کہ اَعْلَمُ مِنْهَا غَيْرُ الَّذِي تَعْلَمُ وَلَهَذَا ابْنُ عَبَّاسٍ نے معاویہ کی کہی تو موت کے ساتھ ہی قیامت کے دن کے ساتھ جو وہ موت کو بعد ہے اور کہی جنت کے ساتھ جو وہ آپ کے جرات ہی اور آپ کی بازگشت اسلیم کہ آپ نے اللہ عزوجل کا پیغام جنوں اور ان کی جماعت کو پہنچایا اور اسلیم کے آپ علی الاطلاق لکل الخلق اور شرف الخلق اور افضح الخلق میں اور یہ جو فرمایا رَبِّیْ اَعْلَمُ بِمَنْ جَعَلْنَا الْهَدٰی وَمَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ یعنی تو کہ اس مشرک کو جو تیرا مخالف ہے اور تیری تکذیب کرتا ہے تیری قوم میں سے اور ان لوگوں کو جو کفر میں مشرکوں کے تابع ہیں یا میرا رخ ہے جلتا ہے تم ہدایت پر ہو یا میں ہدایت پر ہوں اور جان لو گے کہ کس کے لیے عمدہ انجام ہو گا اور کس کے لیے پچھلا گھر (جنت) اور کس کے لیے عاقبت اور نصرت ہوگی دنیا اور آخرت میں بہر اللہ عزوجل نے اپنی نعمت عظیمہ جو اس نے پوری رسول بندوں پر اتاری یا دولا کی اور فرمایا وَمَا كُنْتُ تَرْجُوْا اَنْ يَّخْلُقَ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ یعنی تجھ کو اس سے پہلے کہ تجھ پر پیغام اور ترا وہم و گمان بھی نہ تھا کہ تجھ پر وحی نازل ہوگی اور یہ تو اللہ عزوجل کی تجھ پر اور اپنے بندوں پر بھرباتی ہے کہ اس نے تجھ پر کتاب اتار دی بہر جب اس نے تجھ کو ایسی نعمت عظیمہ کے ساتھ ممتاز فرمایا ہے تو تو کفار کا معین اور ظہیر نہ بن بلکہ ان سے مفارقت کر اور جدا ہوا نہ ہو اور انکی مخالفت تجھ کو اللہ عزوجل کی آیات سے نہ روکد یوی کیونکہ اللہ عزوجل تیرے کلمہ کو بالاکرنے والا ہے اور تیری دین کی تائید کرنے والا ہے اور جو دین بچھے دیا ہے اسکو سب پر غالب کر دیا ہے و لہذا فرمایا وَاَدْعُ اِلٰی رَبِّکَ یعنی لوگوں کو بلا اللہ عزوجل کی عبادت کی طرف جو اکیلا ہے اور اسکا کوئی شریک نہیں ہے اور مشرکوں میں سے نہ ہو اور یہ جو فرمایا وَلَا تَلْمِزْ مَعَ اللّٰهِ الْاَحْزَابَ اَلَا هُوَ یَعْنٰی عِبَادَتِ لَآئِقٍ نہیں ہے مگر اسی کو اسلیم اور الوہیت مناسب نہیں ہے مگر اسی کی عظمت کے لیے اور یہ جو فرمایا کُلُّ شَیْءٍ اِلَیْکَ اَوَّجَّہٌ اس میں اللہ عزوجل نے خبر دی ہے کہ وہی دائم اور باقی اور حی اور قیوم ہے جو نہ رنگا اور مخلوقات سے سب مراد ہیں گے جیسے فرمایا کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَاٰنٍ وَّ یُکْفٰی وَجْہَ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ اَلَا کُلٌّ اِلَیْہِ یَعْبُدُوْنَ ہے زمین پر پڑنے والا ہے اور رہے گا مونہ تیرے رب کا بزرگ اور تعظیم

وانما توجه بذات غراسمہ مراد ہے اور ایسا ہی اسجگہ میں اس غراسمہ مراد ہے اور ایسا ہی ہے اس جگہ
میں اس غر و جبل کے قول کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ میں وجہ بذات مراد ہے اور بخاری میں ابوسلمہ
کے طریق سے ابوسہرہ سے مروی ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا
الشَّاعِرُ كَلِمَةٌ لِّبَيْدٍ لَا كُلُّ شَيْءٍ مَّا خَلَا اللَّهُ بَاطِلٌ لِّمَنۡ عَمَدَہ اسجے مضمون کا قصیدہ جسکو
شاعر نے کہا لبید شاعر کا قصیدہ ہے جبکہ ترجمہ یہ صریح ہے ۷۰ اللہ کا نام سچا ہے سب جھوٹا ہے
جبکہ ۷۱ یعنی اللہ غر و جبل کو سوا ہر چیز لغو اور معدوم ہے مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے لبید شہر شاعر
تھے عرب میں وہ مسلمان ہو گئے انکی کنیت ابو عقیل تھی اور معاویہ کی خلافت میں مروا انکی عمر (۱۴۰)
سال کی ہوئی اور اس صریح کا دوسرا مصرع یہ ہے وَكُلٌّ يَفْجَرُ لَهَا لَذَةً ذَائِلُ كُنِيَ بِهِنَّ ضَرْبُ جَانِزِ
والی ہے طلبت ہے کہ دنیا کی کسی لذت کو بقا نہیں کوئی بہت جلد فنا ہو جاتی ہے جیسے کہانے کی
لذت کہ حلق سے اترتی ہی ملاؤ بریائی اور جو جو برابر ہے اور کوئی ذرہ سی دیر ٹھہرتی ہے اور جو
لذت دیر پا اور ثابت ہے وہ اعمال صالحہ کی لذت ہے کہ حب آدمی ان کو یاد کرے دل خوش ہوتا ہے
ی حکمت کا مسئلہ لبید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت پائی اسوقت شعر کہنا چھوڑ دیا
اور کہتے تھے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے شعر سے بہتر مجھ کو قرآن عطا فرمایا بعض نے کہا معنی آیت کے
یہ میں ہر عمل نابود ہے مگر وہ جو خالص اللہ غر و جبل کے لیے کیا گیا قالہ جَاهِدْ وَالتَّوَرَىٰ فِي قَوْلِهِ
كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ اور امام بخاری نے اپنی صحیحہ میں اس قول کو حکایت کیا گویا اس معنی
کو درست قرار دیا اور جنہوں نے یہ معنی کیے ہیں انہوں نے شاعر کے اس قول سے دلیل لی ہے

استغفر الله ذنبا لست محصيه رب العباد اليها الوجه والعمل

اور یہ قول اول کے سنائی نہیں ہے کیونکہ اس قول کا مقتضایہ ہے کہ سب عمل باطل ہیں مگر وہ اعمال
صالحہ جو بشریعت کو مطابق ہوں اور ان میں اللہ غر و جبل کی رضا مندی طلب کی جاوے اور قول
اول کا مقتضایہ ہے کہ سب اتمین فنا پذیر اور زوال پذیر ہیں مگر اللہ تعالیٰ و تقدس کی ذات پاک کیونکہ
وہی ازل ہے اور وہی آخر ہے جو ہر چیز سے پہلے ہے اور ہر چیز کے بعد رہے گا البواللہ کہتے ہیں
جب عبد اللہ بن عمر اسادہ کرتے تھے کہ اپنے دل کا تعادہ کریں تو کسی ویرانہ میں جاتے اور اسکے دروازے
پر بیٹھتے اور فرمانے اَيُّهَا اَهْلُكَ يَحْيٰى تيرے بھنو والے اور تجھ میں سے بہنے والے کمان گئے پھر پھر

نفس کی طرف رجوع کرتے اور مردانگینہ آواز کے ساتھ فرماتے کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهًا رَّوَّاهُ
 اَبُو بَكْرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ابْنِ اَبِي الدُّنْيَا فِيْ كِتَابِ التَّفْكِیْ وَالاِخْتِیارِ اَوْرِیْہُ جَوْزُ مَا
 لَہُ لِحْکَمُہُ تَوْحِیْمُہُ تَصْرِفُہُ اَمْرًا یَا اُوہُ اَوْرِیْہُ تَصْرِفُہُ اَمْرًا یَا اُوہُ اَوْرِیْہُ تَصْرِفُہُ اَمْرًا یَا اُوہُ
 ہے اور اسی کی طرف سب کا رجوع اور اسی کی طرف سب کا مصیر اور باز گشت ہے اور وہ ہر ایک کو اس کے
 عمل کے مطابق جزا سنراؤ لگا دے گا اعمال کی جزا دینا اور بری اعمال کی سزا دیوی کا اَخْرُسُوْهُ الْقَصَصِ
 وَیْلَہُ الْحَمْدُ وَالْمِنَّۃُ فَیَحْ کا بیان یہ ہے کہ قرآن کے فرض کرنے سے ہر کانال کرنا مراد ہے اور نجا
 نے کہا معنی یہ ہیں تجھ پر فرض کیا ہے کہ تم اس قرآن کے مطابق عمل کرو اور تقدیر کا نام یہ ہے کہ تجھ پر
 قرآن مجید کے حکم اور اس کے فرائض فرض کیے ہیں بعض نے کہا معنی یہ ہیں تجھ پر قرآن مجید کی تلاوت اور
 تبلیغ کو فرض کر دیا ہے اور عمل کرنا اس چیز کے ساتھ جو قرآن میں ہے علی بن حسین بن وائد کہتے ہیں کہ
 یہ آیت اتری حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چھ مہینے جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ
 کو جا رہے تھے تو یہ آیت نکلے ہوئی اور نہ مدنی جیسے ابتدا سورت میں گذر چکا جمہور نے اس کے نزدیک سنا
 کہ مراد ہے اور یہ سب تفسیرین سو عمدہ تفسیر ہے کہا ابن عباس نے جیسے بخاری نے ابن عباس سے
 روایت کیا کہ اللہ عزوجل تجھ کو مکہ میں لا دینگا جیسے تجھ کو مکہ سے نکال دے گا قتیبہ نے کہا آدمی کا معاد ہر
 وطن اور شہر ہے کیونکہ جب وہ سفر سے لوٹتا ہے تو اپنے شہر میں آتا ہے اور مجاہد اور عکرمہ اور زہری
 اور حسن کا یہ قول ہے کہ معاد سو قیامت کا دن مراد ہے اور اسی کو نجا نے اختیار کیا ہے عرب کا
 محاورہ ہے کہتے ہیں اِنَّ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَکُمُ الْمَعَادُ یعنی میرے اور تیرے درمیان میں قیامت کا دن ہو کیونکہ
 لوگ قیامت کے دن زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے اور ابوبالاک اور ابوصالح کا یہ قول ہے کہ معاد سے
 جنت مراد ہے اور یہی قول ہے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اور یہی مروی ہے مجاہد سے اور
 نے کہا معاد سے موت مراد ہے اور مَنْ جَاءَ بِالْهَدٰی سَوِیْمٌ مِّرْجَیْہُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں کہ لو کہ وہ
 ہدایت کو اللہ عزوجل کی جانب سے لائے اور مَنْ هُوَ فِی ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ سے مشرک مراد ہیں اور یہ جواب ہے
 کفار کو کہ یہ جب انہوں نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تم غلطی پر ہو مگر اولیٰ یہ ہے کہ آیت
 کو عموم پر حمل کیا جاوے اور اللہ عزوجل دونوں طائفوں میں سے ہر ایک طائفے کا حال جانتا ہے
 ہر ایک کو اس کے عمل کے مطابق جزا سنراؤ لگا دے گا اور یہ جو فرمایا وَمَا کُنْتُ تَرْجُوْا اَنْ یُّلَیْقَ بِکَ الْکِتٰبُ

تو اسکے یہ معنی ہیں کہ قرآن مجید جو تجربہ پر تیار کیا یہ محض العزوجل کی عنایت اور رحمت پر تجربہ پر تیار
 لیے کہ تجربہ پر تیار کیا تھا اور نہ اس لیے کہ تو نے اس سے قرآن کا تیارنا طلب کیا تھا اور اس
 میں العزوجل نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر احسان رکھا ہے اور جو فرمایا فلا تکونن خطیئۃ
 لِّلْكَافِرِينَ تو اس میں تعرض ہے غیر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امت میں سے بعض نے کہا معنی یہ ہیں
 کہ تو کفار کی مدارات کو ساتھ انکی مدد نہ کر اور نہ منع کریں تجربہ کو لے محمد کافر اور انکے اقوال اور انکا جھوٹ
 اور انکی ایذا و قرآن مجید کی تلاوت اور اس پر عمل کرنے اور اسکے پہنچانے سے جب تجربہ پر العزوجل
 نے قرآن تیار دیا اور لوگوں کو العزوجل کی توحید اور اسکے فرائض پر عمل کرنے اور اسکے معاصی
 سے پرہیز کرنے کی طرف بلایا اور نہ ہو تو مشرکوں میں سے اس میں بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 غیر کے ساتھ تعرض ہے جیسے ابھی گذرا کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کسی طرح مشرکوں میں
 سے نہ تھے اور اس طرح العزوجل کے قول آئندہ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ میں امت کے لوگ مخاطب
 ہیں بہر اس سبب کہ تعالیٰ نے اپنے نفس کی توحید بیان کی اور اس کو موصوف بیان کیا بقا اور دوام
 کے ساتھ اور فرمایا لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ یعنی العزوجل کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے
 اور ہر چیز کا فنا کا نام اپنی حد ذات میں ہاں ہے کیونکہ اسکا وجود ذاتی نہیں ہے بلکہ اس لیے کہ وہ
 منصوبہ ہے جو الٰہی جو کی طرف ہر چیز میں العزوجل کے سوا میں وہ بالذات موجود نہیں ہیں بلکہ اس لیے
 کہ واجب الوجود کی طرف مستند ہیں تو وہ بالقوة اور بالذات معدوم ہیں اور معدوم وہ چیز ہے جسکا وجود
 ذاتی نہ ہو کیونکہ اسکا وجود ایسا ہے جیسو لا وجود اور وجہ العزوجل کی ذات مراد ہے کہ مراد حاج نے
 وَجْهٌ منصوب ہے استثنائے پر اور استثنائے معلوم ہوا کہ شے کا اطلاق العزوجل پر صحیح ہے کیونکہ
 مستثنیٰ مستثنیٰ میں داخل ہوتا ہے اور وجہ کا اطلاق ذات پر عرب کی عادت کے مطابق ہے کہ وہ ایک
 چیز کے اخرون مقام کا نام لیکر اس سے وہی چیز مراد لیتے ہیں اور جس نے کہا کہ شے کا اطلاق العزوجل
 پر صحیح نہیں ہے اس کے نزدیک بھی استثناء متصل ہے اور اسی وجہ سے وہ عمل مراد لیا ہے جو خالص العزوجل
 عزوجل کے لیے کیا جاوے کیونکہ اسکا ثواب باقی ہے گا قَالَ الْكَرَّخِيُّ ابْنُ عَبَّاسٍ مَرُوی ہے کہ جب
 کریمہ كُلُّ مَنْ عَلَيْهِ آفَانٍ اتری تو فرشتوں نے کہا زمین والو ہلاک ہونگے بہر جب کریمہ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ
 الْمَوْتِ اتری تو فرشتوں نے کہا ہر جی ہلاک ہوگا بہر جب یہ آیت اتری كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ

تو فرشتوں کو کہا آسمان اور زمین کے رہنے والے ہلاک ہو جاویں گے اور آٹھ چہرین میں جو ہلاک ہونے سے سستے ہیں جنکو سیوٹی نے اپنے اس قول میں نظم کیا ہے

ثمانية تحکم البقاہ یجمعھا من الخلق والباقون فی حین العدم

ہی العرش الکروی و نار و جنة وعجب و ارواح کذا اللوح والقلہ

بعض مخلوقات میں ہوا آٹھ چہرین ہلاک نہ ہونگے عرش اور کرسی اور دوزخ اور بہشت اور رڑہ کی ہڈی (جسکو عربی میں عجب کہتے ہیں) اور روح اور لوح اور قلم اور انکے سوا سب چہرین نابود ہو جاویں گے حکم سے قضانا قدم ادا ہے یعنی وہ جو چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے اور جو ارادہ کرتا ہے حکم کرتا ہے اسکی جزا کی طرف یا اسی کیلئے کی طرف پہلے جاوے گے اپنے تمام احوال میں دنیا میں اور بعثت کو وقت تو کہ محسن کو اسکے احسان کی جزا دیوی اور سستی کو اسکی اسارت کی سزا

سورة العنکبوت

اس سورت کی ننانوین آیتیں ہیں بعض نے کہا یہ ساری سورت کو میں نازل ہوئی قالہ ابن عباس و ابن الزبیر و الحسن و حکیم مٹر و عطاء و جابر بن زید اور بعض نے کہا وہ سب مدینہ میں نازل ہوئی اور یہی ایک قول ہے ابن عباس اور قتادہ کا اور یہی قول ہے تحفہ بن سلام کا اور اسیر المؤمنین حضرت علی اکرم السلام و چہرہ ہمدی ہے کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان اوتری اور یہ تیسرا قول ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورج اور چاند کے گھومنے (دور کعتوں میں) چار رکوع کرتے اور چار ہی سجدہ پہلی رکعت میں سورہ عنکبوت پڑھتے یا سورہ روم اور دوسری رکعت میں سورہ یسین اور کہا حافظ ابن کثیر نے کہ یہ سورہ مکہ کی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْاٰمَةِ اَحْسِبَ النَّاسَ اَنْ يَّزْكُوْا اَنْ يَقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلْيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَّقُوْا وَلْيَعْلَمَنَّ الْكَٰذِبِيْنَ ۝ اَمْ حَسِبَ

الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّئَاتِ اَنْ يَّسْبِقُوْهُمْ اَمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ کیا یہ سمجھے ہیں لوگ کہ جہوٹ

جاوے گئے اتنا کہ کہ ہم یقین لائے اور انکو جانچ نہ لیں گے اور پہننے جانچا ہے انکو جو ان کو پہلے

تھے سو البتہ معلوم کر لیا اسجو لوگ سمجھے ہیں اور البتہ معلوم کرے گا جہوٹ کیا یہ سمجھے ہیں جو لوگ

کہتے ہیں برائیاں کہ ہم سے چڑھ جاویں بری باچکا تے میں ف پہلے دو آئیں کہیں مسلمانوں
 کو جو گرفتار تھے کافروں کی اینداز میں اور یہ آیت کافروں کو جو ستاتے تھے مسلمانوں کو انتہے
 مافی موضع القرآن کہا حافظ ابن کثیر نے ادا کل سورہ پر کلام سورہ بقرہ میں گزرجکی اور یہ جو فرمایا
 کیا یہ سمجھ میں یہ لوگ آخر آیت تک تو اس میں انکار کیا ہے لوگوں کے اس نعم کا کہ وہ بلا آؤ گے
 چھوٹ جاوینگے اور معنے یہ ہیں کہ اللہ عزوجل ضرور اپنے ایسا نڈر بندوں کو انکے ایمان کے مطابق
 جابجے گا جیسے صحیح حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً
 الْاَنْبِيَاءُ مِنْهُمْ الصَّالِحُونَ ثُمَّ الْاَمَثَلُ فَاَلَا مَثَلٌ يُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ فَاِنْ كَانَ
 فِي دِينِهِ صَلَاحٌ زِيدَ لَهُ فِي الْبَلَاءِ رُبَّ بَكْرٍ يَغْمِرُونَ بِرَبْلَا زِيَادَةٍ اَتَرْتِي هِيَ بِرَنِيكَ نَجْتُونَ بِ
 بہر جو ان کے بعد مرتبہ میں افضل میں بہر جو انکے بعد افضل میں اور آدمی پر اس کے دین کے موافق
 بلا آتی ہے اگر اس کا دین سخت اور قوی ہوتا ہے تو اسکی بلا بھی سخت ہوتی ہے مگر ترجمہ عفا غشتہ
 کہتا ہے یہ حدیث اپنے اس وقت فرمائی جب سعد بن ابوقحاص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کن لوگوں کا امتحان سخت ہوتا ہے اور ان پر بلا زیادہ اترتی ہے آپ نے فرمایا پیغمبر و نپہر جو آخر
 حدیث تک دوسری حدیث میں ہے کہ سیکو اتنی ایذا نہیں ہوئی اسکی راہ میں جتنی محب کو ہوئی فقر
 و فاقہ و کمہ بیماری ان تکلیفوں کے سوا کافروں کی طرف سے آپ کو بہت صدمہ بوجھے گا لیاں کہا میں
 مار کما کی اجنبی ہوئے دانت شہید ہوئی اخیر میں زہر کے صدمے سے وفات پائی جو شہادت ہے آپ
 کے دونو صاحبزادی طلیل الشان امام حسن اور امام حسین علیہما السلام ہی کمال تکلیف سے شہید
 ہوئے اور ہمیشہ آپ کے آل اور ائمہ اطہار مصیبت ہی میں مبتلا رہے سبحان اللہ کیا شان الہی ہے
 جو اپنے پیارے ہوئے میں اپنی کو زیادہ آزماتا ہے اور انکی صبر اور محبت کو جانچتا ایک بزرگ
 مسجد میں پونچے شاید شیخ احمد عبدالحق رو دلوئی رہ تھے وہاں لوگ عشا کی نماز بعد اذان دے رہے
 تھے اونہوں نے سبب پوچھا لوگوں نے کہا دفع بلا اور وبا کے لیے اذان دیتے ہیں آپ بھی اذان
 دیجیے لوگوں نے اصرار کیا نہ مانا اونہوں نے وجہ پوچھی فرمایا جو بندہ اللہ کی نعمت کو مفر سے چکے
 اور اسکی بلا سے بھاگو وہ بندہ نہیں ہے حدیث مذکور کے دوسری طریق میں اتنا زیادہ کہ ہمیشہ بلا پہنچتی
 رہتی ہے بندہ پر (کہہ بیماری افلاس رنجگی) یہاں تک کہ وہ زمین پر چلتا ہے اور کوئی گناہ اسپر

نہیں ہوتا (سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں) اور بلا انکی کفارہ ہوتی ہے معلوم ہوا کہ ایسے بندے اللہ تعالیٰ کے اکثر مصیبت اور سختی اور تکلیف میں مبتلا رہتے ہیں اور مصیبت اور سختی اور دکھ اور بیماری کو اللہ تعالیٰ کا غضب سمجھنا چاہیے بلکہ وہ کفارہ ہیں گناہوں کے لیے کہا حافظ نے اور یہ آیت سی ہی ہے جیسے اللہ عزوجل نے دوسری مقام میں فرمایا اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ یعنی کیا تم کو خیال ہے کہ داخل ہو جاؤ گے جنت میں اور ابھی معلوم نہیں کیے اللہ نے جوڑنیوالے ہیں تم میں اور معلوم کرے ثابت رہنیوالے اور فرمایا سورہ برات میں فرمایا اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَلَمْ يَخْشَ اَوْ اَمِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُولِهِ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ وَبِجَهَنَّمَ خَيْرٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ کینے کیا جانتے ہو کہ چوٹ جاؤ گے اور ابھی معلوم نہیں کیے اللہ نے تم میں سے جو لوگ ٹرسے میں اور نہیں پکڑا اور نہ ان فرسوائی اللہ کے اور اسکے رسول کے اور مسلمان کے کسی کو بھیدی اور اللہ عزوجل کو سب خبر ہے تمہاری کام کی اور سورہ بقرہ میں فرمایا اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُم مِّثْلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّنَّهُمْ الْبَاسُ وَالْغَرَاءُ وَذَلُّوا حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نَصْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ اِنْ نَصَرَ اللَّهُ فَرِيقًا فَلَنْ يَصُدَّقَ عَلَيْهِمْ فِتْرَتُهُ فَيَكُونُوا مِنَ الْمُتَلَاةِ اَلَّذِينَ صَدَقُوا وَلَكِنَّ بَيْنَهُمُ الْكَاذِبِينَ اور یہاں علم سے رویت اور اظہار مراد ہے یعنی تو کہ اللہ عزوجل ظاہر کرے ان لوگوں کو جو دعویٰ ایمان میں صادق ہیں اور وہ جو اپنے دعویٰ اور قول میں کاذب ہیں کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو علم ہے زمانہ گذشتہ اور آئندہ کا اور اسچیز کا جو موجود ہونا مقدر نہیں ہے کہ اگر وہ چیز موجود ہوتی تو وہ کیونکر ہوتی اور اس پر اہل سنت اور جماعت کو اماموں کا اتفاق ہے اور یہی قول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ اللہ عزوجل کے اس قسم کے قول میں یا اَلَيْسَ لَكَ بِذَلِكَ دَلِيلٌ اَوْ اَلَيْسَ لَكَ بِذَلِكَ دَلِيلٌ تو کہ یہاں ہم کہیں کہ رویت متعلق ہوتی ہے موجود کے ساتھ بخلاف علم کے کہ وہ عام ہے معدوم اور موجود دونوں سے متعلق ہوتا ہے اللہ یہ جو فرمایا اَمْ حَسِبْتُمْ اَلَّذِينَ يَعْمَلُونَ الشَّيْءَاتِ اَنْ يَكُونُوا

سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ تو یہ معنی ہیں کہ جو لوگ ایمان نہیں لائے وہ یہ خیال نہ کریں کہ وہ اس فتنہ اور متحار سے چھوٹ جائیں گے کیونکہ انکے پرے یعنی مرینکے بعد انکے کفر پر عقوبتیں اور عذاب ہیں جو اس فتنہ سے نہایت سخت ہیں ولہذا فرمایا اَلَّذِينَ يَحْكُمُونَ الشَّيْءَاتِ اِنَّ كَيْدَهُمْ لَسَاءٌ مَّا يَحْكُمُونَ فتح کا بیان یہ ہے کہ الم کی مراد کو اللہ خوب جانتا اور اس سورت کے اول لفظ یعنی الم سورہ بقرہ میں کافی طور پر گفتگو ہو چکی اور احسب میں استفہام تو بیخ اور تفریع کے واسطے ہی یا تقریر کے لیے اور حسان کہتے ہیں احد لتقیضین کے قوی ہونے کو اور دوسری تقیض کے جیسے ظن بخلاف نیک کے کہ وہ ٹھیک رہتا ہے دو تقیضوں کے درمیان اور بخلاف علم کے کہ وہ یقین کر لیتا ہے احد لتقیضین پر اور دونو تقیضوں کا معانی مفردات کے ساتھ معلق کرنا صحیح نہیں ہے البتہ جملوں کے مضامین کے ساتھ درست ہے اور آیت میں بیان ہے اس حسان کو انکار اور استبعاد کا اور بیان ہے اس امر کا کہ انواع تکالیف وغیرہ کے ساتھ ضرور امتحان ہو گا کہ انہیں جانے سے یہ ہیں کہ خیال کیا انہوں نے کہ ہم قناعت کر لیں گے صرف انکو اس قول پر کہ ہم ایماندار ہیں اور یہ امتحان نہ کیے جائیں گے انہیں کے ساتھ جس کے انکے ایمان کی حقیقت معلوم ہو سکے بلکہ امتحان کیسے جاوینگے تو کہہ دو اللہ عزوجل کے دین میں اس طرح ہیں کچے لوگوں سے ممتاز ہو جاوین کہ ہاں ساری اور قناتہ اور مجاہد نے کیا خیال کرتے ہیں کہ اتنا کم کر چھوٹ جاوین گے کہ ہم ایمان لائیں اور اپنے اسوال اور جانوں میں قتل اور تعذیب کے ساتھ جانچے نہ جاوین گے کہ ابن عطیہ نے یہ آیت اگرچہ ایک خاص سبب میں نازل ہوئی ہے مگر اسکا حکم قیامت تک باقی ہے اور یہ اس طرح کہ اللہ عزوجل کی جانچ اور ہر کافتنہ مسلمانوں کو شعور میں باقی ہے اسراور نکایت عدد وغیرہ کے ساتھ اور فتنہ وہ امتحان ہے سخت تکلیفوں کے ساتھ ہر فارت اوطان اور مہاجرت اور مجاہدہ اعدا اور سائر طاعات شاقہ اور ترک شہوات کو ساتھ اور فقر اور قحط اور انواع مصائب کے ساتھ نفسوں اور مالوں میں اور کفار کی ایذا اور انکو داؤن پر صبر کرنے کے ساتھ تو کہ مسلمان فتنوں میں صبر کر کے درجات عالیہ حاصل کریں کیونکہ فقط ایمان اگرچہ اخلاص کے ساتھ ہو خلود عذاب سے بچاؤ دیکھا درجات عالیہ کے حاصل کرنے کے لیے ان اعمال کی ضرورت ہے مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں اتاری ہے جو کہ میں بہتے تھے اور اسلام لائیکا اقرار کرتے تھے تو ان کی طرف حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے صحابہؓ لکھا مدینہ سے جب ہجرت کے بارے میں حکم اترکہ تمہارا اقرار اور سلام کی کارگر نہ ہوگا جب تک تم ہجرت نہ کرو اس پر وہ مدینہ کے ارادہ پر کہہ شریفی سے برآمد ہوئے اور مشرکوں نے انکا پیچھا کیا انکو واپس لے گئے انکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی تب صحابہؓ نے انکی طرف لکھا کہ تمہارا حق میں یہ آیت نازل ہوئی انہوں نے کہا ہم ہجرت کرنے میں اور جو ہمارا پیچھا کرے گا اس کو ہم ٹہرین گے اور برآمد ہوئے اور مشرکوں نے ان کا پیچھا کیا اور وہ اسنے لڑی تو بعض انہیں سوار سے گئے اور بعض بچ گئے تب اللہ عزوجل نے یہ آیت اتاری تَحَرَّانَ رَبَّكَ الَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا اِنَّهُمْ لَمِنْ اَوْحَادٍ حَافِدٍ اَوْ كَآثَرٍ جَاهِدُوْا وَاصْبِرُوْا اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا الْغَفُوْرُ رَحِيْمٌ يَّعْنِيْ ہر یون ہو کہ تیرا رب ان لوگوں پر جنہوں نے طعن چڑھا ہے بعد اسکے کہ چلائے گئے ہر لڑتے رہی اور ٹھہرے رہی تیرا رب ان باتوں کے بعد بخشنے والا مہربان ہے اَحْزَبَةُ الْاَبْرَحِمِيْدِ وَاَبْنُ الْمُنْدَرِ وَاَبْنُ جَدْرٍ وَاَبْنُ غَدِيْهِمْ اَوْ قَتَادُ سے اس کے اختصار کے ساتھ مروی ہے بعض نے کہا یہ آیت عمار بن یاسر کے حق میں نازل ہوئی جب اسکو اسکی راہ میں عذاب کیا جاتا تھا عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں سب سے پہلے جنہوں نے اسلام ظاہر کیا وہ سات شخص تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق اور اسمیہ عمار کی ماں اور عمار اور صہیب اور بلال اور مقداد ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو آپ کو اللہ عزوجل نے بجا یا آپ کے عم ابوطالب کی حمایت کے ساتھ اور رہے ابوبکر صدیق تو انکی قوم نے ان کی حمایت کی اور بانی کے پانچ شخصوں کو مشرکوں نے لوہے کی ٹیریاں ڈال دیں اور وہ پوچھ میں پہنیکد یا پھر ان میں سے کوئی نہ تھا مگر ان کو کیا جو مشرکوں نے جاہل بلال کے سوا تو اسنے ذلیل کر دیا اپنی جان کو اللہ عزوجل کی راہ میں اور مشرکوں نے انکو کچل کر بچوں کو دیدیا جو انکو مکہ کی گلیوں میں بہراتے تھے (ذلیل کرنے کے لیے) اور وہ فرماتے تھے اللہ عزوجل ایک ہے اللہ عزوجل ایک ہے اور یہ جو فرمایا وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ بَنِيْ اِسْرٰٓءِٓلَ اٰخِرَآیْتَ تَاک تُوَسَّعْ یہ ہے کہ یہ اللہ عزوجل کو اپنے بندوں میں ہمیشہ سے سنت قدیمہ جاری ہے اور وہ اس ہر کے ایمانداروں کو بھی آزمادینگا جیسے اس نے پہلے امتوں کو آزمایا اور قرآن مجید کے بہت مقاموں میں انبیاء کے قصص اور وہ محنتیں جو انبیاء کو اپنی اپنی قوم کی طرف سے پیش آئیں مذکور ہیں سبط اللہ عزوجل نے اتباع رسل کو طرح طرح کی تکلیفوں سے آزمایا کسی کو مخالفوں نے آہ سے دوپہا تک کر دیا اور کسی کو جان سے مار ڈالا اور کسی کو آگ میں پہنیکد یا اور کسی کے بدن کا لوہے

کی لنگاہیوں کے ساتھ گوشت امارا گمان میں سے کسی آزمائش کی وجہ سے اونہوں نے اپنا دین نہ چھوڑا اور نبی اسرائیل کو فرعون طرح طرح کے عذاب کرتا تھا جو قرآن مجید میں جا بجا مذکور ہیں اور مقصود تنبیہ ہے انکی خطا پر اس حسان میں اور معنی یہ ہیں کیا خیال کیا اونہوں نے یہ اور یہ جانتے ہیں کہ یہ اللہ عزوجل کی عادت کے خلاف ہے اور اللہ عزوجل کی عادت کو بدلنا نہیں مَن کَانَ یَرْجُوا لِقَاءَ اللّٰهِ فَإِنَّ أَجَلَ اللّٰهِ لَا یَکُودُ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَمَنْ جَاهَدْ فَإِنَّمَا یُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ

اِنَّ اللّٰهَ لَغَفِیْرٌ عَنِ الْعَالَمِیْنَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّئَاتِهِمْ وَلَنَجْزِیَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِیْ كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ جو کوئی توقع کرتا ہے اللہ کی ملاقات کی سوا اللہ کا وعدہ آتا ہے اور وہ ہے سنا جاتا اور جو کوئی محنت اٹھاوی سوا اٹھاتا ہے اپنے ہی اسطے اللہ کو پرواہ نہیں جہاں والوں کی اور جو لوگ یقین لائے اور کیے پہلے کام ہم امار دین گے ان سے برائیاں انکی اور بدلادین گراںکو بہتر سے بہتر کاموں کا فائدہ یعنی ایمان کی برکت سونیکیاں ملیں گے اور برائیاں معاف ہونگی اللہ عزوجل ان آیات میں فرماتا ہے کہ جس شخص کو اللہ عزوجل کی ملاقات کی دار آخرت میں امید ہے اور کیے اس نے پہلے کام اور اس فوج جزیل کا امیدوار ہے جو اللہ عزوجل کے پاس ہے تو اللہ عزوجل اسکی امید کو پورا کر دیگا اور اسکے عمل کے کامل وافر خزانے کا اور یہ بات لامحالہ واقع ہونے والی ہے کیونکہ وہ سمیع دعوات بصیر کائنات ہے ولہذا فرمایا مَن کَانَ یَرْجُوا لِقَاءَ اللّٰهِ فَإِنَّ أَجَلَ اللّٰهِ لَا یَکُودُ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ اور اللہ عزوجل کا قول وَمَنْ جَاهَدْ فَإِنَّمَا یُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ اللہ عزوجل کی طرف سے اس کے عمل کا نفع اسی کی طرف عود کرنا والا ہے کیونکہ اللہ عزوجل عباد کے افعال سے غنی ہے اگرچہ سب کے سب پیغمبر و نبی و دین اور ان سب کا ایک آدمی کو دل پہنچانا اسکی سلطنت کی رونق کو زیادہ نہیں کر سکتا ولہذا فرمایا وَمَنْ جَاهَدْ فَإِنَّمَا یُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفِیْرٌ عَنِ الْعَالَمِیْنَ کہا حسن بصری نے البتہ آدمی مجاہدہ کرتا ہے حالانکہ زمانہ میں سرکسبوت میں اس نے کسی کا فر کو تلوار نہیں ماری ہوئی پہرہ اللہ عزوجل نے خبر دی کہ باوجود اس امر کے کہ اللہ عزوجل جمیع مخلوقات پر اور احسان ہے بے نیاز ہے اس پر بھی جو ایماندار ہیں اور نیک کردار انکو عمدہ سے عمدہ جزا دیگا اور وہ پہرہ انکی برائیاں امار دیگا اور بدلادینگا انکو بہتر سے بہتر کاموں کا اور قبول کرے گا

انکے تہوڑے نیک کام کو اور ایک نیک کام کا دس گنا اجر دیکھا سات سو گنہگار اور برائی کی اتنی ہی سزا ملے سوائے کر دیکھا اور در گزر دیکھا کَمَا قَالَ تَعَالَى اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقَ فَانْ تِلْكَ حَسَنَةٌ بِّضَاعٍ عَفْوَ وَتُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا یعنی امیر عزوجل حق نہیں کہتا کسی کا ایک ذرہ برابر اور اگر نیکی ہو تو اسکو دونا کرے اور دیو اپنے پاس سے بڑا ثواب اور یہاں فرمایا اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيۡنَ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ فتح میں کہا ہے کہ جاسنے میں جہم کے ہے قالہ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ بعض نے کہا یہاں جا یعنی خوف ہے کہا قرطبی نے اور مفسرون کا اتفاق ہے کہ آیت کا معنی یہ ہے جو شخص ہے ڈرنا مرنے سے بعض نے ڈرنا بعثت و حساب ہو کہما زجاج نے جو شخص ہے رجا کرتا امیر عزوجل کی طرف پہر کر ثواب حاصل کر نیکی اس صورت میں رجا یعنی اہل ہے اور حرف سن موصولہ ہے یا شرطیہ اور خبرا امیر عزوجل کا قول فَانْ اَجَلَ اللّٰهِ لَا تِ ہر مگر راجح یہ قول ہے کہ یہ خبرا نہیں ہے کیونکہ اسکی اجل لامحالہ آنے والی ہے سوا شرط کی قید کے کیونکہ اگر جملہ فَانْ اَجَلَ اللّٰهِ جواب شرط ہو تو لازم آدیکھا کہ جو شخص امیر عزوجل کی ملاقات کو توقع نہ رکھے اسکے پاس امیر عزوجل کی اجل نہ آوے بلکہ جواب محذوف ہے اور وہ یہ ہے فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُفَرِّكْ بِعِبَادَةِ رَبِّہٖ اَحَدًا یعنی سو کرے کچھ کام نیک اور سا جہا نہ رکھے اپنے رب کی بندگی میں کسی کا اور معنی آیت کے یہ ہیں جو شخص رجا اور ظلم رکھتا ہے امیر عزوجل سے ملنے کی تو اسکی اجل جو اس نے بعثت اور ثواب اور عقاب کیو سطر مقرر کی ہے لامحالہ آئیوالی ہے کہما مقابل نے وہ اجل قیامت کا دن ہے اور اس آیت میں جو وعدہ اور وعید اور ترسید اور ترغیب ہے فہم جنہی نہیں ہے وہ سمیع ہے اپنے بندوں کے اقوال کا علیم ہے اس کا جسکو وہ چہ پاتے ہیں اور آشکارا کرتے ہیں اور جو شخص جہاد کرے کفار سے اور جہاد کرے اپنے نفس سے طاعات پر صبر کرنے کے ساتھ یا شیطان کے ساتھ مجاہدہ کرے دفع و سادوس کے ساتھ تو اسکا ثواب اسی کے واسطے ہونہ اسکے غیر کے واسطے اور امیر عزوجل کو اسکے مجاہدہ کا کچھ فائدہ نہیں ہے اور یہاں سے کہ اس نے وعدہ کیا ہے ثواب دینے کا نہ اسلئے کہ مجاہدہ کا امیر عزوجل کے ہاں استحقاق ہے کیونکہ کریم جب وعدہ کرتا ہے وفا کرتا ہے اور حصر اس جملہ میں اضافی ہے اب یہہ اعتراض ہوگا کیونکہ حصر تقیم ہو سکتا ہے باوجود اسکے کہ ایک شخص کے جہاد سے اسکا غیر

سود مند ہو جاتا ہے جس پر آبار اولاد کی صلاحیت سے سود مند ہو جاتے ہیں اور جو شخص عمدہ راہ ڈال دہے اور
 راہ میں چلنے والوں کے فعل سے منتفع ہو سکتا ہے بعض نے کہا معنی یہ ہیں جو شخص اپنے دشمن کے اپنے
 نفس کے لیے لڑی اور اسے غر و جل کی رضا مندی کا اس میں ارادہ نہ کرے تو اس کے جہاد کی اسے غر و جل کو
 کچھ ضرورت نہیں ہے اور قول اول بہتر ہے اور اس آیت میں بشارت بھی ہے اور تحذیف بھی عالمین سے
 انس اور جن اور ملائکہ مراد ہیں اور مطلب یہ کہ اسے غر و جل انکی طاعات سے برباد ہے جیسے انکی معصیت
 اسے غر و جل کو مضرت نہیں ہے اور یہ تو اس نے اپنے بند و پیروں پر بانی کی کہ پہلے کاموں کا ارشاد فرمایا اور
 بری کاموں سے روک دیا اور یہ جو فرمایا وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ
 تو اس کے یہ معنی ہیں کہ ہم انکی برائیاں مٹا دیں گے یہاں تک کہ وہ ہنر نہ غیر معمولی کے ہو جاویں گے اور تکفیر وہ
 مٹا دینا ہے برائی کا نیکی کے اور سیئہ سے شرک اور معاصی مٹا دینا اور انکی تکفیر ایمان لانا ہے اور تو یہ
 کرنا اور آیت سیئات کا وجود چاہتی ہے تو کہ ان کا کفارہ ہو اور کوئی ایسا مکلف نہیں ہے جو سیئہ
 سے خالی نہ ہے غیر انبیاء و ان کا صاحب سیئات ہونا ظاہر ہے اور انبیاء تو ایسے کہ انکے لیے ترک اولی
 سیئہ کی مثل ہے ولہذا فرمایا عَفَا اللَّهُ عَنْكَ لِمَ أَذْنَتْ لَهُمْ اُورِیہ جو فرمایا وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ
 الَّذِیْ كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ یعنی اور البتہ انکو جزا دیں گے ساتھ احسن جزا اعمال انکے کے بعض نے کہا
 ساتھ جزا احسن اعمال کے اور مراد احسن سے مجر و وصف ہو تفضیل مراد نہیں ہے تو کہ نہ ہو جزا ان کی
 حسن کے ساتھ مسکوت عنہ مگر یہ کہنا کہ احسن سے مجر و وصف مراد ہو نہیں سکتا نہیں ہے کیونکہ یہ اولی کے
 بابا میں ہے اس لیے کہ جب اسے غر و جل انکو احسن کی جزا دیگا تو اس کے کم کی بطریق اولی دیگا تو بیشیہ
 ہے ادنی پر اعلیٰ کے ساتھ بعض نے کہا معنی یہ ہیں ہم انکو دین گے اکثر اچھیر سے کہ عمل کیا اور انہوں نے
 اور احسن اس کے جیسے اسے غر و جل نے فرمایا مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ امْتَالِهَا - وَوَصَّيْنَا

اَلْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَسَنًا وَاِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا
 اِلٰی مَرْجِعِكُمْ فَاَنْذَرْتُكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ
 فِي الصَّلٰوٰتِ ۝ اور ہم نے تقید کر دیا انسان کو اپنے ماں باپ سے پہلے رہنا اور اگر وہ تجھ سے زور کریں
 کہ تو مشرک یا کفر میں اس کی تجھ کو خبر نہیں تو ان کا کہنا نہ مان بھی تک پہنچا تا ہے مگر سو میں جہاد و جنگ
 تمکو جو کچھ کرتے تھے اور جو لوگ یقین لائے اور پہلو کام کی ہم انکو داخل کریں گے نیک لوگوں میں -

دنیا میں مان باپ کے زیادہ حق کسی کا نہیں رہا۔ کاشق ان سوزیادہ ہے انکی خاطر دین نہ چھوڑی ان آیات میں اللہ عزوجل اپنے بندوں کو مان باپ کا حق ادا کرنا ارشاد فرماتا ہے توحید کے ساتھ تک برتر غیب دین کے بعد گنہگار مان باپ ہی انسان کے وجود کا سبب ہوئے ہیں اور وہ دونوں اولاد کے ساتھ نہایت ہم آسان کر لئے ہیں والد انفاق کے ساتھ اور والدہ شفاق کے ساتھ ولہذا اروسر مقام میں فرمایا وَقَفَىٰ رَبُّكَ اَنْ لَا تُعْبُدُ وَاِذَا اَبَاكَ وَاِلٰهَ الْاَدْنٰى اِحْسَانًا اِنَّمَا يُلْقِيَنَّ عِنْدَكَ الْكِتٰبَ اَحَدُهَا اَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقْلُ لَّهُمَا اُتٌ وَلَا تَخْشَ هُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا وَاُخْفِضْ لَّهُمَا جَنَاحَ الذَّلٰلِ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْتَنِي صَغِيْرًا يٰعِيسٰی اور جب کا دیا تیرے رب نے کہ نہ ہو جو اس کے سوا اور مان باپ پہلا لی کہی ہو پنج جادو تیرے سامنے بڑے بڑے کو وہ ایک یا دونوں تو نہ کہہ انکو ہولن اور نہ جہنم انکو اور کہہ انکو بات ادب کی اور جب کا ان کے آگے کندھے غامضی مگر کر نیاز سے اور کہہ اے رب ان پر رحم کر جیسے بالادہ ہوں نے مجھ کو چھوٹا اور باوجود اسکے کہ اس نے وصیت کی مان باپ کے ساتھ رافت اور رحمت اور احسان کرنے کی بمقابلہ انکے احسان کو جو انہوں نے ترکین میں کیا فرمایا وَاِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا يٰعِيسٰی اگر تیرے مان باپ حرص کہیں کہ تو انکی شرک کرنے میں اتباع کرے تو ان سے علاحدہ ہو جا اور انکے کہنے سے شرک مت کر تم سب میرے پاس آؤ گے قیامت کو دن میں مجھ کو تیرے احسان کی جزا دوں گا جو تو نے انکے ساتھ کیا اور اپنے دین پر صبر کیا اور سچ کو صالحین کی جماعت میں اوٹھاؤں گا نہ انکے زمرہ میں اگر چہ تو دنیا میں مان باپ سوزیادہ قریب تھا مگر آدمی کا حشر قیامت کے دن اسکو ساتھ ہوگا جسکے ساتھ اسکی دینی محبت ہو ولہذا یہاں فرمایا اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَحَمِلُوْا الصَّلٰتِ لَمَّا دَخَلْتَهُمْ فِي الصَّلٰتِ يَنْتَظِرُوْنَ سَعْدِیْنِ اِلٰی دِفَاصٍ رَّوْیَ کَیَا کہ میرے حق میں جا رہے ہیں ان میں بہر ایک قصہ بیان کیا اور کہا ام سعد یعنی میری مان نے کہا کیا سچ کو اللہ عزوجل نے والدین کے ساتھ احسان کرنا ارشاد نہیں کیا بخدا میں نہ کہتاؤں گی اور نہ پیوں گی یہاں تک کہ مر جاؤں مگر اس صورت میں کہ تو کا فر ہو جاوے کہہاں جسب اسکو کہلا نیک ارادہ کرتے تو ہسکا سونہ کہو مگر اس میں کوئی چیز ڈالتے (جیسے بچوں کو دوائی دیتے ہیں) اس پر یہ آیت اتری وَوَضَعْنَا اِلَآ اِنْسَانَ يُوٰلِدْ كَيْدًا حُسْنًا وَاِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا اٰخِرَآیْتُ تَكْ دَوَّاهُ اِلٰی مَا مَ اَحْمَلُ وَمَسْلَمٌ وَاَوْجُوْدَا وَاَوْدَ وَالْاِنْسَانُ

اَيْضًا وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا حَسْبُكُمْ جَهَنَّمُ فَتَحَرَّكَ كَمَا بَيَّنَّ يَہ ہے کہ آیت کو سمجھنے میں کہ انسان کو ہم نے وصیت کی ہے کہ وہ مانتا ہے کہ ساتھ جہنم کے سلوک کرے اور ان پر مہربانی کرے اور ان کے ساتھ احسان کرے اعطاء مال اور خدمت اور نرمی زبان اور عدم مخالفت سب کو یہ وصیت شامل ہے اور یہ جو فرمایا اِنْ جَاهَدَاكَ اٰخِرَآيَتُكَ يَہ یعنی اگر والدین تجھ سے طلب کریں اور تجھ پر لازم کریں میرے ساتھ نہ کرنا میرا صاحب کی تجھ کو خبر نہیں ہے تو انشراک میں انکی اطاعت نہ کر یہ سعد بن ابوقحاص کی ہی حدیث بیان کی جو ابن کثیر سے منقول ہوئی اور زیادہ کیا کہ کما قریبی نے مگر سعد نے اپنی ماں کی اطاعت کی اور بولنا بخدا تیری سوجا نہیں ہوں اور ایک ایک نکلیا دے تو میں حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ کھڑے کروں گا تو کہا دے یا نہ کہا دے جب اس نے دیکھا کہ یہ نہیں مانتا تو کہنے لگی کہا کر خنی نے یہ آیت اور سورہ اتحاف کی آیت اور سورہ لقمان کی آیت یہ تینوں آیتیں سعد بن ابی وقاص کے حق میں نازل ہوئیں اور یہ جو فرمایا اَلْمَدْرَجَةُ نَارُهَا اَشَدُّ مِنْ نَّارِ السَّجَّةِ تَوَعَّلُوْا تو سمجھنے میں کہ میں خبر دوں گا تمہارے لہجے بری اعمال کی اور ہر ایک عامل کو اس کے عمل کے مطابق جزا دوں گا اور مرجع اور وعید کے بیان کو نہیں فرمایا ہے والدین کی متابعت سے انشراک پر اور دین پر اثبات اور استقامت کی ترغیب دی ہے اور یہ جو فرمایا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَحَمِلُوا الصَّلٰحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّٰلِحِيْنَ تو سمجھنے میں کہ ہم ایمان والوں اور عمدہ کام والوں کو صالحین کی جماعت میں داخل کر دیں گے اور صلاحیت مومنوں کی صفتوں میں سے ایک عمدہ صفت ہے اور اسی کی انبیاء علیہم السلام نے آرزو کی ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا وَاَدْخَلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصَّٰلِحِيْنَ اور یوسف علیہ السلام نے فرمایا تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَاَلْحِقْنِيْ بِالصَّٰلِحِيْنَ بعض نے کہا سمجھنے میں ہم ان کو صالحین کے داخل میں داخل کر دیں گے اور وہ جنت ہو گا اَقْبَلْ اور اَوَّلِ اسے ہو اور انکو صالحین میں داخل کرنے سے یہ مراد ہے کہ وہ بھی انکو صالحین کے معدود ہونگے نہ یہ کہ انکی صفات کے ساتھ موصوف ہونگے اور سمجھنے میں کہ ہم انکو صالحین کے ساتھ اٹھا دیں گے قیامت کروں اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ عِبَادِكَ الصَّٰلِحِيْنَ وَاَرْزُقْنَا لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ وَمِنْ النَّاسِ مَنْ يَقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَا اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةً النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ وَلَٰكِنْ جَاءَ نَصْرٌ مِّنْ رَبِّكَ كَيْفَ مَوْلٰى اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ اَوَّلٰىسَ اللّٰهُ يَٰ اَعْلَمُ مَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ وَكَيْفَ مَوْلٰى

اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْحَقُوا الْمُنَافِقِينَ ۝ اور ایک لوگ ہیں کہ کہتے ہیں یقین لائے ہیں ہم اللہ کے
 پہرے ہو سکو ایسا ہوئے اللہ کے واسطے نہیں اور لوگوں کا ستا مارا برابر اللہ کی مار کے اور اگر آپہنچے مدد سے
 رب کی طرف سے کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ تھے کیا یوں نہیں کہ اللہ جو خبردار ہے جو کچھ حیوان میں
 ہے جہان والوں کے اور البتہ معلوم کرے گا اللہ جو لوگ یقین لائے ہیں اور البتہ معلوم کرے گا جو لوگ
 دغا باز ہیں ۝ ان آیات میں اللہ عزوجل نے ان کلمہ میں کے اوصاف بیان کیے ہیں جو زبان پر
 اسلام میں مگر اسلام ان کے دلوں میں مستقر نہیں ہے کہ جب ان کو دنیا میں کوئی محنت اور فتنہ پہنچ جاتا
 ہے تو وہ اعتقاد کرتے ہیں کہ یہ اللہ عزوجل کا ہم پر غصہ نازل ہوا ہے اور اسلام سے پہر جانے میں دہلدا
 فَرَمَا مِنْ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ فَإِذَا أُوذِيَ فِي اللَّهِ جَعَلَ الْفِتْنَةَ لِلنَّاسِ كَعَدَابِ اللَّهِ
 ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا اس آیت سے مراد ہے کہ ایسے شخص کو جب اللہ عزوجل کی راہ میں
 کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ دین اسلام سے پہر جاتا ہے وَكَذَلِكَ أَتَى الَّذِينَ آمَنُوا السَّلَافَ
 اور یہ آیت وہی ہی ہے جیسے اللہ عزوجل نے سورہ حج میں فرمایا وَمِنَ النَّاسِ مَن يُعَذِّبُ اللَّهُ عَلَى
 حَرْفٍ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انْقَلَبَ عَلَى وَجْهِهِ خَسِرَ
 الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ذَلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ يَذُوقُونَ اللَّهُ مَا لَا يَشْتَرُونَ وَمَا لَا يَنْفَعُهُ
 ذَلِكَ هُوَ الصَّلْدُ الْبَعِيدُ ۝ یعنی اور بعض لوگ ایسے ہیں کہ ہنگام کرتے ہیں اللہ عزوجل کی کناری پر
 پہر کر لگے ان کو بہلائی چین پڑا اس پر اور اگر لگے انکو جانچ نہ گئے اٹھے اپنے منہ پر گنوائی دنیا اور
 آخرت یہی ہے تو ناصر ہم بکارتے ہیں اللہ کے سوا ایسی چیز کہ ان کا برا نہیں کرتی اور ایسی چیز کہ انکا
 بہلا نہیں کرتی یہی ہے دور پرنا پہول کر یعنی دنیا کی نیکی پاوی تو بندگی پر قائم رہے اور تکلیف پاوی
 تو چھوڑ دی اور دنیا گئی اور ہر دین گیا کنارے پر کھڑا ہے یعنی دل ہی نہ اس طرف ہونہ اس طرف جیسا
 کوئی مکان کے کناری کھڑا ہے جب چاہے نکلیا دے پہر اللہ عزوجل نے فرمایا اور اگر آپہنچے مدد سے
 رب کی طرف سے تو کہنے لگے ہم تمہارے ساتھ تھے یعنی اگر تیرے رب کی طرف انصر قرب اور فرخ اور غنیمتیں
 آپہنچیں تو ایسے لوگ تم کو کہتے ہیں اے اہل اسلام ہم تمہارے دینی بہائی ہیں جیسے اللہ تبارک و تعالیٰ
 نے سورہ نسا میں فرمایا الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ كُفْرًا كَانُوا كُفْرًا مِّنَ اللَّهِ فَالْوَاكُمُ تَكُونُ
 مَعَكُمْ وَإِنْ كَانُوا لِكُفْرٍ نَّصِيبُكَ فَالْوَاكُمُ تَكُونُ عَلَيْكُمْ وَمَنْعَكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ

یعنی منافق نکا کرتے ہیں بہر اگر تم کو فتح ملی اسد غزوہ جل کی طرف سے کہیں کیا ہم نہ تھے تمہارا ہوسا تہ اور
 اگر ہوئی کافروں کی قسمت کہ میں کہنے بشیر لیا تھا تم کو اور بجا دیا تمکو مسلمانوں سے یعنی ہم نے کوشش کی
 اسلئے مسلمانوں کا ضرر تم کو نہیں پہنچا اور فرمایا قَدْ كَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يُسَارِعُونَ
 فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَى أَنْ تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ فَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِنْ خَلْدٍ
 فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا أَسْرَأْتُمْ أَصْفَرًا أَلَيْسَ الْأَفْسُ بِحِمْلٍ مَدِينٍ یعنی ابودیکھ گاجنکے دل میں آزار ہے دوڑ
 کر لے جاتے ہیں یہود و نصاریٰ میں کہتے ہیں کہوڑ ہے کہ نہ آجاوے ہمپر گردش سوشاید اسد جلد بھیجے
 فیصلہ یا کچھ حکم اپنے پاس سے تو فخر کو لگیں انچرچی کی چہ پی بات پر پچتانے مطلب یہ کہ منافق کافروں کا
 دوستی لگائے جلتے ہیں کہ ہمپر گردش نہ آجاوے یعنی مسلمان مغلوب ہو جاوین تو انکی دوستی ہمارے
 کام آوے سوائے بھانہ و تعالیٰ نے فرمایا کہ ابقریب ہے کہ کافر ملاک ہوں یعنی مسلمانوں کو انپر فتح ہو
 یا کچھ حکم آوے آخر یہود کو حکم فرمایا جلا وطن کرنیکا اور اس مقام میں اسد غزوہ جل نے انکی طرف سے خبر دی
 کہ اگر تیرے رب کی طرف سے مدد پہونچتی ہے تو وہ کہتے ہیں ہم تمہارا ہوسا تہ میں اسد تبارک و تعالیٰ فرماتا
 ہے کیا اسد غزوہ جل کو خبر نہیں ہے اسکی جوجہان والوں کے جیوں میں ہے یعنی اسد غزوہ جل کو خبر ہے ہر
 کی جوائنکے دل پوشیدہ رکھتے ہیں اگرچہ وہ تمہاری لیے موفقت ظاہر کرنے میں آوریہ جو فرمایا اور اسد
 جان لیگا ایمان والوں کو اور وہ جان لیگا منافقوں کو تو یہ مطلب ہے کہ وہ لوگوں کو ضرر اور سراسر اسد کے ساتھ
 مبتلا کرے گا تو کہ ایماندار منافقوں سے ممتاز ہو جاوین اور معلوم ہو جاوے کہ کون آرام اور سختی میں اسد
 غزوہ جل کا مطیع ہے اور کون اسد غزوہ جل کا اپنے نفس کے حظ میں مطیع ہے جسفرمایا وَتَنبَلُونَ عَنْهُمُ
 نَعْلَكُمْ لِيُخْذِلَهُمْ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِينَ وَتَنبَلُوا أَخْبَارَكُمْ یعنی البتہ تم کو باپنچین کے نامعلوم کریں
 جو تم میں لڑائی کرنے والے ہیں اور ٹھہرنے والے اور تحقیق کریں تمہاری خبر میں اور وقوعہ غزوہ احد کے
 بعد جس میں طرح طرح کے اعتبار اور استحسان مسلمانوں پر آئی فرمایا مَا كَانَ اللَّهُ لِيُذْكَرَ الْمُؤْمِنِينَ
 عَلَيْهِ مَا أَتَاكُمْ عَلَيْهِ حَتَّى يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ
 وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ قَامُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَإِنْ تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا أَنَّكُمْ
 أَجْرٌ عَظِيمٌ یعنی اسد وہ نہیں تھا کہ چوڑ دیا مسلمانوں کو جس طرح پر تم تھے (یعنی مومن اور منافق
 ملے جلے) جب تک جد اکرنایا پاک کو پاک سزا اور اسد یوں نہیں کہ کو خبر دی غیب کی نیکن اسد جہان

لیتا ہے اپنے رسولوں میں جسکو چاہے سو یقین لاؤ امدہ پر اور اسکے رسولوں پر اور اگر تم یقین پر ہو اور
 پرہیزگاری پر تو تم کو بڑا ثواب ہے فتح کا بیان یہ ہے کہ فی امدہ سے فی شان امدہ اور فی سبیل امدہ اور اصل
 امدہ مراد ہے جیسے اہل کفر اہل ایمان کے ساتھ اور اہل معاصی کچھ اہل طاعات اور اصحاب بدو کا صحاب
 سنت اور اہل تقلید کا اہل اتباع کے ساتھ دستور پر بلکہ ہر سبیل کی ہر محنت کے ساتھ عادت ہو کہ وہ قسم
 قسم کی تکلیفیں اور گونہ گونہ ایذا میں متقابلین کو پہنچاتے ہیں اس لیے کہ وہ امدہ غرضل پر ایمان لا کر
 اور انہوں نے کتاب و سنت پر عمل کیا اور اس آیت میں منافقین کا حال مذکور ہے کہ وہ یہ وقت حسب امدہ
 غرضل کے لیے تکلیف پہنچتی ہے دین چھوڑ کر کافر ہو جاتا ہے اور حد اکراہ تک ایذا پر صبر کرنا محال تھا
 ممکن تھا اگر ایسی نوبت پہنچتی تو کافروں کی سی باتیں کرنا جائز تھا بغیر شک و دلایمان پر برقرار رہتا تو
 منافقوں کو لوگوں کے عذاب اور ایذا کو ایمان سے پھیرنے والا شہیرا دیا جیسے امدہ غرضل کا عذاب
 مسلمانوں کو کفر سے روکتا ہے حالانکہ لوگوں کا عذاب دفع ہو سکتا ہے اور امدہ غرضل کے عذاب کو کوئی
 ہٹانے والا نہیں دوسرا یہ کہ لوگوں کو عذاب پر صبر کرنے سے نواب عظیم مترتب ہوتا ہے اور امدہ غرضل
 کے عذاب کے بعد عقاب الیم ہے اور شفقت کو بعد حباحت کو حصول کی امید ہو تو نفس اس شفقت
 پر خوش ہوتا ہے اور اس کو عذاب شمار نہیں کرتا کہا زجاج نے مسلمان کو چاہیے کہ جب اس کو امدہ غرضل کے
 دین میں تکلیف پہنچے تو اس پر صبر کرے اس سے مروی ہے کہ حضرت مسلمہ علیہ السلام نے فرمایا لَقَدْ
 اَوْذِيتُ فِي الشَّيْءِ وَمَا يُوْذِي اَحَدًا وَلَقَدْ اخِفْتُ فِي اللّٰهِ وَمَا يُخَافُ اَحَدًا وَلَقَدْ اَلَيْتُ عَلٰى
 نَالِئَةٍ وَمَا لِيْ وَلِئَالٍ طَعْلَمُ يَا كَلِّهْ ذُوْ كَيْدٍ اَكَا مَا وَاَرَى اِيْطَا يَلَا لِيْ بَعْنِيْ كَسِيْ كَوَاتِنِيْ اِيْذَانِهِيْ
 ہوئی امدہ کے راہ میں جتنی محبہ ہوئی اور کسی کو اس قدر نہیں ملے گا کیا امدہ غرضل کی راہ میں جب قدر محبہ کو
 ڈرا یا گیا اور مجربین راتین گذر گئیں اور میری اور بلال کے پاس کوئی کھانا نہ تھا جسکو کوئی جاندار
 کہا و مگر وہی جو بلال کو بعل میں مہما آجھو جھو آجھو وَاللّٰهُ جَمِيْلٌ وَصَحِيْحٌ وَاَيْنَ مَّاجَةٍ وَاَبُوْ بَكْرٍ
 وَاَيْنَ جَبَانَ وَاَلَيْكَ يَفِيْ وَغَيْرُهُمْ عَنْ اَنْتِ اور اگر آپہنچے نصر تبرے رب کی بیٹے مسلمانوں
 کو امدہ غرضل نے فتح نصیب کی اور کافر مندوب ہو کر اوٹھتے ہاتھ لگی کہنے لگے ہم تمہارے ساتھ
 تھے بیٹے اسلام میں تمہاری شریکت تھی ہمکو بھی غنیمت میں شریک کر۔ اور اسیت و ایمان میں اسیت
 مراد ہے ڈرائی میں ہم صحبت ہو چکے سو اکیونکہ صحبت اگر قتال میں واقع نہیں ہوگی قَالَ اَلَيْسَ لِيْ

الہ عزوجل نے انکی تکذیب کی اور فرمایا اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِي صُدُورِ الْعَالَمِيْنَ یعنی کیا اللہ عزوجل خبردار نہیں ہے جہان کے لوگوں کے ایمان اور نفاق سے بلکہ وہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم ہے اس خیر و شر سے جو جہان کے حیوان میں ہو بہر کیونکر یہ جوڑے دعویٰ کرتے ہیں اور یہ وہ لوگ تھے جنکے ایمان ضعیف تھے حرب انکو کفار کی طرف سے کچھ تکلیف پہنچتی تو انکی موافقت کرتے اور حرب اسلام کی قوت ظاہر ہوتی اور سی موطن میں موطن میں ہو مسلمانوں کو اللہ عزوجل مدد کرتا تو کہتے ہم تو تمہارے ساتھ تھے بعض نے کہا اس آیت اور ما قبل کی آیت میں منافق مراد میں کہا مجاہد نے یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جو زبان سے ایمان لاتے تھے مگر حرب اللہ عزوجل کی طرف سے انکو کوئی جانچ پہنچتی یا انکے نفسوں میں فتنہ میں بڑھاتے اور صحابہ نے کہا یہ آیت ان منافقوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جو مکہ میں تھے وہ ایمان ظاہر کرتے مگر حرب انکو انداز پہنچتی تو بہر شرک ہو جاتے بعض نے کہا ان مسلمانوں کے حق میں نازل ہوئی جنکو مشرک بدر میں ساتھ لینگے اور ظاہر یہ ہے کہ لفظ اللہ عزوجل کے قول وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ سَ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا نَبَاكَ مُنَافِقِينَ کے بارے میں نازل ہوا ہے کیونکہ سیاق سے یہی ظاہر ہوتا ہے اور اللہ عزوجل کافران و حرب الامان اور البتہ معلوم کرے گا اللہ عزوجل ایمان لائے اور البتہ معلوم کرے گا جو لوگ دغا باز ہیں یہی اسی پر دلالت کرتا ہے اور اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ عزوجل ظاہر کر دے گا ان لوگوں کو جو دل سے مسلمان ہوئے اور انہوں نے تصدیق کی اور بلا اور امتحان کے وقت ایمان پر ثابت رہے اور ضرور ظاہر کر دے گا ان لوگوں کو جو امتحان کے وقت ایمان کو چھوڑ دیں اور یہی آیت پہلی آیت کی تاکید اور تقریر ہے اور طلب ہے کہ اللہ عزوجل دونوں طائفوں کو ممتاز کر دے گا اور مخلصین کا اخلاص اور منافقین کا نفاق ظاہر کر دیگا اور دونوں فرقوں کو انکے اعمال کے موافق جزا سزا دیگا تو مخلص وہ ہے جو تہمات میں نہیں ہوتا اس لفظ کے ساتھ جو اسکو پہنچتی ہے اور اللہ عزوجل کے لیے صبر کرنا چاہیے صبر کرتا ہے اور لوگوں کی تکلیف کو اللہ عزوجل کے عذاب کے صلح نہیں سمجھتا اور منافق وہ ہے جو ادھر ادھر جھکتا ہے اور اگر کفار کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو انکی موافقت اور متابعت کرتا ہے اور اللہ عزوجل کے ساتھ کفر کرتا ہے اور اگر اسلام کی ہوا چلتی ہے اور اسکی نصرت لکھتی ہے اور اسکی فتح چمکتی ہے تو اسلام کی طرف رجوع کرتا ہے اور کہتا ہے میں مسلمان ہوں بعض نے کہا یہ دسوں آیتیں سورۃ کے ابتداء سے یہاں تک مدینہ میں نازل ہوئیں

اور بانی سورت کو من نازل ہوئی قالہ یحییٰ بنساکلہ۔ دَقَالَ الَّذِینَ کَفَرُوا الَّذِینَ
اٰمَنُوا اَنْتَ بَعُوْنَا سَبِیْلَنَا وَ لِنَجْلِ خَطِیْکُمْ وَمَا هُمْ بِجَاوِلِیْنَ مِنْ خَطِیْئَتِهِمْ مِنْ شَیْءٍ اِنَّهُمْ
لَکٰنْ یَفْرُوْنَ ۝ اور کہنے لگو منکر ایمان والوں کو تم چلو ہماری راہ اور ہم اوٹھالیں تمہاری گناہ اور وہ کچ
نہ اوٹھا دیں گے انکے گناہ وہ جھوٹے ہیں اور البتہ اوٹھا دیں گے اپنے بوجہ اور کتنی بوجہ ساتھ اپنے
بوجہ کے اور البتہ ان سے بوجہ ہوگی قیامت کے دن جو بائیں جھوٹ بناتے تھے وہ کوئی چاہے کہ
رفاقت کر کر سیکے گناہ اپنے اور پر لویوے یہ ہونا نہیں گرجو گمراہ کیا اور اسکے بہکائے سے اس نے
گناہ کیا وہ گناہ اس پر ہی اور سپر کہنا کا حفظ ابن کثیر نے ان آیات میں اللہ عزوجل کفار قریش سے خبر دیا
ہے کہ وہ کہتے ہیں ایمانداروں کو اور ان کو جو ہدایت کی راہ چلے تم اپنا دین چھوڑ کر ہمارا دین اختیار
کرو اور چلو راہ ہماری اور ہم اوٹھالیں تمہاری آٹام اگر ہماری راہ چلنے میں تم پر گناہ ہوں اللہ عزوجل
انکی تکذیب فرماتا ہے کہ وہ کچ نہ اوٹھا دیں گے انکے بوجہ اور وہ جھوٹے ہیں اس کہنے میں کہ ہم تمہارے
گناہ اوٹھالیں گے کیونکہ کوئی کسی کا بوجہ نہ اوٹھا دیگا اللہ عزوجل فرمایا وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلَىٰ
رِجْلِهَا لِتَحْمِلْ مِنْهُ شَیْئًا وَّلَوْ کَانَ ذَا قُرْبٰی یٰسے اور نہ اوٹھا دیگا کوئی اتنا نیوالا بوجہ دوسرے کا اور
اگر پکارے کوئی بوجہ نہ اوٹھا دیگا کوئی نہ اوٹھا دیگا اس میں سے کچ اگرچہ ہونے والا اور فرمایا
وَلَا یَسْئَلُ حِمِیْمٌ حِمِیْمًا یُّخْرِقُ وَخَمْرُ یَسْئَلُ یسے اور نہ بوجہ سے گادو ہمدار دوستدار کو سب نظر آجاویں گے
ان کو اور یہ جو فرمایا اور البتہ اوٹھا دیں گے اپنے بوجہ اور کتنے بوجہ ساتھ اپنے بوجہوں کے تو اس میں
اللہ عزوجل نے خبر دی ہے کفار اور ضلالت کی طرف بلانے والوں سے کہ وہ قیامت کو دن اوٹھا دیں گے اپنے
گناہ اور اور گناہ سبب اس کو کہ اور دن کو گمراہ کیا اسکے سوا کہ دوسرے دن کے گناہوں میں کچ کسی ہو
کہا قال تعالیٰ لِحِمِیْمٍ اَوْدَارُهُمْ کَامِلَةٌ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ مِنْ اَوْدَارِ الَّذِینَ یُضِلُّوْهُمْ بِخَیْرِ
عَلِیْہِمْ اَلَا سَآءَ مَا یُزِدُّوْنَ یسے اور جب کہیے ان کو کیا اتنا راہے تمہارے رب کہیں نقلیں میں بلوں
کی کہ اوٹھا دیں بوجہ اپنے پوری دن قیامت کے اور کچ بوجہ انکے جنکو بہکاتے ہیں بے تحقیق سنتا ہے
برا بوجہ ہے جو اوٹھاتے ہیں صحیح میں آیا ہے مَنْ دَعَا اِلٰہًا غٰی کَانَ لَہٗ مِنْ اَلْجَورِ مِثْلُ الْجَورِ
مِنْ اَتْبَعِہٖ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ مِنْ غٰیْرِ اَنْ یُقْصَّ مِنْ اُجُورِہِمْ شَیْئًا وَمَنْ دَعَا اِلٰی ضَلٰلَۃٍ

ہو جاؤ گی گا بہر اسد غر و جل سداوی کو حکم فرما دی گا تو وہ ندا کرے گا کہ جن لوگوں پر اس شخص نے جبر کیا ہے یا ظلم کیا ہے وہ آج دین تو وہ مظلوم جمع ہو کر اسد غر و جل کے سامنے کھڑے ہو جاویں گے اسد غر و جل فرما دیں گے میری اس بندی سے انکو بدلہ دلاؤ فرشتے عرض کریں گے ہم کس طرح بدلہ دلا دیں اسد غر و جل فرما دیگا اگر شخص کی نیکیاں لیکر انکو دید و تو فرشتے اسکی نیکیوں سے لیتے رہیں گے یہاں تک کہ اسکی کوئی نیکی نہ رہ جاوے گی اور ابھی اور مظلوم باقی ہوں گے اسد غر و جل فرمیں گے انکو بھی دلاؤ فرشتے عرض کریں گے اب اسکی کوئی نیکی باقی نہیں رہی اسد غر و جل فرما دیگا انکی برائیاں اوسپر لاد دو پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت کو گہرا کرے وَ لَيَحْمِلَنَّ أَثْقَالَهُمْ مَعَ أَثْقَالِهِمْ وَلَيَسْئَلَنَّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ عَمَّا كَانُوا يَفْعَلُونَ اور اس حدیث کا شاہد ہے صحیح میں اسوجہ کو سوا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مگر کانت عِنْدَكَ مَطْلَبَةٌ لِأَخِيهِ مِنْ عَرَضِهِ أَوْ شَيْءٍ فَلْيَحْمِلْ مِنْهُ الْيَوْمَ مِنْ قَبْلِ أَنْ لَا يَكُونَ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أَخَذَ مِنْهُ بِقَدَرِ مَطْلَبَتِهِ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أَخَذَ مِنْ سَيِّئَاتِهِ صَاحِبُهُ فَحَمَلَ عَلَيْهِ يَعْنِي جَسَدِهِ مَظْلُومٌ يُوَاسِيهِ بِمَا لِي مُسْلِمَانِ كَاخَوَاهُ اسکی آبرو کا ہوا کسی اور چیز کا یعنی جان مال کا تو چاہیے کہ آج اس سے بخشا لیویں اسدن سے پہلے کہ جسد نہ امٹ رہی ہو گی نہ روپیہ اگر ظالم کے کچھ نیک کام ہوں گے تو بقدر ظلم کے مظلوم کو دلاؤ جاویں گے اور اگر ظالم کے کچھ بھی نیک عمل نہ ہوں گے تو مظلوم کے گناہ لیکر ظالم پر لاؤی جاویں گے رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي حَبِيصِهِ گناہ دو قسم میں خدا کے گناہ اور بندوں کے گناہ سو خدا کے گناہ تو بہ کرنے سے یا اس کے فضل سے معاف ہو سکتے ہیں اور بندوں کے گناہ بی انکے بخشتی نہیں معاف ہوتو توجہ کو قیامت کا ڈر ہو اسکو لازم ہے کہ جنکے قصور کیے ہوں ان سے معاف کرائے خواہ امت عاجزی کر کے خواہ روپیہ پیسہ کر اگر گہرا بچ کسی کا چہین لیا ہو یا کسی کی چوری کی ہو رشوت لی ہو دغا بازی ہو کسی کا مال ہوا ہو اسکو پیر دی اور اگر کسیکو مارا کوٹا ہو بیعت کیا ہو تو اسکو حطاح ہو سکے رضی کرے زندگی کو غنیمت جانے ابھی اسکا علاج ممکن ہے قیامت میں اسکی تدبیر نہ ہو سکے گی کہ وہاں نہ مال باس ہو گا نہ اسباب کہا سمانوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِیُّهَا الَّذِیْنَ یُؤْمِنُ یَوْمَ الْقِيَمَةِ عَنْ جَمِیعِ سَعِیْبٍ حَتَّى عَنْ كُحْلٍ عَمِیْنٍ وَعَنْ فَتَاتِ الطَّيْنَةِ بِأَصْبَعِهِ فَلَا الْفَيْتَنَ نَاقِي يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَاحِدٌ أَسْعَدَ بِمَا أَتَتْكَ اللَّهُ مِنْكَ یعنی ایماندار کو قیامت کے

دن اسکے تمام اعمال کی پوچھ ہوگی یہاں تک کہ آنکھوں میں سرسہ ڈالنے اور اپنی دونوں آنکھوں پر مٹی توڑنے کی ہی پوچھ ہوگی پھر نہ پاؤں میں تجھ کو کہ توفیقارت کے دن آدمی اور جو کچھ تجھے خدا نے دیا ہے اسکو ساتھ لے کر اور سعادت مند ہو جاوے رَوَاهُ ابْنُ ابْنِ حَارِثٍ عَنْ ابْنِ حَزْمَةَ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ فَتَحَ كَابِيَانِ يَهُرُكَ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِينُ كَفَارٍ وَابِلٌ مَكَرًا دِهِنٌ حَيْصَ ابُوسُفْيَانَ اور اسکے اتباع اور سبیل سے طریق اور دین مراد ہے اور طلب آیت کا یہ ہے کہ اگر تمہارا دین غلط ہوگا اور تم کو اس پر سواغذہ ہوگا بعت اور نشور کے وقت جیسے تمہارا خیال ہے تو اس گناہ کا بوجھم اٹھا لیں گے اور ہم گرفتار ہو جاویں گے تمہارے عوض کہا سقاقل نے کفار کہتے تَحْنُ الْكُفَّاءُ الْكُفْلُ مَبْعَدٌ يُصِيبُكُمْ مِّنَ اللَّهِ یعنی جو تکلیف تم کو اسے مسلمانوں اسلام کے چوڑنے اور تمہارا دین اختیار کرنے پر اللہ عزوجل کی طرف سے پہنچے گی اسکے ہم ضامن میں کہا بخشش می نے اسے یعنی خبر ہے اللہ عزوجل نے انکے اس قول کا رد کیا اور فرمایا وَمَا هُمْ بِجَالِمِينَ مِنْ خُطَايَا هُمْ مِّنْ شَيْءٍ پھر فرمایا کہ وہ اس تحمل کے اظہار میں جھوٹے ہیں اور فرمایا اِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ اور انقال سے وہ اذرا مراد ہیں جنکو کفار عمل میں لائے اور ان اعمال کو انقال سے تعبیر کرنے میں ایذا ان سے کہ یہ ذنوب عظیم ہیں اور مع اذرا ہم میں ان لوگوں کے گناہ مراد ہیں جنکو کفار نے ہدایت سے منکالت کی طرف نکال دیا اور اسی کی مثل ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا قول لِيَجْزِيَوا اَوْ ذَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمِنْ اَوْ ذَارِ الدِّينِ يُضِلُّوْهُمْ بِغِيْبٍ عَلِيمٍ اور اسی کی مثل ہے حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم کا قول مَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً فَاعْلَمِيْهِ وَذَرُهَا وَوِزْدُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِي مِنْ غَيْرِ اِنْ اَبْقَصَ مِنْ اَوْ ذَارِهِمْ شَيْءٌ یعنی جو شخص سلام میں راہ نکالے برہم طریقے کی تو اسکو اسکا گناہ ہوگا اور جو اسکے بعد اس برہم راہ پر چلیں گے ان کا بھی گناہ اسی کی گردن پر ہوگا بدون اس بات کہ کہ کچھ انکے گناہوں سے کہیں یعنی دونوں کو علیحدہ علیحدہ پورا عذاب ہوگا رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي صَحِيْحِهِ وَتَحْفِظُهُ عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ اور قیامت کو دن کفار کو سوال ہوگا تو بنیخ اور تقریب کا ان اکاذیب اور باطل سے جنکو ادھون نے جھٹلایا وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَلَمَّكَتْ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا وَاَخَذْنَاهُمْ الطُّوفَانَ وَهُمْ ظَالِمُونَ ۝ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَاصْحَبِ السُّفِيْنَ وَجَعَلْنَاهَا اٰیَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اور ہم نے بھیجا نوح کو اسکی قوم پاس پھر رہا ان میں ہزار برس پچاس برس کم بہر کثرت انکو طوفان نے اور وہ گنہگار تھے

پہر بچا دیا اسنے اسکو اور جہاز والوں کو اور کہا ہم نے جہاز نشانی جہان والوں کو فائدہ کاکہتے
ہیں طوفان سو پہلے اتار ہے اور پیچھے ہی ایک مدت سے ساری عمر ہوئی چودہ سو برس اور حضرت
یہ سورت اتری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بار بہت سو کافروں کی ایذا اور جہاز پر بیٹھ کر حبشہ کے
ملک گئے تھے جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ کو ہجرت کر آئے تب وہ ہی سلامتی سے آئے
فائدہ اور جہاز نشان رکھا لوگوں کو یعنی دنیا میں ناؤ سے بڑے کام چلتے ہیں اور قدرتی
اللہ عزوجل کی نظر آتی ہیں اور اس آیت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے تسلی دی ہے اپنے بندے اور
رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور خبر دی ہے ان کو حضرت نوح علیہ السلام کے حال سے کہ وہ اپنی قوم پر
ہتقد دراز مدت تک رہی رات اور دن چھپے اور کہلے انکو اللہ عزوجل کی طرف بلاتے رہی معہذا
دی حضرت نوح علیہ السلام کے بلانے کو ہاگتے ہی رہے اور ان کو منہ پیرتے رہے اور انکو جہٹلاتا
رہے اور ایمان نہ لائے انکو ساتھ انکی قوم میں سو مگر تھوڑے ولہذا اللہ عزوجل نے فرمایا فَلْيَكْفُرْ فَيَكْفُرْ
أَكْفَ سَكْتِ الْأَخْمَسِينَ عَامًا فَآخَذَهُمُ الطُّوفَانُ وَهُمْ ظَالِمُونَ یعنی اتنی دراز مدت میں نوح
علیہ السلام کے ابلاغ اور اندازنے ان میں کچھ تاثیر نہ کی تو تو اسے محمد انوس نہ کر اس شخص پر چر نے
تیری ساتھ کفر کیا تیری قوم سے اور نہ انپر غم کہا کیونکہ اللہ عزوجل جبکو چاہتا گراہ دیتا ہے اور جبکو چاہتا ہی
بہکاتا ہے اسی کے ہاتھ میں امر ہے اور اسی کی طرف رجوع ہے ساری کاموں کا (اور جن پر ٹھیک
انکی بات تیری رب کی وہ نہ مانیں گے اگرچہ پوچھیں ان کو ساری نشانیاں جب تک نہ دیکھیں دکھ
کی ہمار اور تو جان لے کہ اللہ عزوجل عنقریب تجھ کو غالب کر دیگا اور تیری مدد کرے گا اور تیری تائید
کر دیگا اور تیرے دشمنوں کو ذلیل کرے گا اور انکو خوار کرے گا پھر ڈال دیگا ان کو نیچے سے نیچے
ابن عباس کہتے ہیں چالیس سال حضرت نوح علیہ السلام مبعوث ہوئے اور اپنی قوم میں ہزار ہزار
پچاس برس کم رہے اور طوفان کے بعد ساٹھ سال تک زندہ رہے یہاں تک کہ لوگ پہر بہت ہو گئے
اور پھیل گئے قتا وہ کہتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کل عمر ہزار برس پچاس برس کم کی تھی اپنی
قوم کو توحید کی طرف بلانے سے پہلے تین سو برس اپنی قوم میں رہے اور تین سو برس انکو توحید
کی طرف بلاتے رہی اور طوفان کے بعد تین سو پچاس برس پہر جیتے رہے مگر یہ قول ضعیف ہے اور قرآن
مجید کا ظاہر یہ ہے کہ ہزار برس پچاس برس کم انکو توحید کی طرف بلاتے رہے اور عون بن ابی شداد

کھایہ قول ہے کہ اسے غزوہ جل نے نوح علیہ السلام کو ہودت پہنچا دیا جب انکی عمر تین سو پچاس سال کی تھی اور وہ اپنی قوم کو توحید کی طرف بلاتے رہے ایک ہزار برس پچاس برس کم پہر طوفان سے پہر تین سو پچاس برس زندہ رہے اور یہ قول بھی غریب ہو رواہ ابن ابی حاتم و ابن جریر اور ابن عباس کا قول اقرب الی الصواب ہو و اللہ اعلم مجاہد سے ابن عمر نے پوچھا حضرت نوح علیہ السلام کس قدر اپنی قوم میں ٹھہرے مجاہد نے کہا ہزار برس پچاس برس کم ابن عمر نے کہا تو لوگوں کی عمریں اور عقلیں اور پیدا شدہ ہمیشہ آج دن تک ناقص ہوئی چلی آتی ہیں اور اس آیت کی تفسیر سورہ ہود میں تفصیل سے گذر چکی جو اس کے اعادی سے منہی ہے اور جہاز نشان رکھا لوگوں کو یعنی بعینہ وہی جہاز ابتر اسلام تک جو دی ہوا پڑا رہا یا اس نوع کو جہان میں رکھا اس نعمت کی یادداشت کو لیے کہ اسے غزوہ جل نے انکو کیونکر طوفان سے نجات دی کہا قال تعالیٰ وَ اٰیۃُ لَهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلِ الْمَشْحُونِ وَ خَلَقْنَا لَهُمْ مِنْ مِثْلِہٖ مَا يَرْكَبُوْنَ وَ اَنۡزَلْنَا نُحُرۡقُہُمْ فَلَا صَرِيحَ لَہُمْ وَ لَا هُمْ يَنْقُذُوْنَ اِلَّا رَحْمَةً مِنَّا وَ مَتَاعًا اِلٰی حَيٰثٍ یعنی اور ایک نشانی ہے انکو کہ ہم نے اٹھائی انکی نسل اس ہجر کشتی میں اور بنادی ہم نے انکو اس طرح جس پر چڑھتے ہیں اور اگر ہم چاہیں تو انکو ڈوبادیں پہر کوئی نہ بچے انکی فریاد کو اور نہ وہ خلاص کیو جہا دین مگر خلاص کر دین ہم اپنی مہر سے اور کام چلائے کو ایک وقت تک و قال تعالیٰ اِنَّا لَمَّا طَغٰی الْمَآءُ حَمَلْنَاکُمْ فِی الْجَارِیۃِ لِنَجْعَلَاکُمْ اُمَّةً تَذَکَّرُوْنَ وَ نَعْبُدُکَ اٰذُنُ وَاَعِیۡنُہُ یعنی ہم نے جب وقت پانی او بلالاد لیا تم کو بہتی ناؤ میں تاکہ میں اسکو تمہارا رویہ کار کو اور یاد رکھیں اسکو کان یاد رکھنے والے اور بیان فرمایا فَ اَنۡجِیۡنَہُ وَ اَخۡطِبِ السَّفِیۡنَۃَ وَ جَعَلْنَا اٰیۃً لِّلْعٰلَمِیۡنَ اور یہ اسے غزوہ جل کا قول شخص سے جس کی طرف تدریج کی قبیل سے ہے کہ قال تعالیٰ وَلَقَدْ رَکَبْنَا السَّمَآءَ الذُّنُبَآ بِمَصٰلِحٍ وَ جَعَلْنَا رُجُومًا لِّلشَّیْطٰنِ یعنی اور ہم نے رونق دی و سے آسمان کو جہاز غون سے اور کیا مصابیح کے نوع کو پہنیک مار شیطانون کو کیونکہ جہر شیطانون کو پہنیک جاتا ہے وہ آسمان کی رونق نہیں ہے و قال تعالیٰ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنۡسَآءَ مِنْ سَلٰکِۃٍ مِّنۡ طِیۡنٍ ثُمَّ جَعَلْنَاہُ نُطْفَۃً فِیۡ قَدَرٍ مُّکِیۡنٍ یعنی اور ہم نے بنایا ہے آدمی جن لی مٹی سے پہر رکھا اسکو بوند کر کے ایک جمی ٹہر او میں وَلِیَحۡکُمَ اِنۡطَآءُ کَیۡۤسِیۃٍ کہ ابن جریر نے اگر کہا جاوے کہ ضمیر و جعلنا میں عنقوت کی طرف عاید ہے تو ممکن ہے و اللہ اعلم فتح البیان

کا بیان یہ ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کو پیغمبر کر کے بھیجا گیا تو آپ کی عمر چالیس برس یا زیادہ کی تھی اور حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت آدم علیہ السلام کے درمیان ہزار برس کا فاصلہ تھا اور عزوجل نے حضرت نوح علیہ السلام کا محملہ آفتابہ بیان کیا اپنے اس قول کی تصدیق کر لیں جو ابتدا سورۃ یونس میں مذکور ہے اور اکتفاً الذین آمنوا علیہم الایۃ اور ایک سیاق میں تبتیت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے گویا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہا گیا ہے حضرت نوح علیہ السلام اتنی دراز مدت اپنی قوم میں رہے اور انکو توحید کی طرف بلاتے رہے اور ان میں سے ایمان نہ لائے مگر تھوڑے اور حضرت نوح علیہ السلام نے اس صبر کیا اور نہ گہرے تو آپ کو ان سے زیادہ صبر کرنا چاہیے ایسے کہ اپنی مارت دنیا پر رہنے کی قلیل ہے اور امت اپنی کثیر ہے اب نوح علیہ السلام کی عمر کے مقدار میں اختلاف ہے اور آیت سیاق سے صرف یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام ہزار برس یا پچاس برس کم اپنی قوم میں رہے مگر اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی عمر سیصد تھی کیونکہ ممکن ہے کہ اپنے ہی قوم میں رہنے سے پہلے کسی اور قوم میں رہ چکے ہوں اور یہ طوفان کے بعد بھی کچھ مدت جیتے رہے ہوں کہا ابن عباس نے حضرت نوح علیہ السلام کو اندر عزوجل نے چالیس سال پر بعوث کیا یہ وہ ہزار برس یا پچاس برس کم اپنی قوم میں رہے انکو اندر عزوجل کی طرف بلاتے رہے اور طوفان کے بعد ساٹھ سال تک جیسے یہاں تک کہ لوگ بہت ہو گئے اور پھیل گئے اور عمارت کا یہ قول ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کل عمر بعثت و قبل اور بعد کی ایک ہزار سات سو سال کی تھی اور ابو السعد کا یہ قول ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام طوفان کے بعد دو سو پچاس سال تک جیو تو انکی کل عمر ایک ہزار دو سو چالیس سال کی ہوئی انس بن مالک سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا مک الموت حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا اے سب نبیوں سے بڑی عمر والے دنیا اور دنیا کی لذت کی مثال کیونکہ تو نے معلوم کی فرمایا جیسے ایک آدمی ایک گہر میں داخل ہوا جبکہ دو دروازی ہیں اور اس گہر کے وسط میں ایک ساعت آرام کیا پھر دوسرے دروازے سے نکل گیا اور طوفان کا مار کثیر مراد ہے جس نے انکو گہر لیا اور انپر چڑھ گیا اور وہ ڈوب گئی اور جو دنیا میں رہے اور بچا پھاڑتا اس پر چالیس ماہہ پانی بلند ہوا بعض نے کہا پندرہ ماہہ یہاں تک کہ ہر چیز ڈوب گئی مگر وہ بچ گئے جو ان میں تھے اور طوفان کہتے ہیں ہر شے کثیر کو جو سب کو گہر لے اور انکو محیط ہو بارش ہو یا قتل یا موت

قَالَ الْخَاسُّ اور سعید بن جبیر اور قتادہ اور سدی کا یہ قول ہے کہ طوفان سے مراد یہ ہے اور خفاک کہتے ہیں طوفان سے غرق مراد ہے بعض نے کہا موت مراد ہے کہا شہابی نے طوفان کا اطلاق پانی میں اکثر آتا ہے جیسے یہاں مراد ہے اب اصحاب سفینہ کے عدد میں اختلاف ہو تو بعض نے کہا آٹھ آدمی تھے اور آٹھ مراد اور آدمی عورتیں ان میں سے حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد تھی سام اور حام اور یافث اور ان کی عورتیں اور آیت سے عبرت مراد ہے یعنی سفینہ کو سنہنے قوم نوح علیہ السلام کے لیے اور ان کے من بعد کے لیے عبرت عظیمہ گردانا اگر وہ اپنے رسول کی نافرمانی کریں اور سفینہ کی آیت ہونیک کی وجہ میں ہیں ایک یہ کہ وہی سفینہ بعینہ جو دی بہاڑ پر ایک دراز مدت تک باقی ہی کنا اَقَالَ قَتَادَةُ دوسرے یہ کہ اللہ عزوجل نے سفینہ کے نوع کو سلامت رکھا اس طرح کہ اسکو نشان گردانا بعض نے کہا ضمیر جملہ نامیہ راجع ہے اس واقعہ یا قصہ یا حادثہ یا نجات یا عقوبت بالغرق کی طرف وَإِذْ أَهْيَمَكُمْ إِذْ قَالُوا يَقْتُومِرُ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا وَتَخْلُقُونَ إِفْكًا إِنَّ الَّذِينَ يَتَعَبَّدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِندَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ وَإِن يَكَادُ بُؤَاءُ فَقَدْ كُذِّبَ أُمَّةٌ مِّن قَبْلِكَ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ اور ابراہیم علیہ السلام کو جب کہا اپنی قوم کو بندگی کرو اللہ کی اور اسکا ڈر رکھو یہ سہترے تھکوا اگر تم سب سحر کہتے ہو تم تو پوجتے ہو اللہ کے سوا یہی بتوں کو تھان اور بتاتے ہو جو بولی باتیں بے شک جنکو پوجتے ہو اللہ کے سوا ہی مالک نہیں تمہاری روزی کے سو تم ڈھونڈ ڈھونڈ ہو اللہ کے ہاں روزی اور سبکی بندگی کرو اور اسکا حق مانو اسی کی طرف پھر جاؤ گے اور اگر تم جھٹلاؤ گے تو جھٹلا چکے ہیں بہت فرقے تم سے پہلے اور رسول کا ذمہ یہی ہے پہنچا دینا کہو لکھ رزق جو فرمایا اکثر خلق روزی کے پیچھے ایمان دیتے ہیں سو جان کہو کہ اللہ کو سوا روزی کوئی نہیں دیتا وہی دیتا ہے اپنی خوشی کے مطابق حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں اللہ عزوجل نے ان آیات میں خبر دی ہے اپنے عبد اور رسول اور خلیل حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اہل تحفا کی طرف سے کہ انہوں نے اپنی قوم کو اللہ وحدہ لا شریک لہ کی عبادت کی طرف بولایا اور یہ کہ صرف زالو م کو اسی سے قرین اور اسی وحدہ لا شریک لہ سے روزی مانگیں اور اسی وحدہ لا شریک لہ کا شکر کریں کیونکہ وہی مشکور علی النعم ہے جسکا کوئی قائم مقام نہیں ہے اور فرمایا اپنی قوم کو اعْبُدُوا اللَّهَ

ہو بادشاہ کا اسکی سلطنت میں اسکے غیر کو شریک نہیں کرتا ہے وہ بہت بڑی جرم کو سر پر اٹھاتا ہے بعض
 لئے اعبدا اللہ میں اشارہ ہوا حیات کے انکار نے کیواسطے اور انفق میں اشارہ ہو محرمات سے بچنے
 کی طرف پہر اول قول میں استعتراف باشد و اصل ہے اور دوسرے قول میں متناع من الشرک و فعل ہو حضرت
 ابراہیم علیہ السلام نے ابغ وجہ کو ساتھ لے کر نبی کا اعلان ثابت کیا یہ فرما کر اِنَّمَا تَعْبُدُونَ اللّٰهَ
 مِنْ دُونِ اللّٰهِ اَوْ تَاَنَّا اور انکے یہ بیان کیا کہ وہ عبادت کرتے ہیں ان چیزوں کی جو نہ کسی کا پہلا
 کریں اور نہ کسی کا ثرا اور نہ وہ عبادت کریں انوں کی کلام سنیں اور نہ انکو دیکھیں اور اوتان وہ اصنام
 ہیں کہا ابو عبیدہ نے صنم وہ بت ہو جو سولہ یا چاندی یا تانبے کا بنا یا جاوے اور روشن وہ بت ہو جو
 چونے یا پتھر کا بنا یا جاوے اور جو ہری کا یہ قول ہو کہ روشن صنم ہے اور اوتان دشمن کی جہم ہے اور تَخْلُقُ
 اَنفَکَ بمعنی تمکذبون گدیا ہے یعنی اور بولتے ہو تم جھوٹ اور کہا حسن بن خلق کے معنی تراشنے کے ہیں
 یعنی تم پوچھتے ہو تبون کو حالانکہ تم ان کو خود بناتے ہو اور عبادت اور شکر کو رزق کی طلب کے بعد بیان
 کیا کیونکہ عبادت سبب ہے رزق کو حدوث کا اور شکر موجب ہے اسکے باقی رہنے کا اور باعث ہو اس کی
 مزین کا اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام توحید کے بیان کو فارغ ہوئے تو اسکے بعد نفاق و شقاق پر
 تہدید بیان کی اور فرمایا وَاِنْ لَّکَ لِبُکْوَاۤفَکُمْ کُذِّبَ اَمُّمٌ مِّنْ قَبْلِکُمْ یعنی اگر تم میری تکذیب کو
 تو یہ تکذیب پہلے لوگوں سے اپنے وقت کو پیغمبروں کے لیے واقع ہو چکی ہے یہ اس صورت میں ہو جب
 اس جملہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کلام سے سمجھا جاوے بعض نے کھایا اسے عزوجل کا قول ہے اور منہ
 یہ ہیں اگر تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرو تو یہ سب پہلو کا فرون کی عادت جلی آئی ہے
 جیسے شیخ علیہ السلام کی قوم اور ادریس علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کی قوم اور جب اللہ تعالیٰ
 نے اصل اول یعنی توحید کو بیان کیا اور اصل ثانی یعنی رسالت کی طرف اشارت کی اپنے اس قول کے
 ساتھ وَاَعْلٰی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ تو اصل ثالث یعنی حشر کا بیان کرنا شروع کیا اور یہ اصول
 ثانیہ بعض بعض سے ذکر آہی میں جدا نہیں ہو سکتی اور فرمایا اَوَلَمْ یَرَوْا کَیْفَ یَبْدَاُ اللّٰهُ الْخَلْقَ
 ثُمَّ یُعِیْدُہٗ اِنَّ ذٰلِکَ عَلٰی اللّٰهِ لَیْسَ یُرَہٗ قُلٌ سَیُّرُوْا فِی الْاَرْضِ کَا فَطَرُوْا کَیْفَ یَبْدَاُ الْخَلْقَ
 ثُمَّ اللّٰهُ یُعِیْدُہٗ ثُمَّ اللّٰهُ یُعِیْدُہٗ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یُعَدِّبُ مَنْ یَّشَاءُ
 وَ یَرْحَمُ مَنْ یَّشَاءُ وَاِلَیْہِ تُقْلَبُوْنَ وَاَنْتُمْ بِمُحْجَرٍ فِی الْاَرْضِ وَ کَا فِی السَّمَاءِ وَا

مَا لَكُمْ مِّن دُونِ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرَةٍ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَا بَيْتَ اللَّهِ قُلَيْبًا ۖ أُولَٰئِكَ يَكْسِبُوا
مِن كَسْبَتِهِ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝۱۰ کیا دیکھتے نہیں کیونکر شروع کرتا ہے اللہ پیدا کرنے کو پھر
کو دہراویگا یہ اللہ پر آسان ہو یعنی شروع تو دیکھتے ہو دوسرا انا اسی سے سمجھ لو تو کہ پھر دیکھ میں پھر دیکھو کیونکر
شروع کی ہو پیدائش پھر اللہ اولیگا پچھلا آسمان بیشک اللہ ہر چیز کر سکتا ہے ماردیگا جسکو چاہے
اور رحم کرے گا جسکو چاہے اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے اور تم عاجز کرنے والی نہیں زمین نہ آسمان میں
اور کوئی نہیں تمہارا اللہ سے درجہ جانشینی اور نہ مددگار اور جو لوگ منکر ہوئے اللہ کی باتوں سے اور اسکے منہ
سے نفا اسید ہوئے میری مہر سے اور انکو دکھ کی مار ہو **ف** ان آیات میں اللہ تبارک تعالیٰ خبر دیتا ہے
کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو ارشاد کیا اثبات معاد کی طرف جبکہ وہ انکار کرتے تھے اس چیز
کے ساتھ جبکہ وہ اپنے نفس میں مشاہدہ کرتے تھے اس طرح کہ اللہ عزوجل نے انکو بنایا اسکے بعد کہ وہ کوئی
چیز نہ کور نہ تھی پھر وہ موجود ہوئی اور ہو گئے لوگ سننے والے دیکھنے والی پھر جس نے پہلی بار انکو بنا یا وہ
قادر ہوا انکے اعادہ پر کیونکہ دوبارہ پیدا کرنا اور پھر آسان ہو اور اسکے نزدیک سہل ہے پھر انکو ارشاد
کیا کہ دنیا میں جو وہ خدا کے منون کا مشاہدہ کرتے ہیں اس سے عبرت گیر ہوں اور وہ یہ کہ اللہ عزوجل
نے آسمانوں اور ان چیزوں کو پیدا کیا جو آسمان میں ہو کو اکب نیزہ سخن میں تو اہت میں اور سیارات
اور اس نے پیدا کیا زمینوں کو اور اسکے پہاڑوں اور نالوں اور براری اور قفار اور اشجار اور انہار
اور غار اور بحار سب کو اور یہ سب چیزیں فی ذاتہ اپنے حادث ہونے پر اور اپنے صانع کے وجود پر دلالت
کرتی ہیں جو فاعل مختار ہے جو کہہ دیتا ہے چیز کے لیے ہو تو وہ ہو جاتی ہے ولہذا فرمایا اَوَلَمْ يَرَوْا
كَيْفَ يَخْلُقُ اللَّهُ لَخَلْقِ ثُمَّ يُعِيدُهُ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝۱۱ **وَهُوَ الَّذِي**
يَخْلُقُ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ اور وہی ہے جو پہلی بار بناتا ہے پھر اسکو دہرا
گا اور وہ آسان ہو اس پر پھر اللہ عزوجل نے فرمایا قُلْ سِيرُوا فِي الْاَرْضِ فَانظُرُوْا كَيْفَ يَخْلُقُ
لَخَلْقِ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْأَةَ الْاٰخِرَةَ اَمْرٌ يَّعِزُّهُ اللّٰهُ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۱۲ اس قول کو سنو کہ تم
آیاتنا فی الافاق و فی انفسہم حتیٰ یکتب بینہم اَنَّهُ لَئِنْ یُنْزِلْ عَلَیْہِمْ مَّاءٌ مِّن سَمٰوٰتِہِمْ
اَنہی سیروا فی الارض فانظروا کف یخلق الخ الخ الخ یعنی اب ہم دکھا دیں گے انکو
اپنے نمونے اور آپ انکی جان میں جب تک کہ کہل جاوے انپر کہ یہ ٹھیک ہے اور صبر فرمایا اَمْ خُلِقُوا
مِنْ غَیْرِ شَیْءٍ اَمْ هُمُ الْخَالِقُوْنَ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کُلٌّ لَا یُفْقِنُوْنَ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ
کَفَرُوْا اَنْتُمْ خُلِقْتُمْ مِّنْ مَّاءٍ مَّحْضٍ کَذٰلَکَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَہُمْ اَخْبَرُ
وَعَلٰی اَنْ یَّکُوْنُوْا سَمٰوٰتٍ مِّنْ مَّاءٍ مَّحْضٍ ۝۱۳ اے کافر لوگو! تم خالق ہو یا تم کو کچھ اور کچھ
خدا نے پیدا کیا ہے اور تم کو کچھ اور کچھ خدا نے پیدا کیا ہے اور تم کو کچھ اور کچھ خدا نے پیدا کیا ہے

بنگئے ہیں آپ ہی آپ یا وہی ہیں بنائو اے یا اونہوں نے بناؤ آسمان اور زمین کوئی نہیں بنیں۔
یقین کرتے اور یہ جو فرمایا اور دیکھا جسکو چاہے اور رحم کر دیکھا جسکو چاہے یعنی وہی عالم متصرف ہو کر رہا ہے
جو چاہتا ہے اور حکم کرتا ہے جو چاہتا ہے کوئی پیچھے ڈالنے والا نہیں اس کے حکم کو اس سے پوچھا تجاؤ
جودہ کرے اور ان کو پوچھا جادو سیکھا کام ہے بنانا اور حکم فرمانا جو کام کرتا ہے اس میں وہ عین عادل
ہے کیونکہ وہی مالک ہے وہ کسید کا حق نہیں رکھتا ایک فرہ جیسے اہل سنن کی روایت میں آیا ہے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا إِنَّ اللَّهَ لَوَعْدٌ بَ أَهْلَ سَمَوَاتِهِ وَأَهْلَ أَرْضِهِ لَعَدَّ لَهُمْ
وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَّهُمْ یعنی اگر اللہ عزوجل آسمان والوں اور زمین والوں کو عذاب کرنا چاہے تو انکو
ضرور عذاب کرے اور وہ ظالم نہیں ہے انکے لیے ولہذا فرمایا يُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَشَاءُ
وَإِلَيْهِ تُقْلَبُونَ فتح کا بیان یہ ہے معنی اول آیت کو یہ ہیں کیا دیکھتے نہیں کیونکر پیدا کرتا ہے انکو
اللہ پہلی بار لطفہ بہر علقہ بہر مضغہ بہر ہونکتا ہے ان میں روح بہر لکاتا ہے انکو دنیا کی طرف بہر فوت کر دے
گا انکو اس کے بعد بہر انکو دوبارہ پیدا کرے گا جیسے پہلی بار انکو بنایا اور یہی حال ہے سائر حیوانات اور
سائر نباتات کا اور جب تم جانتے ہو اللہ عزوجل ابتداء اور ایجاد پر قادر ہے تو جان لو کہ وہ اعادہ پر
بھی قادر ہے اور رویت ہو مراد علم و وضع ہے وہ جو مثل رویت کو ہے اور عاقل یہ تو جانتا ہے کہ پہلی
بار اللہ عزوجل ہی نے بنایا کیونکہ خلق اول مخلوق کا کام نہیں ہے ورنہ خلق اول خلق اول نہ سبکی اور
یہ جو فرمایا قل سیر والایہ تو یہ معنی ہیں کہ منکرین بعثت کو یہ فرمایا سیر کر زمین میں اور دیکھو کیونکر مشروع
کی پیدائش باوجود انکی کثرت اور اختلاف الوان اور طبائع اور السنہ کو اور دیکھو قرون باضیہ اور
امم خالیہ کی مسکن اور آثار کے طرف تو کہ تم جان لو اس کے کمال قدرت اللہ عزوجل کی کیونکہ جو مخلوقات
کو انشاء پر ابتداء قادر ہے وہ اعادہ پر بھی توانا ہے اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ دوبارہ انشاء ہے
جن میں سے ہر ایک ابتداء اور اختراع ہے اور اخراج ہو عدم سے وجود کی طرف صرف اتنی بات ہو کہ
آخرت کا انشاء اپنے جیسے انشاء کے بعد ہے اور دنیا کا انشاء ایسا نہیں ہے ابن عباس کہتے ہیں
نشأة آخرہ وہ حیات ہے بعد موت کے اور وہ نشور ہے ماردیکھا جسکو ماردینا چاہے گا نشأة آخرہ
کے بعد خذلان کو ساتھ اور وہ کفار اور عصاة ہیں اور رحم کرتا ہے ہدایت کے ساتھ جسپر رحم کرنا
چاہتا ہے اور وہ مومن ہیں اور وہ کہ جنہوں نے اس کے رسولوں کی تصدیق کی اور اسکو اوامر

پراونہوں کو عمل کیا اور اسکے لئے ہی سجدہ مجتنب رہی یا یہ معنی میں عذاب دیتا ہے حرص کے ساتھ اور رحم کرتا ہے قناعت کو ساتھ یا عذاب کرتا ہے سو خلق کے ساتھ اور رحم کرتا ہے حسن خلق کو ساتھ یا عذاب کرتا ہے اعراض عن اللہ کے ساتھ اور رحم کرتا ہے اقبال علی اللہ کے ساتھ یا عذاب کرتا ہے ستا جہ بدع کے ساتھ اور رحم کرتا ہے مانرست سنت کو ساتھ وَمَا أَنتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ یعنی اللہ کو اس کے آسمان والوں اور اس کے زمین والوں میں سے کوئی عاجز نہیں کر سکتا بلکہ وہ اپنے بند و پیغمبر غالب ہے ہر ایک چیز اس سے ڈرتی ہے ہر ایک چیز اس کی محتاج ہے وہ سب بے پروا ہے اس کے سوا تمہارا کوئی دوست اور مددگار ہی نہیں جو لوگ اس کی نشانیوں اور اس کی لقا اور عباد کو نہیں مانتے وہ اس کی رحمت سے ناامید ہیں انہی تو کچھ ہی مہر نہیں اور ان کو دنیا آخرت میں سخت دردناک عذاب ہے فتح کا بیان یہ ہے کہ ما انتقم من بنی آدم سے خطاب ہے جو زمین کے رہنما والوں میں سے ہیں انہیں آسمان میں بہا گئے کی وسعت کہاں ہے لیکن اس سے حضرت قدیر کا مقصود یہ ہے کہ تم کو ممکن اور غیر ممکن میں کچھ طاقت نہیں ہے بمعجزین یعنی تم اپنے پروردگار کو اس سے عاجز نہیں کر سکتے کہ وہ تم کو نہ بکڑ سکے اتنی بڑی زمین میں اور اتنے بڑے آسمان میں جیسے حسان نے کہا

فَنَنْصَبُ رُسُودًا لِلَّهِ مِنْكُمْ وَنَكْدَحُهُ وَنَبْصُرُكَ سَوَاءً

اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو زمین والے زمین میں اور آسمانی لے آسمان میں عاجز نہیں کر سکتے اور کہیں بہا گ نہیں سکتے اگر اس کے مجرم ہوں قطریٰ نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ اگر تم آسمان میں ہو تو اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے ارض اور سما کا مشہور معنی لین تو یہ معنی ہے اور یہی جائز ہے کہ زمین میں جہت سفلی اور آسمان سے جہت علوی اور زمین اس سورہ میں فی الارض والا نے السمار فرمایا اور شوری میں علی الارض منسہر فرمایا اسیلے کہ اس سعادت میں ایسی قوم سے خطاب ہے جن میں ضرورتاً ہی موجود تھا جس نے آسمان کی طرف چڑھنا چاہتا اور زمین میں اختصار کیلئے دونوں کو حذف کر دیا فرمایا و ما ہم بمعجزین اور جو لوگ اللہ کی آیات تنزیلیہ یا مکیونیہ یا سب کے سب آیات کو اور اس کی لقا اور بعثت اور مابعد کو نہیں مانتے اور پیغمبروں کے بتلانے کے موافق عمل نہیں کرتے یہ لوگ دنیا اور آخرت میں اللہ کی رحمت سے ناامید ہیں بعض نے کہا قیامت کے دن اللہ کی رحمت یعنی ہدایت سے ناامید مہنگے اور ماضی کا صنیعہ تحقق وقوع کو ہے اور رحمت کو اپنی طرف مضاف کیا عذاب کو

نہیں کیا اس لیے کہ اس کی رحمت اس کے غضب سے بڑھ گئی ہے اور اس لیے کہ اپنے بندوں سے عام رحمت
 کرے گا اور یہ آیت ان سب آیتوں سے بھیجی اتری جو کہ دالون کی تذکیر کو اتریں فَمَا كَانَ جَوَابَ
 قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا اقْتُلُوهُ أَوْ حَرِّقُوهُ فَأَنجَاهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ
 لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ وَقَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيَاةِ
 الدُّنْيَا ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ وَلَيَعْلَنَ بَعْضُكُم بَعْضًا وَمَا لَكُمُ النَّارُ
 وَمَا لَكُم مِّن تَخَوُّنٍ ۚ یعنی ہر کچھ جواب نہ تھا اس کی قوم کا مگر یہی کہ بولے ہو مار ڈالو یا جلادو پھر
 اسکو بچا دیا اللہ تعالیٰ نے آگ سے اس میں بڑی پتے میں ان لوگوں کو جو یقین لاتے ہیں فائدہ
 اور برے حضرت ابراہیم کا کلام چلا تھا اسی کے موافق اللہ تعالیٰ نے بیچ میں کتنی باتیں فرمائیں ہیں
 اس قوم کا جواب نہ دیا نہ جلنے میں بتے یہ کہ معلوم ہوا ہر چیز کی تاثیر اس کے حکم سے ہے جب حکم
 نہ ہو تو آگ ہی چیز نہ جلا سکے ت اور بولاجو ٹھہرائے میں تم نے اللہ کو سوا اتوں کے تہاں سوا
 دوستی کر کے آپس میں دنیا کی زندگی میں ہر دن قیامت کو منکر ہو جاؤ گے ایک سوا ایک اور پیکار
 ایک کو ایک اور ٹھکانا تمہارا آگ سے اور کوئی نہیں تمہاری مددگار ف یعنی وہ شیطان جز
 کے نام کے تہاں میں اللہ کے روبرو منکر ہونگے کہ ہم نے نہیں کہا کہ ہکو پوجو بت پوجنے والو انکو
 ہیکار دینگے کہ ہماری نذر نیا زلیکو وقت پر پہر گئے حافظ ابن کثیر نے کہا اللہ عزوجل ان آیتوں
 میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کا حال بیان فرماتا ہے اوزکا کفر اور عناد اور رکابہ اور
 ان کا باطل باتوں سے حق کو اوڑنا اور حضرت ابراہیم کی ایسی ہدایت کی بات اور ایسے
 واضح بیان کے مقابلے انکا یہ جواب دینا کہ اسے مار ڈالو یا جلادو یہ بات اونکے موندہ سے
 کیوں نکلی جب انہر حضرت ابراہیم کی طرف سے برہان اور حجت قائم ہو چکی تو اوہنوں نے اپنی جاہ
 اور بادشاہی کی قوت میں چڑھ کر کہہ دیا کہ اسکے لیے ایک جگہ تیار کرو اور وہاں اسکو آگ میں جلا
 دو اوہنوں نے اس سے نکر کا ارادہ کیا اللہ نے اوہنیں کو ہرایا اور مغل کیا انکی ایک مدت طویل
 کی مشقت برباد کر دی ان سب نے ملکر بڑی ٹکڑی جم جم کیں اور انکی گرد احاطہ کیا پھر ایسے آگ
 جلائی جسکے شعلے آسمان تک پہنچے ایسی بڑی آگ کہی نہیں جلی پھر اوہنوں نے حضرت ابراہیم
 کو منجینق کے پلے میں رکھ کر اس آگ میں ڈال دیا اللہ عزوجل نے اس آگ کو حضرت ابراہیم پر

پڑھنڈی اور سلامت کر دیا اور چند روز وہاں ہی حضرت ابراہیمؑ رہے اور سلامت لکڑی سیسی جان
 فدائی سے ہی اسے تبارک و تعالیٰ نے آپکو لوگوں کا امام اور مقتدا بنا دیا کیونکہ آپنے اپنے نفس کو جس کے
 رضامین اور اپنے جسم کو آگ میں خرچ کر دیا اور اپنے بیٹے لحت جگر کی قربانی اور اپنا مال مہمانوں کے بہر
 مہمانی کر دی اس لیے جو سب کھل اہل دین آپ کی محبت کا دعویٰ کہتے ہیں اور آپکا آگ سے بچا ہوا ہے
 کہ آپ پر آگ کو امیر نے ٹھنڈی اور سلامت کر دیا حضرت ابراہیمؑ نے اپنی قوم کے دبانے اور انکی تبون کئے
 عبادت میں بد چلنی پر زجر و توبیخ کرنے کو فرمایا کہ تم نے ان تبون کو صرف اس لیے معبود بنا رکھا ہے کہ دنیا پر
 انکی عبادت پر شوق و محبت ہو جمع ہو کر وادریہ معنی مودۃ کے لصب کی قزاق پر ہے رفیع کی قزاق
 پر ہے معنی ہو کہ ان تبون کو تمہارا معبود بنا کر صرف دنیا میں محبت حاصل کرنے کو قیامت کو دن اسکے
 برعکس یہ محبت عداوت اور بغض ہو جاوے گی۔ ایک ایک پر انکار اور لعنت اور مداومت کرے گا یعنی
 پیرو پیٹھاؤن کو اور پیٹھاؤں کو لعنت کرینگے جیسے فرمایا کلمہ دخلت امۃ لعنت اختہا اور فرمایا بڑے
 جانی دوست ایک ایک کا دشمن ہو گا مگر پر مہر گار۔ ابن ابی حاتم نے ام ہانی سے روایت کیا کہ رسول
 صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے عز وجل قیامت کو دن ایک میدان میں اولین اور آخرین کو جمع کرے گا
 اس میدان کی دونو طرفوں کو کون جانتا ہے ام ہانی نے کہا اللہ اور ہر سکار رسول ہی جانے پہر عرش کے نیچے
 سے ایک پیکارنے والا پیکار لگا اے توحید والو وہ اپنے سر اٹھا دینگے پہر دوسری بار اور تیسری بار
 یہی آواز آوے گی اے توحید والو امیر نے تم سے معاف کر دیا فرمایا پہر سب لوگ کھڑے ہو جاوے گے ایک کا
 ایک سے دنیا کے مظالم میں تعلق ہو گا پہر آواز آوے گی اے توحید والو تم آپس میں ایک دوسرے سے معاف
 کر دو اور ثواب اللہ سے توفیق البیان کا بیان یہ ہے کہ پہلی آیتوں میں حضرت ابراہیمؑ کا کلام ذکر کیا
 بیچ میں اپنی باتیں بیان فرمائیں اور قل سیر و امین حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب فرمایا اب
 ان آیتوں میں حضرت ابراہیمؑ کی کلام اور انکی قوم کے جواب کی طرف متوجہ ہوئے کہ آپکی قوم نے پہر
 مشورہ کیا کہ اس شخص کے دلائل ثلاثہ توحید اور نبوت اور حشر کا کچھ جواب ہی نہ دو اور ہر سکو یا تو تلوار وغیرہ
 سے قتل کر دو تاکہ تمکو دنیا میں اسکے ہاتھ سے آرام ملے یا اسے آگ میں جلا دو شاید آگ کی تکلیف سے
 اپنے دین سے لوٹ آوی یا مہر جاوے اور ٹٹٹا تمام ہو کیونکہ یہ شخص اپنی بات اور دین پر اڑ گیا ہے اور انکا
 یون کہنا حضرت ابراہیمؑ کے جواب میں ٹٹیک جواب کی قدرت نہ پانے کی وجہ سے پہر آپ کے جلا دینے

پر سب سے اتفاق کر لیا اور آپ کو آگ میں ڈال دیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو آگ سے بچا دیا اور اس آگ کو آپ پر پڑھ دی اور سلامت کر دیا بعض نے کہا: اور سدن کیسے آگ سے فائدہ نہ اٹھایا کیونکہ سب آگ کی گرمی جاتی رہی تھی ماس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت عظیمہ پر واضح ولالت اور ظاہر علامت ہے کہ باوجود اتنی ٹہری آگ کے ابراہیم کو کچھ اثر نہ ہوا محض نہ کہا آگ کی تاثیر ہی دور کر دی اور اس کو بچھا دیا اور اس کا ایک طرفہ عین میں باغ بنا دیا اور آپ کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہوئی لیکن اس سہی کو چلا دیا جس سے آپ جکڑے ہوئے تھے اور یوں کیوں فرمایا کہ اس میں مومنوں کو بڑے پتے ہیں اس لیے کہ جو لوگ اللہ کی توحید اور اس کی قدرت کو مانتے ہیں وہی تو اللہ کے پیوں سے عبرت لیتے ہیں اور وہی ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور دوسرے لوگ تو ایسی عبرت کی باتوں کو دیکھتے نہ کہہ بی غافل ہی رہتے ہیں جب حضرت ابراہیم صلو اللہ علیہ وآلہ وسلم آگ سے بچ گئے اور ان پر ان کا کچھ رعب اور ہیبت پیدا نہ ہوئی تو ان کو لگے وہاں سے اور حیرت و توجہ کر کے فَاَمِنْ لَهُ لَوْطٌ وَقَالَ اِنِّیْ مُهْلِكُ الْاَوَّلِیْنَ اِنَّهُ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ

وَوَهَبْنَا لَهُ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَجَعَلْنٰا فِیْ ذٰلِکَ اٰیٰتٍ لِّلشُّبٰنِ وَالْکِتٰبَ وَاتَّخَذْنٰا حِجْرَهٗ فِی الْمُلْکِ وَارْتٰہُ فِی الْاٰخِرَةِ وَلَیِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ہ بہرنا اس کو لوط نے اور وہ بولامین وطن چھوڑتا ہوا اپنے رب کی طرف بیشک وہی ہو زبردست حکمت والا ف حضرت لوط بہت سچے تھے حضرت ابراہیم کے اس قوم میں کیسے نہ مانا ان کے سوا ان کا وطن تھا شہر بابل پر نکلے خدا کے توکل پر اللہ نے ملک شام میں پہنچا کر بابا یاف اور دیا ہم نے اس کو اسحق اور یعقوب اور کسی اسکی اولاد میں پیغمبری اور کتاب اور دیا ہم نے اس کو اس کا نیک دنیا میں اور وہ آخرت میں نیکوں سے ہے ف دنیا میں حق تعالیٰ نے مال اور اولاد اور عزت اور ہمیشہ کا نام نیک یا اور ملک شام ہمیشہ کو ان کی اولاد کو دیا تفسیر ابن کثیر کا بیان یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان آیتوں میں یہ فرماتا ہے کہ حضرت ابراہیم کو باوجود اس قدر عظیم الشان معجزہ مشاہدہ کر نیکی صرف حضرت لوط نے مانا کہتے ہیں جب حضرت لوط حضرت ابراہیم کے بہت سچے تھے اور آپ کی قوم میں سے سو لوط اور بی بی سارہ کے کسینہ نہ مانا لیکن اس میں اشکال ہے کہ صحیح بخاری میں یہ حدیث موجود ہے کہ جب حضرت ابراہیم کا ایک حاکم جبار پر گزرا اور اس نے پوچھا یہ عورت کون ہے تو آپ نے فرمایا یہ میری بی بی ہے اس کے فرمایا کہ میں اس کا بھو چکا ہوں تو میری بی بی تو مجھ کو بھوٹ کر دیو کیوں کر دین پر ہے اور میرا کوئی مومن نہیں ہے تو دین میں میری بی بی ہوں ان کی ہوا

یہی ہے جب ابراہیم نے اپنی قوم کو اور جبکہ وہ اللہ کے سوا پوجتے تھے چھوڑ دیا تو پہنچے اور سکوا اسحاق اور یعقوب دیا اور ہر ایک کو نبی کیا یعنی بیٹے اور پوتے کے چھوڑا جو دے جو دونوں نیک بنی ہو گئے اور انکی انکسیر تہندی کہیں دایہ کی زندگی میں کئی ایک آیت میں ہی ذکر آیا ہے قرآن مجید سے یہی ظاہر ہے کہ حضرت یعقوب حضرت اسحاق کے بیٹے ہیں اور سنت مطہرہ سے یہ ثابت ہو لیکن عوفی ابن عباس سے یہ روایت کرتا ہے کہ وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ کَا مَعْنَى یہ ہے کہ یہ دونوں نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے ہیں ہر ایک کے بیٹے کا بیٹا بمنزل بیٹے کے ہوتا ہے اور ابن عباس کی یہی مراد ہے اور یہ ایسی بات نہیں جو ابن عباس جیسے جبار امت مخفی رہے ورنہ اس آیت کا کیا معنی ہوگا اَمْ كُنْتُمْ مَكْذِبًا اِذْ خَضَرَ يَعْقُوبُ الْمَوْتَ اِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ اِلَهًا وَاِلَهَ اَبَائِكَ اِبْرَاهِيْمَ وَاسْمٰعِيْلَ وَاسْحٰقَ اِلَهًا وَاحِدًا اِسْمَ تَابَ هُوَ اَلْيَعْقُوبُ سَمَّی کے بیٹے ہیں نہ بہائی اور صحیحین کی حدیث کا کیا معنی ہوگا اِنَّ الْكُرَيْمَ اَبْنَ الْكُرَيْمِ اَبْنَ الْكُرَيْمِ اَبْنَ الْكُرَيْمِ يُوْسُفَ اَبْنَ يَعْقُوبَ اَبْنَ اِسْحٰقَ اَبْنَ اِبْرٰهِيْمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ اور امیر عز وجل کا یہ فرمانا کہ ہم نے ابراہیم کی اولاد میں نبوت اور کتاب کر دی یہ ایک بڑی خلعت سنہ عظیمہ ہے باوجود اسکے کہ اللہ نے انکو اپنا خلیل بنایا اور لوگوں کا امام و پیشوا مقرر فرمایا آپ کے بعد کوئی ایسا نبی مبعوث نہیں ہوا مگر آپ کے ہی سلالہ سے ہوا بنی اسرائیل کے سبب بنیا حضرت یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم کے سلالہ سے ہی ہوئے میں سب سے آخر حضرت عیسیٰ بن مریم ہیں پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بڑے بڑے لوگوں میں کھڑے ہو کر یہ بشارت دی کہ ایک نبی عربی قرشی ہاشمی خاتم الرسل علیہ السلام کی سب اواد کا دنیا اور آخرت میں سردار ہوگا اللہ نے عرب عرباء کو حکیم سے اور اسمعیل بن ابراہیم علیہما السلام کے سلالہ سے برگزیدہ کیا حضرت اسمعیل کی نسل سے سوا سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کے کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا اور امیر عز وجل فرماتا ہے وَاتَّيْنَاكَ اَجْرًا فِي الدُّنْيَا وَآثَارًا فِي الْآخِرَةِ لَمَنِ الصَّالِحِينَ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو سعادت دنیا و سعادت آخرت سے موصول ہو جمہ فراویٰ دنیا میں آپ کو رزق و ہم حلال طیب اور مکان فراخ اور پانی ٹھنڈے اور نیک حسین بیوی اور ثناء جمیل اور ذکر حسن عنایت فرمایا اور آپ کو ہر ایک دست اور محمد صحتا ہے جیسا کہ ابن عباس اور مجاہد اور قتادہ وغیرہم کے کہ حضرت ابراہیم اللہ کی عطا

میں جمیع وجہ سے قائم تھے جیسے فرمایا **وَأَرْبَاهِمُ الْكَذِبُ** یعنی جو اپنے حکم کیا وہ سب بجا لایا اور اپنے رب کی طاعت میں کمال پیدا کیا اسی لیے فرمایا **سَمِعْنَا** نے اسکو سکا نیاگ دنیا میں دیا اور آخرت میں وہ نیکوں سے ہے اور فرمایا **أَصْلَ اِبْرٰهٖمَ** ہمارا وہ ڈالنے والا حکمہ دار اسد کا ایک طرف کا ہو کر اور نہ تھا شریک والوں جو حق ماننے والا اسکے احسانوں کا اسکو اسد نے چن لیا اور چلایا سید ہی اہ پر اور ہم نے اسکو دنیا میں نبی دی اور وہ آخرت میں اپنے لوگوں میں ہے **فَتَحَرَّ الْمَبِیَّانِ** میں ہے حضرت لوط اور حضرت ابرہیم کی تصدیق کی بعض نے کہا حضرت لوط آپ پر ایمان نہ لائے جب دیکھا کہ آگ اسکو نہیں جلاتی تب ایمان لائے اور وہ آپ کے بھتیجے تھے ہار ان بن اذر کے بیٹے بعض نے کہا آپ کی بہن کے بیٹے تھے پہلا قول ہی ٹھیک ہے۔ نخعی اور قتادہ نے کہا وقال انی مہاجر کے قائل حضرت ابرہیم میں بعض نے کہا سب پہلے اسد کی طرف جس نے ہجرت کی اور اپنا شہر چھوڑا وہ حضرت ابرہیم میں جہاں اسد نے آپکو حکم کیا وہاں جائے بعض نے کہا ہجرت کو وقت آپ کی عمر بچہ پتر برس کی تھی قتادہ نے کہا کوفہ سے جو کوفہ کے فوج میں واقع ہے حران کی طرف آپ نے ہجرت کی پھر وہاں سے فلسطین کو جو شام پر واقع ہے پھر وہاں شام کو اور آپ کے ساتھ آپ کے بھتیجے لوط اور آپ کی بیوی سارہ نے ہجرت کی اسی سے دلیل لینے میں کہ ہر ایک نبی نے ایک ہجرت کی اور حضرت ابرہیم علیہ السلام نے دو ہجرتیں کیں اور اسکا معنی یہ ہے کہ میں اپنی قوم کو چھوڑ کر ایسی جگہ چلا جاؤں جہاں اپنے رب کی عبادت کروں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مسلمانوں میں سب سے پہلے حضرت عثمان نے اپنی بیوی بچوں سمیت حبشہ کی طرف ہجرت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسد انکا ہمراہی ہو عثمان نے اپنے اہل بیت سمیت اسد کی طرف ہجرت کی اسکو ابو یعلیٰ اور ابن مردویہ نے نکالا اور ابن سندہ اور ابن عساکر نے اسماؤ بنت ابی بکر سے روایت کی کہ حضرت عثمان نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابرہیم اور لوط کے بعد عثمان نے سب سے پہلے ہجرت کی بعض نے کہا انی مہاجر کا قائل حضرت لوط علیہ السلام میں لیکن پہلا قول ہی اولے اور ٹھیک ہے کیونکہ وہ سہیلہ اور وجعلنا فی ذریئہ واثیناہ احرار ان سب میں حضرت ابرہیم کی طرف ہی ضمیر راجع ہے بلا خلاف **وَلَوْ طَا اِدْقَالَ لِقَوْمِهِ** انکم لکائنون الفاحشۃ ماسبقکم بہا من احد من العالمین ۵ **اَیْنِکُمْ لَمَّا تَوَاتَرَتِ الرَّجَالُ** وَتَقَطَّعَتِ السَّیْلُ وَتَأَخَّوْنَ فِیْ نَادِیْکُمُ الْمُنَکَرُ فَمَا کَانَ جَوَابَ قَوْمِہِ اِذَا اَنْ قَالُوا

اَتَيْنَا بِعَدَابٍ لِّلَّذِينَ كُنْتُمْ مِنَ الصَّادِقِينَ ۚ قَالَ رَبِّ انصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِينَ ۝
اور یہی جالوط کو جب کہا اپنی قوم کو تم آتے ہو بیچائی کے کام پر تم سے پہلے نہیں کیا وہ کیسے جہاں
میں تم کیا دوڑتے ہو مردوں پر اور راہ مارتے ہو اور کرنے ہو اپنی مجلس میں بر اکام ہر کچھ جواب تھا
اسکی قوم کا گریہ کہ بولے اے اہم پر آؤتہ اللہ کی اگر تو ہے سچا بولالے رب میری مدد کر ان شریر لوگوں پر
فائدہ راہ مارنا ہی ان میں دستور تھا یا اسی بدکاری سے مسافروں کی راہ مارتے تھے کہ اس
طرف ہو کر نہ نکلیں اور مجلس میں رہے کام شاید یہی بدکاری لوگوں میں کرنے ہونگے اس بات کی
شرم یہی نہ ہی تھی یا کچھ اور ٹہٹھے اور چہرے کرتے ہونگے حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اللہ عزوجل ان آیتوں
میں اپنے نبی حضرت لوط علیہ السلام کا حال بیان فرمایا ہے کہ ادھون نے اپنی قوم کی بدچلنی پر انکا
کیا وہ ایسے برے کام کرتے تھے جو جہان بہر میں کیسے نہیں کیے تھے پھر اللہ سے کفر کرتے اور
اسکے رسول کی تکذیب اور مخالفت کرتے اور راہ مارتے تھے رستوں میں بیٹھے رہتے جو گزرا
اوسکو قتل کرتے اور مال چھین لیتے اور مجلس میں جمع ہو کر بری باتیں اور برے کام کرتے اور گوی
کیو برا نہ کہتا بیان منکر کے معنی میں کہی ۔۔۔ قول میں مجاہد نے کہا مجلس میں لوگوں کے سامنے
ایک دوسرے سے بدکاری کرتے عائنہ اور قاسم نے کہا مجلس میں گوزارنے پر ہنستے بعض نے کہا
وہ ساندوں کو ساندوں پر کودا یا کرتے اور مرغون کوڑا تے اور پس بکچان ہو جاتا اور وہ اس سے
بھی زیادہ بدتر تھے امام احمد نے ام ہانی سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلو اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ
قی ناولکم الشکر کا معنی پوچھو تو آپ نے فرمایا وہ مسافروں کو کینکیر بن مارا اور ان سے ٹھٹھے کیا کرتے تھے دیکھ
یہ قریبی اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ہکود عایت کیا اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے نقل کیا کہ
منکرا کا معنی سیٹھی بجانا اور کبوتروں سے کیلنا اور غلیل چلا تے پہنزا اور مجلس میں سوال کرنا اور قبا کے
بو نام کہو لکر مجلس میں بیٹھنا اور حضرت لوط کے انکار اور وعظ کا جواب کچھ دیتے یہی کہتے کہ اگر تو
سچا ہے تو اللہ کا عذاب آئے انکا کفر اور ٹھٹھا اور عناد تھا اسی لیے انہر اللہ کے نبی نے مدد مانگی کہا
اے میرے پروردگار ان مغریر لوگوں پر مجھ کو مدد دے فتح البیان میں ہے حضرت لوط نے اپنی قوم سے
فرمایا تم ایسی بیچائی کے کام کرتے ہو جو جہان بہر میں کسی آدمی اور نہ کسی جن نے کیے اور امام سرائی
نے کہا اس آیت میں یہ روایت ہے کہ اغلام میں حد فرض ہے کیونکہ بیچائی میں اغلام اور زنا ایک ہی

جنہ پر اگر یہ قیاس ہے لیکن آیت سے استفادہ ہے و تقطعون السبیل میں بعض نے کہا وہ مسافروں سے
 بھیجائی کا کام کرتے تھے اس لیے لوگوں نے وہ سہ سہ بیوڑ دیا حضرت لوط کے جواب میں وہ لوگ یہی کہتے
 تو عذاب آ کر سچا ہے اور سورہ نمل میں گذر چکا تھا کَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ اَلَا اَنْ قَالُوا اَخْرِجُوْا
 اِلَ لُّوطٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اِنْ لَّوْگُوْنَ کَاہِیْ جَوَابَ تہا کہ لوط کے لوگوں کو اپنے گاؤں سے نکال دو اور
 ویسے ہی اعراف میں گذرا انکی تطبیق یوں ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام ہدایت کرنے اور ان کو
 منع کرنے اور انکو ڈرانے پر ثابت قدم تھے تو ان لوگوں نے پہلے یہ جواب دیا کہ تو اللہ تعالیٰ کا غلام
 ہے جیسے اس آیت میں ہے جب حضرت لوط نے کثرت سے یہی وعظ کیا تو کہنے لگے ان کو نکال دو
 اور بعض نے کہا پہلے انہوں نے یہ کہا کہ انکو نکال دو پھر کہا تو عذاب لا جب حضرت لوط علیہ السلام
 ان سے ناسید ہو گئے تو اللہ تبارک و تعالیٰ سے مدد مانگی اللہ نے انکی دعا قبول فرمائی وَلَمَّا جَاءَتْ
 رُسُلُنَا اِبْرٰہِیْمَ بِالْبَشْرِیْ قَالُوْا اِنَّا مُہْلِكُوْا اَهْلَ ہٰذِہِ الْقَرْیَۃِ اِنَّ اَہْلَہَا کَاٰثِرُوْا خٰلِدِیْنَ
 قَالَ اِنَّ فِیْہَا لَوطًا ؕ قَالُوْا خُنْ اَعْلَمُ بِہِیْنِ فِیْہَا لَنَجْجِبَنَّہٗ وَاَہْلَکَ ؕ اِلَّا اَمْرًاۤ اَنَّا کَانَ مِّنْ
 الْغٰیْبُوْنَ ؕ وَلَمَّا اَنَّ جَاۤءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِیِّیْۢ بِہُمْ وَصَاقَ بِہُمْ ذُرِّعًا وَقَالُوْا لَا تَخَفْ
 وَلَا تَحْزَنْ فَعٰۤیْنَا مُجُوْکَ وَاَہْلَکَ ؕ اِلَّا اَمْرًاۤ اَنَّا کَانَ مِّنْ الْغٰیْبُوْنَ ؕ اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰی
 اَہْلِ ہٰذِہِ الْقَرْیَۃِ رِجْرًا مِّنَ السَّمَآءِ یٰۤاَکَاۤثِرُوْا یَفْسُقُوْنَ ؕ وَلَقَدْ مَّکَرْنَا مِنْہَا اَیۡتًاۭ بَیِّنَۃً
 لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ؕ اور جب پوچھو ہمارے بھیجے ابراہیم یا شیخ شخبیری لیکر بولیں کہ کہا دینی ہے یہ کہتی
 بیشک اس کے لوگ ہورہے ہیں گنہگار بولا اس میں لوط ہے وہ بولے ہم کو خوب معلوم ہے جو کوئی اس
 میں ہے ہم ہی اللہ کے اسکو اور اس کے گھر والوں کو مگر اسکی عورت رہی رہ جانے والوں میں اور جب کہ پوچھو
 ہمارے بھیجے لوط پاس ناخوش ہوا انکو دیکھ کر اور خفا ہوا دل سے اور وہ بولے نہ ڈر نہ غم کہ ہم بچا دین گے
 بچہ کو اور تیرے گھر کو مگر عورت تیری لگئی رہنے والوں میں ف یہ تھا ہوئے اس کے کہ ان مہانوں کو
 کس طرح بچاؤں گا اپنی قوم کی بدی سے ف ہم کو اتارنی ہے اس سببی والوں پر ایک آفت آسمان
 سے اس پر کہ یہ جیکم ہو رہے تھے اور چوڑر کہا ہم نے یہ نشان نظر آتا ہے جتنے لوگوں کو ف یعنی وہ
 شہر الہم ہو گا پر نظر آتے ہیں نفسیر ابن کثیر میں ہے کہ جب لوط علیہ السلام نے اپنی مدد مانگی تو اللہ تعالیٰ
 نے انکی مدد کو فرشتے بھیجے وہ حضرت ابراہیم یا شیخ شخبیری لیکر بولیں کہ کہا دینی ہے یہ کہتی

سوائق انکے گئے کہا نا کہ حاجب انکو کھاتے نہ دیکھا تو ان کو اوپر ہی سمجھا اور دل میں امن سو ڈر تو فرشتے آپ کا دان پہلانے لگے اور آپ کو خوشخبری دینے لگے کہ آپ کے ہاں بی بی سارہ کے پیٹ سے ایک صالح لڑکا پیدا ہو گا بی بی بھی پاس کٹری تھی اوس نے اسکو اچنبا جانا یہ قصہ سورہ ہود اور حجر میں گذر چکا حاجب حضرت ابراہیم کو بشارت ملی اور یہ معلوم ہوا کہ یہ فرشتے ہیں اور لوط کی قوم کے ہلاک کر نیکی بھیجے گئے ہیں تو عذاب کے ہٹانے میں گفتگو کرنے لگے شاید انکو کچھ ہمدت ملجاوے اور امدا انکو بدہشت کر دیوے اس سستی میں تو لوط بھی ہے وہ بولو ہم اداں سب کو جانتے ہیں لوط کو اور اسکے لوگوں کو ہم بچا لیں گے مگر اسکی بیوی ہے گی سننے والوں میں وہ بھی انکے ساتھ ہلاک ہوگی کیونکہ وہ انکی معاونت کرتی تھی انکے کفر اور ان کی سرکشی اور انکے اعلیٰ پر پہ حضرت ابراہیم سے خصت ہو کر حضرت لوط پاس پہنچے خوبصورت جوانوں کی صورت میں حضرت لوط انکو دیکھ کر ناخوش ہوئے اور تنگدل اور خفا ہوئے سوچنے لگے اگر ان کو مہمان بناوین تو قوم سے خطرہ ہے اور اگر نہ بناوین تو بھی خطرہ ہے انہوں نے انکو نہ پہچانا وہ بولے تو رست ڈر اور غم مت کما ہم تجھ کو اور تیری اہلیت کو بچا لیں گے مگر تیری بیوی کو نہیں کے ساتھ ہلاک ہوگی حضرت جبریل علیہ السلام نے انکی استیون کو زمین کی جڑ سے اوکھا کر آسمان کو اڈھا کر لیگیا پھر انکو دیو مارا اور انپر تہرون کا مینہ برسایا اور انکی جگہوں کو بحیرہ خشیتہ بدبو دار بنادیا اور انکو قیامت کے دن تک عبرت بنایا یہ لوگ سب زیادہ قیامت کے دن عذاب میں ہونگے اسی لیے فرمایا میں نے جو ڈر کہا نشان نظر آتا سمجھ والوں کو کیونکہ صبح شام وہاں سے تمہارا اگرز ہوتا ہے فتح البیان میں ہے کہ جب حضرت لوط نے نصرت طلب کی تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے انکے عذاب کا لہو فرشتے بھیجے اور ان کو یہ بھی حکم کیا کہ تم ابراہیم کو خوشخبری دیتے جانا حضرت ابراہیم کو خوشخبری دیکر کہہ کیا کہ ہم اس سدوم سستی کے رہنے والوں کو ہلاک کرنے کو آئے ہیں سدوم حضرت ابراہیم کی جگہ سے ایک دن رات کے فاصلے پر تھی حضرت لوط کی بیوی کافروں کے ساتھ ہلاک ہو گئی کیونکہ وہ اپنی قوم کو لوط کے مہمانوں کی خبر دیا کرتی تھی اور برائی پر دلالت کر دینا لافاعل کی مثل ہوتا ہے جیسے نیکی پر دلالت کر دینا لافاعل کی مانند ہوتا ہے انکی سبتیین اولٹا کرنے کے بعد انپر تہرون کا مینہ برسا بعض نے کہا آسمان سے آگ اتری اس نے انکو جلا دیا بعض نے کہا زمین میں دھنسائے گئے نشان نظر آتا یہ کہ وہ پتھر جو انپر برساتے گئے تھے موجود رہے یہاں تک کہ اس رات کے پہلے لوگوں

نے وہ پہرہ دیکھے اور انکے رکانات کے نشان بھی موجود تھے مجاہد نے کہا نشان نظر آنا یہ ہے کہ انکی زیرہ
 میں سیاہ پانی باقی تھا یہ سب باتیں نظر آتی تھیں ذرا لی مدین احاکھم شععیاً فقال یقوم اعبدوا
 اللہ وارजूوا الیوم الآخر ولا تعشوا فی الارض مفسدین ۵ فلکذبوا فکذب الیوم النجۃ
 فاصبحوا فی دایمہم جہنم ۵ اور یہیجا مدین پاپل انکا بہا کی شعیب بہر بولا اے قوم بندگی کرو اللہ
 کی اور توجہ رکھو پچھلے دن کی اور ست پہرہ زمین میں خرابی مچاتے فائدہ انہیں عادت تھی دغا بازی
 دین لین میں مگر شاید راہ بھی لوٹتے تھے پہرہ اسکو ہٹلایا تو پکڑا اونکو بہو چال نے بہر صبح کو
 رہ گئے اپنے گھر میں اور نہ بڑے ۔۔۔ جانتا میں کثیر کہتے ہیں ان آیتوں میں اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی
 بندو اور رسول حضرت شعیب علیہ السلام کا حال فرماتا ہے کہ ادھنوں نے اپنی قوم اہل مدین کو یہ حکم کیا
 کہ تم اللہ وحدہ لا شریک لہ کی عبادت کرو اور اللہ کے عذاب سے ڈرو کہ لوگوں دین لین میں دغا بازی
 ست کرو کیونکہ وہ لوگوں سے دین لین میں دغا بازی کیا کرتے تھے اور راہ بھی لوٹتے تھے اور نیز اللہ
 اور اس کے رسول کو منکر تھے اللہ نے انکو ایک بڑی بہو چال سے ہلاک کر دیا اور ایک سخت آواز نے انکو
 ہلاک کر دیا اور یوم الظلہ کے عذاب نے انکی روحیں انکا مدین انکا پورا قصہ اعراف اور ہو
 اور شرعاً میں گذر چکا فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ مدین ایک شخص کا نام ہے بعض نے کہا شہر کا نام
 پہلے قول کا یہ معنی ہے کہ مدین اور اسکی اولاد کی طرف بھیجا اور دوسرے قول پر اہل مدین کی طرف حضرت
 شعیب اور اپنی نسب اور قوم کا ذکر سورہ اعراف اور ہو مدین ہو گیا حضرت شعیب کو اپنی قوم کی طرف
 منسوب کیا بچلان حضرت نوح اور ابراہیم اور لوط کے قصے کے کہ انکی قوم کا ذکر لوں سے پیچھے
 ہے اور مناسب یہ کہ پہلے قوم کا ذکر ہو بہر انکے پیغمبر کا کیونکہ کوئی رسول غیر معین قوم کی طرف نہیں بھیجا
 گیا حضرت نوح اور ابراہیم اور لوط کی قوم کا خاص نام نہیں آیا اور نہ نسبت مخصوصہ جس سے وہ بچا کر
 جاوین صرف یون آیا کہ نوح اور ابراہیم اور لوط کی قوم حضرت شعیب نے اپنی قوم کو اللہ کی عبادت اور
 توحید کا حکم کیا حضرت لوط سے یہ قول نہیں ہوا کہ ادھنوں نے اپنی قوم کو عبادت اور توحید کا حکم کیا
 ہو اور سب پیغمبروں سے یہ ذکر ہے وہ اسکی یہ تھی کہ لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے
 زمانے مبارک میں تھے اور انے توحید کا حکم جہاں میں مشہور تھا ایسے وہ بدکاری اور بچیا کی سے
 ہے منع کرتے رہے اس سورت اور سورہ اعراف میں ہے کہ وہ سخت بہو چال سے ہلاک کیے گئے اور

اور کچھ پھیریں ہے کہ وہ ایک سخت آواز سے مارے گا کہ ابن عباس نے کہا حضرت جبریلؑ نے ایک سخت آواز کی اسی سے بہو بچال آیا اور انکے دل مل گئے اور انکا شہر اور زمین اور مکانات سب گر پڑے
وَعَادًا وَكُفُوءًا وَقَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْمَظْهَرَ لَقَدْ وَرَّيْنَا لَهُمُ الشَّيْطَانَ أَعْمَالَهُمْ فَصَلُّوا
عَنِ السَّبِيلِ وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ ۝ وَقَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ قَدْ وَقَفَ جَاہُہُمْ مُوسَى
يَا لَبِئْسَ مَا تَكْتُمُونَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانُوا سَائِعِينَ ۝ فَكَلَّا أَخَذْنَا بِذَنبِهِ ۖ فَمِنْهُمْ
مَنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُمْ مَنِ اخْتَلَتْهُ الصَّيْحَةُ ۖ وَمِنْهُمْ مَنِ اخْتَلَتْهُ
الْأَرْضُ وَمِنْهُمْ مَنِ اخْتَلَتْهُ مَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِمَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ
اور عا د اور ثود کو اور تم کو کھل چکا ہے انکے گہروں سے اور جہا یا انکو شیطان نے انکے کاسوں پر روک
دیا انکو راہ سے اور تہے ہوشیار فائدہ لائے دنیا کے کام میں ہوشیار تہے اور اپنے نزدیک عقلمند
تہے شیطان کو بہر کائے سے نہ بچ سکے ت اور فارون اور فرعون اور ہامان کو اور ان باہر بچنا
موسیٰ کملی نشانی لیکر بہر پڑائی کرنے لگے ملک میں اور نہ تہے آگے لکھانے والے پہر سب کو پکڑا
ہئے اپنے گناہ پر پہر کوئی تھا کہ ہیجا او سپر تہر او ہوا سے اور کوئی تھا کہ او سکوپڑا چکھاڑنے اور
کوئی تھا کہ اسکو دہنسا یہئے زمین میں اور کوئی تھا کہ او سکودو یا دیا اور اعدا یا نہ تھا کہ انپر ظلم کری
پرستہ وہ اپنا آپ برا کرتے حاسنظ ابن کثیر کہتے ہین ان آمین میں الصرغ و جل ان امتوں کلبیا د
فرماتا ہے جنہوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا تو امیر نے انکو کیسے ہلاک کیا کس کس قسم کا عذاب کیا اور
کیونکر بہلایا قوم عا و حضرت ہود کی قوم ہے یہ لوگ احتاف یعنی حجر میں جو وادی القریٰ کے متصل
واقع ہے بسبتی تھی اور عرب انکو مکان خوب پہچانتے تہے اور رات دن انکا انپر گزرتا تھا۔ اور قارون
پڑے مالون والا اور پڑے مخزانون والا اور نہایت گنجون والا تھا۔ اور فرعون مصر کا بادشاہ حضرت
موسیٰ کے زمانے میں تھا اور سکا وزیر ہامان نام دونوں قطبی کافر تہے اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو اپنے
گناہ کے مناسب عذاب میں پکڑا کیسے ہیجا تہر او ہوا سے یعنی عا و پران لوگوں نے کہا ہم سے
زیادہ زور میں کون ہے اپنر سخت ٹھنڈی ہوا اور سخت آندہ ہی آئی جو زمین سے کینکریں تہر اٹھا کر
انکو مارتی آدمی کو زمین سے اوٹھا کر آسمان تک لیجا کر مہر کے بل دے مارتی سرد تہر ہے جدا ہو جاتا
بدن بے سر رہتا جیسے کچور کے تے کہو کہلے اور کسیکو سخت آواز سے ہلاک کر دیا یعنی ثود کو

اور نچرت قائم ہوئی اور دلیلیں ظاہر ہوئیں انکے کہنے کے موافق ایک اونٹنی پتھر سے نکل پڑی
 پہر ہی ایمان لائے اپنی سرکشی اور کفر پر اڑ گئے اس کے نبی حضرت صالح اور آپ پر ایمان لایا نولون کو
 دھمکاتے ڈراتے کہ ہم تمکو نکال دیں گے تمہیں سنگسار کر دیں گے اس نے انکو ایک آواز سے نیست نابود
 کر دیا اور کسیکو زمین میں دھنسا دیا یا قارون تھا جس نے سرکشی اور بغاوت اور ظلم اور رب کی نافرمانی
 کی اور اگر زمین میں جلتا اور اپنے آپ کو بڑا اور سب سے افضل جانتا اور خوش ہوتا اس نے اسکو سمیت
 اسکے رکانات کے زمین میں دھنسا دیا قیامت کے دن تاکس دھنسا جلا جاوے گا اور کسی کو دریا میں
 غرق کر دیا یہ فرعون اور اسکا وزیر ہامان اور انکے لشکر تھے ایک تھوڑے سے وقت میں ان
 سب کو غرق کر دیا کوئی خبر دینے والا بھی نہ بچا اس نے یہ اپنے ظلم نہیں کیا انکے کیسے کے موافق بدل دیا
 ہے جو بیان کیا وہ آیتوں کے سیاق میں ظاہر ہے اور لغت و لشمہ کے طریقے پر ابن جریر نے ابن عباس
 سے روایت کی کہ اس نے اسلما علیہ جاصبا سے مراد لوط کی قوم اور بنی اسرائیل سے مراد نوح کی قوم ہے اور
 روایت منقطع ہے اور نیز اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح کی قوم کا طوفان سے ہلاک کرنا اور لوط کی قوم
 کا پتھر دن کو سینہ سے تباہ کرنا اسی صورت میں بیان کیا اور قتادہ نے کہا میں اسلما علیہ جاصبا سے
 قوم لوط مراد ہے اور بنی اسرائیل صیحہ سے مراد قوم شعیب ہے یہ بھی بعید ہے واللہ اعلم فتح البیان میں ہے
 عاد اور ثمود حجرا و حقاہ اور بنی کے باشندے تھے کفر و معاصی کرتے تھے جان بوجہ کہ کیونکہ پیغمبروں
 نے اس کا راستہ بخوبی واضح کر دیا ابن عباس نے کہا اگر اہی کو سمجھتے تھے دلائل سے حق کو پہچانتے لیکن
 عمل نہ کرتے فرار نے کہا دنیا کے کاموں میں بڑے عقلمند سمجھ والے دانت تھے پر عقل سے فائدہ نہ اٹھایا
 بعض اپنے کفر و ضلالت کو اچھا کام خیال کرتے اور اپنے آپ کو ہدایت پر گتے یا جانتے تھے کہ عذاب
 آوے گا پیغمبروں کے بتلانے کے موافق لیکن سرکشی کی اور ہلاک ہو گئے اور قارون کو فرعون پر مقدم
 کیا کیونکہ وہ موسیٰ علیہ السلام کی قرابت میں شرف نسب کہتا تھا یعنی آپ کا بہتیجا تھا ابن عباس نے
 کہا میں اسلما علیہ جاصبا سے مراد قوم لوط ہے اور بنی اسرائیل صیحہ سے مراد ثمود اور اہل مدین
 اور کسیکو زمین میں دھنسا دیا سے مراد قارون اور اسکے اصحاب ہیں اور کسیکو غرق کیا سے مراد قوم
 نوح اور فرعون اور اس نے انکو ہلاک و تباہ کرنے میں اپنے ظلم نہیں کیا کیونکہ اس نے تو پیغمبر بھیج دیے
 کہا میں تماریں وہ کفر و مکذیب پر اڑے رہے معاصی و ذنوب سے باز نہ آئے مثلاً الذین یخذون

مِنْ دُونِ اللَّهِ أُولَئِكَ كَذَبُوا لَكَ الْكَذِبُ فَتَبَعْتَهُمْ فَصَلَ اللَّهُ الْكَافِرَ مِنَ الْمُؤْمِنِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مُبَايَعُونَ مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۚ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ لِنَصْرِفُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ ۚ کہات اہل جنہوں نے
 پکڑی اللہ کو چھوڑ کر اور جماعتی کہات مٹری کی بنا لیا اور سب ایک گھر اور سب گھر وں میں بودا سو گری
 کا گھر اگر ان کو سمجھ ہوئی **ف** یعنی گھر اسو سط کو جان مال کا بچاؤ ہو مٹری کا جال اور اسن جھٹکے سے
 ٹوٹ پڑی ویسا ہی ہے جو اللہ کے سوا کسی کو اپنا بچاؤ سمجھے **ت** اللہ جانتا ہے جسکو پکارتے ہیں اسکو
 سوا کوئی چیز ہو اور وہی ہے زبردست حکمتوں والا **ف** یعنی کہی سننے والا تعجب کرے کہ سب کو
 ایک مٹری ہانک دیا یعنی خلق بت پرستے ہیں بعضے آگ پانی بعضے اولیا انبیاء کو یا فرشتوں کو سوا
 نے فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ کو سب لوم میں اگر کوئی کچھ کر سکتا تو اللہ سب کو یک قلم موقوف نہ کرتا اور اللہ تعالیٰ
 کو کسی کی رفاقت نہیں چاہیے زبردست ہو اور شور و نہیں چاہیے حکمتیں ایک دوسرے میں **ت** یہ کہات ویز
 بٹھلائے ہیں ہم لوگوں کے واسطے اور انکو بوجہ تہی ہیں جنکو سمجھ ہے . . . حافظ ابن کثیر کہتے
 ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ ان آیتوں میں ان لوگوں کی کہات بیان فرماتا ہے جو اسکو چھوڑ کر اور وں
 کو معبود بناتے ہیں اور ان سے مدد اور زرق کی امید رکھتے اور سختیوں میں انکو پکارتے ہیں انکی
 کہات مٹری کا گھر ہے جو نہایت ضعیف اور بودا ہوتا ہے ان لوگوں کے پہلے اپنے معبودوں سے
 کچھ نہیں یا انکی کف میں ایسا ہی بچاؤ پاتے ہیں جسے مٹری کے گھر سے اسکو بچاؤ ملتا ہے اگر ان کو یہ
 حال معلوم ہو تو اللہ کو چھوڑ کر ان کو معبود کا رساز ہی بنا وین مسلمان مومن کا دل اللہ کے ہاتھ میں ہے
 پہر ہی وہ شریعت کا تابعدار ہو کر اپنے عمل کرتا ہے کیونکہ اسکے ہاتھ میں ایسا عودہ وثقی قوی مضبوط
 ہے جسکو ٹوٹنا ہی نہیں پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان لوگوں کو دہمکاتا ہے جو اسکو چھوڑ کر اور وں کی عبادت
 کرتے ہیں اور اسکے شریک بناتے ہیں کہ ہم سب کچھ جانتے ہیں اسنے بہکت لیں گے پھر فرماتا ہے ان
 کہاوتوں کو علم اور سمجھ والے ہی سمجھتے ہیں امام احمد نے عمرو بن عاص سے روایت کی کہ سینے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک ہزار کہات سمجھی اس حدیث میں عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منقبت
 عظیمہ ہے ابن ابی حاتم نے عمرو بن مرہ سے روایت کی کہ میں اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سے کوئی آیت
 پڑھتا ہوں پھر اسکی سمجھ مجھ کو نہ آوے تو یہ مجھ پر نہایت شاق گذرتی ہے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کو یہ آیت چڑھتے سنا لیکما و تین لوگوں کو یہ سطر بیان فرماتے ہیں اور ان کو بوجہ تہی بن جن کو علم اور سمجھ ہے فتح البیان میں ہے جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر اور دن کو معبود مان لیتے ہیں اور اپنی حاجتوں میں ان پر ہر دوسا کرتے ہیں وہ جماد اور بیجان ہوں یا جاندار زندگی ہوں یا مردے انکی مثال مکڑی کا گھر ہے جو نہایت بودا ہوتا ہے نہ گرمی میں بچاؤ کرے نہ جھڑکی میں نہ مینہ میں ایسے ہی معبود باطلہ کے پوجنے والوں کو انہی نے کسی قسم کا فائدہ نہیں اور نہ کچھ بچاؤ یہ ان لوگوں کے حال کی تشبیہ ہے جو تمہوں اور مورتوں کو اور علماء اور رویشوں کو اپنا حمایتی قرار دیتے ہیں اور انکی پوجا کرتے اور ان پر ہر دوسا کرتے ہیں انہی فائدہ اور شفا کی امید رکھتے ہیں جیسے مکڑی اپنے بچاؤ کو گھر بناتی ہے جو ہوا یا ہاتھ لگانے سے ٹوٹ جاتا ہو ویسے ہی بت پرستوں اور ان لوگوں کا دین جو اللہ کے سوا کسی کو انہی دلی قبر فرشتہ جن وغیرہ کو لائے عبادت کے جانتے یا انکو اپنا حمایتی اور کارساز قرار دیتے ہیں اور ان کی بات بیدلیل مان لیتے ہیں جیسے علماء اور رویشوں کے پیرو اور تقلدان سب دین مکڑی کے گھر کی طرح بودا اور ضعیف ہے اگر اس بات کو سمجھیں یا انکو کچھ علم ہو ابن عباس نے کہا اللہ نے معبود باطلہ کے پرستاروں کی مکڑی کے گھر سے مثال دی ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں یزید بن مرثد سے نکالا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مکڑی شیطان ہے اللہ نے اسکی شکل مسخ کر دی تم جہان اسکو پاؤ مار ڈالو اور ابوداؤد کی ایک روایت میں یزید بن مسیر سے ہے کہ فرمایا مکڑی شیطان ہے خطیب نے حضرت علی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اور ابوبکر غار میں گئے تو مکڑی میں اکٹھی ہوئیں اور نہونے غار کے دروازہ پر جالاتن دیا تم ان کو قتل نہ کیا کرو قرطبی نے اپنی التفسیر میں حضرت علی سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا تم اپنے گھروں میں مکڑی کا جالاتن نہ منے دیا کرو اس کو فقر اور محتاجی پیدا ہوتی ہے عطاء خراسانی نے کہا مکڑی نے دو دفعہ جالاتن ایک باب حضرت داؤد علیہ السلام پر اور ایک باب حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بعض نے کہا اللہ فرماتا ہے کہ تو کا فردن سے کہہ دو کہ اللہ جانتا ہے جسکو اللہ کے سوا پکا تہ نہیں کوئی چیز ہو آدمی ہو یا جن فرشتہ ہو یا عالم اور زاد وغیرہ وغیرہ ابوالی فارسی نے کہا اسکا معنی یہ ہے کہ تم جسکو اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تو کچھ بھی نہیں اور یہ اس کی کماوت کی تاکید اور اس پر زیادتی ہے اور اس مثال میں ان لوگوں کی جہالت کا بیان ہے جو ایسی چیزوں کو پوجتے ہیں جنکو کچھ علم اور قدرت اور تصرف نہیں اور ایسے قادر کی عبادت کو چھوڑتے ہیں جو ہر چیز پر قادر ہے اور سب کچھ کر سکتا ہے

جو لوگ اللہ عزوجل اور اس کے سوا حسنی اور اسکی صفات کبری کا علم اور سمجھ رکھتے ہیں اور آیات قرآنی میں تہرے
اور تفکر کرتے ہیں ہی ان کہا وقتوں کو بوجھتے اور ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ
علم کو عقل پر فضیلت ہے خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝ اَتْلُ
مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ ۖ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللَّهِ
أَكْبَرُ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ ۝ اللہ نے بنا کر آسمان اور زمین جیسے جہاں میں اس میں تپا ہے یقین لانا اور
کوف بنے اس کام میں کوئی شامل نہ تھا تو تہورے کاموں میں کون شریک ہوتا تو پڑھ جو اور تیری طرف
کتاب اور کٹری رکھ کر نماز میں کئی ہے بھیجائی سے اور بری بات سے اور اسکی یاد ہے سب بڑی
اور اس کو خبر ہے جو کرتے تھے جتنی دیر نماز میں لگے اوتنے تو ہر گناہ سے بچر اسید ہے کہ آگے
بھی بچتا رہے اور اس کی یاد کو اس سے زیادہ اثر ہے یعنی گناہ سے بچر اور اعلیٰ درجوں پر ہے حافظ
ابن کثیر فرماتے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ ان آیتوں میں اپنی قدرت عظیم کا بیان فرماتا ہے کہ اُس نے آسمان
اور زمین کو عبث اور بیہودہ اور کھیل اور تماشا کچھ نہیں کیا پیدا اسلئے کیسے کہ ہر جی پنے کیسے کا
بدلہ پاوے ہر دن کو اپنے عملوں کا اور نیکوں کو نیک بدلہ ملے اس آیت میں ایمان والوں کو اس بات
کی دلیل واضح ہے کہ اللہ عزوجل اکیلا جہاں کو پیدا کرنے والا اور سب جہاں کی تدبیر اسی کیلئے ہے دوسرے
اور وہی اکیلا عبادت کے لائق ہے پھر اپنے رسول اور مومنین کو قرآن مجید کے پڑھنے اور لوگوں کو نبیچا
اللہ نماز کے قائم رکھنے کا حکم فرماتا ہے نماز ایسی چیز ہے جو بھیجائی اور بری باتوں سے روکتی ہے اور اللہ
کی یاد سے بڑی جو عمران بن حصین اور ابن عباس سے مروی ہے کہ فرمایا جس شخص کو اسکی نماز بھیجائی
اور بری باتوں سے روکے ایسی نماز اسکو اللہ سے بہت دور ڈالتی ہے ابن ابی حاتم نے عمران بن حصین
سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں پوچھا کہ ان الصلوٰۃ تنفع عن الفحشاء والمنکر کا کیا
معنی ہے آپ نے فرمایا جس شخص کو اسکی نماز بھیجائی اور بری باتوں سے روکے تو اسکی نماز بھیجائی ہوئی ایک
روایت میں ابن عباس سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکی نماز بھیجائی اور بری باتوں
سے ہکو نہ روکے تو وہ اللہ سے بہت دور پڑ جاتا ہے اسکو طہرانے ابو معاویہ سے کہلا ابن جریر نے
ابن عباس سے روایت کی اس آیت کی تفسیر میں کہ جسکو نماز نیکی کا حکم نہ کرے اور بری باتوں سے شرم نہ
تو وہ اللہ سے دور پڑتا ہے ابن جریر نے ابن سعد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

الْحَمْدُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

اسکی کوئی نماز نہیں ہے جو نماز کا تا بعد از نہ ہو اور نماز کی تا بعد از یہ ہے کہ سجائی اور برسی باتون بہر بار آجاو
 حسن ہے بہی ایسے ہی مردی سے سفیان نو کہا قوم شعیب نے شعیب سے کہا تہا تیری نماز کجکچھی حکم کرتی ہے
 سفیان نو کہا اللہ کی قسم نماز آدمی کو حکم ہی کرتی ہے اور منع ہی کرتی ہے ابن مسعود سے کہنے کا فلان آدمی
 بڑی لٹی نماز پڑھتا ہے فرمایا نماز سیکو فائدہ کرنی ہے جو اسکی تا بعد از کرے اس سکدر میں جتنی رو تیز
 ابن مسعود اور ابن عباس اور حسن اور قتادہ اور عیسیٰ بن عمیر ہم سے مردی بن ابن من موقوف بہ نسبت مرد نوم
 کے زیادہ صحیح بن عافظ ابو بکر بنار نے جابر سے روایت کی کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض
 کی کہ فلان آدمی رات کو نماز پڑھتا ہے اور صبح کو چوری کرتا ہے آپ نے فرمایا جو بات تو کہتا ہے اس سے اسکی
 نماز اسکو روک دیگی ایسے ہی سند امام احمد بن ابوسریرہ سے ہوا اور نماز اللہ کے ذکر کو ہی شامل ہے اور یہی
 بڑا مطلوب ہے ایسی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ کا ذکر کرے بڑا ہے ابوالعالی نے اس آیت کی تفسیر میں کہا
 نماز میں تین باتیں ہیں اگر انہیں سے ایک بھی نہ ہو تو وہ نماز اخلاص اور خشیتہ اور اللہ کے ذکر کی نماز نہیں
 اخلاص آدمی کو نیکی کا حکم کرتا ہے اور خشیتہ الہی اسکو بری باتوں سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر یعنی قرآن
 اسکو نیکیوں کا حکم کرتا ہے اور ایمون ہو روکتا ہے ابن عون انصاری نو کہا صاحب تو نماز میں ہوتا ہے
 تو نیکی بن ہوتا ہے اور سجائی اور برسی باتون سے ہوت تو دور ہوتا ہے اور تو نماز میں جو اللہ کا ذکر کرتا
 ہے وہ سب بڑا ہے اور محمد بن ابوسلیمان نو کہا جتنی دیر تو نماز میں رہیگا اتنی تیر گناہ سے بچےگا
 ابن عباس لکرا اللہ اکبر کی تفسیر میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو یاد کرنا بندوں کے ہسکو
 یاد کرنے سے بہت بڑا اور عظیم والا ہے علی بن ابی طلحہ اور بہت لوگوں نے ابن عباس سے یہی معنی
 نقل کیے مجاہد وغیرہ سے یہی ہی منقول ہے ابن ابی حاتم نے ایک شخص سے نقل کیا کہ ابن عباس نے کہا
 کہ اس سے کہا نو اور سونے کو وقت اللہ کا یاد کرنا مراد ہے تو اس شخص نے کہا میرے ڈیرے میں ایک میرا رفیق
 ہے وہ کچا اور کھتا ہے کہا وہ کیا کہتا ہے بولا وہ یہ کہتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے تم مجھ کو یاد
 کرو میں تمکو یاد کروں گا اور اللہ تعالیٰ کا ہسکو یاد کرنا ہمارے اللہ کو یاد کرنے سے بہت بڑا ہے ابن عباس
 نے کہا وہ سچ کہتا ہے ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے اس کے دو معنی نقل کیے وظیفے کے وقت اللہ
 تعالیٰ کا ذکر کرنا اور اللہ کا ہسکو یاد کرنا ہمارے اللہ کو یاد کرنے سے بہت بڑا ہے ابن جریر نے عبد اللہ
 بن ربیع سے نقل کیا کہ مجھ سے ابن عباس نے پوچھا کہ ولکرا اللہ اکبر کا معنی تو جاتا ہے میں نے کہا

بان کہا گیا ہے میں نے کہا تسبیح اور تحمید اور تکبیر نماز میں اور قرآن کا پڑھنا وغیرہ بولا تو نے تو ایک عجیب بات کہی
 یوں نہیں دیکھتا ہے کہ اللہ کا تم کو یاد کرنا اس کلام کے حکم کرنے کے وقت جس کا تم کو حکم کیا اور جس سے
 تم کو منع کیا جب تم اوسکو یاد کرو بہت بڑا ہے تمہاری اوسکو یاد کرنے سے یہ معنی ابن عباس سے بہت
 وجہوں سے مروی ہے اور یہی مروی ہے ابن مسعود اور ابوالدرداء اور سلمان فارسی وغیرہم سے اور اسی کو
 ابن جریر نے اختیار کیا فتح البیان میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ جو حب مخلوق کو ایمان کا حکم کیا اور براہین سے
 حق ظاہر کر دیا اور کفار نے اسے حکم پر عمل نہ کیا اور ہدایت قبول نہ کی اور انکی ہدایت کو لوگوں (یا ان لوگ) مانا میری
 ہوئی تو مومنوں کو تسلی دیتا ہے کہ آسمان زمین کا بنانا عدل و انصاف کیو اظہر من بطلان کفر اوسکو اپنی ہدایت
 کی خیر خواہی اور صحت میں مقصود میں بعض نے کہا حق سے مراد اللہ کی کلام اور قدرت ہے پہلا معنی اولی
 ہے کیونکہ مقصود ذاتی آسمان زمین کے پیدا کرنے سے اپنے بندوں پر خیرات و برکات کا ارزانی
 فرمانا اور اپنی ذات و صفات سے مطلع کرنا ہے اقم الصلوٰۃ کے بعد ان الصلوٰۃ تہی عن الخفا و المکر
 کے لانے سے بعض نے کہا اس سے یہ مراد ہے کہ پیغمبر ان کو جماعت سے نماز پڑھاوے اور فحشا کا معنی بھینچا
 اور بری کام جیسے زنا اور غلام اور سنگردہ کام جو شریعت میں معروف نہ ہو اس آیت سے پانچوں فرض نماز میں با
 جماعت مراد میں ابن عباس اور ابن مسعود نے کہا نماز گناہوں سے روکنے والی اور ڈھنگ
 والی ہے ابن مردودہ اور ابن ابی حاتم نے عمران بن حصیب سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 کہنے اس آیت کا مطلب پوچھا اپنے فرمایا جس شخص کو اسکی نماز بھینچائی اور بری باتوں سے بند کر
 تو اسکی نماز ہی نہیں ہوتی اسی کے قریب طہرانی وغیرہ نے ابن عباس سے مرفوعاً لکھا لا عبد بن حمید
 اور ابن جریر اور بیہقی نے بھی حسن سے ویسے ہی لکھا لا خطیب نے ابن عمر سے اور عبد بن حمید وغیرہ نے ابن
 مسعود سے مرفوعاً یہی طرح روایت کیا ابن کثیر نے کہا اس آیت کی تفسیر میں جو روایتیں مروی ہیں انہیں
 موقوف بہ نسبت مرفوع کے زیادہ صحیح ہیں بعض نے کہا جو شخص نماز پر مداومت کرے تو نماز ہسکو گناہوں
 اور برائیوں کی ترک کی طرف کہینچ لاوے گی جیسے انس سے مروی ہے کہ ایک انصار کا جوان رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پانچوں وقت نماز پڑھا کرتا یہ بھی کوئی بھینچائی اور برائی کا کام نہ چھوڑتا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اسکا ذکر ہوا آپ نے فرمایا ایک دن اوسکی نماز اوسکو روک دی گئی
 تھوڑی ہی دیر کے بعد اوس جہان نے توبہ کر دی پھر اسکا حال اچھا ہو گیا بعض نے کہا اس آیت کا معنی

یہ ہے کہ آدمی جب تک نماز میں ہوتا ہے جتنا کہ وہ بوجہ خیالی اور برائی سے رکارت ہوتا ہے اسی کے مثل ہو
حضرت کا یہ فرمودہ ان فی الصلوٰۃ لشغل بیشک نماز میں شغل ہے بعض نے کہا نماز سجیائی اور برائی ہو
سار اوقات سے مطلق منع کرتی ہے کیونکہ نماز نمازی کے تمام بدن کو مشغول کرتی ہے جب نمازی محراب
میں داخل ہوتا ہے تو اس کو خضوع پیدا ہوتا ہے اور اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور یہ خیال کرتا
ہے کہ وہ اپنے مولیٰ کو سامنے کھڑا ہے اس کا مولیٰ اس کو دیکھ رہا ہے پھر اس کا نفس درست ہو جاتا ہے
اور عاجزی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی انگبانی اس کو ڈھانک لیتی ہے اور اس کے احسن اپنی سیئت اظاہر
ہو جاتی ہے نماز سے فائز ہونے کے بعد بھی اسکی یہی حالت رہتی ہے دوسری نماز میں اس سے بھی اسکا
حال اچھا ہو جاتا ہے اس آیت کا یہی معنی ہے کہ نماز ایسی ہی ہونی چاہیے خصوصاً جب یہ
خیال کرے کہ یہ نماز اسکا آخری عمل ہے کیونکہ موت کا وقت محدود اور مخصوص اور معلوم نہیں ایسی
تفسیر ہے جس میں کچھ اختلاف نہیں بعض سلف سے مروی ہے کہ وہ جب نماز کو کھڑا ہوتا تو کانپ جاتا اور اسکا
رنگ زرد ہو جاتا کیسے اسکا باعث ہو چھا فرمایا میں اللہ عزوجل کے سامنے کھڑا ہوتا ہوں اور دنیا کے
بادشاہ کے سامنے میرا یہ حال ہے تو بادشاہ ہوں کے پادشاہ کو سامنے یہ حال کیونکہ نہ ہو سوا اس قسم
کی نماز ہر بری بات سے روکتی ہے لہذا سجیائی اور منکر سے اور حیرت شخص کی نماز جائز ہونے اور ادا ہونے
سے بھی قاصر ہونے اس میں جتنوع ہونہ ذکر نہ فضائل جیسو چارمی نماز تو ایسی نماز نمازی کو مرتبے سے گرائی
ہے اور اگر وہ معاصی کا مرتکب بھی ہو تو اللہ عزوجل سے اسکو دور ڈالتی ہے ابن سعف کے سینو کہا
فلان آدمی بڑی نماز پڑھتا ہے فرمایا جو شخص نماز کی پیروی نہ کرے نماز اسکو فائدہ نہیں کرتی یہہ
قرطبی نے بیان کیا بعض نے کہا اس آیت میں نماز سے مراد قرآن مجید ہے اسقول میں ضعیف ہے کیونکہ
قرآن مجید کا ذکر پہلے ہوا تھا پہلا معنی ہی اولیٰ ہے ولذا کہ اللہ اکبر ذکر کے جتنے اقسام میں تحمید
اور تملیل اور تسبیح وغیرہ ہر قسم کی عبادت جو میں ذکر نہ ہو افضل ہے یہ تفسیر قرطبی نے ابن زید
اور قتادہ سے نقل کی ابن عطیہ نے کہا میرے نزدیک اسکا یہ معنی ہے کہ اللہ کا ذکر علی الاطلاق سب
سے بڑا ہے جو سجیائی اور برائی سے روکتا ہے نماز جو اسکے ایک جزو ہو یہی تائید رکھتی ہے ویسے
ہی وہ ذکر ہی ہی تائید رکھتا ہے جو نماز میں نہ ہو کیونکہ روکنا اس شخص سے ہوتا ہے جو اللہ کا ذکر لڑتے
سے کرے بعض نے کہا اللہ کا ذکر نماز سمجھی بڑا ہے سجیائی اور برائی کے روکنے میں جب ذکر پڑھتا

ہو فرار اور ابن قتیبہ نے کہا یہاں ذکر سے مراد نماز ہی ہے اور نماز سا کر طاعات سو ٹہری ہے صبر فرمایا یا کاشعوا
 لا ذکری اللہ کیونکہ نماز میں ذکر عجمہ چہر ہے اور ذکر ہی سے نماز کو سا کر طاعات پر فضیلت ہو اسی لئے وہ سیئات
 سے رکوع والی ہے بعض نے کہا نماز کو ذکر اسیلے کہا کہ ذکر ایک پورا سبب ہے سیئات کو بچنے میں گویا فرمایا نماز
 سب سے بڑی ہے کیونکہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذکر ہے بعض نے کہا اسکا معنی یہ ہے کہ اللہ کا تم کو یاد کرنا
 ثواب میں اور تمہاری تعریف کرنے میں بہت بڑا ہے تمہاری یاد کرنے سے اللہ کو اپنی عبادت اور نماز پر
 ابن جریر نے اسی کو پسند کیا اور اسکی تائید کرتی ہے یہ حدیث جو مجھ کو اپنے جی میں یاد کرے میں ہی اسکو
 اپنے جی میں یاد کرتا ہوں اور جو مجھ کو لوگوں میں یاد کرے میں ہی اسکو اٹنے بہتر لوگوں میں یاد کرتا ہوں
 ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ کا اپنے بندوں کو یاد کرنا حبیب وہ اسکو یاد
 کرین بہت بڑا ہے بندوں کے اللہ کو یاد کرنے سے عبد اللہ بن ربیعہ اور ابن مسعود اور ابن عمر سے بھی اسی
 طرح مروی ہے صحابہ بن جبل نے کہا آدمی نے کوئی عمل اللہ کے ذکر سے بڑھ کر نہیں کیا جس سے اللہ کے عذاب
 سے نجات پاوے لوگوں نے کہا اللہ کی راہ میں جہاد بھی ایسا نہیں ہے کما وہ بھی نہیں ہے مگر ایسی تلوار
 مارے کہ ٹوٹ جاوے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب غزیر میں فرماتا ہے ولذکر اللہ اکبر ابن عباس نے کہا سب
 عملوں میں افضل اللہ کا ذکر ہے ابوالدرداء رحمہ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں
 قبل اوں تمہاری سب عملوں میں بہتر عمل اور تمہارے بادشاہ کے پاس بہت پاکیزہ اور تمہاری درجن میں
 بہت بلند اور اس میں بہتر کہ تم سنا اور چاندی خرچ کرو اور اس میں بہتر کہ تم دشمنوں سے مقابلہ کرو تم انکی
 گردنیں مارو وہ تمہاری گردنیں ماریں عرض کیا کیوں نہ تبارک و تعالیٰ اسی بات پر رسول اللہ فرمایا وہ اللہ کا
 ذکر ہے اسکو ترمذی نے نکالا نیز ترمذی میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم سے کہیں پوچھا کون بندہ اللہ کے پاس قیامت کے دن درجہ میں افضل ہے فرمایا اللہ کو بہت
 یاد کرنا اے عرض کیا یا رسول اللہ اللہ کی راہ میں لڑنے والوں میں یہی افضل میں فرمایا اگر غازی کفار
 و مشرکین میں تلوار مارے یہاں تک کہ تلوار ٹوٹ جاوے اور خود خون آوے ہو جاوے تو یہی اللہ کو بہت
 یاد کرنا اے درجہ میں اس سے افضل میں سلم نے ابو ہریرہ سے نکالا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 مظلوموں سب آگے بڑھ گئے عرض کیا اے اللہ کے رسول مظلوم کون لوگ ہیں فرمایا وہ مرد اور وہ عورتیں
 ہیں جو اللہ کو بہت یاد کریں بخاری نے ابو ہریرہ اور ابو سعید سے نکالا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کوئی قوم اللہ کو یاد کرنے میں بیستھی مگر فرشتے انکو گمیر لیتے ہیں اور رحمت انکو دیا نہیں لیتی ہے
اور اپنے تسلی داتی ہے اور اسد غرض اُن کو ان لوگوں میں یاد کرنا ہے جو اسکے پاس ہیں اور مروی ہے
کہ ایک اعرابی نے عرض کی یا رسول اللہ سب علموں سے کون عمل افضل ہے فرمایا تو دنیا کو چھوڑ جاوے اور
مرزوم تک تیری زبان اللہ کی یاد میں ترسود۔ اس باب میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں ہم طول نہیں دیتے
ہن عطا نے کہا اکبر کا سننے یہ ہے کہ ذکر سے کوئی گناہ باقی نہیں رہتا بعض نے کہا اللہ کا تم کو جنت کے
یاد کرنا بہت بڑا ہے تمہارا یاد کرنے سے اللہ کو طاعت کے بعض نے کہا ایسے بڑا ہے کہ اسکا یاد کرنا بلا علت
ہے اور تمہارا یاد کرنا اعلیٰ امر الہی سے آلودہ اور نیز ایسے کہ اللہ کی یاد کرنے کو فنا نہیں ہے اور تمہارے
یاد کرنے کو بقا نہیں باللہ کا یاد کرنا اس سے برتر ہے کہ تمہارا نیک و عقل اسکو گمیر لیں اور ذکر نہ فایز ہی ہوتا
ہے جو سمجھ اور دل کی توجہ سے ہو اور ما سوا اللہ سے دل خالی ہو اور جو ذکر زبان سے تجارت نہ کرے وہ کسی اور سے
میں ہوتا ہے اور اللہ جاننا ہے جو تم ذکر اور سائر طاعات کرتے ہو اوپر کچھ بیان نہیں وہی تمکو بدل دیگا
سُبْحَانَكَ يَا مَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكَ الْكِتَابَ لَا إِلَهَ إِلَّا هِيَ الْحَسَنُ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ
وَقُولُوا آمَنَّا بِالَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَأَنْزَلَ اللَّهُ وَحْدَ وَهْنٍ لَكُمْ
مُسْلِمُونَ ۔ اللہ جگہ اندر کامل کتاب ہے مگر اس طرح جو بہتر ہو مگر جو ان میں بے الضمان ہیں اور یوں
کہو کہ ہم مانتے ہیں جو اوتر اسم کو اور اوتر آنکھ اور بندگی ہماری اور تمہاری ایک کو ہے اور ہم اسی کو حکم پر
میں **ف** یعنی مشرکوں کا دین حشر سے غلط ہے اور کتاب والوں کا دین اصل میں سچ تھا تو اسے
انکی طرح نہ جبکہ ذکر حشر سے انکی بات کا ٹورنی سے بات حبیبی سمجھاؤ مگر ان میں جو بے الضمانی پر آدمی اسکو
سنرا دینی ہے تفسیر ابن کثیر کا بیان یہ ہے کہ قتادہ اور بہت علمائے کہا یہ آیت آیت سیف سے منسوخ ہے
اب اہل کتاب کے جبکہ ابانی نہیں ہے اسلام قبول کریں یا جزیرہ یا تلوار اور علماء نے کہا ملک یہ آیت محکم ہے
اسکا حکم قیامت کے دن تک باقی ہے جو شخص کتاب والوں سے دین کی دلیل دیکھنی چاہے اس سے اچھے
طریقے کو جبکہ کیا جاوے تاکہ اس میں بات آخر کر جاوے صبیحہ فرمایا بلایا اپنے رب کی راہ پر چلی باتیں
سمجھا کر اور نصیحت کر کے پہلی طرح اور الزام دے انکو جس طرح بہتر ہو۔ اور حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما
السلام کو فرمایا حسب انکو فرعون کی طرف بھیجا سو کہو اس سو بات نرم شاید وہ سوچ کرے یا ڈرو ابن جریر نے
اسی قول کو احتیاط کیا اور ابن زید سے یہی نقل کیا ان میں بے الضمان وہ لوگ ہیں جو حق سے پھر گئے

اور واضح دلیل سوا نہیں ہو گئے اور ضد پر اڑ گئے اور مبارکہ کرتے ہیں جسے جدال کا حکم نہیں ہے وہ تلوار
 اور مقاتلہ سے ڈانٹے جاویں اور عزوجل فرمایا لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ فَاَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ
 وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَاَنزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ
 اللَّهُ مَن يَخْشَاهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ اِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ یعنی جتنے بھیجے میں اپنے رسول تشارنا
 دیکھ اور آماری انکے ساتھ کتاب اور ترازو کہ لوگ سید پر ہیں انصاف پر اور سمجھنے اور مارا لو ہا اس میں
 سخت لڑائی ہے اور لوگوں کو کام چلتے ہیں اور تاکہ معلوم کریں کہ کون مدد کرتا ہے اسکی اور اسکے رسولوں
 کی بے دیکھے بیک اسد زور آور ہو در دست جابر ہو کما ہکو حکم کیا جو اسد کی کتاب کی مخالفت کرے
 تلوار سو ہم اسکی گردن ماریں مجاہدہ نے کہا اس سے اہل حرب اور جو لوگ جزیرہ زمین مراد ہیں اور کتاب والوں
 پر جو اترا اسکے ماننے کا سطلت ہے کہ حب وہ کسی بات کی خبر دین جس کا صدق کذب معلوم نہ ہو تو اسکی تکذیب
 نہ کریں شاید وہ حق ہو اور نہ تصدیق ہی کریں شاید وہ باطل ہو لیکن مجمل ایمان جو بشرط پر معلق ہو ظاہر کریں
 یعنی وہ بات وہ مسئلہ اسکی طرف سوا اترا ہو سب دل اور مؤل نہوا عالم بخاری نو ابو ہریرہ سے نکالا کہ اہل کتاب
 مسلمانوں کے پاس تو ریت کو عبراتی زبان میں پڑھتے اور عربی میں اسکی تفسیر کرتے تو رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا اہل کتاب کی نہ تو تم تصدیق کرو اور نہ تکذیب یوں کہہ دو جتنے مانا جو ہم پر اترا اور جو
 تم پر اور ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہو اور ہم ایک حکم مانتے ہیں یہ حدیث بخاری کی مفردات میں سے ہے
 امام احمد نے ابو ہریرہ انصاری سے نکالا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا ایک شخص بیہودہ
 آیا اس نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہی کچھ بات کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسد ہی چلا
 بیہودہ نے کہا میں اسکی گواہی دیتا ہوں کہ جنانہ کلام کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب
 اہل کتاب تم سے کوئی بات بیان کریں تو تم انکی تصدیق اور تکذیب نہ کرو یوں کہہ دو جتنے مانا کہہ کو اور
 اسکی کتابوں اور اسکے رسولوں کو سو اگر وہ بات حق ہو تو تم سے اسکی تکذیب نہ ہوئی اور اگر باطل ہو تو تم
 سے اسکی تصدیق نہ ہوئی اور یہ معلوم ہو کہ اہل کتاب جو کچھ بیان کرتے ہیں اکثر انکا جھوٹ اور بہتان ہوتا
 ہے کیونکہ ان میں تحریف اور تبدیل اور تغیر اور تاویل نے بہت راہ پائی ہے سچی بات انہیں کم ہوتی
 ہے اگر سچی بھی ہو تو بہت باتیں بیفائدہ ہوتی ہیں ابن جریر نے ابن مسعود سے روایت کی کہ انہوں نے
 فرمایا تم اہل کتاب سے کچھ نہ پوچھا کرو وہ تم کو گمراہ کر دے گی بات نہ بتلاؤ نیکی وہ خود گمراہ میں تم یا تو حق کی

مکذیب کرو گے یا باطل کی تصدیق کیونکہ کتاب والوں میں ایسا کوئی نہیں جسکے دل میں تقلید اور پیروی نہ ہو
 جو اسکو اسکے دین کی طرف بلاتی ہے جیسی پیروی مال کی بخاری نے ابن عباس سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا
 تم اہل کتاب سے کچھ کیسے پہچنتے ہو حالانکہ تمہاری کتاب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتاری بہت سی
 اور زمانہ ہر حال سے آئینہ نشاں کی طرح ہے ہر وہ ٹکڑا بتلاتی ہے کہ اہل کتاب کے تبدیل اور تعمیرت کی ہے
 اور انہوں نے اپنے ہاتھ سے لکھے کہ کیا یہ اللہ کے پاس سے ہے تھوڑی سے مول لیکر کو یاد رکھو اللہ کی طرف سے
 جو علم اور کتاب نکلوا آئی ہے وہ ٹکڑا منع کرتی ہے کہ اہل کتاب سے تم کچھ پوچھو اللہ کی قسم سنئے ان میں سے کسی کو نہ
 دیکھا کہ تم سے کچھ پوچھیں اور سوچو تمہارا امام بخاری نے کتب اخبار سے روایت کی جسکا حاصل ہے کہ اہل
 کتاب کے منہ سے بلا قصد جھوٹ نکلتا ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ وہ جن صحیفوں جو حسن ظنی سے بیان کرتے ہیں
 ان میں اکثر موضوع اور جوٹی باتیں ہیں کیونکہ انکے دین میں اس امت عظیمہ کی طرح حافظ ضابطہ نہیں ہے
 اور باوجودیکہ اس امت میں حافظ ضابطہ کثرت میں اور زمانہ نبوت ہی قریب ہے پہلی کثرت احادیث اس
 امت میں موضوع بنائی گئیں جسکی تعداد اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا مان جن علماء کو اللہ سبحانہ و
 تعالیٰ ان احادیث موضوع کا پورا علم عطا فرمایا شکر اللہ عظیم فتح الکبیر میں ہے کہ اہل کتاب کے اچھے
 طریقے سوچ جگڑو یعنی جو جواب میں اچھا ہوا اللہ عزوجل کی طرف انکو بلاؤ اور حجج و براہین انکو دکھلاؤ شاید وہ
 اسلام قبول کر لیں سختی اور درستی امت کو ابن عباس سے مروی ہے کہ اچھا طریقہ یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ کی
 طرف بلاؤ ان میں بے انصاف وہ لوگ ہیں جو مجاہدہ میں افراط کرین اور مسلمانوں سے ادب پیش نہ آویں
 انہر سختی خشونت کرنے میں ڈر نہیں اکثر مفسرین نے اس آیت کی تفسیر یہی کی کہ اہل کتاب کے مراد یہود و
 نصاریٰ ہیں بعض نے کہا وہ لوگ مراد ہیں جو اہل کتاب کے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے
 جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ تو بے انصاف وہی ٹھہرے جو کفر پر پانی میں مجاہدہ نے کہا یہ آیت محکم ہے
 اہل کتاب کو مجاہدہ جائز ہے قتادہ اور قتال نے کہا یہ آیت قتال سے منسوخ ہے نحاس وغیرہ نے
 کہا منسوخ کہنے والی دلیل یہ ہے کہ یہ آیت مکی ہے اور مکہ میں جہاد فرض نہیں ہوا اور نہ جزیہ وغیرہ
 مجاہدہ کا قول خوب ہے کیونکہ اللہ عزوجل کے احکام کو بغیر دلیل کے منسوخ کہنا جائز نہیں ابن عربی نے اسی
 قول کو پسند کیا سعید بن جبیر اور مجاہد نے کہا ان میں بے انصاف کے مراد وہ لوگ ہیں جو مسلمانوں سے
 لڑیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دین پس انکا جہاد انوار سے ہر میاں تک کہ وہ اسلام

قبول کہین یا جزئیہ دین بعض نے کہا وہ لوگ مراد ہیں جو اسد کی اولاد اور خیریت ثابت کرتے ہیں اس میں اہل
 شرک اور بت پرست بھی داخل ہو گئے اس آیت سے معلوم ہوا کہ کافروں سے مناظرہ جائز ہے اور علم کلام کا
 سیکھنا بھی جائز ہے جس سے مجادل حقہ کا اچھا طریقہ آجادی سمین نے کہا اسکے دو معنی ہیں بے الضافوں
 سے مجادل نہ کرو بلکہ انکا مجادل تلوار سے کرو دوسرے بے الضافوں سے اچھے طریقے سے جھگڑا نہ کرو اور نہ سختی اور
 درستی کرو اہل کتاب سے مجادل کا اچھا طریقہ یوں ہے کہ کہو ہم نے مانا جو ہم پر اوترا اور جو تم پر اوترا یعنی تورات
 اور انجیل اسکی طرف سے اور تم ہی میں اور وہ شریعت ثابتہ ہیں شریعت اسلامیہ اور بعثت محمدیہ کے قائم
 ہونے تک اور جو کچھ انہوں نے تحریف اور تبدیل کیا وہ اس میں داخل نہیں چنانچہ بخاری اور سنائی اور
 ابن جریر اور بیہقی وغیرہم نے ابوسریہ سے روایت کی کہ اہل کتاب تورات کو عبرانی زبان میں پڑھا کرتے تھے
 اور مسلمانوں کو عربی زبان میں اسکی تفسیر کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل کتاب کی نصیحت
 کہ نہ تکذیب یوں کہہ دیا کرو ہم نے مانا جو ہم پر اوترا اور جو تم پر اوترا اور بیہقی اور نسائی نے ابانہ میں جابر بن
 عبد اللہ سے لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم کتاب والوں کو کچھ نہ پوچھا کرو وہ سرگز
 شکوہ کی بات نہ بتلاؤ دین کو اور وہ خود گمراہ ہیں یا تم باطل کی تصدیق کرو گے یا حق کی تکذیب اسکی قسم
 اگر موسیٰ علیہ السلام تمہاری درسیان زندہ ہوتے تو وہ بھی میری ہی پیروی کرتے و کھن لہ مسلمان ہیں
 ہم امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ کے حکم پر ہیں عزیز اور سچ علیہا السلام کو اللہ کا میا نہیں کہتے
 اور اپنے علم اور ورثوں کو اللہ کے سوار بنائے اور یہ بھی متال ہے کہ ہم سب اللہ
 تعالیٰ کے پورے تابع ہیں کتاب والو ویسے تابع دار نہیں ہے اور ہماری طاعت انکی طاعت کے مبلغ ہی
 وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ فَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَآخَرُونَ هُوَ كَلَامُ
 مَنْ يُؤْمِنُ بِهِ وَمَا تَحَدَّثُ إِلَّا بِالْحَقِّ هُوَ مَا كُنْتَ تَتْلُو مِنْ كِتَابٍ وَكَانَتْ يُبَيِّنُكَ
 إِذَا رَأَى تَابِ الْمُبْطِلُونَ هُوَ بَلْ هُوَ الْبَيِّنَاتُ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أَوْفُوا الْعِلْمَ وَمَا تَحَدَّثُ يَلْتَنِي
 إِلَّا الظُّلُمُونَ هُوَ اور بے سمی ہمارے تجربے پر کتاب سوچو کہ ہم نے کتاب دی ہے وہ اسکو مانے ہیں اور
 ان لوگوں میں بھی بعض ہیں کہ اسکو مانتے ہیں اور شک و ہی ہیں ہماری باتوں سے جو بے حکم ہیں
 ف ان لوگوں میں سے مشرکوں میں اور جن کتاب والوں نے اپنی کتاب ٹھیک سمجھی وہ اسکو
 ہی مانیں گے ت اور تو پر ہتا نہ تھا اس سے پہلے کوئی کتاب اور نہ لکھتا تھا اپنے دامنے ہاتھ

سے قابلہ شبہ کہاتے یہ جو ٹے ف اپنے جگہ تہی شبہ کی کراگلی کتاب چرکے یہ باتیں معلوم کیں حضرت
تو کہی اور ستا و پاس بیٹھے نہ ہاتھ میں قلم کپڑا ف بلکہ یہ قرآن آیتیں میں صاف سنیں میں انکے جنکو ملی
سے سچے اور نہیں منکر ہماری باتوں میں مگر وہی جو بے الضاف ہیں ف اپنے پیغمبر نے کسی سے نہیں کہا
نہیں بڑھا بلکہ یہ وحی جو اوپر آئی ہے ہمیشہ کو بن لکھے جاری ہے گی سینہ بسینہ اور کتابیں حفظ نہوتی
تہیں یہ کتاب حفظ ہی سے باقی ہے لکھنا افزود ہو تفسیر بن کثیر میں ہوا بن جریر کو کہا اللہ عزوجل فرماتا ہے
لے محمد جیسے ہم نے تجھ سے پہلے پیغمبروں پر کتابیں اتاریں دیے ہی تجھ پر یہ کتاب اتاری یہ قول خوب
مناسب ہے اور اچھا راجح جنکو ہم نے کتاب دی ہو وہ اسکو مانتے ہیں ہر مردہ لوگ ہیں جو اہل کتاب کے احبار
اور علماء اذکیا مثل عبداللہ بن سلام اور سلمان فارسی وغیرہ کے جو قرآن پاک کو جیسا پڑھنا چاہیے ویسا پڑھتے
ہیں ومن ہولاء سے مراد قریش عرب اور اورتی عربین بہر فرماتا ہے ابو محمد تو اپنی قوم کے درمیان اس قرآن کی
پہلے ایک مدت رہا کوئی کتاب نہیں پڑھتا تھا نہ کچھ لکھ ہی سکتا تھا تیری قوم وغیرہ میں سے ہر آدمی یہ بات
جانتا ہے کہ تو ایک آدمی آدمی ہے لکھا نہ پڑھا نہیں ہے اور تیری ہی صفت لکھی کتابوں میں ہی مرقوم ہے
اللہ عزوجل نے فرمایا اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ الْکَرِیْمَ الَّذِیْ لَا یُحِیْیْ الْمَیْتُوْنَ مَسْکُوْنًا یَعْبُدُوْنَکُمْ فِی الْغُیُوْبِ
وَ اَلْاَنْجِیْلِ بِاَمْرِهِمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهَیْهُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ الْاَلِیَّۃُ فَاَعْبَادُہُ ہُوْنِے میں اس رسول کے
جو نبی ہے اسی کو پوچھنے میں لکھا ہوا اپنے پاس قریت اور انجیل میں بتاتا ہے انکو نیک کام اور منع کرنا ہر
برے سے ویسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن تک لکھ نہیں سکتے تھے ایک سطر ایک
حرف ہی اپنے ہاتھ مبارک سے نہیں لکھ سکتے تھے بلکہ آپ کے کاتب تھے جو وحی اور خطوط اور نامی اقلیم
کو لکھتے اور فقہاء متاخرین میں سے قاضی ابولید باجی اور اسکے اتباع نے یہ گمان کیا کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کے دن یوں لکھا تھا هَذَا اَمَّا قَاضِی عَلَیْہِ مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ اس
بات پر اسکو بخاری کی کتابت لکھا کہ بخاری ہی ثم اخذت کتاب ہر آپ نے عہد نامہ پکڑا اور لکھا لیکن یہ روایت
دوسری روایت پر معمول ہے ثم امر فلکتاب ہر آپ نے حکم کیا اور اس کو لکھا باجی کے قول کے قائلین پر مشرق
اور مغرب کے فقہاء نے سخت لڑی اور انکار کیا اور بیزار سی ظاہر کی اور بہت سی تقریریں لکھیں اور محافل
اور مجالس میں سنائیں لیکن باجی کا صرف اس سے مطلب تھا کہ یہ آپ کا سمجھو تھا جیسے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال کی انکھوں کے درمیان کافر لکھا ہو گا اور ایک روایت میں ہے کہ ک ف ر

لکھا ہوگا اسکو ہر مومن پڑھان پڑھ لیکھا اور بعض نے ایک حدیث لکھی کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 رحلت نہیں فرمائی یہاں تک کہ آپ نے لکھنا نہ سیکھ لیا یہ حدیث ضعیف ہے اسکا کوئی اصل نہیں اگر آپ لکھے
 پڑھے ہوتے تو بعض جاہل بھی کہتے کہ اس نے لکھنے نہیں سیکھا کی کتابوں پر سیکھ لیا ہے باوجودیکہ وہ جاہلوں
 تھے کہ آپ لکھ پڑھ نہیں ہیں بہرہی یہی اعتراض کرتے وَقَالُوا اسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اَلَا تَنبَهُمْ فَتَعْلَىٰ
 عِلْمُهُمْ بِكَيْفَةِ الْخَبْرِ اور کہنے لگے یہ نقلیں انھوں کی جو لکھ لایا سو ہی لکھوائی جاتی ہیں اس بائس صحر و
 شام اللہ عزوجل فرمایا قُلْ اَنْزَلَهُ الْاِلٰهَ الَّذِي يَخْتَارُ الْمَثُورِ الْاَوَّلَ الَّذِي تَوَكَّبَهُ اَوْسُكُوْنَا مَا رَآهُ
 اور شخص نے جو جانتا ہے چہ بہید آسمانوں میں اور زمین میں اور اس جگہ فرمایا لکھ یہ قرآن آتین میں
 صاف سینوں میں اور نیک جنکو ملی ہے سمجھ لینے یہ قرآن آتین صاف روشن میں حق بتلاتی ہیں حکم کرتی ہے
 منع کرتی ہیں خبر دیتے ہیں غیب کی علما انکو یاد کر لیتے ہیں اللہ اپنے راہ کو راہ اور پڑھنا اور تفسیر کرنا آسان
 کر دی فرمایا وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلَّذِي كَرِهَ فَعَلَّ مِنْ مُّشْكِكِ اَوْ فَرَمَا ياجناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے ہر نبی اوتنا ہی دیا گیا جتنے پر لوگ ایمان لائے اور میں کتاب دیا گیا ہوں جو اس نے مجھ پر وحی کی مجھ کو
 اس پر کہ سب سے زیادہ میرے تابعدار ہوں صحیحہ مسلم میں عیاض بن حماد سے مروی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
 میں تجھ کو آزمائوں گا اور تیرے ساتھ آزمائوں گا اور تجھ پر ایسی کتاب اوتاروں گا جسکو بائی نہ دھوسکے
 تو اسکو ستوا اور جاگتا پڑھے گا پس اگر بائی اسجگہ کو دھو ڈالے جس میں لکھا ہو تو اسکی ضرورت نہ پڑے
 اور حدیث میں فرمایا اگر قرآن چمڑے پر لکھا ہوتا اسکو آگ نہ جلاتی کیونکہ وہ سینوں میں محفوظ ہے نہ باؤں
 پر آسان ہو دلوں پر نگہبان ہے لفظی معنوی معجزہ ہے لہذا اکتب متقدمہ میں اس امرت کی صفت
 میں وارد ہے کہ انکی کتاب انکے سینوں میں ہے ابن جریر نے بل ہوا آیات بیذت کا یہ معنی اختیار کیا کہ بل
 ہو سے علم ملو ہے اور الذین اتوا العلم سے مراد اہل کتاب یا یہ معنی قنادہ اور ابن جریر سے نقل کیا اور
 پہلا معنی حسن بصری سے منقول ہے میں کہتا ہوں عوفی نے ابن عباس سے بھی یہی روایت کیا صحاح
 نے بھی کہا اور یہی معنی اظہر ہے واللہ اعلم اور ہماری باتوں کا انکار نہیں کرتے مگر وہی جو بے انصاف
 ہیں جو انکو جھٹلاتے ہیں انکو حق نہیں مانتے اولکار دیکھتے ہیں علما احقانی سے مکارہ کرتے ہیں
 حق کو انحراف کرتے ہیں فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے جنہر تہیک آئی بات تیرے رب کی وہ زمانیں گے
 اگرچہ پوچھیں انکو ساری نشانیاں جب تک نہ دیکھیں دکھ کی مارت فتح البیان میں ہے کہ اللہ عزوجل

اپنے رسول کو فرماتا ہے کہ اس میں دیع انزال کی طرح سمجھ کر قرآن اتارنا بعض نے کہا جیسے اپنے کرتا میں اتارنا یہ تو
 ویسی ہی سمجھ کر قرآن اتارنا جتنکو سمجھنے کتاب دی ہو وہ ہسکومتے ہیں اسے مراد اہل کتاب کے مومن مغل علیہ
 بن سلام وغیرہ کے ہیں کتاب دینے میں انکو خاص کیا کیونکہ وہ ادھر پہل کر پڑھتے تھے جنہوں نے غلط کیا گویا انکو
 کتاب دی ہی نہیں گئی یہ لوگ مدینہ میں مسلمان ہوئے اور یہ سورت ملی ہوئیں یہ غیب کی خبر دنیا ہے وقوع
 سے پہلے اور سن ہولاء سے اہل کفر مراد ہیں بعض نے کہا تمام عرب مراد ہیں چھوڑ کہتے ہیں بچا نک نہ مانا کتاب نہ کہا
 آیات کہا اس بات سے آگاہ کرنے کو کہ اسکے معنی ظاہر ہیں اور یہ اس کے پاس سے اتری ہے اور اپنی طرف
 نسبت کی کہ یہ بڑی عظمت اور شان کی کتاب ہے جو شخص انکار کرے وہ بدتر ظالم ہے جس کو نبی بن اشراف
 و محیو مجاہد نے کہا اہل کتاب اپنی کتابوں میں لکھا پاتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ لکھ سکین گے
 نہ پڑھ سکین گے نہ سنا سکیں نہ لکھ سکیں کی دلیل ہے کہ آپ لکھ نہ سکتے تھے اور نہ اہل کتاب لکھ سکتے تھے
 اور نہ پڑھ سکتے تھے اہل کتاب تھا ابن عباس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھ پڑھتے تھے نہیں تھے امی اُن
 تھے حافظ ابن حجر نے تلخیص میں کہا بغوی نے کہا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے پہلے لکھ سکتے
 اور شعر کہہ سکتے تھے یا نہیں اگرچہ شعر کہتے نہیں تھے صحیح تر یہی ہے کہ آپ اچھی طرح نہ لکھ سکتے تھے شعر
 کہہ سکتے تھے و لیکن ردی اور اچھے شعر میں تمیز کر سکتے تھے یہ بیان شہاب کا ہے آزاد رحمہ اللہ نے
 کیا عمدہ کہا مَا كَانَ يَخْرِفُ الْوَاَحَاذَ وَلَا قَلَمًا وَكَانَ يَكْرِفُ مَا فِي اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ
 لوح اور قلم کو آپ نہیں پہچانتے تھے جو کچھ لوح اور قلم میں ہوتا وہ پہچانتے تھے اور یہ اس دلیل کا شروع
 ہے کہ قرآن پائل سمجھ رہے تھے اگر تو لکھا پڑھا ہوتا تو ان کو کہنے کو جگہ تھی کہ اگلی کتابوں کو نقل کر لیا ہے
 جب تو لکھ پڑھ نہیں سکتا تو کوئی جگہ شک و شبہ کی نہیں ہے بلکہ انکار اور انکار کفر و اعداؤ اور
 ضد اور پہچان کر نہ مانا ہے قتادہ اور مقاتل نے کہا بل میں جنمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف حج
 ہے یہی محمد ذوا آیات ہوا ابن سعد کی قرارت میں ہے بل ہی آیات بینات فرمائے کہا اس امر اور اس کا
 معنی یہ ہے بلکہ قرآن کی آیتیں صاف آیتیں ہیں اور ابن جریر نے قتادہ اور مقاتل کو قول کو اختیار
 کیا ہے ابن سمیع کی قرارت میں بل ہذا آیات بینات ہے اور اس سے قتادہ اور مقاتل کو قول کی دلیل
 اس سولی گئی اور اس میں اسکی دلیل نہیں کیونکہ قرآن کو طرزی اشارہ ہوتا ہے جس پر سولی لکھ پڑھ سکتا ہے بلکہ قرآن کی
 طرزی بہرہ نا اظہر ہے تاویل کی کچھ حاجت نہیں اس آیت میں انکے شک کے نور سے روگردانی اور بے التفاتی

ہے یعنی قرآن شریف ایسی چیز نہیں ہے جس میں کچھ کتاب کیا جاوے کیونکہ وہ محفوظ ہے علماء و مفسرین کی سینوں
 میں جہنوں اور قرآن پاک کو حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مبارک میں اور بعد یاد کیا اور یہ قرآن
 پاک کے خالص میں سب سے اگلی کتابیں محفوظ نہ ہوتی تھیں کیونکہ وہ معجزہ نہیں تھیں کتاب ہی دیکھ کر پڑھی
 جاتی تھیں لہذا اس امت کی وصف میں وارد ہے انکے سینے انکی کتاب ہیں اسی لیے اسکی تحریف اور
 تغیر پر کسی کو قدرت نہیں ہے آیت کا مطلب ہے کہ مومنین تجھ سے سیکھ کر یاد کریں اور بعض بعض سے
 اور توحید پیل ہو اور حیرت پیل علیہ السلام لوح محفوظ سے وقالوا لولا انزل علیہ آیت من ربہ قل انما
 الایات عند اللہ وانما انا نذیر مبین ہ اولم یتفہم انما انزلنا علیک الکتب یثقی
 علیہم ان فی ذلک لرحمۃ واذکری لقوم یتؤمنون ہ قل کفی باللہ بیتی ربکم کمشہید
 بکم ما فی السموات والارض والذین امنوا بالباطل وکفروا باللہ اولئک ہم الخسران
 اور کہتے ہیں کیون نہ اتری اسپر کچھ نشانیاں سکے رہے تو کہہ نشانیاں تو میں اختیار میں اللہ کے اور میں تو
 یہی سناؤ و لا ہوں کہوں کہ کیا ان کو بس نہیں کہ ہم نے تج پر اتاری کتاب کہ ان پر پڑھی جاتی ہے بیشک
 اس میں مہر ہے اور سمجھانا ان لوگوں کو جو جانتے ہیں تو کہہ بس ہے اللہ میرے تمہاری بیچ گواہ جانتا ہے
 جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں اور جو لوگ یقین لائے ہیں جھوٹ پر اور منکر ہوئے اللہ سے اور ہی کا برا ہونا
 ہے ف اللہ کی گواہی یہی کہ سچوں کو دن پردن ثر بایا اور جو ٹوٹن کو مٹایا حافظ ابن کثیر کہتے ہیں
 اللہ عزوجل مشرکوں کا قول نقل فرماتا ہے کہ وہ رسول علیہ السلام کی خطا جوئی میں نشانیاں طلب کرتے
 کہتے اگر یہ سچا نہیں ہے تو نشانیاں کیوں نہیں دیکھاتا جیسے حضرت صالح علیہ السلام نے اونٹنی کہلائی
 اللہ فرماتا ہے تو کہہ نشانیاں تو میں اختیار میں اللہ کے اگر اللہ جانتا کہ تم مہر ایت پاؤ گے تو وہ تم کو
 نشانیاں دکھا دیتا اس پر آسان ہو کچھ مشکل نہیں لیکن وہ جانتا ہے کہ تمہارا قصد صرف خطا جوئی
 اور امتحان ہو اس لیے تم کو نہیں دکھاتا جیسے فرمایا وَمَا مَنَعَنَا اَنْ نَّزِيلَ بِالْآیَاتِ اِلَّا اَنْ کَذَّبَ
 بِهَا الْاَوَّلُونَ وَاتَّيْنَا مُؤَدِّ الثَّاقَةِ مُبْصِرًا فَظَلَمُوا رَیْبًا اور ہم نے اس سے موقوف کیں نشانیاں
 بھیجی کہ اگلوں نے انکو جھٹلایا اور ہم نے دی ثنود کو اونٹنی سے جو جانتے کو پھر اسکا حق نہ مانا اور میں تو صرف
 ڈرانے والا ہوں کہوں کہ میرا کام اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانا ہے جسکو اللہ ہدایت کرے وہی ہدایت پا
 سکتا ہے جسکو وہ گمراہ کرے اسکو کوئی ہدایت نہیں کر سکتا پھر اللہ تعالیٰ مشرکین کی بڑی جہالت

اتر تین موسیٰ کی نشانیاں اور صالح کی ناقہ اور یحییٰ کے مردود کو زندہ کر نیکی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو جواب سکھلایا کہ تو کہہ دے نشانیاں کا اوتارنا اللہ کے اختیار میں ہے چہرہ چاہے اوتار کر کسی کو کچھ قدرت نہیں میرا کام صرف ڈرانا ہے کہو لکھ رہا ہوں ہے شکر کہین معجزہ طلب کرتے ہیں کیا ان کو یہ کتاب معجزہ کم ہے جس کا عام اعلان اور اشتہار یہ ہے کہ ایسی کتاب یا ایک سہرت ہی سہی بنا دو تو سب عاجز ہو گئے اگر موسیٰ یا اونسوں کی سی نشانیاں دکھائی جاویں تو یہ لوگ کہیں گے یہ جادو ہے اور ایمان نہ لادیں قرآن جو اپنے ہر زمان و مکان میں پڑھا جاتا ہے اور ایک ایسی نشانی ہے جو ہمیشہ ثابت رہیگی اور نشانیاں کی طرح زائل نہیں ہونیوالی سینے قرآن پاک اگلو نبیوں کے سب معجزوں سے پورا اور کامل معجزہ ہے جسکو ہوتے اور کسی معجزہ کی حاجت نہیں کیونکہ یہ معجزہ جب تک جہاں رہیگا تب تک باقی ہے اسکو زوال نہیں اور معجزوں کی طرح اس کتاب میں جو ہر مکان و زمان میں موجود ہے آخر الدہر تک مومنین کے لیے دنیا اور آخرت میں رحمت عظیمیہ ہے کیونکہ یہی لوگ اسکی تصدیق کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے پاس سے رسول لائے اور یہی لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں داری نے اور ابوداؤد نے اپنی اسرائیل میں بھی بن جحدہ کو نکالا کہ کچھ لوگ مسلمان کہیں لائے جن میں یہودی کی سنی باتیں لکھی ہوئی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوگوں کی یہی حماقت اور ضلالت بڑی ہے کہ اپنے نبی کی باتوں سے جو اللہ کے پاس سولایا موندہ ہو کر کسی اور کی طرف رغبت کریں تو یہ آیت اتری اولم کیف ہم الایہ نہری سے مروی ہے کہ حضرت یوسف کا قصہ ایک شانہ میں لکھا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس لائے اور پڑھنے لگ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک متغیر ہوتا جاتا رہتا فرمایا اللہ کی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میری موت ہو تو یوسف تمہارا پاس آتا اور تم اسکی پیروی کرتے مجھ کو چھوڑ کر تو تم گمراہ ہوتے عبداللہ بن حارث انصاری سے روایت ہے کہ حضرت عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس ایک کتاب لائے جس میں تورات کی کئی مقام لکھے تھے عرض کی کہ یہ کو یہ اہل کتاب کو ایک آدمی سے ملی ہے آپ پیش کرتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک سخت متغیر ہو گیا ایسا میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا میں نے کہا اے عمر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک نہیں دیکھتا تو حضرت عمر نے کہا ہم انکے ساتھ رہنے والے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے والے ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیے اور فرمایا اگر موسیٰ نازل ہوتا تو اسکی پیروی کرتے مجھ کو چھوڑ کر تو تم گمراہ ہوتے میں ہی سب نبیوں سے تمہارا حصہ ہوں اور میں ہی سب

سب امتوں کو تمہارا حصہ ہونے کا حدیث کو عبد الرزاق اور ابن سعد اور ابن خزیمہ نے روایت کیا یہی ہے کہ
 ترو کیا ایک ضعیف روایت حضرت عمر سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نصیحت کو سیکھنا
 کی بابت پوچھا آپ نے فرمایا اسکو سیکھاؤ سپر ایمان لانا اور سب سیکھو جو تم پر اور اس پر ایمان لانا وہی ہے
 تعالیٰ نے فرمایا امی رسول تو مکہ میں سے کہدی کہ میری تمہاری درمیان آمد گواہ کافی ہے ابن عباس نے کہا ہر
 کا منہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل میری نسبت یہ گواہی دیتا ہے کہ میں اسکا رسول ہوں اور قرآن اسکی کتاب
 ہے اور تمہاری نسبت یہ گواہی دیتا ہوں کہ تم جہلدار ہو اور اللہ کی گواہی کتاب کا معجزہ اور تارنا ہے اور
 قرآن اکیسا ہی کافی دانی ہے کسی اور کتاب کی کچھ حاجت نہیں ایمان اسے نیک عمل کرنیوالوں کو اور جو لوگ
 اللہ کے سوا کسی کی عبادت کرتے ہیں ابن عباس نے کہا باطل سے غیر اللہ مراد ہے کہ میں نے کہا شیطان کسی
 نے کہا ماسوی اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور اللہ سے منکر ہیں یہ لوگ دنیا اور آخرت میں زبیاں میں ہیں
 وَيَسْتَجِئُوكَ بِالْعَذَابِ لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا كَآخِلٍ مُّسْتَمِيٍّ كَجَاءَهُمُ الْعَذَابُ وَكَيَا تُدِيهِمْ بَعْثَةً
 وَهُمْ لَا يُشْعُرُونَ ۚ لِيَسْتَجِئُوكَ بِالْعَذَابِ إِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ۚ يَوْمَ
 يَعْلَمُونَ الْعَذَابَ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ وَيَقُولُ ذُو الْقُرْئَانِ الْكَافِرُونَ ۚ
 اور کتاب مانگتے ہیں تجھ سے آفت اور اگر نہ ہوتا ایک وعدہ ٹھہر رہا تو ابھونچتی اپنی آفت اور آگے اور ان پر
 اچانک اور ان کو خبر نہ ہوگی اس اس کا عذاب یہی تھا مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہونا پھر اسے جانا سو
 فتح مکہ میں نکلے لوگ بے خبر رہے کہ حضرت کا لشکر سر پر اکھڑا ہوا تھا شتاب مانگتے ہیں تجھ سے عذاب
 اور دوزخ گہیر رہی ہے منکر دن کو ف نے اپنے آخرت کا عذاب تو عبت مانگتے ہیں اس عذاب میں تو پڑو
 ہی میں یہ کفر اور یہ رب کو کام مرے پر نظر آویگا کہ دوزخ کی آگ ہی جلائی ف جس دن گہیر لگا ان کو
 عذاب اور پسو اور پاؤں کے نیچے سو اور کہیں گے چکھو چکھو کچھ کہتے تھے ف یہ اللہ کہیں گے یا وہ عذاب ہی
 وہ لگا جیسے زکوٰۃ دینے والی مال سانپ ہو کر گلے میں پڑے گا گلے چیر لگا اور کہیں گے تیرا مال ہوں
 تیرا خزانہ ہوں نفیس ابن کثیر میں ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ مشرکوں کی جہالت بیان فرماتا ہے کہ وہ اللہ
 عذاب جلد مانگتے ہیں جیسے فرمایا وَادْعَاكَ الْوَلُحْمَ ۚ إِنَّكَ كَانَتْ هَذِهِ أَمْثَلُ ۚ هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَامْضُ
 عَلَيْنَا لِحَاجَةٍ مِّنَ اللَّهِ ۚ وَأَوَّاهُ ۚ تَنَاوَعًا ۚ أَيْ الْكَلِمَ ۚ وَرَجَبُ كَبَرُ ۚ كَلِمَ ۚ كَلِمَ ۚ كَلِمَ ۚ كَلِمَ ۚ كَلِمَ ۚ
 نیر کو پس کے تو ہم پر رہا پھر آسمان سے یا لانا ہم پر دیکھ کی مار اور اس جگہ فرمایا تجھ سے عذاب جلد مانگتے ہیں

اگر وقت مقرر نہ ہوتا قیامت کا دن عذاب کے لیے تو بہت جلد ان کو عذاب پہنچتا اور فرمایا ان کو عذاب بخیر آوے گا اور دوزخ کا فروں کو گہیر رہی ہے عکبرہ سردی ہو کہ اس دوزخ سے ملو دریا شورہ بن عباس نے کہا یہ دوزخ اخضر ہے جس میں ستارہ گرین کو سوج چاند اسی میں بے نور کیے جاویں گے پھر یہ دریا بڑھ کا یا جاوے گا دوزخ بن جادو کا امام احمد نے یعلیٰ سردایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دریا شورہ ہی دوزخ ہے یعلیٰ کو لوگوں نے کہا تو یعلیٰ نے کہا تم دیکھتے نہیں کہ اسے تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے جہنم رکھی ہے گندگاروں کو واسطے آگ جو گہیر رہی ہیں انکو اسکی قناتین کہا اسکی قسم جسکے ہاتھ میں یعلیٰ کی جان ہے میں اس فرمایا میں کہی نہ جاؤں گا جب تک اللہ کے سامنے نہ ہوں مگر اسکا ایک قطرہ ہی نہ ہو بجز آگ کا جب تک اللہ کے سامنے نہ ہوں یہ تفسیر اور یہ حدیث نہایت غریب ہے واللہ اعلم فرمایا جس دن گہیرہ آگ کا عذاب اوپر ہو اور پاؤں کے نیچے سے جیسے فرمایا لَیْسَ مِنْ جَهَنَّمَ مِثْقَلُ ذَرَّةٍ مِنْ فَوْقِہُمْ غَوَاشٍ اُنکو دوزخ کے فرش میں اور اوپر سا بان اور فرمایا لَیْسَ مِنْ فَوْقِہُمْ ظِلٌّ مِنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِہُمْ ظِلٌّ لَکَ اور سو بادل میں آگ کے اور نیچے بادل اور فرمایا لَوْ عَلِمَ الْاَدْنٰی کُفْرًا وَاٰیٰتِہُمْ لَا یُکَلِّفُوْنَ عَنْ وُجُوْہِہُمْ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُہُوْرِہُمُ الْاَیٰتِ کہی جانیں یہ سب اس وقت کو کہ نہ روک سکیں گے اپنے مونہ سے آگ اور نہ اپنی پیٹھ سے پس آگ انکو ہر طرف سے گہیر لگی اور یہ حس عذاب میں الج ہے اور اسے غرول کا یون فرما نا و یقول ذو قوا ما کنتم تعملون اور کیسے چکھو صیبا کچ کرتے تھے یہ دانا اور توجہ و ملاست کر رہے اور یہ معنوی عذاب ہے نفس نہ جیسے فرمایا یَوْمَ یُتَجَبَّرُونَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْہِہُمْ ذُوْقُوا مَسَّ سَقَرَہُمْ اَکُلْ تَلٰتِیَّ خَلَقْنٰہُ بِقَدَرٍ حَسْبُنَ لَہِمْ جَابِیْنٌ کُرٰ اَل مِیْنِ اوندھے مونہ چکھو مونہ آگ کا جہنم ہر چیز بناتی ہے ثمرہ اگر اور فرمایا یَوْمَ یُدْعَوْنَ اِلٰی نَارِ جَهَنَّمَ دَعَاً ہٰذِہِ النَّارُ الَّتِیْ کُنْتُمْ بِہَا تُکَذَّبُوْنَ اَفَیَسْخَرُ هٰذَا اَمَّا نْتُمْ لَا تُصْبِرُوْنَ اِصْلَوْہَا فَاصْبِرُوْا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْکُمْ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ جس دن کیلئے جاویں دوزخ کو کیل کر یہ سب آگ جسکو تم جوت جلتے تھے اب ہلایا جاوے گا تو نہیں سو جتا پیٹو اس میں بہر صبر کرو یا نہ صبر کرو تمکو بار بار یہی بدلایا دے گا جو کرتے تھے فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ مشرکین ٹھٹھے اور تمذیب عذاب مانگتے جیسے کہتے ہم پر تیرسا آسمان سے یا لامبر و کمہ کی مار اللہ نے انکے عذاب کا وقت مقرر کیا قیامت کا دن اگر مقرر نہ ہوتا تو ان کو دنیا ہی میں عذاب آجاتا صحا ک نے کہا اجل

سے سزا دانی عمر کی مدت ہر جب میں عذاب پاؤں بعض نے کہا فسخہ اولیٰ مراد ہے بعض نے کہا وہ وقت مراد ہے جو اللہ نے انکے عذاب کے لیے دنیا میں مقرر کیا قتل یا قید بدکین حاصل ہے کہ ہر عذاب کا وقت مقرر ہے نہ اوس سے بڑھ کر جو جیسے فرمایا لَکُلِّ نَبَاتٍ سَقَرٌ ہر چیز کا ایک وقت تھیرا ہے وَ لَکُلِّ یَدٍ نَجْمٌ بَخْتَتَ یعنی اولیٰ کا انہر چاکت یہی مدد کی لڑائی انکی بے خبری میں آئی جیسے کتب میں ہے ہر وجود ہے ہر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا کہ انکا عذاب آگ ہے یہ جلدی مانگتے ہیں دنیا میں یہ بطور تعجب کے فرمایا کہ ہر شخص کو کیسی بات سڑایا جاوے جس میں ضرر نہ ہو ا ہر جیسے کہا جاوے سبجہ کو تھپڑ یا نرکا ماروں گا تو وہ شخص اپنے آپ کو مضبوط جانتا ہو تو کہتا ہے سب امیر مار لو اور جس شخص کو یوں ڈرایا جاوے کہ تجھ کو غرق کر دوں گا یا جلادوں گا اور یہ بھی یقین ہو کہ ڈرائیوالا قادر ہے وعدہ کا خلاف نہیں کرتا تو اسکو دل میں خیال ہی نہیں گذرتا کہ تو جس سے ڈرتا ہے وہ پورا کر پہلا استعجاب نہ کہ بالعذاب ہر شخص کے حال کی نقل ہے اور دوسرا استعجاب نہ کہ تعجب کو بعض نے کہا دوسرا تاکید کے لیے ہے اور فروغ تو ان کو گھیر رہی ہے کیونکہ جو چیز ضرور ہو نیوالی ہو وہ قریب ہے محقق اور سب اللہ کو یوں فرمایا یا دوزخ سے دوزخ میں ڈالنے والے سبب مراد ہیں تو مادیل کی حاجت نہیں لیکن پہلے معنی اظہر ہیں اور کافروں سے مراد جس سے یعنی رب کے رب کافروں کو دوزخ لینے والی ہے کوئی باقی نہ چھوڑے گی ابن عباس نے کہا دوزخ ہی بجز اخضر ہے جس میں تاریکی کے اور سورج چاند اسی میں گندہ ہے ہونگے ہر وہ دریا جلایا جاوے گا تو دوزخ نجاوے گا یہ حدیث نہایت منکر ہے کیونکہ بہت صحیح حدیثیں اس میں ثابت ماطور ہیں کہ دوزخ اب موجود مخلوق اس صفات پر ہے جس میں کتاب و سنت وارد ہو ہر امیر سبحانہ و تعالیٰ یہ کیفیت بیان فرماتا ہے کہ انکو عذاب کس طرح گھیرے گا اور پیچھے ہر طرف سے ان کو گھیرے گا جیسے فرمایا لَهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ بعض نے کہا دوزخ کا نام بیا دامن بامیں آگے پیچھے کا نام کیا اس لیے کہ دنیا کی آگ سے دوزخ کی آگ کی تمیز ہو جاوے کیونکہ دنیا کی آگ چاروں طرف سے گھیرا کرتی ہے جو شخص اس میں داخل ہوتا اس کے آگے پیچھے دائیں بائیں آگ کو شعلے ہو جاتے ہیں لیکن اوپر کی آگ نیچے نہیں اترتی کیونکہ اسکی عادت نیچے سے اوپر جانے کی ہے اور جو آگ پاؤں کے نیچے ہو وہ بچ جاتی ہے اور دوزخ کی آگ اوپر سے نیچے اتر آتی ہے اور پاؤں سے پاؤں مال کرنے سے نہیں بچتی یہ رازی کا بیان ہے اور اللہ تعالیٰ فرمادے گا چلو جیسا کچ کرتے تھے بعض نے

کہا اللہ کو حکم سے فرشتے یوں کہے گا کہ تم جو کفر و مباحی کرتے تھے اسکا بدلہ چھو اب کہاں جاؤ گے
ایک قرأت میں بقول تو اور ایک قرأت میں بقول اور ایک میں بقول ایضا ایضا ایضا
اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةً وَاَبَايَ فَاَعْبُدُوْهُ كُلُّ نَفْسٍ اِلٰى نَفْسٍ اِلٰى نَفْسٍ اِلٰى نَفْسٍ اِلٰى نَفْسٍ
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَحَلَّلُوا الشَّيْءَ لَنَبُوْنَهُمْ مِّنْ الْجَنَّةِ نَخْرًا فَاجْعَلِيْ مِنْ مَّحَقِّهَا اَلَا تَقْصُرُ
خُلْدِيْنَ فِيْهَا يَغْمُرُ اَجْرُ الْعٰلِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ صَرَفُوْا وِعٰلِي رِيْحِهِمْ يَبُوْا كَلْبًا ۝ وَكَانَ
مِّنْ ذٰلِكَ اَنَّهُ لَآ تَحْمِلُ رِيْضًا اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاَبَاكُمْ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ اور بندہ میرے
جو یقین لائے ہو میری زمین کشادہ ہے سو مجھ ہی کو بندگی کرو جو جی ہے سو چھٹیکے موت بہر جا بطرف
بہرے آؤ گے **ف** جب کافروں نے کہے میں بہت مذکور کیا تو حکم ہوا ہجرت کا اسی تراشی گھر ائمہ
کے صبیہ کے ملک کو فرمایا کہ کوئی دن کی زندگی جہان بنے وہاں کاٹ دو پہر ہم پاس اکٹھے آؤ گے
تو وطن جو بڑا ناول شکل نلگے اور حضرت سجد ہونا **ف** اور جو لوگ یقین لائے اور کیے کام پہلے
انکو ہم جگہ دین گے بہشت جہز کے پنجو بہتین ہزار سدا رہیں ان میں خوب نیک ملا کام والوں کو جو
شہر سے رہے اور اپنے رب پر بہرہ رسا رکھا یعنی اس وطن کے بدلہ وہ وطن ملیگا اور کتنے جانور ہیں جو
اوشا نہیں کہتے اپنی ہڈی اللہ روزی دیتا ان کو اور تم کو اور وہی ہے سنتا جا تا **ف** یہ روزی
کی طرف سے خاطر جمع کر دی کہ اکثر جانوروں کے گھر میں کل کا قوت نہیں ہوتا نیا دن اور نئی روزی
حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو ہجرت کا حکم کرتا ہے کہ ہر
شخص میں دین کے قائم رکھنے کی قدرت نہ کہ میں وہاں سے ہجرت کہے جہاں اللہ کا دین اور توحید
اور عبادت کا حقہ ادا کر سکیں وہاں چلے جاوےں امام احمد نے زبیر بن عوام سے روایت کی کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب شہر اللہ کے شہر ہیں اور سب بندہ اللہ کے بند ہیں جہاں تو نیکی
کر سکے وہاں اقامت کر لےنا جب ضعیف مومنوں کو کہے میں رہنا مشکل ہو تو او انہوں نے صبیہ
کے ملک کو ہجرت کی تاکہ وہاں بے خوف اپنے دین پر چلیں تو صبیہ کے بادشاہ صحیحہ نجاشی نے انکی چھی
مہمان نوازی کی اور انکو جگہ دی اور بڑی مدد کی اور انکو اپنے شہر دین امن دیا بعد ازاں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی سب اصحاب نے مدینہ نبویہ شرب مطہرہ کو ہجرت کی یہ فرمایا ہر جی کی موت
ضروری ہے پہر ہم پاس تم آؤ گے یعنی جہاں تم ہو گے وہیں موت تم کو پالیگی اسلئے تم کو چاہیے

کہ اللہ کی عبادت میں رہو جب تک طاقت کر سکو میں بہنا بہتر ہے موت نہ ہوگی ہے اس کے کہنا
 بہا گیا بہر اللہ کی طرف ہی جاننا ہے جو اس کا نام عبادت ہو گا اور سکو بہتر بدل اور پورا ثواب لے لے گا
 اور اچھے کام کیے ان کی جگہ بہشت میں اپنے محل نیچے پانی اور شراب اور شہد اور دودھ کی نہریں جو
 جہان ہا میں انکو لے جائیں سدا دہیں رہیں لکنا رہا ہیں عمل کرنا اور ان کا ثواب ایسا ہی ہونا چاہی
 جو دین پر جسے بہر اللہ کی طرف ہجرت کی اور دشمنوں سے کما رہا کیا اور اچھے اقربا سے جدی ہوئے اللہ
 کے نہ پانے کو اور اس امید پر کہ وہ اپنی پاس سے نعمت اور فضل دے گا اور اس کے وعدی کو سچا جاننا کہ ان الی
 حاتم رحمہ اللہ نے ابوالکاشغری سے لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت میں
 بانا خانے ہیں جہاں کباب اور اندر بابر سے نظر آتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کے لیے تیار کیے
 ہیں جو کما کما دے اور خوش کلام کرے اور بہت نماز اور بہت روزی رکھے اور رات کو تہجد پڑھے
 جب لوگ سو تو ہوں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں اپنے ہر حال میں دین اور دنیا میں بہر اللہ سب جان
 و تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزی کسی جگہ کسی مکان سے خواص نہیں بلکہ اللہ کا رزق اسکی مخلوق کو عام ہے جہاں
 کہیں ہوں بلکہ مہاجرین رزق جہاں ہجرت کر گئے ہیں وہاں اکثر اور وسیع اور اچھی ملے
 کیونکہ تھوڑی دنوں میں تمام امصار واقطاریں حاکم بن گئے اسی لیے فرماتا ہے بہتیرے جانور اپنی موری
 جمع نہیں کر سکتے کل کے لیے نہیں رکھتے اللہ ہی انکو اور تم کو اور سب مخلوق کو جتنے جتنے کما تو
 والا ہے روزی دیتا ہے زمین کے تلے حیوانوں کو اور ہوائ میں پرندوں کو اور پانی میں مچھلیوں کو
 وہی روزی دیتا ہے ابن ابی حاتم نے ابن عمر سے روایت کی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
 ساتھ نکلا آپ مدینہ کے ایک باغ میں شریف ہو گئے اور کھجوریں جن جن کر کمانے لگے مجھ کو بھی فرمایا تو
 کیونین کہا میں نے عرض کی کہ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے فرمایا مجھ کو کھجوریں سے آج جو ہے دن کو میں نے کچھ نہیں چکھا
 اور نہ کچھ پایا اگر میں چاہوں تو اپنے رب کے دعا کروں تو میرا رب مجھ کو کسری اور فصر کی بادشاہی کی طرح
 بادشاہی عطا فرما دیں اس بن عمر کو کیا کرے گا حبابیہ لوگوں میں باقی ہے گا جو سال بہر کی روزی
 ذخیرہ رکھیں گے اور یقین صنیف ہو جاویگا ابن عمر نے کہا اللہ کی قسم میرا ایک رات نہ گزری اور نہ ہم نے
 ابھی کچھ کما یا تا کہ یہ آیت اتری و کما ین من ذالک الا انکم لا تخیلونہ رزقاً الا یہ تو رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل نے مجھ کو دنیا کے خزانے جمع کرنے کا حکم نہیں کیا اور نہ خود بخود

کی پیروی کا سچو کوئی دنیا کا خزانہ بنا دے اور اس سے زندگی غیر فانی چاہے زندگی تو اللہ کے ہاتھ میں ہے سنو
میں دینار اور درہم کا خزانہ نہیں بناتا اور کل کو کہا ناہنیں کہتا یہ حدیث غریب ہے اور ابو عطف
جزری ضعیف ہے لوگ کہتے ہیں کہ جب اندون ہو چکے نکالتا ہے تو وہ سفید ہوتے ہیں ادن کا
باب دیکھ کر کئی ایک دن اسے نفرت کرتا ہے بچہ بچہ سے منہ کہو مگر ان باب کی انتظاری کرتے ہیں
حضرت رزاق جو بڑے چوٹے جانور مثل مچھر سپ کے انکی طرف پہنچتا ہے وہ انکے مرنے میں کہتے جاتے
ہیں اتنے دن اسطرح انکا گزارہ چلتا ہے جب انکے سیاہ پرن لگتے ہیں تو انکا مان باب انکی حصانت
اور پرورش میں جان دہی کرنے لگتے ہیں شاعر کہتا ہے ۷

یاد راق الغائب عشہ وجابر العظم الکسیر المہیض

ایک کوئی کے بچے کو اسکے گھونسلے میں روزی نیسے والے اور اے جوڑ نیوالے ادس مٹی کے جو
جوڑی ہوئی ہر ٹوٹ جاوے امام شافعی نے کہا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفر کیا
کو تندرست رہو گے اور روزی فی جادو گے بھقی نے ابن عمر سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا سفر کیا کو تندرست ہو گے اور غنیمت پاؤ گے اور ابن عباس سے بھی یہی مروی ہے امام
احمد ابو ہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم سفر کیا کو فائدہ پاؤ گے اور
روزہ رکھا کو تندرست ہو گے اور جہاد کیا کو غنیمت پاؤ گے ابن عباس اور معاذ بن جبل سے ابن عمر
کی حدیث کی طرح مرفوع بھی وارد ہے ایک لفظ میں آیا ہے کہ تم ایسے رفیقوں کے ساتھ سفر کیا کرو جو
صاحب نصیب اور وسعت ہوں ابن عباس سے بھی یہی مروی ہے وہو اسمعجہ سلیم کا معنی یہ ہے کہ
اپنے بندوں کی باتیں سنتا ہے انکی حرکات و سکنات کو جانتا ہے فتح الکبیر کا یہ بیان ہے کہ حرب اللہ
جل و علانے کفار اہل کتاب مشرکین کا حال بیان فرمایا اور سب کو ڈرایا اور ان سب کو دو نخی فرمایا
تو ان کا عناد اور فساد بڑھ گیا اور مسلمانوں کو ہر طرح سے ایذا دینے لگو تو اللہ عز وجل نے فرمایا اے
میرے بندو ایمان! الو میری زمین فراخ ہے اس خطاب میں مسلمانوں کو ٹہری بزرگی اور عزت ثابت ہے
بعض نے کہا یہ آیت مکر کو ضعیف مسلمانوں کو حق میں اتڑی فرماتا ہے اگر تم کو کئے میں ایمان کا فائدہ
کرنا مشکل ہے اور کافروں سے تکلیف میں ہو تو کئے کو نکلیا و تاکہ میری عبادت تم پر مل آسان ہو جاوے
بعض نے کہا ان لوگوں میں انزی جہنوں نے ہجرت سے تخلف کیا کہنے لگے اگر ہم ہجرت کریں تو

ہم کو ہو کہورہنے کا خطرہ ہو اور معیشت کی تنگی کا خوف تو اللہ عزوجل نے یہ آیت اناری اور ان کو معذور نہ رکھا
 رجا ج نے کہا ان کو ہجرت کا حکم ہوا اوس جگہ سے جہاں اللہ کی قدرت نہ رکھتے تھے ویسے ہی جو شخص کسی
 شہر میں معصیات کا مرتکب ہو اوس کو گناہوں ہی بچنا مشکل ہو تو اس کو اوجگہ کی طرف ہجرت کرنی فرض
 ہے جہاں اللہ کی عبادت پوری پوری کر سکے اور طرف بن ٹخیر نے کہا اس آیت کا یہ معنی ہے کہ میری
 رحمت دہ سہ ہے اور تمہارا ریا سطلے میرا رزق واسع تمہارا رزق کو میری زمین طلب کرو بعض نے کہا شہر
 اور مکانات اس میں بہت متفرق ہیں ملا علی قاری رحمہ اللہ نے کہا ہم نے ان دونوں میں کچھ لکھ دیا خوب
 آزمایا مکے شریف سے حرمہما اللہ تعالیٰ بڑبڑ کوئی ٹخیر نہ پایا جو نفس کو زیر کرے دل کی جمیعت اور خاطر جمع کرے
 قناعت بڑباوے شیطان کو دور کرے فتنوں سے دور رکھے دین کے کام پر توفیق اور مدد دے میں کہتا
 ہوں کا شکی کہ اس بزرگ جگہ میں یہ باتیں نہ ہوتیں جو آجکل موجود ہیں اہل بیع کی درست درازی اہل سنت
 پر انتظامات سلطانیہ کا احکام صحابیہ پر اہل کس جگہ مالون کا ظلم حاجیوں پر اہل اعتساف بی راہوں کا
 الضمان نکدنا اور پسند کرنا سنت پر عمل کرنے اور حق سے متک کرنے پر روک ٹوک کرنی نہ ہوتی تو خوب رہتا
 اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے اور جو چاہتا ہے اس کا حکم فرماتا ہے سہل نے کہا جب گناہ اور بدعت
 کسی ملک میں ظاہر ہوں تو تم اس ملک سے ہجرت کر کے اس ملک میں جاؤ جہاں اللہ کے تائبہ لوگ ہوں
 میں کہتا ہوں آجکل ہمارا ملک کہاں ملتا ہے اگر ہمارا قدر فراخ زمین پر ایسے ملک کا پتہ ملے
 جاتے جہاں کتاب و سنت کے موافق عمل ہوتا ہو یا فقہاء کے مذہب کے مطابق تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس
 ملک کو ہجرت کر جاویں ولیکن کننی ایسی آرزو میں دل میں ہی رہ گئیں انا اللہ وانا الیہ راجعون ایک مرفوع
 حدیث مروی ہے جو شخص اپنے دین کو لے بہا گو ایک ملک سے دوسرے ملک کو اگر چہ وہ ملک ایک بائست بہر
 ہی زمین ہو تو اس نے بہشت کو اپنے لیے ثابت اور وجہ کر لیا ولیکن بعد میت کی سند اور تحریک دیکھنی چاہیو
 بعض نے کہا اس آیت کا معنی یہ ہے کہ میرے بہشت کی زمین فراخ ہے لہذا تم میری ہی عبادت کرو تاکہ میں
 تم کو بہشت کا وارث کر دوں بہر جب ہوسنوں پر وطنوں اور بہائیوں کا چوڑا ناوشوار بڑا تو اللہ عزوجل
 نے انکو موت سے ڈرایا تاکہ اوپر ہجرت اور گھر با چوڑا نا آسان ہو اور مہاجرین پر چلنا بوجہل نہ ہو بلکہ
 خندلی اور سبکی ہو چلیں اور موت کے خوف سے دارالکفر میں نہ بیٹھیں مین فرمایا جو جی جھکے گا موت پہر
 ہماری طرف پہرے آوے پس تمہارے وطن کا چوڑا نا اور بہائی بندوں اور دوستوں سے علیحدہ ہونا شاق

گازی ہو گیا خوش قسمت بن وہ جب یہ چیزیں چھوڑ دیں اللہ کے کہتے ہیں بہر اس سونیک باوین اگرچہ مسافرت
 دور ہو اور محتاسات مشقت موجود اس سونیکوں ٹروہ زندہ دارا القرار کے مسفر میں ہو اگرچہ اس درافانی یز
 ہتھار ہو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب یہ آیت
 ایک میرت وانہم میتون یا تری تو مینے عرض کی کہ میں پروردگار کیا خوب ملکوں امر جانے لگی اور انبیا
 ہی باقی رہ جاوین گے تو یہ آیت اتری کل نفس انفق الموت استکمالا ہن مرد وہ نے لیکر اسکی پسند
 کی کہنی چاہیے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آیت ایک میرت منکر بیان چکے تھے کہ آپ حالت
 فرماوین گے اور یہ بھی جانتے تھے کہ اسکے سب پیغمبر حالت فرما گئے اور یہ بھی جانتے تھے کہ آپ خاتم
 النبیین میں بہر کیسے یہ سوال کیا شاید یہ وایت نہ مرفوع صحیح مودہ سو قوف والذین آمنوا وعملوا الصلحت
 الآت میں سحرت کی تخریب ہے اور یہ بیان ہو کہ جو شخص سحرت کرے اللہ تبارک تعالیٰ اسکو بہشت کر بالا خانوں
 میں اقرار یگا ایک قرارت میں انھیں ہمیشے سے ہر جیسے ہم ان کو بہشت میں بالا خانے عطا فرماوین گے
 وہ ان میں بسیر گئے ان بالا خانوں کے نیچے بہرین ہتی ہن ان میں سلاہ میں گے کہ ہن میں گے نیک
 کام کر نیا لون کہ یہ بدلہ اچا ہے اللہ عزوجل نے اس آیت میں یہ بیان فرمایا کہ مومنوں کیواسطے بہشت میں
 میں مقابلہ میں اسکے کہ کافروں کیواسطے آگ میں اور فرمایا کہ بہشتوں میں بالا خانے میں بالا خانوں کے
 نیچے بہرین مقابلہ میں اسکے کہ کافروں کے نیچے آگ ہے اور فرمایا کہ یہ مومنوں کے عمل کا بدلہ ہے جیسے فرمایا
 نعم اجر العالمین مقابلہ میں اسکے کہ کافروں کے لیے فرمایا ذو قوا ما کنتم تعملون اور یہ بیان بہنیں فرمایا
 کہ مومنوں کے اوپر کیا ہے کیا کہ وہ اعلیٰ علیہم سب سے اور بہرین یہ اشارہ ہے انکے بلند مرتبہ اور علو نزلت
 کی طرف یہ رازی نے بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ ان عالمین کی صفت بیان فرماتا ہے جنہوں نے سخت تکلیفوں
 پر اور مشقوں کی انبار چھبر کر کے دین کو اظہار اور طاعت کر لیا اور گناہوں سے بچنے کو سچرت کی اور مشقوں
 کی خدمت کو دین کو نہ چھوڑا اگر ہر بار چھوڑ دیا اور اپنے رب تعالیٰ پر توکل کیا اور ہر ایک کام میں اپنے رب پر
 بہر و سار کرتے ہیں ہر اقدام و احجام میں اور ہر پیش آمدی اور روک ٹوک میں اپنے سب کام اسی کے سپر
 کرتے ہیں ہم اللہ عزوجل وہ ذکر فرماتا ہے جس سے صبر و توکل بڑا سید ہے وہ دواب اور جانورون اور چار پاؤں
 میں فکر کرنا ہے کہ بہت جانور اور چار پاؤں کے کہا تو کی حاجت رکھتے ہیں لیکن اپنے صنعت کی وجہ سے
 اونما نہیں سکتے اور نہ کل کے لیے جمع رکھتے ہیں اللہ تبارک تعالیٰ ان کو اور نکلو اپنے فضل سے روزی

دیتا ہے بہرہم اللہ پر توکل کیون نہیں کرتے تم کو تو سب بے حیثیت بر قوت اور قدرت ہی دی گئی ہے جانوروں اور چار پائوں کو اللہ پر توکل ہے اور انکو اپنے کمائیکو سامان حاصل کرنیکی قوت نہیں دی گئی بلکہ وہ ضعیف اور عاجز ہیں جن بصیری نے کہا جانور ہو کہہ کیوقت کمالیتے ہیں ذخیرہ کچہ نہیں کہتے مجاہد نے کہا پرندہ اور چار پائی جتنا کھانا ہو موندہ سے کمالیتے ہیں ساتھ کچہ نہیں اڑھاتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا اگر تم اللہ پر پورا پورا توکل کرو تو وہ تم کو ایسی روزی دی جیسے جانور دن کو دیتا ہے وہ صبح کو خالی پیٹ جاکر بنی سلام کو پیٹ بہر کر لوٹتے ہیں اسکو روزی نے نکالا اور کہا یہ حدیث حسن ہے اور اسکا معنی یہ ہے کہ جانور سووی ہو کے خالی اور بے پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو اپنے گھونسلوں کو سپر کر پیٹ بہر کر لوٹتے ہیں اور ذخیرہ کچہ نہیں کہتے میں سفیان بن عیینہ نے کہا اللہ کی مخلوق میں سو کوئی ایسی چیز نہیں جو ذخیرہ رکھے سوا آدمی اور جو مہیا اور چوہا شی کے اس آیت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے روزی میں حریص اور متوکل اور غلبہ اور قانع اور قوی اور عاجز سب کو برابر کہا یعنی قوی کو بہرہ دلیری نہیں کہ میں اپنی قوت سے روزی پیدا کر لوں عاجز بہرہ تصور نہیں کرتا کہ میں عاجز ہونے کی وجہ سے روزی سے ممنوع و محروم رہوں عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور بیہقی اور ابن عساکر نے ابن عمر سے نکالا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلا آپ بدینہ کے ایک باغ میں تشریف لے گئے اور کھجوریں جن جن کمانے لگو مجھ کو فرمایا تو کیوں نہیں کھاتا میں نے عرض کی یا رسول اللہ مجھ کو خواہش نہیں فرمایا مجھ کو خواہش ہے چار دن سو سینے کھانا نہیں چکھا اور نہ مجھ کو ملا اگر میں چاہوں اپنے رب سے دعا کروں میرا رب مجھ کو کسے اور قیصر کی طرح بادشاہی عنایت فرماو اے ابن عمر تو کیا کر دیکھا حسب ایسے لوگوں میں ہجاء دیکھا جو ایک سال کی روزی ذخیرہ رکھیں اور یقیناً صنیف ہو جاوے گا ابن عمر نے کہا ہر ایک ات نہیں گذری اور نہ ہننے ابی کچہ کھایا کہ یہ آیت اتری و گاتن بز و ذابہ لا تحمل زلفہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے پروردگار نے مجھ کو دنیا کے خزانے جمع کر دیکھا حکم نہیں کیا اور نہ خواہشوں کی پیروی کا سنو میں نبار اور درہوں کا خزانہ جمع نہیں کرتا اور نہ کل کے واسطے کچہ کہتا ہوں اہم سیوطی نے کہا اس حدیث کی سند ضعیف ہے اس میں ابو عطف و جزئی و اوی ضعیف ہے یہ حدیث سخت منکر ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے کے مخالف ہے آپ اپنی ازواج مطہرات کو ایک سال کا خرچ اکٹھا دیدیا کرتے تھے یہ حدیث معتبر کتابوں میں ثابت ہو و لکن سائلہم

مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَخَلَقَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لِيَقُولَنَّ اللَّهُ طَاقَاتِي يَوْمَ تَكُونُ ۝ اللَّهُ
يَنْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ هُوَ الَّذِي سَأَلْتُمُ
مَنْ يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنْحِلَ بِهِ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لِيَقُولَنَّ اللَّهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ
بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝ اور جو تو لوگوں سے پوچھ کر نئے بناءے آسمان میں اور کام لگا کر سورج چاند
تو کمین اس نے پھر کہاں سے اولٹ جا تو میں ۝ **ف** یعنی اسباب بے نرق کو اسی نے بنا کر سب جانتے
پہر اوس پہر ہر وسا نہیں کرتے کہ وہی پہنچا ہی دیگا مگر جتنا وہ چاہے نہ جتنا تم چاہو یہ اگر سمجھا دیا۔
ت اسد تعالیٰ پہیلا تا ہے روزی جسکو واسطے چاہے اپنی بندوں میں اور ناپ کر دیتا ہے جسکو
چاہے پر یک اسد ہر چیز سے خبر دار ہے یعنی ناپ کر دیتا ہے یہ نہیں کہ مذکور۔ اور جو تو پوچھے اُن سے
کس نے امار آسمان سے بانی پہ چلا دیا اوس بخزمین کو اسکے مری پیچھے تو کمین اس نے تو کہہ سب جانی
اسد کو ہے پر بہت لوگ نہیں بوجہ **ف** یعنی مدینہ ہی ہر سیہ برابر نہیں رہتا اور اس طرح
حال ملتے دیر نہیں لگتی مفلس سے دو لقمہ کر دے حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اسد عزوجل امتیون میں
اپنی الہیت ثابت کرتا ہے کہ اوسکے سوا کوئی لائق عبادت کر نہیں ہے کیونکہ شریکین اسد کو سوا
اور وہ کو ہی پوجتے تھے لیکن آسمان زمین سورج چاند رات دن کا خالق اسد عزوجل کو ہی جانتے
تھے اور یہ اقرار کرتے تھے کہ بندوں کا رازق اور انکی موت اور روزی کا آگے پیچھے کم و بیش کرنا
والا وہی ہے کسی کو غنی دولت مند بنا دے کسی کو فقیر محتاج جیسے سارے کہتا ہے جسکو جب کا سخت
جاتا ہے دیا کرتا ہے وہی سب کا خالق ہو وہی اکیلا سب کی تدبیر کرتا ہے پھر اسکا غیر کیوں پوجا جاوے
اسکے خیر کیوں توکل ہو وہ اپنی بادشاہی میں اکیلا ہے اوس اکیلا کی ہی عبادت ہونی چاہیے
قرآن پاک میں بہت جگہ اسد تعالیٰ اپنی الہیت ثابت کرتا ہے لوگوں کے توحید ربوبیت کو اقرار کرنا
سے اور شرک لوگ توحید ربوبیت کا اقرار کرتے تھے طواف کعبہ میں کہا کرتے تھے لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ
لَكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ هُوَ لَكَ تَمْلِكُهُ وَمَا مَلَكٌ يَا اسد ہم حاضر ہیں تیرا کوئی شریک نہیں مگر
وہ شریک جس کا تو مالک ہے اور وہ کچھ اختیار نہیں کہتا فتح الکبیر میں لکھا ہے کہ اسد سبحانہ و تعالیٰ
نے حبیب کو والون اور اور شریکوں کا حال بیان فرمایا اور سننے والوں کو تعجب گذرا کہ وہ ہکا بکا اقرار
کرتے ہیں کہ انکا خالق رازق اسد ہی اسکی عبادت نہیں کرے غیر کی عبادت نہیں چھوڑتے تو فرمایا

الان کو تو پوچھ کے کہنے بلکہ آسمان زمین اور کام لگا کر سورج چاند و چیزوں کا بیان فرمایا ایک مدت سے غفلت رکھتی ہے ایک صفات و خلق کو ذوات سے تعلق ہے اور تخیل کو صفات سے لوگ اسکا انکار نہیں کر سکتے بیشک کہیں گواہ نے یہ سب کچھ کیا پہرا کیلے اللہ کی الہیت اور حدانیت کو اقرار کر کے پہر جانے میں آسمان زمین میں پیدا کرنا فرمایا اور سورج چاند میں تخیل کو لگا کر سورج چاند کا نر اپنا کرنا حکمت نہیں ہے اگر سورج ایسی مخلوق ہوتی کہ ایک ہی جگہ میں رہنا حرکت نہ کرتا تو رات دن جابر اگر می حاصل نہوتا تو سورج چاند کی تحریک اور تخیل میں ہی حکمت ٹھہری اور جسے شکر کن و بھڑکے سمونوں کو کہا اگر تم حق پر ہوتے تو تم محتاج کیوں ہونے گواہ غرض جل نے انکار کیا فرمایا اللہ سبحانہ و تعالیٰ پیدا ہے روزی جسکو اسطرح چاہے اپنے بندوں میں اور ناپ کر دیتا ہے جسکو چاہے یعنی نر کی توسیع اور تقسیم اللہ باسط فاضل کی طرف سے جسکو اسطرح چاہے پیدا کرے اور جسے چاہے تنگ کرے جس طرح اسکی حکمت چاہے اور جس طرح اسے بندوں کے احوال کے لائق ہو اسی سے فرماتا ہے اللہ پہر چیز سے خبر دار ہے جس میں بندوں کی صلاح جاتا ہے وہ کرتا ہے اور جس میں بندوں کا فساد جاتا ہے وہ نہیں کرتا پہر فرماتا ہے کہ لوگ اقرار کرتے ہیں کہ آسمان و زمین وہی برساتا ہے جب لوگ فحط و مرنے لگتے ہیں انکار نہیں کر سکتے پہر شرک کرنے میں جب اللہ فوان آیتوں میں بیان کیا کہ شرک لوگ توحید و بومیت کا اقرار و اعتراف کرتے ہیں جو شرک کے ابطال کا مقتضی ہے پہرا کیلے اللہ کی عبادت نہیں کرتے تو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ حکم کیا کہ انکے اقرار اور عدم وجود باوجود رسول کے بتلائی توحید میں انکے عناد اور تشدد کرنے پر اللہ کو حمد کہہ کہ حق تیرے ساتھ کیا اور اپنی تیری حجت ظاہر کی بعض نے کہا سینے کے برساتی اور انگوری سے زمین کے زندہ کرنے پر حمد کہہ پہلو سے اولیٰ میں پہرا کی مذمت کی۔ فرمایا بلکہ بہت لوگ نہیں بوجھتے یہ نہیں سمجھتے کہ حیرات کا نام اقرار کرتے ہیں اسے مقتضای سے کیوں بخوف ہوتے ہیں وَمَا هَذِهِ الْحَيَوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ وَلَعِبٌ وَاِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ فَاِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلِ جَعَلُوا اِلَهَهُمُ خَلِصَيْنَ لَهُ الدِّينَ فَاَمَّا تَحْمِلُهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُنْشَرُونَ ۝ لِيَكْفُرُوا بِمَا اٰمَنُوْهُمْ وَلِيَسْتَمْتَعُوْا فَاَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ اور یہ دنیا کا مینا تو یہی ہے جی پہلانا اور کیلنا اور پہلا گھر جو ہے سو یہی ہے جینا اگر یہ سمجھ رکھتے پہر جی سوار ہوئے کفنی میں پکارنے لگے اللہ کو

نہی اور سپہر کبریت پہ جب بچا لایا انکو زمین کی طرف سبوقت لگو شریک پکڑنے مکتے رہیں ہمارے
 دیر سے اور برتے رہیں اب آگوجان لین گرفت حافظ ابن کثیر ابنی تفسیر میں کہتے ہیں اللہ عزوجل اس
 آیت میں دنیا کی حقارت اور اسکا زوال انقضایا بیان فرماتا ہے اور یہ کہ دنیا کو دوام اور بقا نہیں غایتہ
 الامر جو کچھ اس میں ہے سب جی بھلاؤ اور کیل ہے اور آخرت دائمی حیات حق ہے جسکو زوال اور انقضاء
 اور فنا نہیں بلکہ وہ ستمہ ابدال آباد ہے اگر یہ سمجھ سکتے تو باقی کو فانی پر اختیار کرتے پہلہ تبارک وتعلیٰ
 مشرکوں کا حال بیان فرماتا ہے کہ وہ مضطر کیوقت اللہ وحدہ لا شریک کو پکارتے ہیں ہر وقت کیوں
 نہیں پکارتے ایسے ہی فرمایا نبی اسرائیل میں وَإِذَا مَسَّكُمُ الْفَقْرُ فِي الْحَجَرِ صَلِّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا
 آيَاهُ فَلَمَّا نَجَّيْكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ فِي الْبَرِّ لَمْ يَأْمُرُوا بِالْعُرْيَانِ وَأَمَرُوا بِأَهْلِهِمْ
 تھے اسکے سوا پہ جب بچا لایا تم کو جنگل کی طرف ٹلا گئے اور بیان فرمایا فَلَمَّا نَجَّيْكُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ
 يُعْرِضُونَ محمد بن اسحاق نے عکرمہ بن ابوجہل کا حال ذکر کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ فتح کیا
 تو عکرمہ ہال گیا جب دریا میں سوا ہوا حبشہ کو جانے کو تو کشتی چکر کمانے لگی سب کہنے لگے اے لوگو اپنے
 رب کے خالص کرو یہاں اسکے سوا کوئی بچانے والا نہیں تو عکرمہ نے کہا اللہ کی قسم اگر دریا میں اس کے
 سوا کوئی بچا نہیں سکتا تو زمین میں بھی اسکے سوا کوئی نہیں بچا سکتا یا اللہ میں تجھ سے عہد کرتا ہوں کہ
 میں اگر زندہ نکلا تو ضرور محمد کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ رکھوں گا پہر میں اسکو بڑا رحم دل مہربان باؤں گا
 سو بے صلح ہوا فتح البیان میں لکھا ہے کہ دنیا کی زندگی ایسی ہے جیسے بچہ کسی چیرے جی بھلائے ہیں
 اور کہیلے ہیں اور دنیا میں نماز روزہ حج زکوٰۃ استغفار تسبیح وغیرہ قربت کو کام جیکے جاتے ہیں یہ اصل
 میں آخرت کو کام ہیں کیونکہ ان کا ثمرہ آخرت میں کہلے گا لہذا کہلے دنیا کی لذات کو فائدہ اوٹھانا ہر
 بعض نے کہا بیفائدہ اور بی ضرورت باتوں میں مشغول ہونا لہو ہے اور لعب عبت اور یہودہ بعض نے
 کہا لہو کا معنی حق سے بالکل اعراض کرنا اور لعب باطل باتوں کی طرف متوجہ ہونا یہ رازی کا قول ہے
 اور اس میں دنیا کی تصغیر اور تخفیر اور ازاد رہے اور آیت کا معنی یہ ہے کہ دنیا کو زوال کی سرعت اسکے
 اہل کو اور انکا انقلاب اور انکی موت ایسی ہے جیسے بچے ایک گٹھری کہیلے ہیں پہر ترتر ترتر ہو جاتے ہیں
 اور دارالآخرت ہی دائمی حیات ہے جسکو خلود ہے جس میں موت نہیں ابو عبیدہ اور ابن قتیبہ اور اصدی
 نے کہا اور یہی تمام مفسرین کا قول ہے کہ حیوان کا معنی حیات ہے یعنی حیات باقی رہنے والی جسکو زوال

نہیں بخسوت نہ بیماری نہ غم نہ اندوہ ابن عباسؓ نے کہا حیوان کا سامنے باقی رہنے والی ابو جعفرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اوس شخص سے بڑا ہی تعجب ہے جو دار الحیوان کو سچ جانتا ہو مگر دار الغرور کے لیے سحر کرے اسکو ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعب الایمان میں ہر سال نکالا فرمایا اگر یہ لوگ یہ سمجھ سکتے کہ اصل زندگی آخرت ہی کی زندگی ہے یا ان کو کچھ علم ہوتا تو دار فانیہ منصفہ کو آخرت باقیہ قبول و پسند کرتے پھر فرماتا ہے کہ انکو ایمان سے مانع صرف دنی زندگی ہے یعنی جب انکو زندگی کی امید منقطع ہو جاتی ہے اور غرق ہونے سے ڈرتے ہیں تو فطرت کی طرف رجوع کرتے ہیں سچی نیت سے اکیلے اللہ ہی کو پکارتے ہیں ایسے وقت میں تبون کو چھوڑ دیتے ہیں جانتے ہیں کہ اس شدت عظیمہ نازلہ کو اللہ عزوجل کے سوا کوئی دور کر نوا لا نہیں جب وہ غریز حکیم انکو بچا دیتا ہے زمین پہونچا دیتا ہے اور وہ بخوف ہو جاتے ہیں اس وقت شریک بڑھ گئے ہیں اور غیر اللہ کو پکارنے لگتے ہیں اور اپنے اس غبار پر پلٹ جانے میں بعض نے کہا جاہلیت کے زمانے میں جب دریا میں سوار ہوتے تو تبون کو ساتھ اوٹھالیتے جب آنہ ہی سخت چلتی تو تبون کو دریا میں بہینک دیتے اور اللہ اکیلے کو پکارنے لگتے ہیں دریا سے بچکر شریک کرنا اللہ کے دیے کا حق نہ ماننا اور اسکی نعمت کو مکرنا ہے اس سے کب تک فائدہ اوٹھائیں گے ابھی اسکی عاقبت جان لین گے بعض نے کہا اسکا معنی یہ ہے کہ انکو شریک بکڑنے میں کچھ فائدہ نہیں سوا دنیا میں فائدہ اوٹھانے کے اور آخرت میں انکو کچھ حصہ نہیں بعض نے کہا معنی یہ ہے کہ ہم نے مکر جو نعمت دی اوسے منکر مچاؤ اور فائدہ اوٹھاؤ ابھی اسکی عاقبت جان لوگے اسیرانی کی قزاق و متعوا والالت کرتی ہے اَوَلَمْ يَرَوْا اَنْتَجَعَلْنَا حَرَمًا مِّمَّا وَتِيخَفُونَ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ اَفَلَا يَبْأِطِلُ

يَوْمُئِذٍ وَيُنْعِمُهُ اللَّهُ يَكْفُرُونَ ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا اَوَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ اٰيَاتٌ مِّنْ قَبْلُ هَٰذَا اَلَمْ يَكُنْ لَهُمُ الْكِتَابُ الَّذِي يَتْلَوْنَ ۝ وَالَّذِينَ جَاهَلُوا فَاِذَا نَزَّلْنَاهُم مِّنْ سُبُلِنَا مَوَّانٍ اللَّهُمَّ الْخَسِيسِينَ ۝ کیا نہیں دیکھتے کہ جس نے رکھ دی ہے پناہ کی جگہ امن کی اور لوگ اچکے جاتے ہیں انکے آس پاس کیا جھوٹ پر یقین رکھتے ہیں اور اللہ کا احسان نہیں مانتے ف کے کہ لوگ اللہ کے گھر کی طفیل و شمنون سے پناہ میں تھے اور ساری ملک عرب میں فساد تھا تبون کے جھوٹے احسان مانتے ہیں یہ سچا احسان نہیں مانتے ت اور اس سے بے انصاف کون جو پناہ ہے اللہ پر جھوٹ یا جھٹلاؤ سچی بات کو حسب اس تک پہونچے کیا دوزخ میں بسنے کی جگہ نہیں منکرون

کی اور جنہوں نے محنت کی ہمارے واسطے ہم سو جہاد میں لگے انکو اپنی راہ میں اور بیشک اللہ تعالیٰ ساتھ ہے نیکی والوں کے ف اپنی راہ میں یعنی رہیں قرب کی اور رضا کی جو ہمیشہ ہی تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ اللہ عزوجل قریش پر اپنا احسان جتلاتا ہے کہ ان کو اپنے حرم میں بسایا جسکو سب لوگوں کے واسطے بنایا برابر ہے اس میں لگا رہنے والا اور باہر کا اور جو اسکے اندر آیا اسکو امن ملا تو کو کے لوگ اللہ تعالیٰ کو گمراہی کی تفضیل بڑے امن میں تھے اور ساری کاعرب میں فساد تھا ایک ایک کو لٹا ایک ایک کو قتل کرتا جیسے فرمایا ہوا اسطے کہ ہمارا کما قریش کو ہلا کر کہنا انکو کوچ سے جاڑے کے اور گرمی کے قوجا ہیے بندگی کریں اس گہر کے رب کی جس نے انکو کمانا دیا یہو کی میں اور امن دیا دیز میں اس نعمت عظیمہ کا شکریہ کیا کہ اسکے ساتھ شریک مقرر کیے اور اسکے ساتھ اصنام و انداؤ کی عبادت کی اور بدل کیا اللہ کے احسان کا ناشکری اور اتارا اپنی قوم کو تباہی کے گہر میں اللہ کے نبی بندی رسول کو نہ مانا ان کو لائق یہ تھا کہ خالص اللہ کی عبادت کرتے اور اسے شریک نہ کر تو اور اسکے رسول کی تصدیق کرتے اور اسکی تعظیم و توقیر کرتے اولٹا اسکو لٹکا لیا یا اپنے شخص سے اللہ نے بھی ان سے اپنی نعمتیں چھین لیں اور بدترین کئی ایک کو قتل کیا پھر دولت و غلبہ اللہ اور رسول اور رسولوں کو ہو گیا اللہ نے اپنے رسول پر کچھ فتہ کر دیا انکی ناک خاں آلودہ کیریں انکو ذلیل و خوار کیا اوس سے سخت عذاب میں کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور کھو اللہ نے مجاہد جمی کی اور اسکو کچھ وحی نہ ہو اور جو کہے میں بھی اتار و ن کا ویسا ہی جیسا اللہ نے اوتارا ایسے ہی اوس سے سخت عذاب میں کون جی بات کو جتلا دے جیسا بناس ہوئے پہلا مفتخری دوسرا لکذب اسی لیے فرمایا کیا دوزخ میں منکرون کے بسنے کی جگہ نہیں بہ فرمایا اور جنہوں نے محنت کی ہمارے واسطے یعنی رسول اور آپ کے صحاب اور اتباع نے قیامت تک ہم انکو دنیا اور آخرت میں اپنی راہ میں سو جہاد میں لگے ابن ابی حاتم نے ابواحمد عباس ہمدانی عقی سے اس آیت کی تفسیر میں یہ نقل کیا کہ جو لوگ اپنے علم پر عمل کرتے ہیں اللہ انکو ان باتوں کی ہدایت کرتا ہے جو ان کو معلوم نہ ہوں احمد بن ابی الحواری نے کہا میں نے یہ سنے ابو سلیمان دارانی سے بیان کیا کہ اللہ اسکو یہ معنی اچھے لگے پھر بولا جسکو کسی اچھی بات کا امام ہو تو پھر کو درجہ تک کہ جب تک حضرت جلیل اللہ علیہ وسلم سے وہ معنی سن لے جیتا کہ اپنے امام پر عمل نہ کرے جب حضرت حسن انوار دوسرے عمل کرے اور احمد کہے تاکہ دل اور زبان موافق ہو جہاد میں ابن ابی حاتم

نے شعبی سے روایت کی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا احسان سب کا نام ہے کہ جو شخص تجھ سے برائی کرے
 اور سچ تو احسان کرے اس کا نام احسان نہیں کہ جو تجھ پر احسان کرے تو اس پر احسان کرے و اما علم سورہ
 عنکبوت کی تفسیر ختم ہوئی و الحمد للہ و المنۃ للفتح البیان کا بیان یہ ہے کہ غار قریش میں نبیین و مکیہ و کہیم
 نے انکو مشرک دین بسایا جو امن کی جگہ ہے غارت اور قتل اور قید اور لوٹ و ہار سے سلامت اور عافیت
 میں ہیں اور ساری ملک عرب میں ہر وقت لارہ ہڑ رہتی ہے انکے مال و جان کی لشکر بچہ مکنی کرتے ہیں عرب
 کے شیطاں و بل باک اور شیاطین انکے حرم اور اسوا کو لوٹ لیجاتے ہیں باطل سے مراد شرک اور اصنام
 اور شیطان ہے انہر اس کی محبت قائم ہو چکی جو وہ ایسی باتوں کا اقرار کرتے جو توحید کی موجب ہوتیں
 پھر جو بڑے یقین کرتے امر کی بڑی نعمت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دین اسلام کا شکر یہ
 بجا لاتے اور اس سے بے انصاف کون جو کہے امر کا شکر ہے یا اس کے رسول کو جو بلا وے خواہی
 طرف بھیجا گیا یا اس کی کتاب کو جو رسول پر اتری سدی کو کما حق سحر اور توحید ہے ظاہر ہی ہے کہ
 جسے حق صادق آوی اس کو شامل ہے رسول کتاب توحید سب حق کا معنی ہیں پھر کندن کو دیکھا یا اور
 ڈسایا کہ جو ایسے ایسے کام کریں ایسی ہی ناشکری اور ایسی دلیری کریں انکو دفع میں کیا جگہ نہیں
 جب مشرکین جاحدین توحید کا فرین خیم اللہ کا حال ذکر فرمایا تو انکے مقابلہ میں اپنے بندوں صالحین کا
 حال بیان فرماتا ہے اور جنہوں کو ہمارے واسطے پروردگار کی محنت کی ہماری رضامندی حاصل کرنے
 کو اور جو ہم پاس خیر ہے اسکی امید پر تو ہم ان کو اپنی راہ میں سو جہادین کو بعض نے کہا ہمارے حق میں
 اور ہمارے واسطے اور خالص ہمارے سونہ کو اور خاص ہمارے مراقبت اور قرب کو بڑی بڑی طاعات
 ہمیشہ لیکن کفار وغیرہ سے شدت و رخا اور مخالفت نفس میں سجود فتن اور شدائد محسن میں ہمارے عظمت
 کو تولی اور فعلی جہاد کیا ہم انکو اپنی طرف آنی والی راہ میں سو جہادینکے بعض نے کہا نیک استون کی طرف
 زیادہ ہدایت اور توفیق دینگے ابن عطار سے مروی ہے کہ جنہوں کو ہمارے رضامندی حاصل کر نیکو
 محنت کی ہم انکو اپنی رضامندی تک پہنچنے کی ہدایت کریں گے جنید سے منقول ہے جنہوں کو توبہ میں
 محنت کی ہم انکو اطلاق کی راہ میں سو جہادین گے یا جنہوں نے ہماری خدمت میں محنت کی ہم ان پر
 اپنی سناجات اور انس کی راہ میں کمولین گے ابن عطلیہ نے کہا یہ آیت مکی ہے جہاد عرفی کے فرض
 ہونے سے پہلے اتری اس سے مراد دین میں جہاد عام اور اسکی رضامندی کی طلب میں کوشش کرنی

استہارہ ابن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایمان لائے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرے وہ جہاد میں حصہ لے گا۔

ہے بعض نے کہا یہ آیت اللہ کے بندوں کے لیے ہے۔ مگر اسی میں بھی یہ ہے کہ جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے وہ جہاد میں حصہ لے گا۔
 ہوں تو اہل ثغور اور سلف کو اقوال کے ذریعہ بتایا جا چکا ہے کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے والذین جاہدوا
 فینا لنمہدنہم سبلنا بعض نے کہا طاعات پر صبر کرنا اور مومن کی مخالفت مجاہدہ ہے فضیل بن عیاض
 نے کہا جنہوں نے طلب علم میں محنت کی ہم انکو علم اور عمل کی راہ میں سوجھا دیں گے سہل بن عبد اللہ نے
 کہا جنہوں نے سنت کی اقامت اور بدعت کی امامت میں کوشش کی ہم انکو بہشت کی راہ میں سوجھا دیں گے
 گئے ابن عباس نے کہا جنہوں نے ہماری طاعت میں کوشش کی ہم انکو اپنے جواب کی راہ میں سوجھا دیں گے اور
 ابوسلیمان دارانی نے کہا جنہوں نے اپنے علم میں محنت کی ہم انکو وہ باتیں سوجھا دیں گے جو وہ نہیں
 جانتے اور بعض سے منقول ہے جو شخص اپنے علم پر عمل کرے اسکو ان باتوں کی توفیق ملتی ہے جو وہ نہیں
 جانتا ابراہیم بن ادہم نے کہا یہ آیت ان لوگوں کے حق میں ہے جو اپنے علم پر عمل کرتے ہیں ابوسلیمان
 دارانی نے یہ بھی کہا کہ اس آیت میں جہاد سے مراد صرف قتال کفار ہی نہیں بلکہ دین کی مدد اور
 مسبطلین اور ظالمین پر رد و قمع بھی ہے۔
 نے طاعت اللہ ابن عبیدہ نے فرمایا دنیا میں سنت کی مثال جیسے عقیقے میں بہشت جو عقیقے میں بہشت میں
 داخل ہو وہ سلامتی پاوے ویسے ہی جو دنیا میں سنت کو لازم کرے وہ سلامتی پاوے اور آیت کا ظاہر
 عام ہے ان سب معنوں کو شامل ہے لہذا نے کہا مجاہدہ کو مطلق رکھا اسکو مفعول سے مقید نہ کیا
 تاکہ ہر ایک مجاہدہ کو شامل ہو جن کو مجاہدہ کرنا واجب ہے نفس و شیطان اور دین کے دشمنوں کو اور بیشک
 اللہ ساتھ ہے نیکی والوں کے نصرت اور سعادت سے دنیا میں اور بخشش و مغفرت سے عقیقے میں لوط ابوالکلام
 بہشت ہر آخرت میں اور جس کو ساتھ اللہ ہو وہ کبھی ذلیل و خوار نہ ہوگا فقط سورہ عنکبوت کی تفسیر ختم ہوئی۔
 والحمد للہ الذی انعمتہ و جلالتہ و جلالہ تم الصالحات

اللہ تعالیٰ کا ہر نذر شکر ہے کہ خاکسار کے اہتمام سے تفسیر ترجمان القرآن لطائف البیان کی دسویں
 جلد بہت ہی خوشگامی ساتھ زیور طبع سے فرین ہو کر شائقین قرآن مجید کے لیے ذخیرہ عاقبت ہوئی اللہ تعالیٰ
 اسکے پڑھنے پڑانے والے کو اجر و ثواب عطا فرماوے۔ آمین
 کیا یہی جلد کا بھی اہتمام شروع ہو اللہ تعالیٰ اس تمام کام کی توفیق بخشے

